بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

VOL. 01



تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 23, 2016 at 11:11am UTC+05

لائف بیسٹ نوٹس



لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔اسی طرح قائدِاعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات و واقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔ ان پبلیکیشنز میں "من کٹھرا"، "شہرِ داغدار" اور مثلِ کلیات شامل ہیں۔ اس حصے کا اختتام میری پروفیشنل سمری کے ساتھ ہوتا ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس اپنے پہلے ڈرافٹ کے ساتھ حاضرِ خدمت ہے۔ ابھی اس پر بہت کام ہونا ہے، اس لیے مرحلہ وار اس میں نوٹس کا اضافہ جاری رہے گا۔ کیوں کہ سیکھنے کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے، اس لیے جو بھی راہ نمائی اللہ سے اور اس کے بندوں سے ملتی رہے گی وہ آپ کی امانت ہے اور جلد آپ تک پہنچے گی۔ وقت نکالنے اور پڑھنے کا بہت شکریہ، اگر آپ اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو اپنا علم اور تجربہ ضرور شئیر کریں، پڑھنے اور شامل کرنے میں بے حد خوشی ہو گی۔

www.mianwaqar.com میاں وقارالاسلام

www.marvelsystem.com پرنسپل کنسلٹینٹ مارول سسٹم

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:59pm UTC+05

میاں وقارالاسلام، پرنسپل کنسلٹینٹ مارول سسٹم



میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے ہر ذرے کو چمکنے کی بھرپور صلاحیت عطا کی ہے، چمکنے کی طاقت صرف وہ ذرہ نہیں رکھتا جو اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتا۔ ورنہ اللہ کی رحمت ہر ذرہ پر یکساں برستی رہتی ہے۔ ذرہ جب اپنی حقیقت پہچان لیتا ہے تو اس پر اس کے بنانے والے کے راز آشکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو ذرہ رب کے نور سے منور ہو جاتا ہے تو پوری دنیا تک اس کی روشنی پہنچتی ہے۔ جو ذرے اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتے وہ اپنی بے نوری پر روتے رہتے ہیں جبکہ نور کے خزانے ان کے دلوں میں ہی دفن رہتے ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1



ادبی سفر

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

Thursday, May 4, 2017 at 1:30am UTC+05

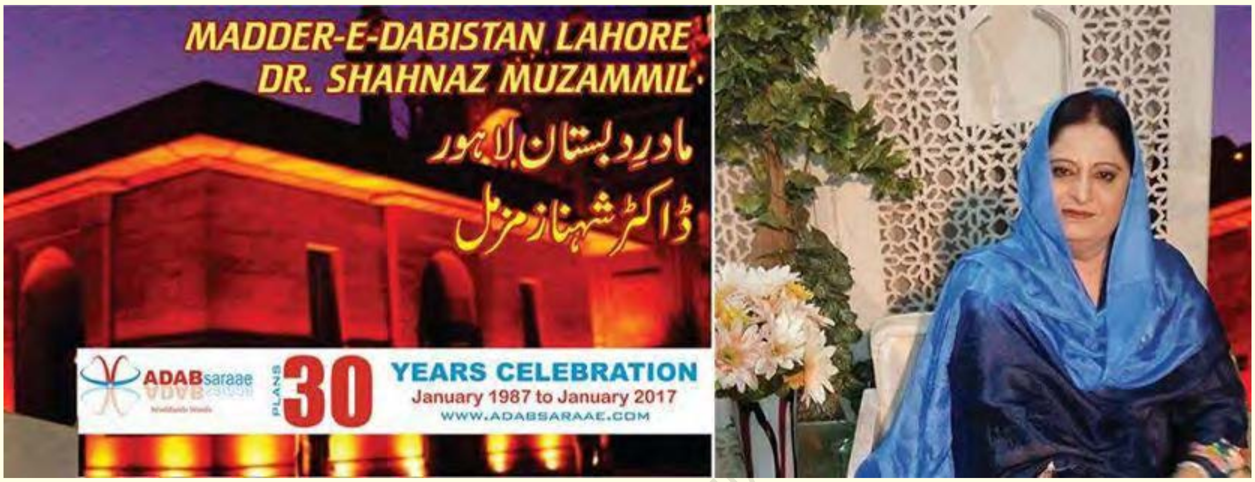
ادبی سفر کا آغاز کب ہوا؟

میری گُم نام شاعری کا آغاز تو شاید میرے ہوش سنبھالتے ہی میرے لاشعور کے کسی کونے میں ہو چکا تھا۔ یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ جواں ہوتے احساسات اور جذبات میں رنگتا گیا۔ 1993 سے باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا، اُس وقت میری عمر تقریباً 16 سال کے لگ بھگ تھی اور میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔

آپ نظم یا غزل میں کس سے متاثر ہوئے؟

ادب کی دنیا بہت وسیع ہے، ادب کے آسمان پر ان گنت ستارے ہیں، ہر ستارہ اپنی آب و تاب سے چمک رہا ہے، جسے دیکھیں اس کا اپنا ایک الگ انداز ہے۔ اٹھارویں صدی سے شروع کریں تو میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی، مرزا اسد اللہ خاں غالب، محمد ابراہیم خان، ذوق اور بہادر شاہ ظفر جیسے بڑے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔ انیسویں صدی میں جھانکیں تو امیر مینائی، داغ دہلوی، الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، اکبر الہ آبادی، حسرت موہانی، جگر مراد آبادی اور جوش ملیح آبادی جیسے نام نظر آتے ہیں۔ آگے چلتے ہیں تو فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، قتیل شفائی، استاد دامن، حبیب جالب، ناصر کاظمی، منیر نیازی، مصطفیٰ زیدی، احمد فراز، کشور ناہید، غلام محمد قاصر، پروین شاکر، ثمینہ راجہ، نوشی گیلانی اور ڈاکٹر شہناز مزمل جیسے کئی نمایاں نام نظر آتے ہیں. کس کا نام رکھیں اور کس کا چھوڑ دیں، ادب کے آسمان میں سب کا اپنا اپنا مقام ہے۔ نئے لکھنے والے ادب کے نئے افق تلاش کر رہے ہیں۔

کسی شاعر یا ادیب کا تلمذ اختیار کیا؟



ڈاکٹر شہناز مزمل کی رہنمائی ہر موڑ پر حاصل رہی ہے۔

ادب کی کون سی صنف زیادہ پسند ہے؟

نثری ادب میں ناول، افسانہ، تنقید، کالم، نثر، کہانی، ڈراما، فلم، پیروڈی، سفر نامہ اور سوانح حیات وغیرہ سب کا اپنا مقام اور اپنی اہمیت ہے۔ اسی طرح شاعری میں چند اصنافنظم، نثری نظم، نظم معری، آزاد نظم، غزل، گیت، شعر، قطعہ، رباعی، سہرا، مسدس، مخمس، لوری، ڈوھڑا (صرف سرائیکی میں)، کافی، قصیدہ، نعت، حمد، مرثیہ وغیرہ سب کی اپنی اپنی اہمیت اور اپنا اپنا مقام ہے۔ آج کل جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے اور ہم تک ادب کی رسائی خاصی آسان ہو گئی ہے۔ ادب بھی علم کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور خزانہ جیسا بھی ہو خزانہ ہی ہوتا ہے۔ کوئی صنف کسی سے کم نہیں، ادب کا کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہیں۔ ادب تو پھر ادب ہے، بعض دفعہ کوئی عام سے بات جو کہ کسی بھی ادبی صنف کی پابند نہیں ہوتی، دل میں گھر کر سکتی ہے، بات میں جان ہونی

چاہیے، بات اپنا رستہ خود بنا لیتی ہے۔ میں ادب کو اصناف میں تقسیم کر کے نہیں دیکھتا، میں ادب میں جمعیت کا قائل ہوں، اچھا کام کسی بھی صنف میں ہو انسان پسند کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

ادب کی کس صنف میں زیادہ کام کیا؟

۔نثری ادب میں اسلامی ومذہبی مضمون، تنقید، کالم، انٹرویوز، سکرپٹ، ریسرچ پیپرز، نثر، کہانی، پیروڈی، سفر نامہ اور سوانح حیات وغیرہ اور شاعری میں نظم، نثری نظم، آزاد نظم، غزل، نعت اور حمد وغیرہ پر کام کرنے کی کوشش کی ہے۔

شعری تصانیف کی تعداد اور نام؟

میری پہلی کتاب کا نام "من کٹھرا" تھا جو سال 2009 میں منظر عام پر آئی۔ کتاب کی رونمائی ہوٹل سن فورٹ لاہور میں ہوئی اور پروگرام کی صدارت ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ نے کی۔ میری دوسر کتاب کا نام "مثلِ کلیات" تھا جو 2014 میں مکمل ہوئی۔ میری تیسری کتاب کا نام "شہرِ داغدار" ہے جو کہ 2016 میں مکمل ہوئی ہے۔ میری چوتھی کتاب جو کہ ابھی زیرِ طباع ہے اس کا نام "سوزِ محشر" ہے۔ "مثلِ کلیات" محترمہ ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کی 30 کتابوں سے شاعری کا ایک مجموعہ ہے۔ "مثلِ کلیات" میں ڈاکٹر شہناز مزمل کی شاعری کے علاوہ ان کے ساتھ اور ادب سرائے انٹرنیشنل (دنیا میں معروف اردو ادبی فورم) کے ساتھ میرا 15 سالہ ادبی سفر نامہ بھی ہے۔ میری تین کتابیں: 1۔ "من کٹھرا" 2۔ "شہرِ داغدار" اور 3۔ "سوز محشر" تینوں مل کر ایک عظیم تصور "اسلامک وے آف لائف" کو بیان کرتی ہیں۔ "من کٹھرا" ہمارے خود کو سمجھنے کے بارے میں ہے کہ ہم کس طرح بنائے گئے ہیں۔ "شہرِ داغدار" ہماری کائنات کے بارے میں ہے کہ کس طرح کائنات تخلیق ہوئی ہے۔ "سوزِ محشر" قیامت کے دن کے بارے میں ہے کہ زندگی کے بعد کیا ہو گا۔ مزید یہ کہ یہ تینوں کتابوں بالترتیب "نفسِ امارہ"، "نفسِ لوامہ" اور "نفس مطمئنہ" پر بھی بات کرتی ہیں۔

نثری تصانیف کی تعداد اور نام؟



اردو کی شاعری کی کتابوں کو علاوہ میری ایک اردو کتابوں سیریز بھی ہے جس کا نام ہے "بیسٹ لائف نوٹس" لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کا ایک منفرد کتابی سلسلہ ہے۔ ان کتابوں میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات و واقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل

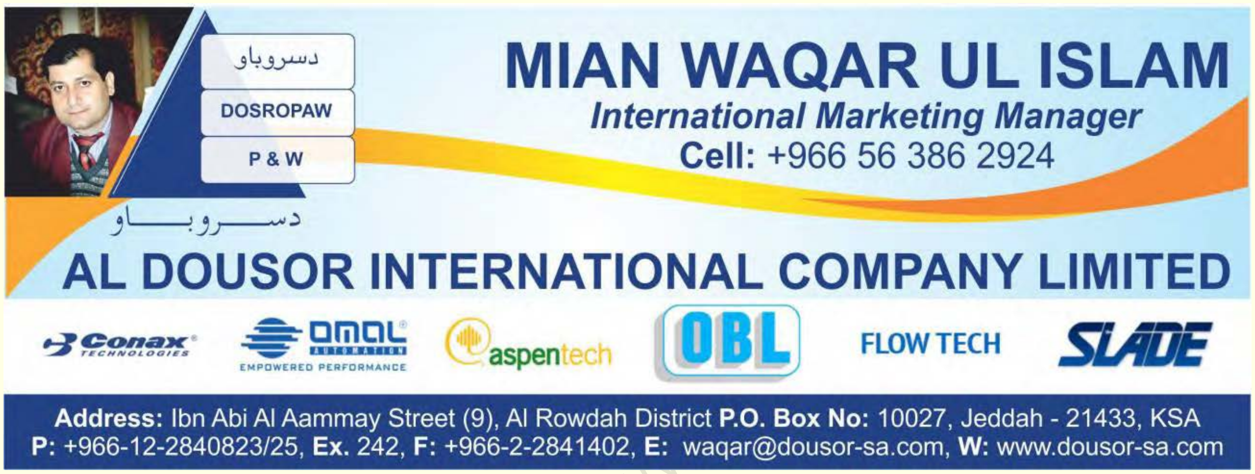
ہے۔ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔اب تک بیسٹ لائف نوٹس میں 100 سے زیادہ لوگ اپنا کم یا زیادہ حصہ ڈال چکے ہیں

گوادر سے متعلقہ پبلیکیشنز:



اردو کی کتابوں کے علاوہ میری 10 دیگر کتابیں ہیں، جن میں 9 گوادر "نیوز بکس" شامل ہیں اور ایک گوادر "ہینڈ بک" شامل ہے۔یہ کتابیں 150 سے زیادہ نیشنل اور انٹر نیشنل نیوز پیپرز سے نیوز کا تحقیقی مجموعہ ہے۔نیوز کو لیکشن کا تعلق براہ راست گوادر کے تمام میگا پراجیکٹس اور گوادر ڈیپ سی پورٹ سے ہے۔علاوہ ازیں چین پاکستان اقتصادی راہداری سے متعلق بھی بہت سی نیوز شامل ہیں۔" گوادر ہینڈ بک" میں ضلع گوادر کی اہم معلومات گوادر پورٹ کی تفصیلات،اہم پراجیکٹس، گوادر کا تصویری سفر،اہم نقشاجات،اہم اقدامات،اہم بیانات اور گوادر میں مستقبل کے منصوبوں کا احاطہ وغیرہ سب شامل ہے۔

آج کل کہاں رہائش پذیر ہیں؟



میں آج کل سعودی عرب کے شہر جدہ میں مقیم ہوں اور ایک سعودی گروپ جس کا نام ال دوسر انٹر نیشنل کمپنی لمٹیڈ ہے اس میں بطور انٹر نیشنل مارکیٹنگ مینیجر اپنی خدمات سر انجام دے رہا ہوں۔ ال دوسر گروپ کی 5 کمپنیاں ہیں جو کہ گذشتہ 30 سالوں سے سعودی عرب میں کام کر رہی ہیں۔ ان کمپنیوں کے امریکہ اور یورپ سے 100 سے زیادہ ٹریڈنگ پارٹنرز ہیں۔ زیادہ تر پارٹنرز کا تعلق کیمیکلز، الیکٹرکل، مکینیکل، سول انسٹرومنٹل اور جدید کسٹم سلوشنز کی فیلڈز سے ہے۔

بچپن کی کوئی خوبصورت یاد؟

جب پہلی دفعہ قران پڑھا جب میں نے پہلی دفعہ قران ترجمے کے ساتھ پڑھا، تو سوچ میں پڑ گیا کہ یہی قران تھا جسے پڑھ کر صحابہ روتے جاتے تھے، پھر یہ سوچا کہ مجھ پہ تو ایسی کیفیت آئی ہی نہیں، پھر یہی سوچ کر قران دوبارہ پڑھنا شروع کیا، پھر وہ پہلی آیت آ

ہی گئ جس پر انتہا کی رقعت قائم ہوئی اور 45 منٹ تک میں اس آیت سے آگے نہیں بڑھ سکا: پارہ نمبر 4، آیت نمبر 188،
سورت ال عمران لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا وَّیُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا فَلَا تَحۡسَبَنَّہُمۡ بِمَفَازَۃٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ
۱۸۸آپ ہر گز خیال نہ کریں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے ان پر ان کی تعریف کی جائے ان کے بارے میں آپ ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے چھوٹ گئے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ الفاظ میرے کانوں سے گزرتے اور میرے ماضی اور حال کے حالات میرے سامنے گھومنے لگتے، اگر مجھے کبھی کسی نے دھوکہ دیا، تو اس کے پیچھے جھوٹی تعریفیں ہی نظر آئیں، اور پروفیشنل لائف میں بہتر سے بہتر پراگرس کے لیے ہمیں یا اپنی کمپنی یا اپنے پراڈکٹس یا اپنی سروس کی خاطر خواہ تعریف کرنی یا کروانی پڑتی۔ میری زندگی کی فلاسفی کو بدلنے کے لیے یہ ایک آیت کافی تھی۔ میں اپنے آپ کو اسی دن سے مسلمان سمجھتا ہوں، اسلام کی روح کیا ہوتی ہے، اللہ کو یاد کیسے کیا جاتا ہے اس کے لیے رویا اور تڑپا کیسے جاتا ہے، میری ذات اس طرح کی کسی بھی کیفیت سے سطحی طور پر بھی ناواقف تھی۔ قران پڑھیئے، دنیا میں ہماری ذات کو جھنجوڑنے کے لیے اس سے بڑی اور کوئی چیز نہیں اتاری گئ ! اسی لئے اسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔ ایک اور جگہ اللہ فرماتا ہے: کیا تمہیں پوری زندگی میں اتنا وقت نہیں ملا تھا، کہ ایک دفعہ قران پڑھ لیتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو قران پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور اپنی ہدایت کے راستے پر ثابت قدم رہنے کی طاقت بھی دے، امین۔

ادبی سفر کے دوران میں کوئی خوبصورت واقعہ ؟



مگر میرا چاند روٹھ جاتا ہے !

ماڈل ٹاؤن لائبریری میں ادب سرائے کے ماہانہ مشاعرے میں، میں نے ایک غزل پڑھی جس کا ایک شعر کچھ یوں تھا

سُنا ہے آج کی رات چاند نظر نہیں آیا
شاید مجھ سے رُوٹھا تھا جو اِدھر نہیں آیا

جب میں نے غزل پڑھ لی تو ایک سینئر مہمان شاعرہ نے کہا کہ بیٹا چاند سب کا سانجھا ہوتا ہے اور چاند کسی سے نہیں روٹھتا۔ ان کی بات پر میں نے جواب دیا کہ، آپ ٹھیک کہتی ہیں "مگر میرا چاند روٹھ جاتا ہے!

پوری غزل کچھ یوں تھی:

سُنا ہے آج کی رات چاند نظر نہیں آیا
شاید مجھ سے رُوٹھا تھا جو اِدھر نہیں آیا

دل کی بازی میں تم سے ہار بیٹھا تھا
باز تو پھر بھی اے بازی گر نہیں آیا

دیارِ بے خبر سے ناداں کو میرا تجسّس تھا
پر اِدھر بھولے سے بھی وہ بے خبر نہیں آیا

اُسے گلہ ہے میں نے بھلا دیا اُس کو
کیسے اُسے بتاؤں کب اُسکا ذِکر نہیں آیا

تیرے بغیر در بدر کتنا چلیں گے اب وقار

ہم پہ ٹوٹا قہر جو تجھ کو نظر نہیں آیا

شاعر: میاں وقارالاسلام

تصنیف: من کٹہرا

ادب میں کن سے متاثر ہیں؟

بہت سارے مصنفین کو ملنے، پڑھنے اور سننے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ بہت سا نیا پرانا ملا جلا کام نظر سے گذرتا رہتا ہے، بہت سارے لوگوں نے بہت اچھا کام کیا تھا، کر رہے ہیں اور کرتے نظر آ رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کے نام اتنے بڑے ہیں کہ اگر ان کا ذکر نہ کیا جائے تو ناانصافی ہو گی جن میں ضیاء محی الدین، اشفاق احمد، عمیرہ احمد، اوریا مقبول جان، انور مقصود، انتظار حسین، فاطمہ ثریا بجیا، بانو قدسیہ، بشریٰ انصاری، فریال گوہر، محمد یونس بٹ، مستنصر حسین تارڑ، منصور آفاق، منو بھائی، رضیہ بٹ، نسیم حجازی اور سعادت حسن منٹو جیسے بہت سے لوگ انتہائی نامور ہیں انہوں اپنے آپ کو ہر سطح پر منوایا ہے۔ یہ تھوڑے سے نام ہے تمام ستاروں کی گنتی چند لائنز میں ممکن نہیں۔ مگر ایک تاریخ رقم کی جا چکی اور اور نئی تاریخ رقم ہوتی نظر آ رہی ہے۔ بدلتے وقت سے ہم آہنگ بہت سا جدید کام بھی دیکھنے میں نظر آتا ہے جو ادب کے روشن مستقبل کی ضمانت معلوم ہوتا ہے۔

ادبی رسائل سے وابستگی؟



ماہانہ و سالانہ لیٹریری و کمرشل میڈیا رپورٹس، لیٹریری و کمرشل ایونٹ نیوز، لیٹریری و کمرشل انٹرویوز، سپلیمنٹس، ایڈوٹائزنگ، آرٹیکلز، شاعری، ٹی وی، ریڈیوز اینڈ نیوز پیپر سکرپٹس کی اشاعت اور براڈکاسٹنگ کے حوالے سے 150 سے زیادہ لوکل اور انٹرنیشنل میڈیا چینلز سے رابطہ رہا جن میں ریڈیو، نیوز پیپرز، ٹی وی، میگزینز اور مختلف آن لائن نیوز ویب سائٹس بھی شامل ہیں۔

ادبی گروپ بندیوں اور مخالفت کا سامنا ہوا؟

ادبی حلقوں کا نقشہ : میں ویسے تو کبھی بھی گروپ بندیوں کا یا ادبی مخالفت کا کبھی بھی شکار نہیں ہوا، مگر اس کلچر کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ جب کسی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، تو ہم خوب مزے لے کر پڑھتے ہیں اور بار بار پڑھتے ہیں،

لوگوں سے بڑھ بڑھ کر شئیر بھی کرتے ہیں، ہمارا خون ڈبل ہو جاتا ہے، جانے ہماری ذات کون سی تسکین پاتی ہے کہ ہماری روح تک سکون میں آ جاتی ہے، دراصل ہم اپنی شیطانی ہوس کو پورا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے اور محنت کرنے والوں کے حوصلوں کی دھجیاں اُڑاتے چلے ہیں اور اِس پر خوش بھی ہوتے ہیں۔ ادبی حلقوں کا نقشہ اس سے بالکل بھی مختلف نہیں ہے۔ اس طرح کے عمل اور رد عمل سے ادب مفلوج ہوتا ہے اور کچھ لوگ اسے ادب کی خدمت سمجھتے ہیں۔ باہمی وقار ادب کی روح ہے، وقار نہیں تو ادب بھی نہیں۔ ادبی سفر میں ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ باہمی عزت وقار برقرار رہے۔

ادب کے حوالے سے حکومتی پالیسی سے مطمئن ہیں؟

ادب کے حوالے سے حکومتی پالیسی ایک ڈیتھ سرٹیفیکیٹ کی حیثت رکھتی ہے۔ ادب دکھی عوام کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ معاشرے کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کرتا ہے، عوامی مسائل کے حل وضع کرتا ہے، اچھی روایات کا تحفظ کرتا ہے، قومی ویلوز مضبوط کرتا ہے، باہمی ربط اور ہم آہنگی بڑھاتا ہے، معاشی و معاشرتی تناؤ کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ سماجی گراوٹ کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ادب کے اثرات بچوں سے لے کر بڑوں تک سب میں نظر آتے ہیں، پڑھنے کو اچھا ملتا ہے، سننے کو اچھا ملتا ہے، دیکھنے کو اچھا ملتا ہے، جس سے لوگوں کے ذہنی تناؤ بھی کم ہوتے ہیں اور عوام میں شعور بھی بڑھتا ہے۔ اور ایک وقت آتا ہے کہ قوم ایک باشعور قوم بن کر سامنے آتی ہے۔ حکومتوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہی نہیں کہ ہماری قوم ایک باشعور قوم میں تبدیل ہو کیوں کہ ان کو پتہ ہے کہ جس دن قوم میں شعور پیدا ہو گیا انہیں سیاست میں جگہ نہیں ملے گی۔

اردو ادب سے وابستہ لوگوں کے لئیے کوئی پیغام؟

اردو ادب سے وابستہ لوگوں سے سوال بھی ہے اور ایک پیغام بھی، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ عوامی شاعر کہاں گئے جب ایوب خان کا دور آیا تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے یہ اس کا پاکستان ہے جو صدرِ پاکستان ہے اقتدار ایوب خان سے جنرل یحییٰ خان کو منتقل

ہوا تو حبیب جالب نے اُن کو بھی اسی لب و لہجے سے مخاطب کیا کہ تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا اُس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا حبیب جالب کا بھٹو کو "خراج تحسین" میں قائد عوام ہوں جتنے میرے وزیر ہیں سارے ہی بے ضمیر ہیں میں انکا بھی امام ہوں میں قائد عوام ہوں جنرل ضیاء الحق کا دور آیا تو حبیب جالب نے نئے آمر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ظلمت کو ضیاء صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا اس ظلم و ستم کو لطف و کرم اس دکھ کو دوا کیا لکھنا آمریت کے بعد جب پیپلز پارٹی کا پہلا دور حکومت آیا اور عوام کے حالات کچھ نہ بدلے تو جالب صاحب کو کہنا پڑا وہی حالات ہیں فقیروں کے دن پھریں ہیں فقط وزیروں کے ہر بلاول ہے دیس کا مقروض پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے بے نظیر کے بعد نواز شریف کا دور شروع ہوا اور اُنہوں نے عوام کے لئے اپنے بلند بانگ دعوے شروع کئے تو عوامی شاعر بیماریوں کی پوٹ بن گئے تھے مگر اُن سے رہا نہ گیا۔ میاں نواز شریف نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں عوام کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا مشہور بیان دیا تھا جس پر جالب نے کہا کہ نہ جاں دے دو، نہ دل دے دو بس اپنی ایک مل دے دو زیاں جو کر چکے ہو قوم کا تم اس کا بل دے دو حبیب جالب ظلم کے خلاف لکھنے کی روایات کم ہوتی جا رہی ہیں، سسکیاں لیتی ہوئی عوام کا کوئی پرسانِ حال نہیں، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

قرانِ مجید کا بہترین شاہکار



میری ناقص عقل جس چیز کو قرانِ مجید کا بہترین شاہکار سمجھنے پر آمادہ ہے, میں اسے دوستوں سے ضرور شئیر کرنا چاہوں گا۔ قرانِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر طرح طرح کے مناظرے کئے ہیں، خاص طور پر جب محشر کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کرکے میدانِ محشر کر طرف لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قران میں ہر جماعت کے معاملات بیان کئے ہیں، ان جماعتوں میں ایک گناہ گار جماعت شامل ہے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، ایک دوسری جماعت جو پرہزگاروں کی ہو گی جن کے چہرے روشن ہوں گے اور ایک تیسری جماعت جو سب سے آگے بڑھ جانے والی جماعت ہو گئ۔ اللہ تعالیٰ نے ان جماعتوں کے آپس میں بحث و تکرار کو بھی قلم بند کیا ہے۔ یہ بحث و مباحثہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب وہ دوزخ کو اپنے سامنے دیکھ لیں گے اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں ڈالے جانے والے ہیں تو ہر گناہ گار جماعت طرح طرح کے عذر پیش کرے گی تاکہ کسی نہ کسی طرح دوزخ کے عذاب سے بچ جائے۔ ایک جماعت کہے گی کہ یا اللہ یہ ہمارے بڑے، ہمارے عالم، ہمارے حکمران، ہمارے آباؤاجداد، دوست احباب خواہ کوئی بھی جماعت جس نے ان کو بہکایا ہو گا وہ اس کے بارے میں کہیں گے کہ انہیں دوگنا عذاب دیا جائے کیوں کہ

انہوں نے ان کی زندگی اور آخرت تباہ کر دی۔ اللہ فرمائے گا کہ ان کو بھی دگنا عذاب اور تم کو بھی دگنا عذاب تم عقل نہیں رکھتے تھے۔ یوں ہر جماعت اس طرح کے عذر قبول نہیں کیۓ جائیں گے۔ ایک اور جماعت کہے گی کہ یا اللہ ہم سے ہماری زمینیں، جائیدادیں، جاگیریں، سونا و چاندی، کاروبار، بال، بچے اور اہل خانہ خواہ جو کچھ بھی ان کی ملکیت ہو وہ سب لے لیا جائے اور کسی طرح ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ اس دن صرف اعمال کے سودے ہوں گے اور کسی سے ان کی ملکیت کا کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایک اور جماعت یہ کہے گی کہ یا اللہ اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں جانا نصیب ہو تو ہم بھی نیک اعمال کریں اور گمراہوں میں نہ ہوں۔ تو ان کی یہ درخواست بھی رد کر دی جائے گی۔ ایک اور جماعت یہ کہے گی کہ یا اللہ ہمیں تو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا، تو شیطان جواب دے گا کہ یا اللہ مجھ میں طاقت نہ تھی کہ ان سے کوئی گناہ کروا سکتا میں انہیں دور سے بلاتا تھا اور یہ خود ہی دوڑے چلے آتے تھے۔ تو اس جماعت کا یہ عذر بھی جاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ہر گناہ گار جماعت کے ہر طرح کے عذر ان کو واپس کر دیے جائیں گے اور گناہ گار انسان یا جماعت کے ہاتھ میں صرف مایوسی اور بے بسی ہی رہ جائے گی۔ اب گناہ گار انسان یا جماعت کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اب سارے عذر ختم ہو گئے ہیں اور بچنے کی کوئی تدبیر باقی نہیں رہی اور اب اس کا ٹھکانہ صرف دوزخ ہے۔ اور جب دوزخ کے داروغہ انہیں دوزخ کی طرف ہانکتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے، اور ان کے چہروں پر رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہو گا، اور ان کے دل اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان سے پھر ہم کلام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس وقت تمہاری ذات جس قدر بیزار ہو رہی ہے کہ دوزخ میں ڈالی جائے گی، اللہ کی ذات اس سے کئی گناہ زیادہ بیزار ہوتی تھی جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کی راہ اختیار کیا کرتے تھے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

شاعر کا نمائندہ شعر

لفظ وہ تخلیق کی دہلیز پر جب دھر گئے

شعر دو اُترے مگر وہ بات ساری کر گئے

میاں وقارالاسلام

ایک شام ایک شاعر

زباں ذکرِ الٰہی سے کبھی خالی نہیں ہوتی ہوں

جیسے بھی مرے حالات بدحالی نہیں ہوتی

اگر منزل ہی باطل ہو ڈگر سیدھی نہیں ہوتی

مسافت راہِ حق پر ہو تو پامالی نہیں ہوتی

....

پھیلا ہوا ہے چار سُو یہ رَب کا نور ہے

میں کیا ہوں مجھ کو کس لیئے خود پر غرور ہے

مجھ بے خبر کو آج تک اپنی خبر نہیں

میرے لہو میں دوڑتا رَب کا شعور ہے

....

اُبھرتے سورج کا سلام تیرے نام کر دیتا

دن کے سارے تام جھام تیرے نام کر دیتا

اختیار ہوتا گر اس بہار پر میرا

رنگ و بو کے انتظام تیرے نام کر دیتا میاں

....

سُن تو سہی وہ کیا کہتا ہے

خود میں کیوں ڈوبا رہتا ہے

ایک چُبھن ہے اس کے اندر

آنکھوں سے دریا بہتا ہے

....

ہمیں جاں کے بدلے نہیں ملا

دل مہنگا ہے یا سستا ہے

سب راز میرے بہہ جاتے ہیں

کیا عجب آنکھوں کا رستہ ہے

....

تم میری محبت ہو میری سزا نہیں ہو

اک بار کہہ دو مجھ سے کہ تم خفا نہیں ہو

مانا خطائیں میری بے حد شمار ہوں گی

میں بھی نہیں فرشتہ تم بھی خدا نہیں ہو

....

اُس کی آنکھوں پہ کیا کہا جائے

اُس کے ہونٹوں پہ کیا لکھا جائے

وہ تو ہے زندہ غزل کی صورت

اُس کے بارے میں کیا کہا جائے

....

اگر یہ ضد ہے تمہاری تو کیسے ممکن ہے

میں لاکھ چاہوں بھی تجھ کو منا نہیں سکتا رہے

ہیں تم سے ہی وابستہ لمحے خوشیوں کے

وہ عید، عید نہیں تو جو آ نہیں سکتا

....

سُنا ہے آج کی رات چاند نظر نہیں آیا

شاید مجھ سے رُوٹھا تھا جو اِدھر نہیں آیا

دل کی بازی میں تم سے ہار بیٹھا تھا

باز تو پھر بھی اے بازی گر نہیں آیا

....

من کٹہرا میں جب ٹھہرا شرم کا خود پہ پایا پہرا

لب خاموش تھے آنکھیں نَم تھیں سر بھی جھکا ہوا تھا میرا

....

اے دوست مجھ میں کوئی فرشتہ نہ کر تلاش

انساں کی دسترس میں فرشتہ نہیں آتا

....

حالِ دل بیاں کرتا ہوں رازِ دل عیاں کرتا ہوں

اہل دل شاعر کہتے ہیں شاعری کہاں کرتا ہوں

....

اے کاش ہجر موسم تم بھی تو کبھی دیکھو

ذرا ہم بھی جان جائیں کتنے تم افلاطوں ہو

....

حق میں تیرے جہاں وکالت نہیں جاتی

ہم سے وہاں لگائی عدالت نہیں جاتی

....

راستوں کا جنگل ہے انتظار کرتا ہے

شخص ہے وہ پھولوں سا پھر بھی خوار کرتا ہے

....

میری زمین بھی مجھے کھا پائے گی

کتنا سارے بدن پہ میرے ورثے لکھے ہوئے ہیں

....

یہ قطرے جو پلکوں پہ ٹھہرے ہوئے ہیں

مسلسل مرے ضبط کی انتہا ہیں

....

بھولا نہیں تجھے میں بس یہ بتا رہا ہوں

میں دل جلا نہیں ہوں میں دل جلا رہا ہوں

....

چند روز اپنی تم سے جو قربت نہیں رہی

تم سمجھے یہ کہ مجھ کو محبت نہیں رہی

....

ایسا احساس دلاتا ہے بشر

سب فرشتوں سے بڑا ہو جیسے

....

دوستی کی مثال کیسے دوں

میرے ہمدم تری مثال کے بعد

....

کبھی یقین تمہیں میں دِلا نہیں سکتا

میں بعد تیرے کہیں دل لگا نہیں سکتا

میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

پروفیشنل آیوارڈ: نیازی گروپ آف کمپنیز، لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ 2016

لٹریری آیوارڈ: ادب سرائے انٹرنیشنل، لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ 2017

انٹرنیشنل مارکیٹنگ مینیجر ال دوسر انٹرنیشنل کمپنی لمٹیڈ

موبائل: 0563862924

ای میل

mianwaqarpk@yahoo.com

ویب سائٹ

www.mianwaqar.com

Thursday, May 4, 2017 at 1:29am UTC+05

سٹوری آف بیسٹ لائف نوٹس



اللہ تعالیٰ نے حضرتِ انسان کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جن کا احساس اُسے خود بھی نہیں ہوتا۔ جوں جوں انسان کے علم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، پردے اُٹھتے چلے جاتے، انسان خود کو پہچاننے لگتا ہے۔ انسان کے اندر جو اللہ کے راز ہیں ان سے پردہ اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ کسی کو بولنے میں کمال حاصل ہوتا ہے تو کسی کو لکھنے میں۔ کسی کو شاعری میں کمال حاصل ہوتا ہے تو کسی کو مصوری میں۔ کوئی موسیقی مقام پیدا کرتا ہے تو کوئی اداکاری میں۔ کوئی کھیل میں اپنا مقام بنالیتا ہے تو کوئی ڈاکٹر یا انجینئر بن جاتا ہے، کوئی روحانی اور مذہبی بلندوں تک جا پہنچتا ہے اور کوئی سماجی خدمت میں اپنا مقام چھوڑ جاتا ہے۔ کچھ لوگ ملکوں کی تاریخ بدل دیتے ہیں، کچھ لوگ نسلیں ہی بدل کرر کھ دیتے ہیں۔ ایک ہی انسان ہے بے بس اور لاچار، ایک ہی انسان ہے خود مختیار اور طاقتور۔ انسان جب اپنی صلاحیتوں پہچاننے لگتا ہے اور اپنے اندر چھپی ہوئی خوبیوں استعمال میں لاتا ہے تو دنیا میں طرح طرح کے رنگ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جو لوگ اپنی صلاحتیوں کو مثبت انداز میں استعمال کرتے ہیں وہ ڈاکٹر ہوتے ہیں تو لوگوں کی زندگیاں بچاتے ہیں، سماجی کارکن ہوتے ہیں اور غریبوں کے مددگار اور غمگسار بن جاتے ہیں، صحافی ہوتے ہیں تو

مسکینوں کی آواز بن جاتے ہیں، وکیل ہوتے ہیں تو لاچار لوگوں کی وکالت کرتے ہیں۔ سیاسی کارکن ہوتے ہیں تو ظالم کے خلاف اور مظلوم کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ معاشرے میں ان لوگوں کا احترام اور مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہوتا۔ جو لوگ اپنی صلاحتوں کو منفی انداز میں استعمال کرتے ہیں وہ ڈاکٹر ہوتے ہیں تو لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں، سماجی کارکن ہوتے ہیں اور غریبوں کے منہ کا نوالا بھی چھین لیتے ہیں، صحافی ہوتے ہیں تو مسکینوں پھٹے ہوئے کپڑے بھی اُتار لیتے ہیں، وکیل ہوتے ہیں تو وقت کے فرعون کی وکالت کرتے ہیں۔ سیاسی کارکن ہوتے ہیں تو مظلوم کے خلاف اور ظالم کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔
معاشرے میں ان لوگوں کا عدمِ احترام اور مقامِ ذلت بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہوتا۔ اللہ خود فرماتا ہے کہ اگر وہ نیک کرنا چاہتا تو سب کو نیک کر دیتا، مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا کیوں کے اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے دنیا کھیل تماشے کے لیے نہیں بنائی یہ اس لیے کہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ ماریں اور وہ اس کا سر توڑ دے۔ پھر اللہ فرماتا ہے کہ ہم جس سے جو کام لینا چاہتے ہیں وہ لے لیتے ہیں۔ پھر اللہ یہ بھی فرماتا ہے، ہم جو چاہتے ہیں، اور جیسے چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ لوگ برائی کی دلدل کی تہہ میں ہوتے ہیں، اللہ انہیں وہاں سے اُٹھاتا ہے اُن کی حالت درست کرتا ہے اور معاشرے میں ایسے مقام سے نوازتا ہے کہ بڑے بڑے نام والوں کو بھی وہ مقام نہیں ملتا۔ اللہ فقیر کو اُٹھاتا ہے تو وقت کا بادشاہ بنا دیتا ہے، مزدوروں کو اُٹھاتا ہے تو کئی کمپنیوں کا مالک بنا دیتا ہے، جس کے تن پر کپڑا نہیں ہوتا اس کی ٹیکسٹائل ملیں لگ جاتی ہیں، جس کو ایک وقت کی روٹی میسر نہیں ہوتی اس کے کئی کئی ہوٹل کھل جاتے ہیں۔ یہ سب ہمارے سامنے ہو رہا ہوتا ہے، ہم دیکھتے بھی ہیں، ہم سمجھتے بھی ہیں، مگر ہمیں یقین نہیں آتا کہ یہ سب ہوا کیسے، راتوں رات، چند ماہ یا چند سالوں میں کوئی کتنا بدل سکتا ہے۔ جب اللہ کسی کے دل کو بدلتا ہے تو وقت کا حساب بے معانی ہو جاتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے، جب اللہ کی طرف سے ہدایت آتی تو دیر نہیں لگتی اور جب نہیں آتی تو موت تک نہیں آتی۔ اللہ اپنی رحمت کی بات کرتا ہے کہ اس کی رحمت تو بارش کی طرح برس رہی ہے، ہر وقت اور ہر جگہ۔ اُس رحمت صرف وہ دل مستفید نہیں ہوتا جو رجوع نہیں کرتا، حالانکہ بارش اس پر بھی ہوتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان دل رجوع کرے اور اللہ اُسے اپنی ہدایت سے فیض یاب نہ کرے۔ اس کی مثال بھی اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ دل بعض ایسے ہوتے ہیں کہ پتھر یا پھر اس سے بھی سخت، اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور اور بعض ایسے ہوتے ہیں کے اللہ کے خوف سے پھٹ پڑتے ہیں اور ان میں چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ دل بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نرم اور ذرخیز مٹی کہ طرح کہ ان پر ہلکی سی بارش بھی پڑے تو سر سبز و شاداب ہو جائیں، اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے بانجھ، بنجر اور مردہ زمین، کہ اس پر جتنی بھی بارش برسے کبھی کچھ نہیں اُگتا اور اگر کچھ اُگے بھی تو گلی سڑی گھاس۔ پروفیشنل کیریئر کونسلنگ،

اعزازی لیکچرز میں بھی ہم یہی کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کی چھپی ہوئی صلاحتیوں کو باہر لائیں تاکہ وہ اپنی پوشیدہ صلاحتوں کو بروئے کار لاسکیں اور وہ کرکے دیکھائیں جو باظاہر انہیں لگتا ہے کہ ان کے لیے ممکن ہی نہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جہاں ہم اسلامی حوالوں سے بات کرتے تھے وہیں اپنے تجربات، اپنے سینئرز کے مشاہدات، اپنے ٹیچرز اور پروفیشنل لائف میں سینئرز سے سیکھی ہوئی باتیں بھی شئیر کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بہت کچھ ملا، بہت سے ایسے لوگ ملے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ علمی دولت سے نوازا تھا۔ اللہ کیوں کہ سبب الاسباب ہے، وہ علم کے وسیلے پیدا کرتا رہتا ہے اور جن لوگوں تک چاہتا ہے اپنے علم کی روشنی پہنچادیتا ہے۔ میرے دل میں علم کی جو شمع روشن کردی گئی، اب میری کوشش اور خواہش ہے کہ اِسے امانت سمجھ کر دوسرے لوگوں کے دلوں کو بھی روشن کیا جائے۔ میرے اکثر لیکچرز اوپن لیکچرز ہوتے تھے جن کا کوئی پہلے سے طے شدہ فارمیٹ نہیں ہوتا تھا، بہت سے ٹاپکس پر بات ہوتی تھی جن میں لوکل اور انٹرنیشنل جاب مارکیٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بزنس اینڈ پروفیشن، بینکنگ اینڈ فنانس، انٹرنیشنل ریلیشن، پاک چائنہ ریلیشن، گوادر اینڈ سی پیک، لائف سکیل، کپیسٹی بلڈنگ کسٹم ٹرینگ وغیرہ وغیرہ۔ اکثر یہ فرمائش رہتی تھی کہ میرے لیکچرز کا حوالہ ڈیجٹل یا پرنٹ فارمیٹ میں مل جائے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ فرمائشیں بڑھتی گئیں تو ایک دن ارادہ بھی کرلیا کہ کچھ مرتب کرلیا جائے۔ جب میں نے لکھنا شروع کہ کب کہاں اور کس سے کیا سیکھا تو میرے اندازے کے مطابق زیادہ سے زیادہ ایک کتاب کا مواد معلوم ہوتا تھا۔ مگر قلم تھا کہ رُکا نہیں اور بیسٹ لائف نوٹس کی کولیکشن بڑھتی ہی چلی گئی۔ بیسٹ لائف نوٹس ایک اوپن پلیٹ فارم میں تبدیل ہوگیا، پہلے تو میں نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا (جو کہ حیات تھے) اور ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا تھا۔ جو وفات پاگئے تھے انہیں اپنے الفاظ میں پھر سے زندہ کرلیا۔ اپنے حلقہ احباب میں اس کام کو بڑھایا تو لا تعداد نوٹس ملنے شروع ہوگئے۔ بیسٹ لائف نوٹس کا ایک ہلکا پھلکا سا فارمیٹ ہے، ہر طرح کے نوٹس شامل نہیں کئے، ہر ممکن کوشش یہ رہی کہ کسی بھی قسم کا غیر میعاری نوٹ نہ لگایا جائے اور نہ ہی بہت لمبے نوٹس بنائے جائیں اور نہ کی بہت مشکل نوٹس جمع کئے جائیں بلکہ عام فہم روزمرہ کی خوبصورت باتیں جس سے عام انسان کی زندگی میں تھوڑی بہت تبدلی لائے جاسکے۔ بیسٹ لائف نوٹس اب ایک وے آف لیونگ کی طرح محسوس ہوتا ہے ہر روز کئی طرح کے خوبصورت نوٹس موصول ہوتیں ہیں، پڑھ کر بہت انرجی اور سکون ملتا ہے اور اس طرح نوٹس کی کولیکشن بھی بڑھتی رہتی ہے، علم میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے، اور اس کے شئیرنگ بھی ہوتی رہتی ہے۔ دوستوں سے اسی بہانے ایک رابطے کا سلسلہ بھی رہتا ہے، ان کی رائے سے بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اب تک بسٹ لائف نوٹس میں 100 سے زیادہ لوگ اپنا کم یا زیادہ حصہ ڈال چکے ہیں بیسٹ لائف نوٹس کو پڑھنے اور پسند کرنے کا بہت شکریہ، یقیناً آپ کی زندگی کو بہتر بانے میں بہت

سے لوگوں نے اپنا حصہ ڈالا ہوگا، کچھ تجربات ایسے ہوں گے جو آپ کبھی بھلا نہیں سکے ہوں گے، کچھ مشاہدات ایسے ہوں گے جنہوں نے آپ کی زندگی کو یکسر بدل دیا ہوگا، کچھ باتوں کی نصیحیت آپ کو آپ کے والدین اور اساتذہ سے ملی ہو گی اور بہت کچھ آپ نے اپنے ایجوکیشنل اور پروفیشنل لائف سے سیکھا ہوگا، جسے آپ سمجھتے ہوں کہ عام لوگوں تک اور ہماری نوجوان نسل تک پہنچنا چاہیے۔ تو ضرور لکھیں، آپ کے تجربات، آپ کی لرننگ آپ کے نام سے میرے سفر کا حصہ بنے گی۔ کیا پتا کہاں کس کی زندگی تبدیل ہونے کے لیے آپ کے چند الفاظ کا ہی انتظار کر رہی ہو۔ اور آپ کی تھوری سی کوشش کو وسیلے کو طور پر قبول کر لیا جائے۔ جس طرح ہم پر علم کا حصول فرض ہے اسی طرح اُسی علم کو لوگوں کی فلاح اور اصلاح کے لیے آگے بھیجنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اسی طرح کا کچھ فرض میں نے ادا کرنے کی کوشش کی ہے، آپ بھی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی محنت قبول فرمائے اور آپ کو لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور لوگوں کو ہماری اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ امین، آباد رہیں۔ آپ سب کا ممنون اور آپ سب کے لیئے دعا گو!!

میاں وقار الاسلام

پروفیشنل آیوارڈ

نیازی گروپ آف کمپنیز، لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ 2016

انٹر نیشنل مارکیٹنگ مینیجر

ال دوسر انٹر نیشنل کمپنی لمٹیڈ

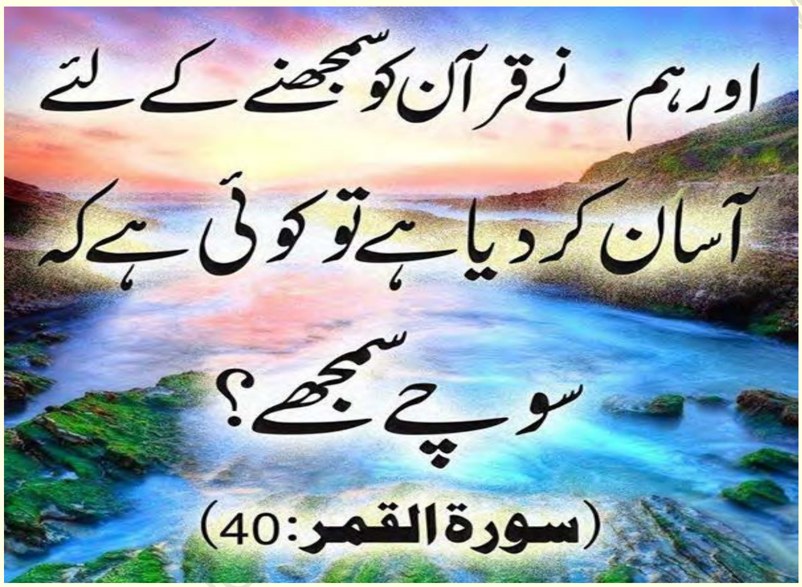
موبائل 0563862924

ای میل mianwaqarpk@yahoo.com

ویب سائٹ www.mianwaqar.com

Tuesday, August 9, 2016 at 9:59pm UTC+05

جب پہلی دفعہ قران پڑھا



جب میں نے پہلی دفعہ قران ترجمے کے ساتھ پڑھا، تو سوچ میں پڑ گیا کہ یہی قران تھا جسے پڑھ کر صحابہ روتے جاتے تھے، پھر یہ سوچا کہ مجھ پہ تو ایسی کیفیت آئی ہی نہیں، پھر یہی سوچ کر قران دوبارہ پڑھنا شروع کیا، پھر وہ پہلی آیت آ ہی گئ جس پر انتہا کی رقعت قائم ہوئی اور 45 منٹ تک میں اس آیت سے آگے نہیں بڑھ سکا: پارہ نمبر 4، آیت نمبر 188، سورت ال عمران لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۸۸ آپ ہر گز خیال نہ کریں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے ان پر ان کی تعریف کی جائے ان کے بارے میں آپ ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے چھوٹ گئے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ الفاظ میرے کانوں سے گزرتے اور میرے ماضی اور حال کے حالات میرے سامنے گھومنے لگتے، اگر مجھے کبھی کسی نے دھوکہ دیا، تو

اس کے پیچھے جھوٹی تعریفیں ہی نظر آئیں، اور پروفیشنل لائف میں بہتر سے بہتر پراگرس کے لیے ہمیں یا اپنی کمپنی یا اپنے پراڈکٹس یا اپنی سروس کی خاطر خواہ تعریف کرنی یا کروانی پڑتی۔ میری زندگی کی فلاسفی کو بدلنے کے لیے یہ ایک آیت کافی تھی۔ میں اپنے آپ کو اسی دن سے مسلمان سمجھتا ہوں، اسلام کی روح کیا ہوتی ہے، اللہ کو یاد کیسے کیا جاتا ہے اس کے لیے رویا اور تڑپا کیسے جاتا ہے، میری ذات اس طرح کی کسی بھی کیفیت سے سطحی طور پر بھی ناواقف تھی۔ قران پڑھیئے، دنیا میں ہماری ذات کو جھنجوڑنے کے لیے اس سے بڑی اور کوئی چیز نہیں اتاری گئی! اسی لئے اسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔ ایک اور جگہ اللہ فرماتا ہے: کیا تمہیں پوری زندگی میں اتنا وقت نہیں ملا تھا، کہ ایک دفعہ قران پڑھ لیتے: دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو قران پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور اپنی ہدایت کے راستے پر ثابت قدم رہنے کی طاقت بھی دے، امین۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Sunday, August 21, 2016 at 9:17pm UTC+05

قرانِ مجید کا بہترین شاہکار



میری ناقص عقل جس چیز کو قرانِ مجید کا بہترین شاہکار سمجھنے پر آمادہ ہے, میں اسے دوستوں سے ضرور شئیر کرنا چاہوں گا قرانِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر طرح طرح کے مناظرے کئے ہیں، خاص طور پر جب محشر کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے میدانِ محشر کر طرف لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قران میں ہر جماعت کے معاملات بیان کئے ہیں، ان جماعتوں میں ایک گناہ گار جماعت شامل ہے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، ایک دوسری جماعت جو پرہزگاروں کی ہو گی جن کے چہرے روشن ہوں گے اور ایک تیسری جماعت جو سب سے آگے بڑھ جانے والی جماعت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان جماعتوں کے آپس میں بحث و تکرار کو بھی قلم بند کیا ہے۔ یہ بحث و مباحثہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جب وہ دوزخ کو اپنے سامنے دیکھ لیں گے اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں ڈالے جانے والے ہیں تو ہر گناہ گار جماعت طرح طرح کے عذر پیش کرے گی تاکہ کسی نہ کسی طرح دوزخ کے

عذاب سے بچ جائے۔ ایک جماعت کہے گی کہ یا اللہ یہ ہمارے بڑے، ہمارے عالم، ہمارے حکمران، ہمارے آباؤاجداد، دوست احباب خواہ کوئی بھی جماعت جس نے ان کو بہکایا ہوگا وہ اس کے بارے میں کہیں گے کہ انہیں دوگنا عذاب دیا جائے کیوں کہ انہوں نے ان کی زندگی اور آخرت تباہ کر دی۔ اللہ فرمائے گا کہ ان کو بھی دگنا عذاب اور تم کو بھی دگنا عذاب تم عقل نہیں رکھتے تھے۔ یوں ہر جماعت اس طرح کے عذر قبول نہیں کیئے جائیں گے۔ ایک اور جماعت کہے گی کہ یا اللہ ہم سے ہماری زمینیں، جائیدادیں، جاگیریں، سونا و چاندی، کاروبار، بال، بچے اور اہل خانہ خواہ جو کچھ بھی ان کی ملکیت ہو وہ سب لے لیا جائے اور کسی طرح ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ اس دن صرف اعمال کے سودے ہوں گے اور کسی سے ان کی ملکیت کا کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایک اور جماعت یہ کہے گی کہ یا اللہ اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں جانا نصیب ہو تو ہم بھی نیک اعمال کریں اور گمراہوں میں نہ ہوں۔ تو ان کی یہ درخواست بھی رد کر دی جائے گی۔ ایک اور جماعت یہ کہے گی کہ یا اللہ ہمیں تو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا، تو شیطان جواب دے گا کہ یا اللہ مجھ میں طاقت نہ تھی کہ ان سے کوئی گناہ کروا سکتا میں انہیں دور سے بلاتا تھا اور یہ خود ہی دوڑے چلے آتے تھے۔ تو اس جماعت کا یہ عذر بھی جاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ہر گناہ گار جماعت کے ہر طرح کے عذر ان کو واپس کر دیے جائیں گے اور گناہ گار انسان یا جماعت کے ہاتھ میں صرف مایوسی اور بے بسی ہی رہ جائے گی۔ اب گناہ گار انسان یا جماعت کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اب سارے عذر ختم ہو گئے ہیں اور بچنے کی کوئی تدبیر باقی نہیں رہی اور اب اس کا ٹھکانہ صرف دوزخ ہے۔ اور جب دوزخ کے داروغہ انہیں دوزخ کی طرف ہانکتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے، اور ان کے چہروں پر رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہو گا، اور ان کے دل اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان سے پھر ہم کلام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس وقت تمہاری ذات جس قدر بیزار ہو رہی ہے کہ دوزخ میں ڈالی جائے گی، اللہ کی ذات اس سے کئی گناہ زیادہ بیزار ہوتی تھی جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کی راہ اختیار کیا کرتے تھے۔

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Sunday, August 21, 2016 at 1:02am UTC+05

دل میں اصل دینِ اسلام کا ظہور



قرانِ مجید پڑھنے سے پہلے میری زندگی بھی دنیا کے اندھیروں میں گھری ہوئی تھی، میں اکثر کہتا ہوں کہ میں خود کو مسلمان ہی تب سے محسوس کرتا ہوں جب میں نے قران مجید کو خود پڑھا اور سمجھنے کی کوشش کی۔ قران پڑھنے سے پہلے میرے دل میں اسلام نام کے کئی باطل بتوں کا بسیرا تھا۔ قران مجید پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ہی میرے دل میں اصل دینِ اسلام کا ظہور ہوا، جس کی وجہ سے تمام غلط عقائد اور باطل بتوں کا صفایا ہو گیا۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Sunday, August 21, 2016 at 1:02am UTC+05

قرانِ مجید ہدایت اور حکمت قرانِ مجید ہدایت اور حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

کامل ہے، مکمل ہے، آسان ہے محفوظ ہے۔



قرانِ مجید سے صرف ان لوگوں کو فائدہ نہیں ہوتا جن کی آنکھیں اندھی ہوں، یعنی حق کے دیکھنے کے بعد بھی آنکھیں بے نور ہی رہیں، کان بہرے ہوں، یعنی حق کے سننے کے بعد بھی کانوں کے سقل نہ جائیں، زبان گونگی ہو، یعنی حق کے جاننے کے بعد بھی اسے زبان پر نہ لائیں اور دل مردہ ہوں، یعنی حق بات دل تک پہنچے بھی اور دل بنجر کا بنجر ہی رہے۔

قران ایک مکمل ضابطۂِ حیات ہے، اور جو بھی اس میں سچے دل سے محنت کرتا ہے اور اس کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، اپنی زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ڈھونڈ لیتا ہے۔ وہی مکمل ضابطہ حیات جس پر اگر وہ ثابت قدم بھی رہے تو اُس کی منزل جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ قرانِ مجید وہ کتاب ہے ہر طرح کے اندھیروں سے نکال کر اجالوں کی طرف لے آتی ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Sunday, August 21, 2016 at 12:35am UTC+05

قرانِ مجید بہترین شاہکار



جب ہم قرانِ مجید کی بات کرتے ہیں تو قرانِ مجید بذاتِ خود، ہر رکوع، ہر پارہ، ہر سورت، ہر آیت، ہر لفظ ہر اور یہاں تک کہ اس کا ہر نقطہ اپنے لکھنے والے کا بہترین شاہکار نظر آتا ہے اور اُس کی خوبیاں بیان کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرانِ مجید میں خود چیلنج کرتا ہے کہ: سورۃ ہود آیت نمبر 13 اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ 13 یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن خود ہی بنا لیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

Saturday, August 20, 2016 at 2:41pm UTC+05

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے والد کے گھر پیدا ہوئے جو پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ دادا بلائے گئے جو اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول تھے۔ یہ خوشخبری سن کر دادا "حضرت عبدالمطلب" خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ جوشِ محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگالیا۔ پھر کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی اور "محمدؐ" نام رکھا۔ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی "حضرت ثویبہ" کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپؐ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپؐ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ شرفاء عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے دیہات کی صاف ستھری آب و ہوا میں بچوں کی

تندرستی اور جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص اور فصیح عربی زبان بھی سیکھ جاتے تھے کیونکہ شہر کی زبان باہر کے آدمیوں کے میل جول سے خالص اور فصیح و بلیغ زبان نہیں رہا کرتی۔ آپؐ کی عمر جب 6 سال کی ہوئی آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب مدینہ سے واپس آتے ہوئے بمقام ابواء انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں، جب آپ کی عمر 8 سال کی ہوئی تو آپ کے دادا "حضرت عبدالمطلب" کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کے بڑے چچا حضرت ابوطالب نے فرائض تربیت اپنے اوپر عائد کئے۔ اور اس شان سے تربیت کی کہ دنیا نے آپؐ کی ہمدردی اور خلوص کا لوہا مان لیا۔ جب حضرت عبدالمطلب کا وقت وفات قریب پہنچا تو انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگایا اور سخت گریہ کیا اور اپنے فرزند ابوطالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "اے ابوطالب یہ تیرے حقیقی بھائی کا بیٹا ہے اس دریگانہ کی حفاظت کرنا، اسے اپنا نور نظر اور لخت جگر سمجھنا، اس کے تفقد و خبر گیری میں کوتاہی نہ کرنا اور دست و زبان اور جان و مال سے اس کی اعانت کرتے رہنا۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



جب آپؐ کی عمر 25 سال کی ہوئی اور آپؐ کے حسن سیرت، آپ کی راستبازی، صدق اور دیانت کی عام شہرت ہو گئی اور آپؐ کو صادق و امین کا خطاب دیا جا چکا تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو انتہائی پاکیزہ نفس، خوش اخلاق اور خاندان قریش میں سب سے زیادہ دولت مند تھیں ایسے حال میں اپنی شادی کا پیغام پہنچایا جب کہ ان کی عمر چالیس سال کی تھی پیغام عقد منظور ہوا اور حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھا۔ رسول خدا کے ساتھ حضرت خدیجہ کا یہ پہلا عقد تھا۔ جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں رسول کریم نے کوئی عقد نہیں کیا۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



آپؐ نے 38 سال کی عمر میں "کوہ حرا" جسے جبل ثور بھی کہتے ہیں کو اپنی عبادت گذاری کی منزل قرار دیا اور اس کے ایک غار میں بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ آپؐ اسی عالم تنہائی میں مشغول عبادت تھے کہ آپؐ کے کانوں میں آواز آئی "یا محمد" آپؐ نے ادھر ادھر دیکھا کوئی دکھائی نہ دیا۔ پھر آواز آئی پھر آپؐ نے ادھر ادھر دیکھا ناگاہ آپؐ کی نظر ایک نورانی مخلوق پر پڑی وہ حضرت جبرائیل تھے انہوں نے کہا کہ "اقرا" پڑھو، حضور نے ارشاد فرمایا "ماأقراء۔" کیا پڑھوں انہوں نے عرض کی کہ "اقراء باسم ربک الذی خلق" پھر آپ نے سب کچھ پڑھ دیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر چالیس سال تھی۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



بعثت کے بعد آپؐ نے تین سال تک نہایت رازداری اور پوشیدگی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی فرمائی اس کے بعد کھلے بندوں تبلیغ کا حکم آگیا۔جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روزافزوں ترقی کرتا چلا جارہا ہے تو سخت مضطرب ہوئے پہلے تو چند قریش دشمن تھے اب سب کے سب مخالف ہوگئے۔ایک گروہ کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر کمر باندھ کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور صاف لفظوں میں کہا کہ محمدؐ نے ایک نئے مذہب کا اختراع کیا ہے اور وہ ہمارے خداوں کو ہمیشہ برا بھلا کہا کرتے ہیں لہٰذا انہیں ہمارے حوالے کردو ہم انہیں قتل کردیں یا پھر آمادہ جنگ ہو جاؤ حضرت ابوطالب نے اس وقت انھیں ٹال دیا اور وہ لوگ واپس چلے گئے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کام برابر کرتے رہے چند دنوں کے بعد دشمن پھر آئے اور انھوں نے آکر شکایت کی اور حضرت کے قتل پر اصرار کیا حضرت ابوطالب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعہ بیان کیا انہوں

نے فرمایا کہ اے چچا میں جو کہتا ہوں، کہتا رہوں گا میں کسی کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہو سکتا اور نہ کسی لالچ میں پھنس سکتا ہوں اگر میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب رکھ دیا جائے جب بھی میں تعمیل حکم خداوندی سے باز نہ آؤں گا میں جو کرتا ہوں حکم خدا سے کرتا ہوں، وہ میرا محافظ ہے یہ سن کر حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ "بیٹا تم جو کرتے ہو کرتے رہو، میں جب تک زندہ ہوں تمہاری طرف کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔" تھوڑے عرصہ کے بعد بروایت ابن ہشام وابن اثیر، کفار نے ابوطالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو ہم اسے قتل کر دیں اور اس کے بدلے میں ایک نوجوان ہم سے بنی مخزوم میں سے لے لو حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ تم بعید از عقل باتیں کرتے ہو، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوطالب نے اس کے رد عمل میں بنی ہاشم اور بنی مطلب سے امداد چاہی اور دشمنوں سے کہلا بھیجا کہ کعبہ وحرم کی قسم اگر محمدؐ کے پاؤں میں تمہاری طرف سے کانٹا بھی چبھا تو میں سب کو ہلاک کر دوں گا حضرت ابوطالب کے اس کہنے پر دشمن کے دلوں میں آگ لگ گئی اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر پوری طاقت سے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوطالب نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کو غیر محفوظ دیکھا تو ان لوگوں کو لے کر (جنہوں نے حمایت کا وعدہ کیا تھا) "شعب ابی طالب" کے پاس چلے گئے ۔ دشمنوں نے "شعب ابی طالب" کا چاروں طرف سے بھرپور محاصرہ کر لیا تھا اور انھیں مکمل قید میں مقید کر دیا تھا اس قید نے اہل شعب پر بڑی مصیبت ڈالی جسمانی اور روحانی تکلیف کے علاوہ رزق کی تنگی نے انہیں تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ دیندار درختوں کے پتے کھانے لگے ناتے ،کنبے والے اگرچوری چھپے کچھ کھانے پینے کی چیز پہنچا دیتے اور انہیں معلوم ہو جاتا تو سخت سزائیں دیتے اسی حالت میں تین سال گزر گئے ،جب اہل شعب کے بچے بھوک سے بے چین ہو کر چیختے اور چلاتے تھے تو پڑ سیوں کی نیند حرام ہو جاتی تھی اس حالت میں بھی آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی اور آپ کار رسالت انجام دیتے رہے۔ تین سال کے بعد ہشام بن عمر بن حرث کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم اور ہمارے بچے کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں اور بنی ہاشم اور ان کے بچے فاقہ کشی کر رہے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے پھر اس نے اور چند آدمیوں کو ہم خیال بنا کر قریش کے اجتماع میں اس سوال کو اٹھایا۔ ابو جہل اور اسکی بیوی نے مخالفت کی لیکن عوام کے دل پسیج اٹھے اسی دوران میں حضرت ابوطالب آگئے اور انہوں نے کہا کہ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" نے بتایا ہے کہ تم نے جو عہد نامہ لکھا ہے اس دیمک چر گئی ہے اور کاغذ کے اس حصہ کے سوا جس پر اللہ کا نام ہے سب ختم ہو گیا ہے اے قریش بس ظلم کی حد ہو چکی تم اپنے عہد نامہ کو دیکھو اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہنا سچ ہو تو انصاف کرو اور اگر جھوٹ ہو تو جو چاہے کرو۔ حضرت ابوطالب کے اس کہنے پر عہد نامہ منگوایا گیا اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس کے بارے میں من و عن صحیح ثابت ہوا جس کے بعد قریش شرمندہ ہو گئے اور شعب کا حصار ٹوٹ گیا۔

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



جب قریش کو معلوم ہوا کہ اسلام زور پکڑ رہا ہے تو وہ یہ سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے کسی نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہیں قتل کر دیا جائے تا کہ ان کا دین ہی ختم ہو جائے کسی نے کہا کہ جلاوطن کر دیا جائے ابو جہل نے رائے دی کہ مختلف قبائل کے لوگ جمع ہو کر بیک ساعت ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں تا کہ قریش خون بہانہ لے سکیں اسی رائے پر بات ٹھہر گئی، سب نے مل کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا پروردگار کی ہدایت کے مطابق جو حضرت جبرئیل کے ذریعہ پہنچی آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور خود باہر نکل گئے۔ صبح ہوتے ہوتے دشمن دروازہ توڑ کر داخل ہوئے تو حضرت علی کو سوتا ہوا پایا پوچھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ جواب دیا جہاں ہیں خدا کی امان میں ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ ہوتے ہی حضرت ابو بکر نے ان کا پیچھا کیا، اس کے بعد یہ دونوں غار ثور تک پہنچے یہ

غار مدینہ کی طرف مکہ سے ایک گھنٹہ کی راہ پر ڈھائی یا تین میل جنوب کی طرف واقع ہے اس پہاڑ کی چوٹی تقریباایک میل بلند ہے سمندر روں وہاں سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ حضرات غار میں داخل ہو گئے خدا نے ایسا کیا کہ غار کے منہ پر ببول کا درخت اُگا دیا مکڑی نے جالا تنا کبوتر نے انڈا دیا، اور غار میں داخلہ کا شبہ نہ رہا، جب دشمن اس غار پر پہنچے تو وہ یہی سب کچھ دیکھ کر واپس ہو گئے۔ حضرت علی آپ لوگوں کے لئے رات میں کھانا پہنچاتے رہے اور یہ اشخاص معمولی راستہ چھوڑ کر بحیرہ قلزم کے کنارے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے کفار مکہ نے انعام مقرر کر دیا تھا کہ جو شخص آپؐ کو زندہ پکڑ کر لائے گا یا آپؐ کا سر کاٹ کر لائے گا تو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے اس پر سراقہ بن مالک آپ کی کھوج لگاتا ہوا غار تک پہنچا اسے دیکھ کر حضرت ابو بکر رونے لگے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روتے کیوں ہو" خدا ہمارے ساتھ ہے" سراقہ قریب پہنچا ہی تھا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانگی کے لیے.برآمد ہو چکے تھے اس نے معافی مانگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معافی دیدی گھوڑا زمین سے نکل آیا وہ جان بچا کر بھاگا اور کافروں سے کہہ دیا کہ میں نے بہت تلاش کیا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراغ نہیں ملتا اب دو ہی صورتیں ہیں یا زمین میں سما گئے یا آسمان پر اڑ گئے۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے چند اہم واقعات



عرب کے ارد گرد چار بڑی سلطنتیں قائم تھیں: 1۔ حکومت ایران جس کا اثر وسط ایشیا سے عراق تک پھیلا ہوا تھا۔ 2۔ حکومت روم جس میں ایشیائے کوچک، فلسطین، شام اور یورپ کے بعض حصے شامل تھے۔ 3۔ مصر۔ 4۔ حکومت حبش جو مصری حکومت کے جنوب سے لے کر بحیرۂ قلزم کے مغربی علاقوں پر تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ حبش نجاشی، شاہ روم قیصر ہرقل، گورنر مصر جریح ابن مینا قبطی عرف مقوقش، بادشاہ ایران خسرو پرویز اور گورنر یمن باذان، والی دمشق حارث وغیرہ کے نام خطوط روانہ فرمائے۔ آپؐ کے خطوط کا مختلف بادشاہوں پر مختلف اثر ہوا، نجاشی نے اسلام قبول کر لیا، شاہ ایران نے آپؐ کا خط پڑھ کر غیظ وغضب کے تحت خط کے ٹکڑے اڑا دے قاصد کو نکال دیا، اور گورنر یمن نے لکھا کہ مدینہ کے دیوانہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیج دے۔ اس نے دو سپاہی مدینہ بھیجے تا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو گرفتار کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جاؤتم کیا گرفتار کروگے تمہیں خبر بھی ہے تمہارا بادشاہ انتقال کر گیا، سپاہی جو یمن پہنچے تو سنا کہ شاہ ایران داعی اجل کو لبیک کہہ چکا ہے آپؐ کی اس خبر دہی سے بہت سے کافر مسلمان ہوگئے۔ قیصر روم نے آپؐ کے خط کی تعظیم کی، گورنر مصر نے آپؐ کے قاصد کی بڑی مدارات کی اور بہت سے تحفوں سمیت اسے واپس کر دیا۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Saturday, August 20, 2016 at 10:41am UTC+05

علامہ اقبال کی زندگی کے چند واقعات

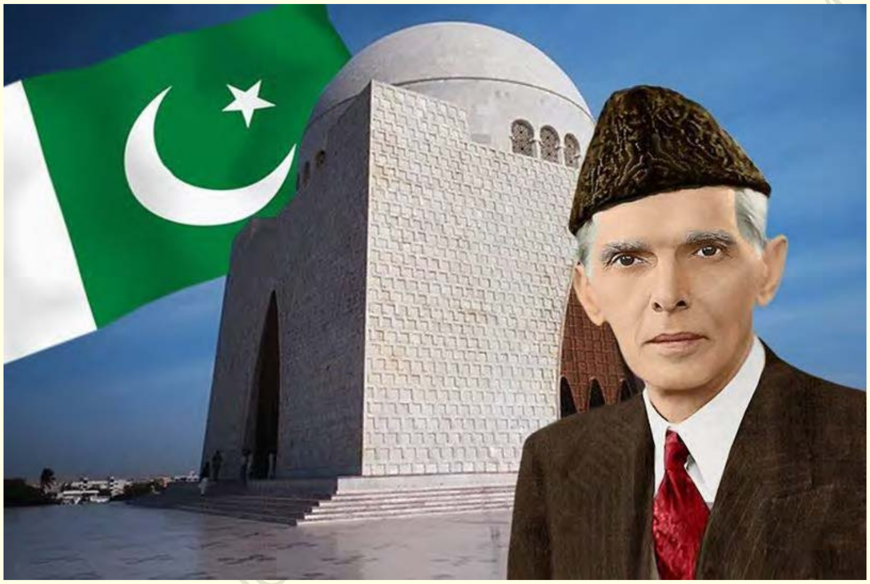


یہ بچہ بچپن ہی سے شوخ طبیعت واقع ہوا تھا۔ ایک روز جب اس بچے کی عمر ابھی صرف گیارہ سال ہی تھی۔ یہ بچہ کسی وجہ سے سکول سے لیٹ ہو گیا۔ عام طور پر یہ بچہ وقت کی پابندی کا قائل تھا۔ سکول پہنچنے پر سکول کے ماسٹر صاحب جو بچے کے دیر سے آنے پر غصہ میں تھے۔ ناراضگی کے تاثرات چہرے پر سجائے ماسٹر صاحب نے پوچھا اقبال تم دیر سے کیوں آئے ہو؟ اس کم عمر بچے جس کا نام اقبال تھا۔ اس بچے نے بے ساختہ جواب دیا۔ جی ہاں اقبال ہمیشہ دیر سے آتا ہے۔ استاد ایک دن بازار سے گزر رہے تھے اور گود میں ایک بچہ اٹھا رکھا تھا، جس کا نام احسان تھا۔ اقبال نے استاد کو بازار سے گزرتے دیکھا تو آگے بڑھ کر سلام کیا۔ استاد نے سلام کا جواب دیتے ہوئے بچے، احسان کو اقبال کی گود میں دے دیا۔ بچہ موٹا تازہ تھا، اس لیے اقبال تھوڑی دور چلنے کے بعد تھک گئے تو ستانے کے لیے رک گئے۔ استاد نے مڑ کر دیکھا تو اقبال سے مسکراتے ہوئے کہنے لگے: اس کی برداشت بھی دشواری ہے۔

اس پر اقبال نے فوراً جواب دیا : تیرا احسان بہت بھاری ہے۔ یہ سن کر استاد مولوی میر حسن نے اقبال کو شاباش دی۔ "اس ذہین و فطین بچے نے اپنی سوچ اور علم کی بدولت اتنی بلندی حاصل کی۔ آج ہم اس بچے کو علامہ اقبال کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب علامہ لاہور کے میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے۔ اس کے پچھواڑے میں ایک میدان تھا۔ جس میں اکثر پانی بھرا رہتا تھا اور مینڈک ٹراٹرا کر ساری رات سونا حرام کر دیتے۔ جاوید اقبال کی والدہ نے علامہ سے اس کی شکایت کی تو آپ ہنس پڑے اور بولے۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ لوگ شب بیداری کے لیے کیا جتن کرتے ہیں لیکن آپ کے لیے قدرت نے خود ہی انتظام کر دیا ہے۔ اس لیے مینڈکوں کو برا بھلا کہنے کی بجائے اللہ اللہ کیجیے۔ علامہ اقبال سے ان کے دوست نے کہا۔ آپ کی نظم پر ایک صاحب سخت تنقید کر رہے تھے۔ اقبال نے پوچھا۔ کیا وہ شاعر ہیں؟ دوست نے جواب دیا نہیں۔ اقبال نے سنجیدگی سے کہا جو لوگ کچھ کرتے ہیں وہ اکثر خاموش رہتے ہیں۔ لیکن جو کچھ نہیں کرتے وہ صرف تنقید کرتے ہیں۔ عمر کے آخری حصہ میں علامہ صاحب کو شوگر کا مرض لاحق ہو گیا تھا جس کے باعث حکیم صاحب نے آم کھانے سے منع کر دیا۔ چونکہ علامہ صاحب کو آم بہت ہی پسند تھے لہٰذا بحث کے بعد حکیم صاحب نے صرف ایک آم روزانہ کھانے کی اجازت دے دی۔ کچھ دنوں بعد حکیم صاحب اپنے مریض کے طبّی معائنہ کے لیے آئے تو علامہ صاحب کے تکیہ کے پاس طشتری میں ایک بڑا سا سیر (کلو) کے لگ بھگ آم پڑا پایا۔ حکیم صاحب نے آم کی طرف اشارہ کر کے غصے سے پوچھا "کیوں صاحب یہ سب کیا ہے؟" علامہ صاحب نے نہایت معصومیت سے جواب دیا "یہ صرف ایک ہی آم ہے۔

Friday, August 19, 2016 at 6:54pm UTC+05

قائداعظم محمد علی جناع کی زندگی کے چند واقعات



''دنیا میں اگر آپ خود کو سپاہِ اسلام کے طور پر منوانا چاہتے ہو تو لوگوں کو معاشی، سماجی، تعلیمی اور سیاسی میدان میں یکجا کرو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس طرح تم وہ طاقت بنو گے کہ پوری دنیا میں تسلیم کی جائیگی'' یہ بیان کسی اور کا نہیں ہمارے بانی پاکستان اور امت مسلمہ کے عظیم لیڈر قائداعظم محمد علی جناع کا ہے۔ یہ اس عظیم لیڈر کا قول ہے جس کے بارے میں ہمارے شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے فرمایا تھا کہ ''نہ تو اسے خریدا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ خیانت کر سکتا ہے'' ایک دفعہ برطانیہ کے سفیر نے آپ سے کہا کہ برطانیہ کے بادشاہ کا بھائی آ رہا ہے آپ انہیں ائیرپورٹ لینے جائیں۔ قائداعظم نے یہ شرط رکھی کہ میں تب ائیرپورٹ جاؤں اگر میرے بھائی کی برطانیہ آمد پر وہاں کا بادشاہ اسے لینے آئے۔ ایک دفعہ سرکاری استعمال کے لئے سینتیس (37) روپے کا فرنیچر لایا گیا۔ قائداعظم نے لسٹ دیکھی تو دیکھا سات روپے کی ایک کرسی اضافی آئی ہے، آپ نے پوچھا یہ

کس لئے ہے تو کہا گیا کہ آپ کی بہن فاطمہ جناع کے لئے۔آپ نے وہ کاٹ کے فرمایا کہ اس کے پیسے فاطمہ جناح سے لو۔کابینہ کی جتنی میٹنگز ہو تیں تھیں قائداعظم محمد علی جناع نے منع فرمایا تھا کہ کچھ بھی کھانے کے لئے نہ دیا جائے۔ قائداعظم جب بیمار تھے تو ایک خاتون ڈاکٹر ان کی خدمت میں مامور تھیں ا۔آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے میری بہت خدمت کی ہے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں تو اس نے کہا کہ میری ٹرانسفر میرے آبائی شہر میں کروادیں تو آپ نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں یہ وزارتِ صحت کا کام ہے۔ایک دفعہ آپ گاڑی میں کہیں جا رہے تھے تو ایک جگہ ریلوے ٹریک بند ہو گا۔آپ کا ڈرائیور اتر کے وہاں پر موجود شخص سے کہنے لگا کہ گورنر جنرل آئے ہیں ٹریک کھولو۔ مگر ہمارے عظیم لیڈر اور بانی پاکستان نے فرمایا کہ نہیں اسے بند رہنے دو۔ میں ایسی مثال قائم نہیں کرنا چاہتا جو پروٹوکول پر مبنی ہو۔ محمد علی جناع وہ لیڈر تھے جن کے بارے میں انگریزوں نے بھی کہا تھا کہ اگر ہمیں پتا ہوتا قائداعظم کو اتنی بڑی بیماری ہے تو ہم کبھی پاکستان نہ بننے دیتے۔ مرنے سے پہلے آپ نے اپنے ڈاکٹر سے کہا ''کہ پاکستان ہر گز وجود میں نہ آتا اگر اس میں فیضان نبوی ﷺ شامل نہ ہوتا''

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

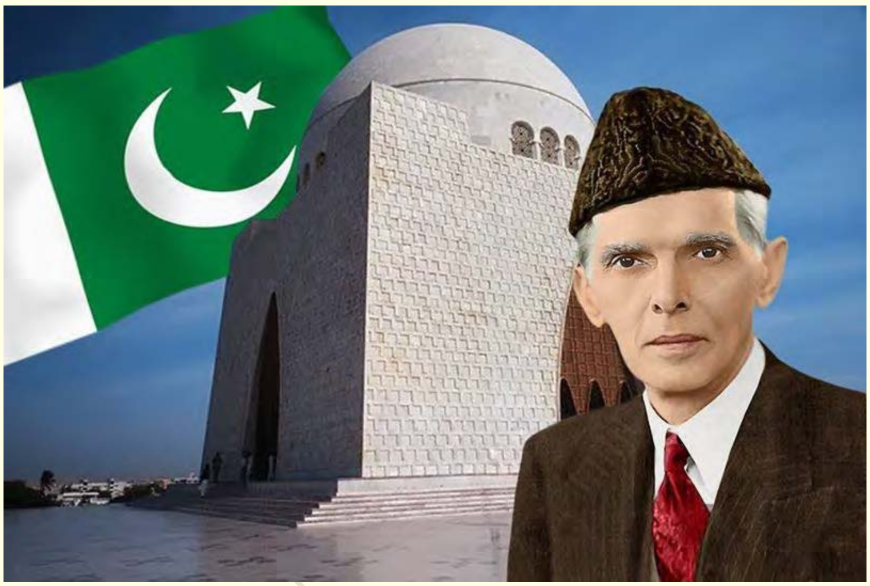
جلد : 1

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Friday, August 19, 2016 at 6:18pm UTC+05

جناح آف پاکستان



جناح آف پاکستان "کے مصنف پروفیسر اسٹینلے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا امریکہ اپنے کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔ " بہت کم " لوگ ایسے ہوتے ہیں جو تاریخ کا دھارا بدل دیتے ہیں اور ایسے لوگ تو اور بھی کم ہوتے ہیں جو دنیا کا نقشہ بدل کر دیتے ہیں اور ایسا تو کوئی کوئی ہوتا ہے جو ایک نئی مملکت قائم کر دے۔ محمد علی جناح ایک ایسی شخصیت ہیں جنھوں نے بیک وقت تینوں کارنامے کر دکھائے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

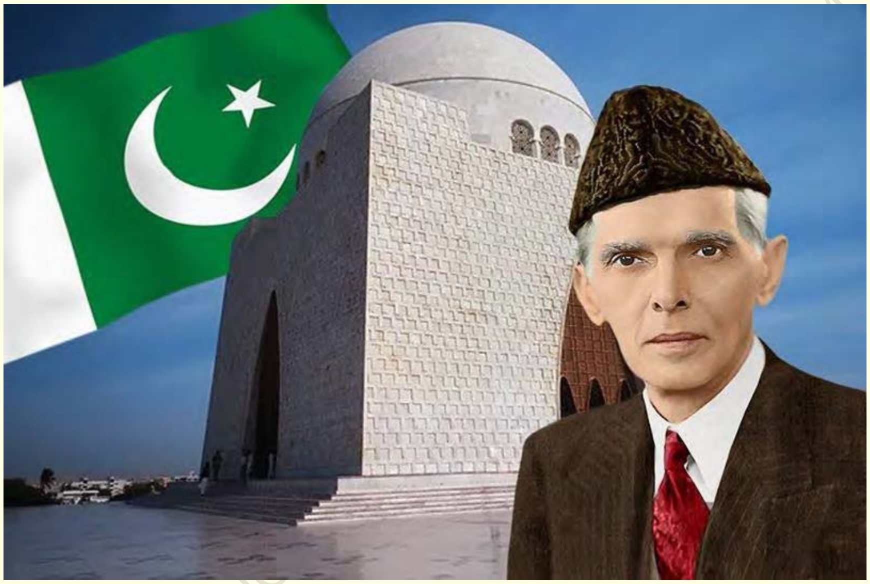
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

Friday, August 19, 2016 at 6:17pm UTC+05

قائداعظم کی قرآن فہمی قائداعظم



4مارچ 1946ء کو شیلانگ میں خواتین کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''ہندو بت پرستی کے قائل ہیں، ہم نہیں ہیں ہم مساوات، حریت اور بھائی چارے کے قائل ہیں جبکہ ہندو ذات پات کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم صرف ایک بیلٹ بکس میں اکٹھے ہو جائیں۔ آیئے اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ اور اسلام کی عظیم روایات کی طرف رجوع کریں جن میں ہماری رہنمائی کے لئے ہر چیز موجود ہے۔

ہم خلوص نیت سے ان کی پیروی کریں اور اپنی عظیم کتاب قرآن کریم کا اتباع ''تو یہ الفاظ ان کے قلب کی گہرائیوں سے نکل رہے تھے اور اس جذبے کے ساتھ قائداعظم نے مشورہ دیا ''ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی رہنمائی

جو زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔ تصنیف: بیسٹ (Complete Code) خود کر سکے '' کیونکہ قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے
لائف نوٹس مصنف: میاں

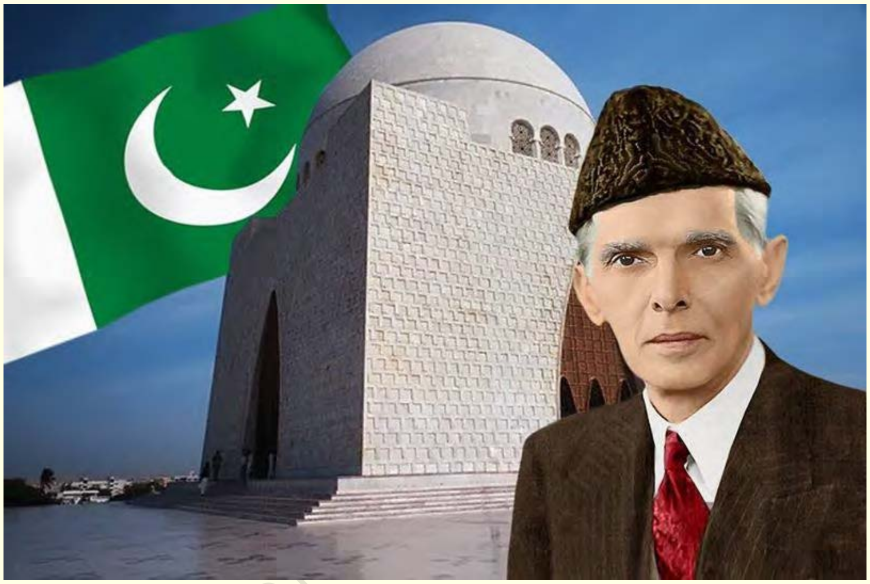
منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Friday, August 19, 2016 at 6:17pm UTC+05

فیفتھ کالمیسٹ



ہم فیفتھ کالمیسٹ کو ہر گز اپنی ریاست میں برداشت نہیں کریں گے، قائد اعظم کی واضح راہنمائی 21 مارچ 1948ء ڈھاکہ کی مندرجہ بالا پبلک میٹنگ سے خطاب میں فرمایا:

"میں آپ کو ایک دفعہ پھر خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے دشمن عناصر کی سازشوں کے جال میں پھنس جانے پر کڑی نظر فیفتھ کالمیسٹ پھیلے ہوئے ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ مسلمان رکھیں بدقسمتی سے آپ کے ارد گرد کہلاتے ہیں اور اس سے بھی بدتر بات یہ کہ وہ بیرون ملک سے مالی امداد وصول کرتے ہیں۔ ہم ایسے فیفتھ کالمیسٹ کو ہر گز اپنی ریاست میں برداشت نہیں کریں گے۔ آپ کی حکومت ایسے عناصر کے خلاف سخت ترین اقدامات لے گی۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

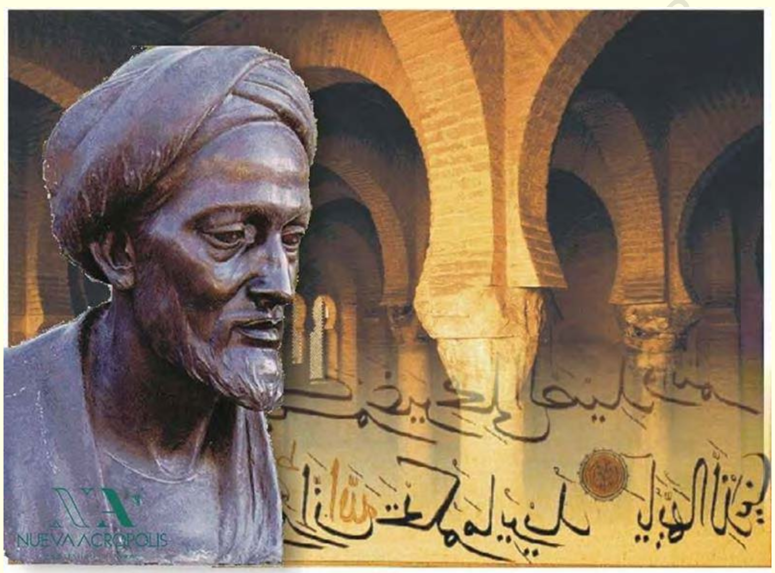
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Wednesday, August 17, 2016 at 9:48pm UTC+05

بندے کا بھی کچھ اختیار ہے،

حکایت رومی



ایک چور ایک باغ میں گھس گیا اور آم کے درخت پر چڑھ کر آم کھانے لگا، اتفاقاً باغبان بھی وہاں آ پہنچا اور چور سے کہنے لگا، او بے شرم یہ کیا کر رہے ہو؟ چور مسکرایا اور بولا، ارے بے خبر یہ باغ اللہ کا ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں، وہ مجھے کھلا رہا ہے اور میں کھا رہا ہوں، میں تو اسکا حکم پورا کر رہا ہوں، ورنہ تو پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا، باغبان نے چور سے کہا، جناب! آپ کا یہ وعظ سن کر دل بہت خوش ہوا، ذرا نیچے تشریف لائیے تاکہ میں آپ جیسے مومن باللہ کی دست بوسی کر لوں، سبحان اللہ اس جہالت کے دور میں آپ جیسے عارف کا دم غنیمت ھے، مجھے تو مدت کے بعد توحید و معرفت کا یہ نکتہ ملا ھے جو کرتا ھے، خدا ہی کرتا ھے اور بندے کا کچھ بھی اختیار نہیں، قبلہ ذرا نیچے تشریف لائیے، چور اپنی تعریف سن کر پھولا نہ سمایا اور جھٹ سے نیچے اتر

آیا، پھر، جب وہ نیچے آیا تو باغبان نے اسکو پکڑ لیااور رسی کے ساتھ درخت سے باندھ دیا۔ پھر خوب مرمت کی، آخر میں جب ڈنڈا اٹھایا تو چور چلااٹھا، کے ظالم کچھ تو رحم کرو، میرا اتناجرم نہیں جتنا تو نے مجھے مار لیا ہے۔ باغبان نے ہنس کر اس سے کہا کہ جناب ابھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اگر پھل کھانے والا اللہ کا بندہ تھا تو مارنے والا بھی تو اللہ کا بندہ ہے اور اللہ کے حکم سے ہی مار رہا ہے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہلتا، چور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا، خدارا مجھے چھوڑ دے، اصل مسئلہ میری سمجھ میں آگیا ھے، کہ بندے کا بھی کچھ اختیار ہے، باغبان نے کہا، اور اسی اختیار کی وجہ سے اچھے یا برے کام کا ذمہ دار بھی۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Wednesday, August 17, 2016 at 9:47pm UTC+05

سقراط کا تہری تقطیر (three filters test) ٹیسٹ



"یونان میں ایک شخص سقراط کے پاس آیا اور اس سے کہا، ''میں تمہیں تمہارے ایک دوست کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں !'' سقراط نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور کہا، ''اس سے قبل کہ تم مجھے یہ بات بتاؤ، میں چاہوں گا کہ تم ایک چھوٹا سا امتحان پاس کرو، یہ تہری تقطیر (three filters test) کا ٹیسٹ ہے... ''جو کچھ تم مجھے بتانے جا رہے ہو، اس کے بارے میں تمہیں پورا یقین ہے کہ وہ سچ ہے؟'' ''نہیں...'' اس آدمی نے کہا، ''اصل میں، میں نے کسی سے یہ سنا ہے!'' ''اچھا!'' سقراط نے کہا، ''تو گویا تم پہلے سوال کو پاس نہیں کر سکے، اس لیے کہ تم نے فقط سنا ہے، دوسرا سوال یہ ہے کہ جو کچھ تم مجھے میرے دوست کے بارے میں بتانا چاہ رہے ہو، کوئی اچھی بات ہے؟'' ''نہیں...'' اس نے کہا ''اس کے الٹ!'' ''تو گویا تم مجھے میرے

دوست کے بارے میں کچھ ایسا بتانا چاہ رہے ہو جو کہ اچھا بھی نہیں اور تمہیں اس کے سچ ہونے پر بھی یقین نہیں؟" سقراط رکا، "چلو... پھر بھی میں تم سے ٹیسٹ کا تیسرا سوال پوچھوں گا، کیا معلوم کہ تم پہلے دو سوالوں میں پاس نہیں کر سکے مگر تیسرے سوال میں پاس کر لو!" اس آدمی نے سوالیہ نظروں سے سقراط کو دیکھا۔ "کیا جو کچھ تم مجھے میرے دوست کے بارے میں بتانا چاہتے ہو، سچ یا جھوٹ اور اچھا بھی نہیں... اس بات کے جاننے سے مجھے کوئی فائدہ ہوگا اور نہ جاننے سے کوئی نقصان؟" "نہیں..." وہ بولا، "حقیقت میں نہیں، تمہیں اس کے جاننے سے کوئی فائدہ ہوگا نہ اس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان!" "اچھا!" سقراط نے مسکرا کر پوچھا، "جو کچھ تم مجھے بتانا چاہتے ہو، نہ وہ سچ ہے، نہ اچھا، نہ اس کے جاننے کا مجھے کوئی فائدہ، نہ لاعلمی سے کوئی نقصان تو میں تمہاری اس بات کو کیوں سنوں!!" آپ کے پاس کوئی آئے، پراسرار انداز میں آپ سے کوئی بات کہنا چاہے تو اس سے تین سوال پوچھیں، اس تقطیری ٹیسٹ سے اگر وہ شخص پاس ہو جائے تو ہی اس کی بات کو اہمیت دیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

کچھوؤں کے ایک خاندان کا پکنک پروگرام

انتخاب : میاں وقارالاسلام



ایک دفعہ کا ذکر ہے کچھوؤں کے ایک خاندان نے پکنک منانے کا فیصلہ کیا۔ کچھوے بنیادی اور قدرتی طور پر انتہائی سست واقع ہوئے ہیں، لہٰذا اُنھوں نے سات سال کا پروگرام بنایا کہ وہ سات سال کے عرصے میں پکنک منا کر واپس گھر آجائیں گے۔ خاندان نے کسی اچھی جگہ کی تلاش میں اپنا سفر شروع کیا اور گھومتے گھومتے دو سال بعد اُن کو اپنے لیے مناسب و موزوں جگہ مل ہی گئی۔ چھ ماہ کے عرصے میں اُنھوں نے اُس جگہ کو صاف سُتھرا کیا اور اپنی پکنک کا سامان نکال کر وہاں سیٹ کیا۔ سب تیاریاں مکمل کرنے کے بعد اُنھیں پتہ چلا کہ نمک تو وہ گھر ہی بھول آئے ہیں اور اُن سب کا کہنا تھا کہ نمک کے بغیر پکنک کا سارا مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ ایک لمبی بحث کے بعد ایک نوجوان کچھوا گھر سے جا کر نمک لانے پر تیار ہو گیا۔ یہ نوجوان کچھوا باقی ماندہ کچھوؤں سے قدرے تیز بھی

تھا، لیکن وہ ایک شرط پر جانے کیلیئے تیار ہوا کہ جب تک وہ واپس نہیں آئے گا کوئی خوراک کو ہاتھ تک نہیں لگائے گا اور کچھ نہیں کھائے گا۔ خاندان والے اُس کی شرط مان گئے اور وہ نوجوان کچھوا چلا گیا۔ تین سال بیت گئے، لیکن وہ کچھوا واپس نہیں آیا۔۔۔ پانچ سال۔۔۔۔۔ چھ سال۔۔۔۔۔

بالآخر سات سال گزر گئے لیکن اُس نوجون کچھوے کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ تھک ہار کر خاندان کے سب سے بوڑھے کچھوے نے فیصلہ کیا کہ ہم مزید بھوکے نہیں رہ سکتے اور یہ فیصلہ ہوتے ہی اُنھوں نے کھانا کھولنا شروع کیا کہ اچانک ایک پیڑ کے پیچھے سے وہی نوجوان کچھوا نمودار ہوا اور بولا: دیکھا! مجھے علم تھا کہ تم لوگ میرا انتظار نہیں کروگے۔ اب میں نمک لینے نہیں جاؤں گا۔ بالکل اسی طرح ہم میں سے کچھ لوگ اس انتظار میں اپنا وقت برباد کرتے رہتے ہیں کہ کوئی دوسرا غلطی کرے اور ہم اُس کو پکڑیں۔ ہمارا دھیان خود اپنی ذات اور اپنے اعمال پر ہونے کی بجائے دوسروں پر رہتا ہے۔ اس طرح نہ صرف ہم اپنا وقت، طاقت اور ذہانت برباد کرتے ہیں بلکہ اپنی زندگی میں منفی عوامل کو بھی داخل کر لیتے ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Saturday, August 13, 2016 at 3:43pm UTC+05

خطبہ حجۃالوداع، انسانیت کا عالمی منشور



حجۃالوداع کے موقع سے میدان عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جو خطاب فرمایا تھا اس کی اہمیت اس لیے بھی تھی کہ امت کے اتنے بڑے جم غفیر سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطاب تھا، آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے، اور سیدنا بلال صاس کی نکیل تھامے ہوئے تھے، اس کا لعاب انکے کندھے پر بہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لوگوں کو خاموش کرانے کا حکم دیا، جب انہوں نے مجمع کو خاموش کرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا، شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی، اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاوں تلے روند دی گئی، جاہلیت کے خون بھی ختم کردئے گئے، اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے.... یہ بچہ بنوسعد میں دودھ پی رہا تھا کہ ان ہی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا.... اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا

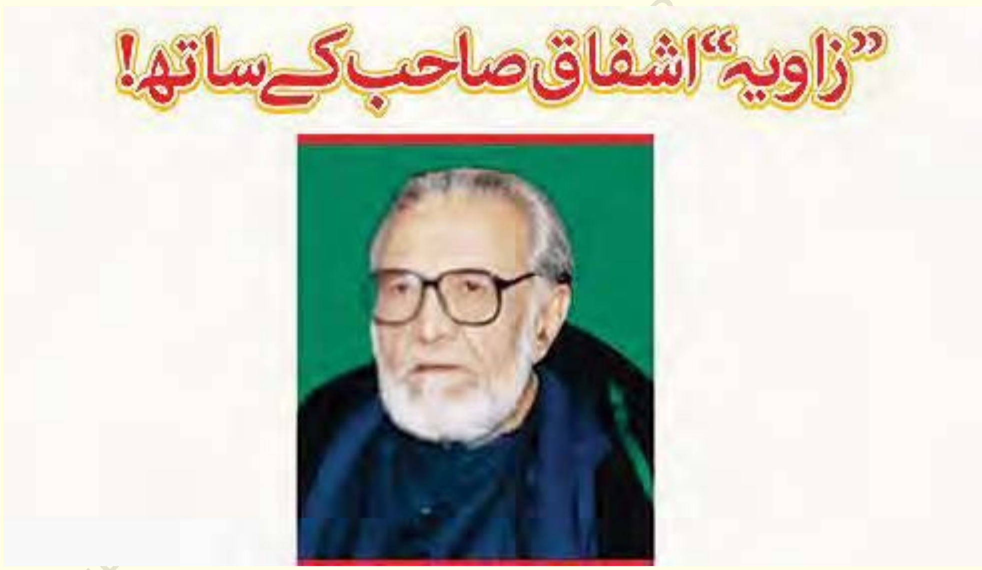
سود ہے۔اب یہ سارے کا سارا سود ختم ہے۔ہاں عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو آنے نہ دیں جو تمہیں گوارا نہیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو، لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں معروف کے ساتھ کھلاو اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے، اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔" (مسلم) "لوگو! یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور خوشی خوشی اپنے مال کی زکاۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کروگے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگے۔" (ابن ماجہ، ابن عساکر، رحمۃ للعالمین 263/1) "اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہوگے؟ صحابہ نے کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: "اے اللہ ! گواہ رہ "۔ (مسلم) اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا"۔ (مائدہ: 3)

Saturday, August 13, 2016 at 3:42pm UTC+05

اشفاق احمد

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور پاکستان

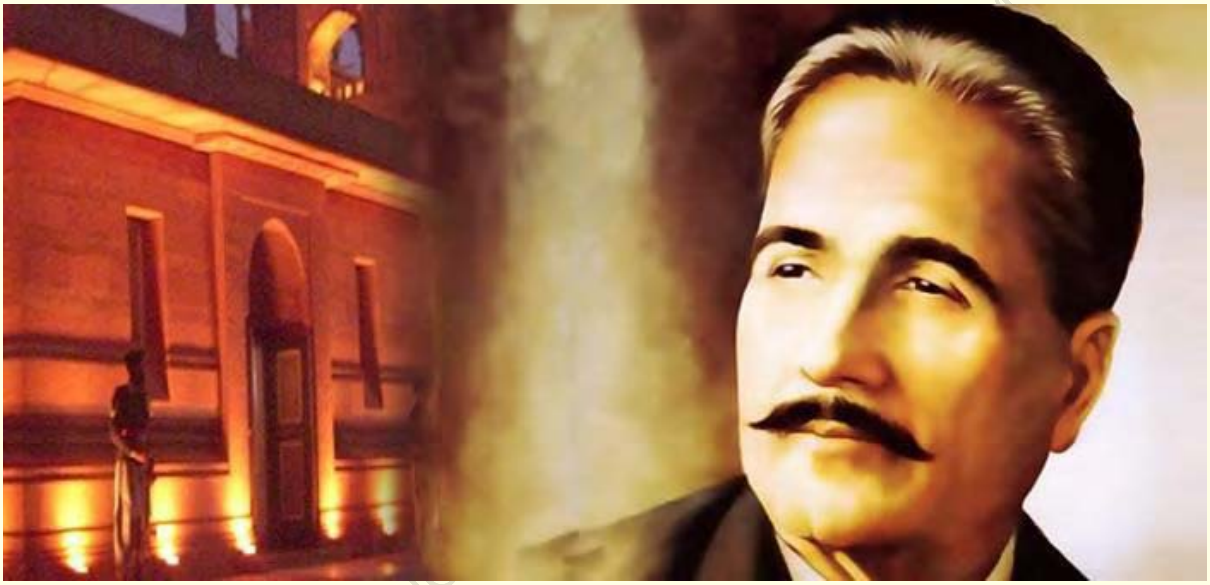
زاویہ



ایک دفعہ مجھے ایک دوست کے پوتے کی شادی پر اسلام آباد جانا ہوا۔ تو اسلام آباد پہنچ کر مجھے ایک پیغام ملا کہ ایک بابا ہیں جو آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں بابوں کا بڑا دیوانہ ہوں، آپ کو علم ہے۔ پچھلے ہفتے آپ سے بابا کی بات کر رہا تھا جو ہمارے ساتھ اسی ٹی وی سٹیشن کا رہنے والا تھا۔ لیکن بابوں کے زائچے، بابوں کی شکل و صورت اور ان کے ڈھانچے، ان کے حلیے، ان کے مزاج بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی مجھ سے یہ آ کر نہ پوچھیں۔ ہر بابا بیٹھا بابا نہیں ہوتا، میرے سائیں فضل شاہ صاحب جیسا۔ ایسا نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں ان سے ملنے ان کے پاس گیا۔ دھوپ تھی، پہاڑی علاقہ تھا۔ میرے گلے میں چھوٹا سا صافہ (لمبا کپڑا) تھا۔ آپ کو پتا ہے پہاڑوں کی دھوپ بہت تیز ہوتی ہے۔ جب میں ان کے پاس گیا تو کہنے لگے، تم بڑی مٹھار مٹھار کے باتیں بناتے ہو، اور باتیں کرنے کے لئے بلایا ہے یہاں پر۔ تم لوگ بہت بے warn سناتے ہو۔ میں تم کو وارن کرتا ہوں۔ یہ لفظ انہوں نے استعمال کیا۔ خیال ہو گئے ہو اور تم لوگوں نے توجہ دینا چھوڑ دی ہے۔ اور تم ایک بہت خوفناک منزل کی طرف رجوع کر رہے ہو۔ دیکھو، کہنے

لگے میں تم کو بتاتا ہوں یہ پاکستان ملک ایک معجزہ ہے۔ یہ جغرافیائی حقیقت نہیں ہے۔ تم بار بار کہا کرتے ہو، ہم نے یہ کیا، پھر یہ کیا، پھر سیاست کے میدان میں یہ کیا، پھر اپنے قائد کے پیچھے چلے۔ ہم نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ایسے مت کہو۔ پاکستان کا وجود میں آنا ایک معجزہ تھا، اتنا بڑا معجزہ ہے جتنا بڑا قوم ثمود کے لئے اونٹنی کے پیدا ہونے کا تھا۔ اگر تم اس پاکستان کو حضرت صالح کی اونٹنی سمجھنا چھوڑ دوگے، نہ تم رہوگے نہ تمہاری یادیں رہیں گی۔۔۔ میرے گلے میں موجود صافے کو پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ میری کیا کیفیت ہو گی۔ انہوں نے کہا، تم نے صالح کی اس اونٹنی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ باون برس گزر گئے تم نے اس کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا ہوا ہے جو ثمود نے کیا تھا۔ اندر رہنے والوں، اور باہر رہنے والوں دونوں کو وارن کرتا ہوں، تم سنبھل جاؤ۔ ورنہ وقت بہت کم ہے۔ اس اونٹنی سے جو تم نے چھینا ہے اور جو کچھ لوٹا ہے، اندر رہنے والو اس کو لوٹاؤ اور اس کو دو۔ اور باہر رہنے والو، ساؤتھ ایشیا میں سارے ملکوں کو وارن کرتا ہوں، اس کو کوئی عام چھوٹا سا، معمولی سا جغرافیائی ملک سمجھنا چھوڑ دیں۔ یہ حضرت صالح کی اونٹنی ہے۔ ہم سب پر اس کا ادب اور احترام واجب ہے۔ اس کو ایک معمولی ملک نہ سمجھنا۔ اور اس کی طرف رخ کرکے کھڑے رہنا۔ اور اب تک جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی معافی مانگتے رہو، اور اس کو re-compensate کرو, میں ان کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دے سکا، اور خوف زدہ ہوکے کھڑا رہا، اور پھر ان کو سلام کرکے، سر جھکا کے واپس چلا آیا۔

انگریز خاتون کی کہانی علامہ اقبال کی زبانی



لیڈی بارنس کا قبول اسلام عجیب واقعہ ہے۔ وہ ایک نو مسلم انگریز فوجی کی بیوی تھیں۔ چند سال پہلے کا ذکر ہے یہ دونوں میاں بیوی ایک مقدمے میں ملوث ہو کر علامہ اقبال کے پاس آئے۔ چوں کہ الزامات سراسر جھوٹے تھے اس لیے عدالت نے ان دونوں کو باعزت بری کر دیا۔ چوں کہ وکالت کے فرائض علامہ اقبال نے انجام دیے تھے' اس لیے چند روز بعد لیڈی بارنس شکریہ ادا کرنے کے لیے لاہور علامہ اقبال کے پاس تشریف لائیں۔ اس وقت علامہ اقبال نے سوال کیا "لیڈی صاحبہ! آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کی اسباب کیا ہیں؟" "مسلمانوں کے ایمان کی پختگی' ڈاکٹر صاحب!" لیڈی بارنس نے جواب دیا۔ "لیڈی صاحبہ! میں نہیں سمجھا' اس سے آپ کی کیا مراد ہی؟" میں نے پوچھا۔ "لیڈی صاحب نے وضاحت میں واقعہ سنایا۔" "ڈاکٹر صاحب میں نے دیکھا ہے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں جس کا مسلمانوں کی طرح ایمان پختہ ہو۔ بس اسی چیز نے مجھے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا

ہے۔" لیڈی نے اپنا نظریہ پیش کر کے تھوڑا سا تامل فرمایا اور کہا: "ڈاکٹر صاحب میں ایک ہوٹل کی مالکہ تھی۔ میرے ہوٹل میں ایک ستر سالہ بوڑھا مسلمان ملازم تھا۔ اس بوڑھے کا' فرزند نہایت ہی خوب صورت نوجوان تھا۔ مہلک بیماری میں جب یہ لڑکا چل بسا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں بوڑھے کے پاس تعزیت کے لیے گئی۔ اسے تسلی دی اور دلی رنج و غم کا اظہار کیا۔ بوڑھا نہایت غیر موثر حالت میں میرے تعزیتی الفاظ سنتا رہا اور جب میں غم کی باتیں ختم کر چکی تو اس نے نہایت شاکرانہ اندز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا: "میم صاحبہ ! یہ خدا کی تقدیر ہے' خدا کی امانت تھی' خدا لے گیا۔ اس میں غزم ہونے کی کیا بات ہے' ہمیں تو ہر حال میں خدائے غفور کا شکر ادا کرنا ہے۔" لیڈی بارنس اتنا کہہ کر رک گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہوں نے کوئی بہت بڑا معجزہ بیان کیا ہے اور اب وہ زبان حال سے مجھ سے یہ مطالبہ کر رہی تھیں کہ میں بھی ان کے ساتھ مل کر حیرت کا اظہار کروں۔ میں نے کہا "لیڈی صاحبہ پھر؟" لیڈی نے پھر اپنا قصہ شروع کیا اور کہا: "ڈاکٹر صاحب بوڑھے کا آسمان کی طرف انگلی اٹھانا ہمیشہ کے لیے میرے دل میں پیوست ہو گیا۔ میں بار بار اس کے الفاظ پر غور کرتی تھی اور حیران تھی کہ الٰہی اس دنیا میں اس قسم کے صابر' شاکر اور مطمئن دل بھی موجود ہیں۔ مجھے بڑی کاوش یہ تھی کہ بوڑھے نے ایسا پُر استقامت دل کیسے پایا؟ اسی غرض سے میں نے پوچھا کیا مرحوم کے اہل و عیال بھی تھی؟ وہ کہنے لگا "ایک چھوٹا بچہ اور ایک بیوی ہے۔" بوڑھے کے اس جواب نے میری حیرت کم کر دی۔ "میں نے بوڑھے کے اطمینان قلب کی یہ تاول کی کہ چوں کہ پوتا موجد ہے' اس واسطے وہ اس کی زندگی اور محبت کا سہارا ہو گا' لیکن ڈاکٹر صاحب میں نے اس تاویل سے اگرچہ اپنے دماغ کو پرچا لیا مگر میرے دل کو اطمینان نہ ہوا اور میں برابر اس پڑتال میں لگی رہی کہ کسی طرح اپنے بوڑھے ملازم کی صحیح کیفیت سمجھوں۔"" اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد یتیم بچے کی ماں بھی چل بسی۔ اس سے کیرے دل کو بہت تکلیف ہوئی۔ بوڑھے کی بہو کا غم میری عقل پر چھا گیا مگر ٹھیک اسی وقت میری وہ قدیم تڑپ بھی جاگ اٹھی اور میں نے خیال کیا کہ بوڑھے کے امتحان کا اصل وقت یہی ہے۔ کیرے دل پر اس کی طویل خدمت گزاریوں کا اثر تھا۔ اس کے نوجوان فرزند کی وفات کے بعد اب اس کی بہو کی موت اور اس کے پوتے کی یتیمی نے اس اثر کو اور بھی زیادہ چمکا دیا تا لیکن اس فطری اور رسمی ہمدردی اور دل سوزی کے علاوہ اصل چیز' جو میری دلچسپیوں کا حقیقی مرکز تھی' یہ تھی کہ میں بوڑھے کی کیفیت قلب کا صحیح اندازہ کروں؟ میں دوسرے دن بوڑھے کے گاوں روانہ ہوئی جو بالکل قریب ہی تھا۔ اس وقت تک جذبات و تخیلات کی ایک بے تاب کائنات میرے ہمرکاب تھی• مین ہر قدم پر یہ خیال کرتی تھی کہ اس تنزہ مصیبت نے بوڑھے کے دل کی حالت کو بدل دیا ہو گا۔ وہ کبھی اپنے ضعیف اور حال زار پر غور کرتا ہو گا پھر اپنے یتیم پوتے کی کم سنی کو دیکھتا ہو گا اور غم میں ڈوب جاتا ہو گا۔ دوسرے ہی قدم پر یہ سوچنے لگتی تھی کہ جب اس کا معصوم' کمسن اور لاوارث پوتا ماں باپ

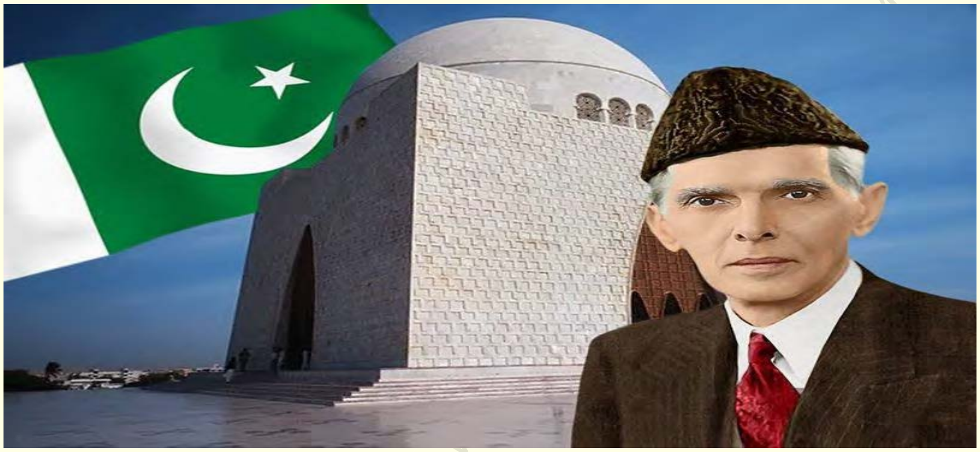
کے فراق میں بلبلائے گا تو وہ کس طریقے سے اس کے اور اپنے دل کو تسلی دے گا؟ وہ اس کی آنسوؤں کی جوابدہی سے کیونکر عہدہ برآ ہو گا؟ ضعیفی اور اپنے پوتے کے تاریک مستقبل پر کیا پردہ ڈالے گا؟ ان تمام سوالات نے میرے دل اور دماغ کے لیے جو فیصلہ کیا' یہ تھا کہ بوڑھے کا وہ پہلا صبر واستقامت ختم ہو چکا ہو گا۔ میں اسی فیصلے کو ساتھ لے کر بوڑھے کے گھر میں داخل ہوئی اور اس کی تازہ مصیبت پر افسوس کا اظہار کیا اور اسے اپنی ہمدردی کا یقین دلایا۔ وہ نہایت امن وسکون سے میری دردمندانہ باتیں سنتا رہا لیکن جب اس کے جواب کی نوبت آئی تو اس نے پھر انگلی آسمان کی طرف اٹھا دی اور کہا "میم صاحبہ! خدا کی تقدیر میں کوئی شخص دم نہیں مار سکتا۔ اسی نے دیا تھا اور وہی لے گیا' ہمیں ہر حال میں اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔" لیڈی بارنس بوڑھے کے الفاظ نقل کرنے کے بعد پھر رکیں گویا وہ مجھ سے ان الفاظ کی داد طلب کر رہی تھیں۔ انہوں نے تھوڑا تامل کیا' ایسا تامل جس میں ایک قسم کی محویت ملی ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں کلام پھر شروع کیا اور کہا: "ڈاکٹر صاحب میں جب تک بوڑھے کے پاس بیٹھی رہی' اس کے سینے سے آہ نکلی نہ آنکھ سے آنسو گرے اور نہ زبان پر افسوس کا لفظ آیا۔ وہ اس طرح اطمینان سے باتیں کرتا تھا' گویا اس نے اکلوتے بیٹے اور بہو کو زمین میں دفن نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کا کوئی بڑا فرض ادا کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں وہاں سے واپس آ گئی۔ میں بوڑھے کی پختگی ایمان پر حیرت زدہ تھی۔ میں بار بار غور کرتی تھی اور تھک جاتی تھی مگر مجھ پر یہ معما حل نہیں ہوتا تھا کہ اس پریشانی میں کسی انسان کو یہ استقامت حال کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ چند روز بعد اس کا معصوم پوتا بھی گزر گیا۔ اس اطلاع کے بعد میں نے اپنی تمام فکری تاویلات کو نئے سرے سے اپنے دماغ میں جمع کیا تاکہ اس کے حال کا اندازہ کروں۔ میں بڑی بے قراری کے عالم میں اس کے پاس گاؤں پہنچی۔ مجھے یقین تھا کہ اب لاوارث بوڑھا اپنی تمام دنیا کو ختم کر چکا ہو گا۔ اس کے حواس' ہوش سے بیگانہ ہوں گے۔ اس کا دل و دماغ مقفل ہو گا اور یاس اس کی امید کے تمام رشتے منقطع کر چکی ہو گی۔ یہی توقعات ساتھ لے کر میں بوڑھے کے مکان میں داخل ہوئی اور نہایت ہی دل سوزی سے اس کے مصائب پر غم کا اظہار کیا۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد حیرت ہوئی کہ میرے اظہار افسوس کا بوڑھے کے دل پر کچھ بھی اثر نہ تھا۔ وہ بڑی بے تکلفی سے بیٹھا تھا اور نہایت ہی غیر متاثر حالت میں میری گفتگو سن رہا تھا۔ جب میری گفتگو ختم ہو گئی تو اس نے زبان کھولی' پہلے کی طرح پھر اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا دی اور کہا: "میم صاحبہ یہ خدا کی حکمت کے کھیل ہیں۔ اس نے دنیا تھا' واپس لے لیا۔ اس میں ہمارا کیا تھا جس پر ہم اپنے دل کو برا کریں' بندے پر ہر حال میں اپنے خدا کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔" اب لیڈی بارنس درد دل کی کیفیتوں سے لبریز تھیں۔ انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور روتی ہوئی آواز میں کہا "ڈاکٹر صاحب بوڑھے کا یہ جواب میرے لیے قتل کا پیغام تھا اس کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور تیر بن کر

میرے دل کو کرید رہی تھی۔اس وقت میں نے اس مرد ضعیف کی پختگی ایمان کے سامنے ہمیشہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا۔ مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ یہ اطمینان قلب' مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ میں نے کہا اے میرے بوڑھے باپ اب تم اکیلے اس گاوں میں رہ کر کیا کرو گی؟ میرے ساتھ ہوٹل میں چلو اور آرام سے زندگی بسر کرو۔ بوڑھے نے میری اس دعوت کا شکریہ ادا کیا اور بے تکلف میرے ساتھ ہوٹل میں چلا آیا۔ یہاں وہ دن بھر ہوٹل کی خدمت کرتا اور رات کو خدا کی یاد میں مصروف ہو جاتا۔ کچھ عرصے بعد اس نے کہا میں آج قبرستان جاوں گا۔ میرے دل میں پھر وہی امتحان لینے کی لٹک پیدا ہوئی۔ دل نے کہا یہ دیکھنا چاہیے کہ وہاں اس کے صبر و تحمل پر کیا گزرتی ہی؟ بوڑھا ہوٹل سے نکل کر اس خاموش اور ویران مقام کی طرف آیا جہاں اس کے تینوں عزیز مدفون تھے۔ میں ایک طرف کھڑی ہو گئی اور وہ قبرستان پہنچتے ہی پریشان حال قبروں کو درست کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ مٹی کھود کھود کر لاتا اور قبروں کو درست کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانی لے آیا اور ان پر چھڑکاو کرنے لگا۔ جب قبریں درست ہو گئیں تو بڑھے نے وضو کیا' ہاتھ اٹھائے اور اہل قبرستان کے حق میں دعا کی اور واپس چل دیا۔ میں نے اس تمام عرصے میں نہایت احتیاط سے اس کی تمام حرکات کو دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کے ہر کام میں اطمینان کا نور اور ایمان کی پختگی جلوہ گر ہے۔ اب میرے دل پر ایک غیبی نشتر چلا اور مجھے محسوس ہوا کہ یہ بوڑھے کی خوبی نہیں بلکہ یہ اس دین حق کی خوبی ہے جس کا یہ بوڑھا پیرو ہے۔

میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا اور ہوٹل میں پہنچ کر اس مرد بزرگ سے کہا کہ وہ کوئی ایسی عورت بلالائے جو مجھے اسلام کی تعلیم دے۔ وہ فی الفور اٹھا اور اپنے ملا کی لڑکی کو بلالایا۔ اس نے مجھے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی اور لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا سبق سکھایا۔ ڈاکٹر صاحب اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مسلمان ہوں اور وہی عظیم الشان قوتِ ایمان جس سے کہ بوڑھے کا دل سرشار تھا' اپنے سینے میں موجود پاتی ہوں۔ اب مجھے اپنے خدا پر اس قدر پختہ ایمان ہے کہ خواہ کس قدر بھی مصیبت آئے' میرے قدموں کو کبھی لغزش نہیں ہو سکتی۔

Saturday, August 13, 2016 at 2:58pm UTC+05

قائد اعظم اپنے والدین کی فرمانبر دار اولاد



شاید بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہوں کہ جب قائد اعظم لندن بیر سٹری پڑھنے کے لیے گئے، تو وہاں ایک ایکٹر کی ضرورت کا اشتہار آیا۔ یہ اشتہار ایک Shakespearean Theatre Company کی طرف سے تھا۔ اب قائد اعظم کو بھی اپنی انگریزی دانی اور اپنی آواز پر ناز تھا اور وہ بھی وہاں چلے گئے۔ وہاں تمام امیدوار گورے تھے جو ستّر کے قریب تھے۔ قائد اعظم نے ایک مکالمہ پڑھ کر سنایا اور اتنے سارے امیدواروں میں جس کو چنا گیا وہ قائد اعظم ہی تھے۔ قائد اعظم اس انتخاب پر بہت خوش تھے اور وہ اپنا مستقبل ایک کامیاب اور نامور ایکٹر کا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اس کمپنی کا ڈرامہ سائن کر لیا اور گھر آ کر اپنے والد کے نام خط لکھا کہ "میں اتنے زیادہ لوگوں میں سے منتخب کر لیا گیا ہوں اور ایک انٹر نیشنل تھیٹریکل کمپنی میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں"۔ اب ان کے والد پونجا جناح پرانی وضع کے آدمی تھے۔ انہوں نے جوابی خط لکھا (اب مجھے یاد نہیں کہ وہ خط بذریعۂ جہاز گیا یا تار کے ذریعے بھیجا گیا) اور اس میں کہا کہ تم کو جس کام کے لیے بھیجا گیا ہے تم اس کی طرف توجہ دو۔ یہ تم نے کیا نیا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ "خبر دار اگر تم نے اس طرح کی کسی سرگرمی میں حصہ لیا تو" قائد اعظم بڑے نیک اور تابع فرمان تھے چنانچہ خط ملتے ہی

قائد اعظم کو فکر پڑ گئی اور اس کمپنی کے مالک سے کہا کہ سر میں بہت شرمسار ہوں اور میں وعدہ کے مطابق پرفارم نہ کر پاؤں گا۔انہوں نے پوچھا کہ آخر تمہیں ہوا کیا ہے؟ قائد اعظم نے کہا کہ سر میرے والد صاحب نے منع کیا ہے اور میرا اس طرح تھیٹر میں کام کرنا انہیں پسند نہیں ہے۔ کمپنی کے مالک نے کہ تمھارے والد کو کیا اعتراض ہے۔ یہ تمہاری زندگی ہے اور تم جو چاہو پیشہ اختیار کر سکتے ہو۔ قائد اعظم نے کہا کہ Sir you do not understand ہماری زندگی میں والد بڑے اہم ہوتے ہیں اور میں معافی چاہتا ہوں۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

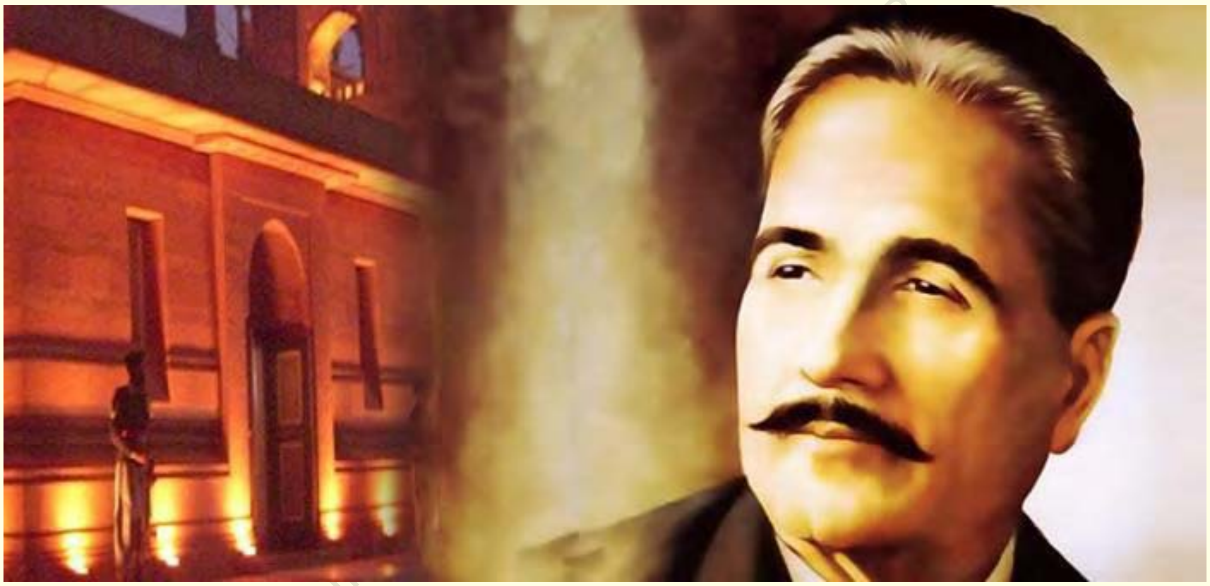
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Saturday, August 13, 2016 at 11:39am UTC+05

شاعرِ مشرق، حکیم الامت علامہ اقبال رح

ہرن کی کھال



ایک دفعہ راجہ نریندر ناتھ نے علامہ اقبالؒ کو چائے پر مدعو کیا۔ راجہ صاحب کے کمرے میں ہرن کی کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔ علامہ اقبالؒ ان سے بچ بچ کر گزرے۔ راجہ نریندر ناتھ نے حیران ہو کر وجہ پوچھی۔

بتایا کہ میرے استاد محترم نے ایک مرتبہ میری دی ہوئی جائے نماز استعمال نہ کرنے کا سبب بتاتے ہوئے آپ نے جواب میں انکشاف کیا تھا کہ ہرن کی کھال پر بیٹھنے یا چلنے سے انسان کے دل میں لاشعوری طور پر غرور کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی مسلمہ بات ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے۔

راجہ نریندر ناتھ اس جواب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کئی منٹ تک وہ خاموش کھڑے، علامہ اقبال کے چہرے کو تکتے رہے۔

Friday, August 12, 2016 at 2:46pm UTC+05

جاوید احمد محبوبی صاحب

ریٹائرڈ اڈیشنل سیشن جج جاوید احمد محبوبی صاحب کہتے تھے کہ ہمارا، تمہارا ایمان صرف دو فاقوں کی مار ہے۔ اگر ہمیں دین کی کچھ باتیں آ گئی ہیں اور ہم اگر تھوڑا بہت اسلام پہ چل لیتے تو یہ اللہ کا ہی فضل ہے ہمارا کوئی کمال نہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Friday, August 12, 2016 at 2:44pm UTC+05

سلیم کاوش صاحب، شاعر، محقق، سی ای او، پاور ایکس، یو ایس اے



سلیم کاوش صاحب، پاکستان سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار اکثر طور پر کمزور اور کرپٹ سیاست دانوں پر کڑی تنقید سے کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں انہوں نے زمانہ قدیم کی ایک مشہور کہاوت استعمال کرتے ہوئے اپنے غم و غصے اور شدت جذبات کی عکاسی کی، وہ کہتے ہیں کہ "شاہی محل انسانی کھوپڑیوں پر ہی تعمیر ہوتے ہیں" یہ پرانی کہاوت سہی مگر آج کے ظالم حکمرانوں کی بھی اتنی ہی آئینہ دار ہے۔ وقت بدل گیا، زمانے بدل گئے، نسلیں بدل گئیں، ذہنیت اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

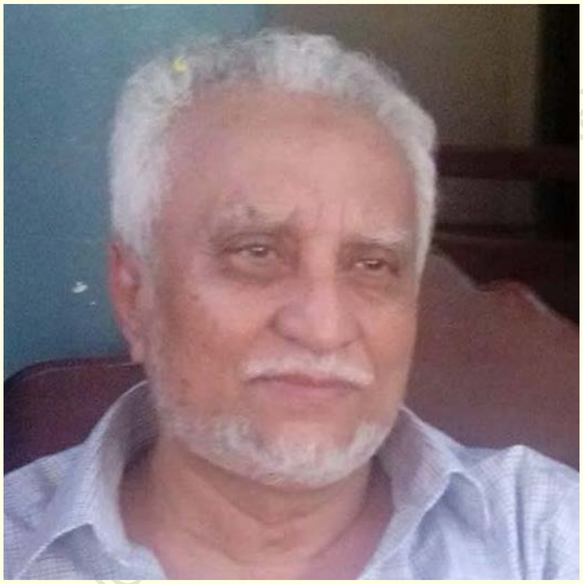
منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Thursday, August 11, 2016 at 7:43pm UTC+05

محمد سلیم صاحب، فنانشل ایڈوائزر، ٹاک ٹیل



کمپنی کا فرسٹ آڈٹ تھا میرے کھاتے میں کچھ فیک ووچرز شامل تھے اور یہ میرا پہلا فل فنانشل ٹرائل بھی تھا جس کی وجہ سے میں کچھ نروس بھی تھا سلیم صاحب مجھے دیکھ کر پوچھتے ہیں تم نے کچھ کیا ہے۔ میں نے کہا سر کچھ بھی نہیں۔ تو انہوں نے مسکرا کر جواب دیا میں جانتا ہوں تم نے کچھ نہیں کیا اور تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

پھر انہوں نے ایک زبردست بات کہی:

My pocket is empty, my stomach is empty, whatever the situation is .. I dont care!

یعنی میری جیب خالی ہے اور میرا معدہ خالی ہے جو بھی حالات ہوں میں پرواہ نہیں کرتا۔ یہ کوئی سولہ یا سترہ سال پرانی بات ہے جو آج بھی مجھے ہر حال میں حوصلہ دیتی ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Thursday, August 11, 2016 at 2:07pm UTC+05

پروفیسر کرمانی صاحب، پروفیسر آف اکاؤنٹس اینڈ فنانس، نیو پورٹ یونیورسٹی

کرمانی صاحب ایک مثال دیا کرتے تھے، وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ وہ ایک فیکٹری کا آڈیٹ کرنے گئے، فیکٹری کا مالک بالکل انگوٹھا چھاپ تھا کس پیپر پر اس کے دستخط نہیں تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ اتنی بڑی فیکٹری چلاتے ہیں تھوڑی سی تعلیم بھی لے لیتے۔ تو فیکٹری کا مالک ہنس پڑا اور جواب دیا کہ کرمانی صاحب اگر میں پڑھا لکھا ہوتا تو میں آپ کی جگہ بیٹھا ہوتا۔ کرمانی صاحب کہتے تھے کہ کچھ کھیل قسمت کے بھی ہوتے ہیں

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Thursday, August 11, 2016 at 2:07pm UTC+05

جاوید احمد محبوبی صاحب ریٹائرڈ اڈیشنل سیشن جج

جاوید احمد محبوبی صاحب کہتے تھے کہ ہمارا، تمہارا ایمان صرف دو فاقوں کی مار ہے۔ اگر ہمیں دین کی کچھ باتیں آ گئی ہیں اور ہم اگر تھوڑا بہت اسلام پہ چل لیتے تو یہ اللہ کا ہی فضل ہے ہمارا کوئی کمال نہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 10:00pm UTC+05

جاوید احمد محبوبی صاحب ریٹائرڈ اڈیشنل سیشن جج

جاوید احمد محبوبی صاحب کہتے تھے کہ انسان کو موت سے نہیں ڈرنا چاہئے بلکہ موت کے بعد آنے زندگی سے ضرور ڈرنا چاہیئے جس میں یہ فیصلہ کر دیا جائے گا کہ انسان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا یا پھر اس کو جنت نصیب ہو گی۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:41am UTC+05

شعیب خان نیازی صاحب، چئیرمین نیازی گروپ



شعیب خان نیازی صاحب باحیثت انسان تو ایک ایسی شخصیت ہیں کہ جو بھی ان سے ایک بار ملتا ہے، انہیں بھلا نہیں سکتا، مگر ان کی ایک بات ایسی ہے جو میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ عدن ولاز مری بھوربن نیازی گروپ کا ایک پراجیکٹ ہے جہاں ان کے ساتھ کافی وقت گزانے کا اتفاق ہوا

ایک دفعہ وہ فرماتے ہیں کہ: فرض کریں اک انسان کے ہاتھ میں کامن پن یا سوئی ہے اور وہ اس کو دوسرے انسان کے جسم پر مارتا ہے یا چبھو دیتا ہے۔ تو جو تکلیف متاثرہ انسان کو ہوتی ہے، تکلیف دینے والا انسان اُس کی کیفیت یا اُس کے احساس کو پوری زندگی سمجھنے کی کوشش بھی کرتا رہے تو اُسے سمجھ نہیں سکتا، جب تک کہ وہ سوئی یا کامن پن واپس اسی انسان کو آ کر نہ لگے۔

ایک انسان کے ہاتھ سے کسی دوسرے انسان کو پہنچنے والی تکلیف کے احساس کو سمجھنے کی اس سے اچھی مثال مجھے پوری زندگی میں کوئی اور نہیں ملی۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:41am UTC+05

فرحان مسعود صاحب، چیف ڈائریکٹر، سولو سمارٹ ان کارپوریشن



فرحان مسعود، بہترین دوست بہترین باس وہ کہتے تھے کہ اگر میں زندگی میں کبھی ویٹر بھی بنا تو دنیا کا سب سے بہترین ویٹر بنوں گا۔

کسی بھی کام کو چھوٹا نا سمجھنا یا پھر اپنے کام کو انتہا کی ویلیو دینا، اس بات کی اس سے بہترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ تقریباً بیس سال سیکورٹی اینڈ سرویلنس انڈسٹری میں اپنی خدمات فراہم کرنے کے بعد آج وہ دنیا کی بہترین سیکورٹی اینڈ سرویلنس کمپنی کے مالک ہیں۔ ان کی کمپنی سولو سمارٹ ان کارپوریشن اپنے آپ کو امریکہ میں بھی پوری طرح منوا چکی ہے۔

مگر وہ کہتے ہیں کہ جدّت کا سفر ابھی جاری ہے، یہ منزل نہیں ہے، بلکہ اک نئے سفر کا آغاز ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:40am UTC+05

طارق پرویز خان صاحب، ڈائیرکٹر، ایورراکس ٹیکنالوجیز



ایک دفعہ ہم طارق پرویز خان صاحب کے ساتھ ہالی ڈے اِن اسلام آباد میں بیٹھے کھانہ کھا رہے تھے، جیسے ہی کھانا ختم ہوا طارق پرویز خان صاحب نے دعائے مغفرت کے لیے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور قدرے لمبی دعا پڑھی۔

طارق پرویز خان صاحب ایک آزاد خیال شخصیت کے مالک تھے۔ دوستوں نے جب ان کی زبان سے اس طرح کے کلمات سنے تو تعجب کا اظہار کیا اور کہا ذرا اپنے لائف سٹائل پر بھی غور فرمائیں۔ اس پر طارق پرویز خان صاحب نے کہا کہ مانا کہ آپ سب لوگوں میں، میں سب سے زیادہ گناہ گار ہوں، بلکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ گناہ گار ہوں، مگر وہ مجھ جیسوں کا بھی رب ہے اور

میں نے بھی اُسی کے سامنے اپنے ہاتھ اُٹھانے ہیں۔ انہوں نے جس رکعت امیز انداز سے جواب دیا اس نے محفل میں ایک سنسنی پیدا کر دی اور تمام دوستوں کو کچھ دیر کے لیے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

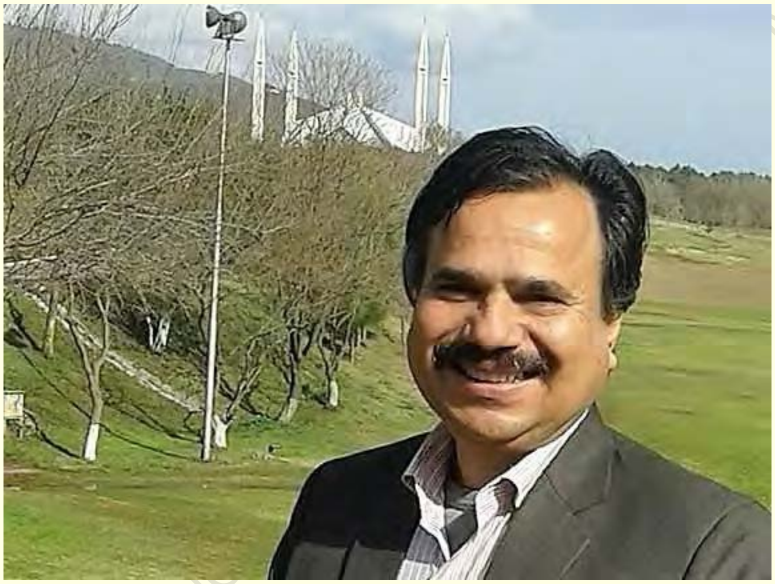
منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:40am UTC+05

عبدالرشید اعوان صاحب، ڈائیرکٹر ڈیوٹی فری شاپ لمیٹڈ اسلام آباد



والدین کی خواہش کے مطابق میری منگنی ہو چکی تھی اور اس میں میری خوشی اور رضامندی بھی شامل تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب دونوں فیملیز کے درمیاں حالات تناؤ کا شکار ہوئے اور میں نے اس کا سرسری ذکر عبدالرشید اعوان صاحب سے کیا تو انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں ایک بات سمجھائی۔ انہوں نے کہا کہ وقار ماں باپ کے سامنے ایسی ہاں سے بچو جس کے بعد کبھی بھی تمہارے چاہتے ہوئے یا نا چاہتے ہوئے انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ ایسی ہاں سے انکار ہزار درجے بہتر ہے۔ بر حال اگر ہاں کرو تو اسے ہر حال میں اس طرح سے نبھاؤ کے انہیں کبھی بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ والدین کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی کہ اولاد کے حق میں کیے گئے فیصلوں پر انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ میرے لیے یہ

بات زندگی کا بہت بڑا سبق تھا، یہ بات ہمیشہ سے میرے نجی معاملات میں اک نئی روح پھونکنے کے مترادف ثابت ہوتی رہی ہے۔ میں نے سیکھا ہے اور دیکھا بھی ہے کہ میرا نجی زندگی کا ہر فیصلہ براہ راست میرے والدین کی خوشی سے جڑا ہوا ہے۔

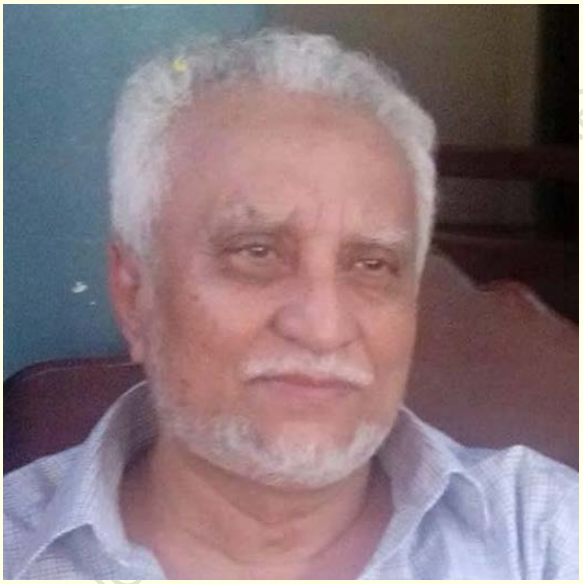
منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:39am UTC+05

محمد سلیم صاحب، فنانشل ایڈوائزر، ٹاک ٹیل محمد سلیم صاحب، مرحوم،



میرے پروفیشنل کیریئر کے پہلے بہترین استاد تھے ان کا ایک سبق مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ انہوں نے کہا تھا: عزت دولت اور شہرت تین سہیلیاں تھیں، جب وہ جدا ہونے لگیں تو انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ اگر ہم دوبارہ ملنا چاہیں تو کیسے مل سکتی ہیں۔ دولت سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں شہر کے امیر ترین لوگوں میں باآسانی مل سکتی ہوں اور کبھی بھی مجھ سے ملا جا سکتا ہے۔

شہرت سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں شہر کے معروف ترین لوگوں میں با آسانی مل سکتی ہوں اور کبھی بھی مجھ سے ملا جا سکتا ہے۔ عزت سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دینے سے انکار کر دیا، بہت زیادہ زور ڈالنے پر اس نے جواب دیا کہ میں اگر ایک دفعہ چلی جاتی ہوں تو پھر دوبارہ کبھی نہیں ملتی۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:39am UTC+05

سکائل ہیون لیو، چیف الیکٹریکل انجینئر، جی ٹی سی ایل، چائینہ

سکائل ہیون لیو ایک چائینز انجینئر تھا، جنرل گپ شپ کے دوران ایک دفعہ اس نے پوچھا کہ آپ لوگ سموکنگ کرتے ہیں، تو میں نے کہا نہ میں سموکنگ کرتا ہوں نہ میری فیملی میں کوئی سموکنگ کرتا ہے، اور ہمارے والدین اسے اچھا بھی نہیں سمجھتے۔ اس بات کو کافی عرصہ گذر گیا، ایک دفعہ میرے والد صاحب نے میرے آفس وزٹ کیا تو میں نے سکائل سے ان کا تعارف کروادیا۔ پانچ سے دس منٹ تک گپ شپ ہوئی اور والد صاحب دوسرے کمرے میں چلے گئے، ان کے جاتے ہی سکائل نے اپنا ہاتھ جھٹکا اور سگریٹ پھینک دی۔ ہوا کچھ یوں کہ جیسے ہی والد صاحب کا تعارف ہوا، سکائل نے سگریٹ اپنے پیچھے چھپالی، سگریٹ جلتی رہی اور اس نے اپنا ہاتھ آگے نہیں کیا، جب والد صاحب چلے گئے اور جلتی ہوئی گریٹ کا آخری سرا سکائل کے ہاتھ سے لگا تو اس نے جھٹک کر سگریٹ پھینک دی۔ پھر میں نے سکائل سے پوچھا کہ اُس نے ایسا کیوں کیا، سگریٹ کو کیوں چھپایا تو اس نے جواب دیا کہ یہ اس لیے کہ آپ کے والد سگریٹ کو پسند نہیں کرتے۔ کسی کی پسند اور ناپسند کو اتنا باریکی سے دیکھنا، سمجھنا اور یاد رکھنا کیا ہوتا ہے، سکائل نے بہت اچھے طریقے سے سمجھادیا! اور یہ بھی بتادیا کہ چائینز قوم کی ویلیوز کیا ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:38am UTC+05

ڈاکٹر ایلن گوین، پروفیسر رشمور یونیورسٹی ساؤتھ ڈیکوٹا، سی ای او گین کنسلٹینسی گروپ، ٹینیسی، امریکہ



ڈاکٹر ایلن گوین میرے پی ایچ ڈی پروگرام کے ایڈوائزر تھے، انٹرنیشنل فرینچائزنگ مینجمنٹ کے حوالے سے ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ان کی کچھ چھوٹی چھوٹی باتیں سننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ سی وی بھیجنے سے پہلے جاب کیسے لی جا سکتی ہے، اور پروپوزل بھیجنے سے پہلے پراجیکٹ کیسے لیا جا سکتا ہے۔ وہ کیلنگ سی وی اور کیلنگ پروپوزل کی ٹرم استعمال کیا کرتے تھے۔ پہلے انہوں نے تین سو پیجز کی سی وی لکھنے کا ٹاسک دیا اور پھر کہا اسے تین پیجز پر کمپریس کریں، پھر ایسا ہی کچھ پروپوزل رائیٹنگ کے حوالے سے بھی۔ پھر وہ کہتے تھے کہ ایک ہزار لیٹرز یا ای میلز لکھنے سے بہتر وہ ایک لیٹر یا ای میل ہے جس کا پازٹیو جواب حاصل کیا جا سکے۔ آئیڈیا کے حوالے سے وہ کہتے تھے کہ آئیڈیا خود کچھ بھی نہیں ہوتا مگر اس کی ایگزیکیوشن اہم ہوتی ہے۔ پھر وہ کہتے تھے کہ امریکہ میں اتنی کمپنیاں بزنس کم ہونے سے بند نہیں ہوتیں جتنی کہ بزنس زیادہ ہونے سے بند ہوتی ہیں۔ جاب فائنڈنگ کے

حوالے سے وہ کہتے تھے کہ جاب فائنڈنگ خود ایک جاب ہے اور اسے سب سے پہلے کرنا چاہیے۔ اسی طرح سی ویز کے حوالے سے وہ کہتے تھے کہ اتنے سی ویز اہلیت زیادہ ہونے سے ریجکٹ نہیں ہوتے جتنے اہلیت زیادہ ہونے سے ریجکٹ ہوتے ہیں۔ امیریکہ کے بزنس ماڈل کے حوالے سے وہ کہتے تھے کہ نہ پیسا ہمارا، نہ لیبر ہماری، نہ فیکٹری ہماری، نہ مارکیٹ ہماری، نہ آئیڈیا ہمارا، مگر پرافٹ۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:37am UTC+05

اصغر ندیم سید صاحب، گولڈ میڈلسٹ، قائداعظم یونورسٹی، اسلام آباد

اصغر ندیم سید صاحب، گورنمنٹ کالج آف کامرس ملتان میں پروفیسر تھے اور بی کام میں ہمیں مارکیٹنگ اور سیل پروموشن کے مضامین پڑھاتے تھے، وہ جب بھی کلاس شروع کرتے تو تلاوت کے بعد کسی نہ کسی ایک اچھی بات سے کلاس کا آغاز کرتے۔ ایک دفعہ وہ پوچھتے ہیں کیا آپ کو پتا ہے کہ سب سے بری خواہش کیا ہوتی ہے۔ جب سب نے اپنا اپنا جواب دے دیا، تو وہ فرماتے ہیں کہ: سب سے بری خواہش ہر انسان کو خوش کرنے اور اُسے متاثر کرنے کی خواہش ہے، اور اس کی سزا یہ ہے کہ انسان نہ متاثر ہوں گے نہ ہی خوش ہوں گے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ سب سے اچھی خواہش یہ ہے کہ کسی ایک کو خوش کیا جائے یعنی ایک رب کو خوش کرنے کی کوشش کی جائے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:37am UTC+05

محمد رفیق صاحب، پراجیکٹ ڈائیرکٹر، عدن ولاز مری بھوربن



محمد رفیق صاحب برطانیہ میں اکنامکس کے پروفیسر تھے، کئی سال برطانیہ میں اپنی تعلیمی خدمات دینے کے بعد جب وہ پہلی دفعہ پاکستان آئے تو ان کے ساتھ ایک گورا بھی تھا۔

جب کراچی ایئرپورٹ پر پہنچے تو ائیرپورٹ انتظامیہ نے گورے سے کہا کہ سر آپ جا سکتے ہیں اور محمد رفیق صاحب سے کہا کہ آپ چیکنگ کے لیے لائین میں لگ جائیں۔ محمد رفیق صاحب نے انتظامیہ کے سینئرز کو اکھٹا کیا اور کہا افسوس ہے کہ اس قوم سے ابھی تک محکومی کے اثرات نہیں گئے۔

یہ گورا جیسے آپ میرے مقابلے میں اتنی عزت دے رہے ہیں کئی سال سے. برطانیہ میں میرا ملازم ہے اسے آپ نے پورے پروٹوکول کے ساتھ جانے دیا اور میں اس کا باس ہوں مجھے آپ نے لائن میں لگوا دیا ہے، افسوس کا مقام یہ ہے کہ کسی نے پوچھنا ہی گوارا نہیں کیا کہ ہم دونوں میں کس کا کیا مقام ہے۔

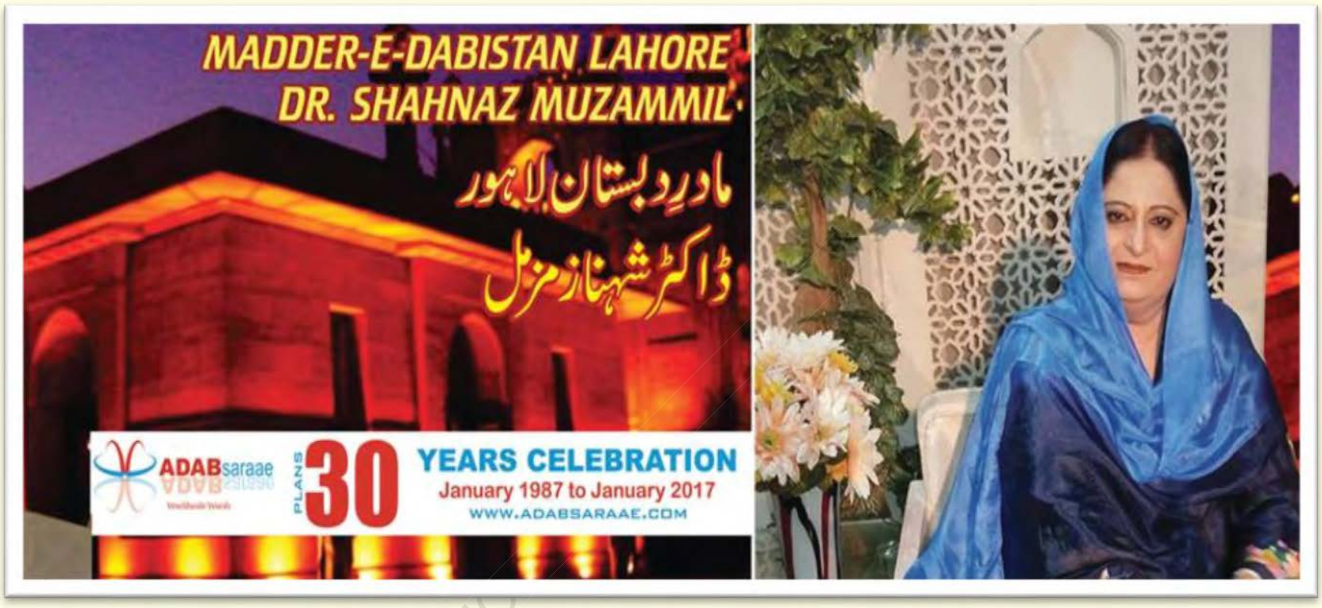
منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:37am UTC+05

مادرِ دبستان لاہور، ڈاکٹر شہناز مزمل، چئیر پرسن ادب سرائے



ڈاکٹر شہناز مزمل وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے مجھے کتاب لکھنے پر آمادہ کیا اور میرے ادبی سفر کو جاری رکھنے میں بھرپور مدد کی۔ وہ اکثر کہتی ہیں کہ اگر اللہ تعالی نے انسان کو لکھنے کی صلاحیت دی ہے تو اس کی کم از کم ایک کتاب ضرور آنی چاہیے کیوں کہ کتاب ہمیشہ کے لئے اس انسان کی شناخت بن جاتی ہے اور لوگ کتاب کے حوالے سے آپ کو یاد رکھتے ہیں۔

اور یہ کہ اہل کتاب کبھی مرتا نہیں، اہل کتاب ہونے کے وسیع تر مفادات آپ کو اُس وقت معلوم ہوں گے جب آپ کی کتاب مارکیٹ میں آجائے گی۔ دوسرے ممالک میں اہل کتاب کا ایک خاص مقام ہے اور انہیں نہایت عزت اور احترام سے دیکھا جاتا

ہے۔، کتاب پبلش کروانے میں وقت اور پیسہ ضرور لگتا ہے مگر یہ آپ کی زندگی کی بہترین انوسٹمنٹ ہے اور آپ کو سالوں تک پے بیک کرتی ہے۔ کتاب پوری محنت کے ساتھ لکھنی چاہیے تاکہ مستقبل میں اس کے کسی بھی پہلو پر بھی کوئی اعتراض نہ کیا جا سکے۔ کتاب ملکی اور بین الاقوامی سطح پر آپ کے تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کا سبب بنتی ہے اور اس کے ثمرات آپ کو وقتاً فوقتاً ملتے رہتے ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:37am UTC+05

محمد اسماعیل راؤ، پرنسپل ڈویژن پبلک سکول، وہاڑی، سی ای او، دی پروفیشنل آرگنائزیشن



محمد اسماعیل راؤ صاحب، سوشل سیکٹر کی ایک ٹریننگ کے دوران کہتے ہیں کہ ان کے ایک ٹیچر نے انہیں تین باتوں کی نصیحت کی، ایک کہ کہ سر کو ٹھنڈا رکھیں، دوسرا یہ کہ پاؤں کو گرم رکھیں، تیسرا یہ کہ رونا بند کردیں۔

انھوں نے یہ وضاحت بھی کی کہ سر ٹھنڈا رکھنے سے مراد جیسے بھی حالات ہوں خود کو ٹھنڈا رکھیں، پاؤں گرم رکھنے سے مراد کہ خود کو ہمیشہ متحرک رکھیں، اور رونا بند کردیں کیوں کہ اگر آپ ہنسیں گے تو آپ کے ساتھ سب ہنسیں گے اور اگر آپ روئیں گے تو آپ اکیلے روئیں گے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:36am UTC+05

بیبلیکل نالج

سٹی کالج لندن کے ڈائیر کٹر جے سی سینڈی لائیڈ، پرنسپل ڈاکٹر طارق رحمٰن، چیف گیسٹ اور گیسٹ آف آنر نیو پورٹ یونیورسٹی لاہور کا سالانہ اوری اینٹیٹیشن پروگرام تھا جس میں سٹی کالج لندن کے ڈائیر کٹر جے سی سینڈی لائیڈ، پرنسپل ڈاکٹر طارق رحمٰن، چیف گیسٹ اور گیسٹ آف آنر کے علاوہ اہم فیکلٹی ممبرز صفدر علی، شعیب یوسف، خالد خان، حامد ظفر، اور عمیرہ اقبال وغیرہ سب موجود تھے۔ تقریب کے دوران میں نے چیف گیسٹ سے سوال کی کہ ہمیں ماسٹر آف بزنس ایڈ منسٹریشن یا ایم بی اے میں جو کچھ بھی پڑھایا جاتا ہے یا جس کی تعلیم دی جاتی ہے وہ سب کچھ تو بیبلیکل نالج ہے یا پھر اس سے ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے۔ تو اس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ یہ تعلیمی نظام یہودیوں اور عیسائیوں کا ہی تو بنایا ہوا ہے۔ وہ ہمیں اپنے سکول آف تھاٹ سے نہیں پڑھائیں گے تو کیا قرآن مجید سے پڑھائیں گے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:35am UTC+05

ابرار خان نیازی صاحب، چیف ایگزیکٹو آفیسر نیازی گروپ آف کمپ



نیز ابرار خان نیازی صاحب کا ذکر ان چند لوگوں میں آتا ہے جنہوں نے سب سے پہلے گوادر میں رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل منصوبوں کا باقاعدہ آغاز کیا۔ جب انہوں نے گوادر کا پہلی دفعہ وزٹ کیا گوادر کو کوئی باقاعدہ روڈ بھی نہیں لگتی تھی۔ وہ اکثر ایک مثال دیتے ہیں کہ گوادر میں ابھی ترقیاتی کاموں کا آغاز ہی ہوا تھا کہ ان کے پاس دوبئی سے ایک پاکستانی فیملی آئی جس نے ان کے پراجیکٹ النور کارگو سٹی گوادر میں کافی دلچسپی ظاہر کی اور 8 پلاٹس ایک ساتھ بک کروالئے۔ ابرار خان نیازی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کافی حیرت کا اظہار کیا اور ان سے اس قدر دلچسپی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ جب دوبئی پورٹ بننا شروع ہوئی تو وہاں پر ایک روڈ اور کچھ عماتوں کے علاوہ دور دور صرف اور صرف ریت ہی تھی۔ جب دوبئی کے شیخ ان سے ملتے تو انہیں کہتے کہ یہاں پلاٹس لے لیں تم ہم ان کی بات ہنسی میں ٹال دیتے تھے اور کہتے تھے یہاں کون رہے گا۔ وہ وقت گذر گیا آج ہم دوبئی میں

پلاٹ تو کیا ایک اچھا فلیٹ بھی نہیں خرید سکتے۔ جس جگہ ہم آسانی سے پلاٹ خرید سکتے تھے آج وہاں اتنی بلند عمارتیں ہیں کہ سر اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو سر سے ٹوپی گر جاتی ہے۔ یہ ایک غلطی تھی جو اس وقت ہم نے کی تھی جب دوبئ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور اب ہم یہ غلطی دوبارہ نہیں کرنا چاہتے اس لیے ہم گوادر میں دلچسپی رکھتے ہیں اور یہ موقع دوبارہ نہیں گنوانا چاہتے۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:34am UTC+05

ریٹائرڈ ونگ کمانڈر جاوید اقبال صاحب، دوہا آئیر فورس، پرنسپل، جیوپٹر کمپیوٹر کالج، ملتان



ریٹائرڈ ونگ کمانڈر جاوید اقبال صاحب نے ساری زندگی شادی نہیں کی، پاکستان ائیر فورس کی طرف سے کسی خاص مشن پہ 9 سال تک دوہا ائیر فورس میں رہے۔ ریٹائیرمنٹ کے بعد جب پاکستان واپس آئے تو ان کے پاس کمپیوٹر کی بہت بڑی لائبری تھی، دنیا میں آئی ٹی کی بڑی بڑی کانفرنسز کو لیڈ کر چکے تھے، امریکہ میں ناسا کے ساتھ جی آئی ایس اور جی پی ایس کے کچھ پراجیکٹس پر بھی جا چکے تھے۔

سابق پاکستانی جنرل اور صدر ضیاالحق کے ساتھ کافی دوستی تھی، ان کے ساتھ اکثر گالف بھی کھیلا کرتے تھے۔ وہ اکثر کہتے تھے کہ دنیا میں جتنے بھی بڑے ڈزاسٹرز ہوتے ہیں ان کے پیچھے دو بڑی وجوہات ہوتی ہیں ایک لوز کریکٹر اور دوسرا لوز کنیکٹر۔ جتنی بھی

اہم انسٹالیشنز یا تنصیبات ہوتی ہیں ان میں کنکٹرز کی خاصی اہمیت ہوتی ہے اور ان پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ دوسرا جو لوگ خاص مشن پر بھیجے جاتے ہیں سالوں ان کے کریکٹرز پر توجہ دی جاتی ہے اس کے بعد ان کو اہم مشنز سونپے جاتے ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Tuesday, August 9, 2016 at 9:33am UTC+05

کرنل مقبول آفریدی، ممبر گوادر پروموشن الائنس، سی ای او، گوادر بزنس ایسوسی ایٹس



وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف صاحب، گوادر پروموشن الائنس کی ایک کانفرنس میں کرنل مقبول آفریدی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ گوادر کا دبئی سے موازنہ کیسے کر سکتے ہیں، 90 کی دہائی میں جب ہم نے گوادر پر کام شروع کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ دبئی کی حیثیت ہی نہیں ہے کہ اس کا گوادر سے موازنہ کیا جائے کیونکہ دبئی تو گوادر سے تقریباً 700 کلو میٹر اندر ایک تنگ گلی میں ہے جہاں بڑے بحری جہاز لنگر انداز ہو ہی نہیں سکتے، تو اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں۔

کرنل مقبول آفریدی صاحب کہتے ہیں کہ سال 2000 میں جب میں نے گوادر کے بارے میں پڑھا تو میں کہتا تھا کہ گوادر کل کا دبئی بنے گا، جب میں نے گوادر پر مزید سوچا تو میں کہتا تھا کہ دبئی گوادر کی جیب میں ہو گا، اور جب میں نے اس پر مزید سوچا تو میں کہتا تھا کہ یہ گوادر کی توہین ہے کہ اس کا دبئی سے موازنہ کیا جائے، اور جب میں نے اس پر مزید سوچا تو میں کہتا تھا کہ گوادر پوری دنیا کے لیے ایک رول ماڈل بن سکتا ہے، اور جب میں نے اس پر مزید سوچا تو میں شاعر بن گیا۔ آپ درست فرما رہے ہیں کہ اس کا دبئی سے موازنہ کرنا یقیناً ناانصافی ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:16pm UTC+05

من کٹھرے کا تصور

پلیکیشن نوٹ: : من کٹھرا



من کٹھرا انسان کے ضمیر کی ایک ایسی عدالت ہے جو خود ہی گواہ ہے خود ہی وکیل ہے اور خود ہی منصف ہے۔ اور منصف بھی ایسی کہ انسان خود بھی اُس کا انکاری نہیں ہو سکتا۔ انسان کی آنکھ اُس سے جھوٹ بول سکتی ہے۔ اُس کا دماغ اُس سے جھوٹ بول سکتا ہے۔ اُس کا چہرہ یہاں تک کہ اُس کا تمام بدن اور اُس کے وجود کا پور پور اُس سے جھوٹ بول سکتا ہے۔ مگر اُس کا ضمیر ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے۔ انسان اپنے پورے وجود کو مہنگے کپڑوں زیوروں جوتوں اور کاسمیٹکس جیسے مصنوعی مُرکبات سے نکھار تو دے سکتا ہے مگر ضمیر کو اطمینان اور سکون پہچانے کے لیے انسان کو بلاآخر من کٹھرے میں ہی آ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اور اسی من کٹھرے میں آج میں خود اپنے احتساب کے لیے کھڑا ہوں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:15pm UTC+05

من کٹھرے کا پیغام

پلیکیشن نوٹ: : من کٹھرا



یہ دنیا فریبی علم کا ایک وسیع سمندر ہے جس کے حقائق ہر تحقیق کرنے والے کو ہمیشہ تھکاتے ہی چلے آئے ہیں۔ کئی علوم جو کہ ہزاروں سالوں کا نچوڑ تھے مٹا دیے گئے یا پھر نئی تحقیق سے غلط ثابت کر دیے گئے مگر اس دنیا کے فریبی علم نے انسان کو پھر اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے سفر میں پھر نئے راستے بنا لئے اور اپنے آپ میں وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ کئی منزلیں سفر میں بدل گئیں اور کئی راستوں نے خود کو منزل بنا لیا۔ جب خدا بندے سے اپنی کائنات کی وسعت کا تھوڑا سا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اُس آسمان کی قسم جس کے کئی راستے ہیں تو انسان کا تمام علم اک چٹان پر جمی ہوئی تھوڑی خاک کی طرح ایسے صاف ہو جاتا ہے جیسے اس پر زور سے بارش برس گئی ہو۔ من کٹھرا آج من کے اُس وسیع سمندر کی طرف بلاتا ہے جس کے حقیقی علم کا صرف ایک قطرہ

ہماری ازلی اور ابدی دونوں زندگیوں کو معطر کرنے کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں اپنے من کٹہرے میں جھانکنے اور اپنا قبلہ درست کرنے کی توفیق دے۔ آمین

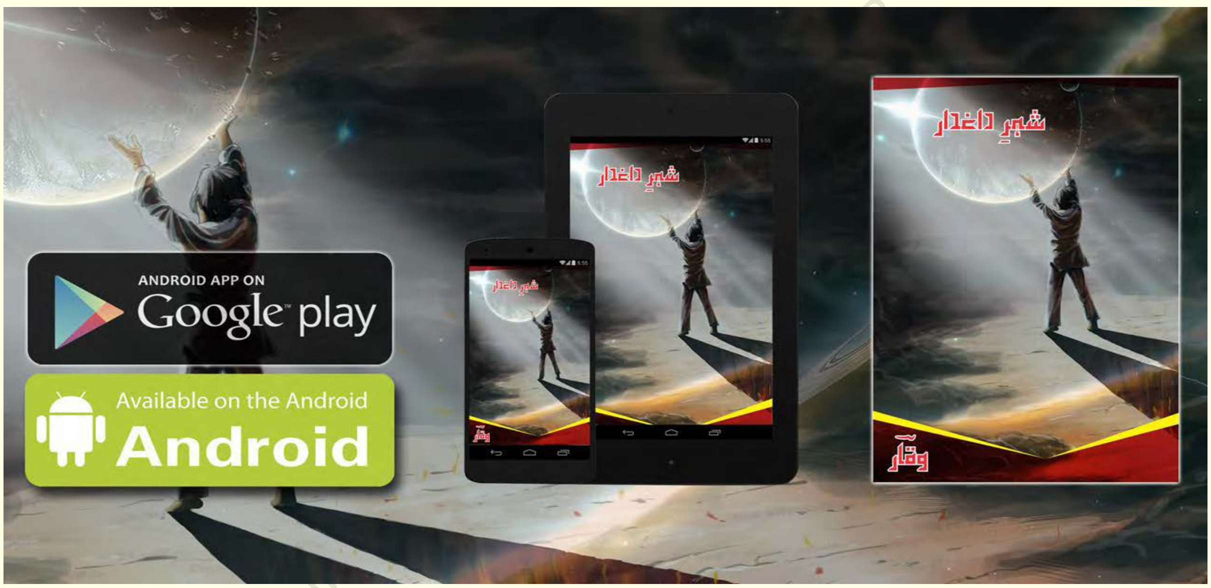
منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

شہرِ داغدار کا انتساب

پلیکیشن نوٹ: شہرِ داغدار



میرا اُن تمام بستوں کی طرف اشارہ ہے، جن پر جب عذابِ الٰہی نازل کیا جاتا تو پکار اُٹھتیں کہ اے ہمارے رب تیرا وعدہ سچا تھا۔ یہی وہی بستیاں تھیں جو وقتِ عذاب سے پہلے خدا کے پیغمبروں کو جھٹلاتی تھیں، کبھی انہیں دیوانہ کہتیں، کبھی شاعر، کبھی جادو گر اور یوں اُن کی ہنسی اُڑاتی تھیں اور جب تک عذاب کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیتیں اس کا یقین نہ کرتیں جب کہ ان کے قریب کی بستیاں ان کے مشاہدے سے زیادہ دور نہ تھیں۔ ایک ایک کر کے ان تمام بستیوں کو نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ اور یہ تمام عذاب اِن قوموں کی شامتِ اعمال کا براصلہ تھے جو وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجا کرتی تھیں۔ قرآن مجید میں پانچ اقوام کا ذکر بہت زیادہ ملتا ہے۔ یہ تمام قومیں جزیرہ العرب اور اس کے قریبی علاقوں میں رہتی تھیں۔ ان میں قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ لوط اور قومِ بنی اسرائیل

شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن قوموں کا تذکرہ اس لئے کیا کہ ان سے زیادہ مراعات اوراِن سے زیادہ مہربانی اللہ نے کسی اور قوم پر نہیں کی۔ اس کے باوجود بھی یہ اقوام نافرمان نکلیں اور آئندہ نسلوں کی عبرت کیلیئے اللہ نے ان تمام پر الگ الگ طرح کے عذاب مسلط کرکے ان کو مٹادیا لیکن ان کی نشانیوں کو باقی رکھا۔ پیغمبروں نے سچ کہا تھا، وہ حق بات لے کر آئے تھے، رب کا وعدہ ہمیشہ سچا تھا، جو قومیں وقت پر نصیحت نہ لے سکیں ان سے وعدہ پورا کردیا گیا تاکہ آنے والی نسلیں اِن کی باقیات کا مشاہدہ کریں اور اپنے شہروں کو عبرت زدہ قوموں کی طرز پر تعمیر نہ کریں اور نہ ہی اپنے شہروں کو شہرِ داغدار کی مثال بنائیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

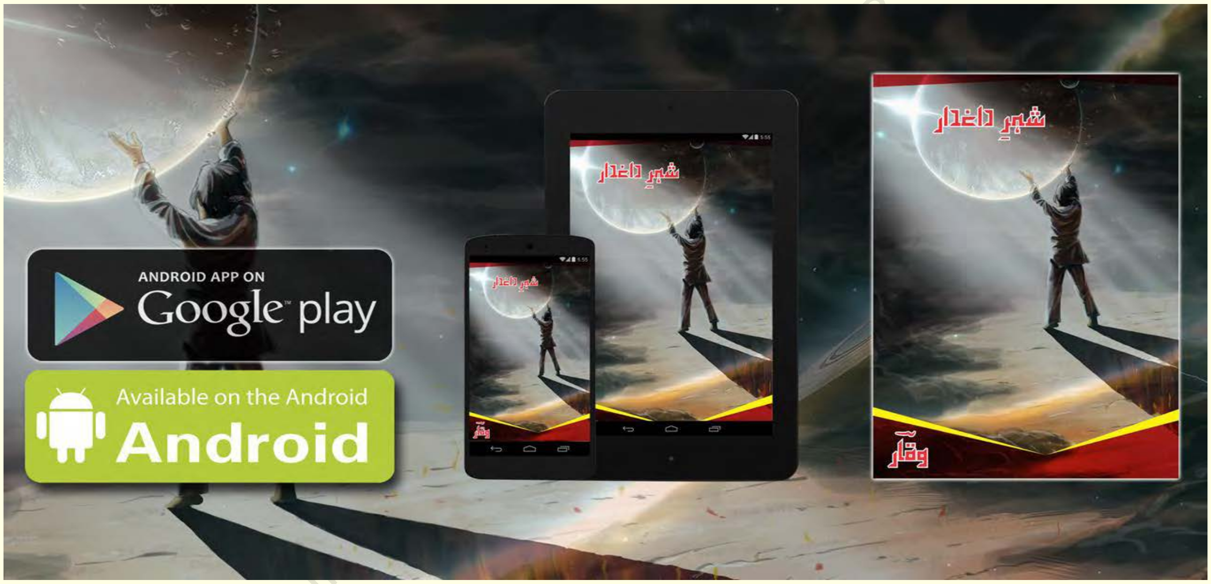
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:15pm UTC+05

اظہارِ تشکر کے چند قطرے

پلیکیشن نوٹ: شہرِ داغدار



خدا نے اپنے علم سے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، ہم اِس کائنات میں، علم کے وسیع سمندر سے، اپنے رب کی اجازت سے، چند قطرے چن کر لاتے ہیں، یہی قطرے ہمارے ہماری پہچان بنتے ہیں، ہمارے جینے کا مقصد بنتے ہیں، ہمیں راستہ دیکھاتے ہیں اور ہمارے سیکھنے کے عمل کو جاری رکھتے ہیں۔ کبھی یہ ہماری آنکھوں میں خوشی بن کر چمکتے ہیں، کبھی ہماری توبہ کی قبولیت کی وجہ بنتے ہیں، کبھی ہمارے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں اور یوں یہ ہماری شخصیت کو بناتے، سنواتے اور نکھارتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر یہی قطرے ہماری دسترس سے نکل کر دور چلے جائیں، تو احساس دم توڑنے لگتا ہے، سانسیں گھٹنے لگتی ہیں، آنکھیں پتھرانے لگتی ہیں، منظر دھندلانے لگتے ہیں، راستے کھو جاتے ہیں، منزلوں کے نشان بھی باقی نہیں رہتے، زندگی بے راہ روی کی دلدل میں

اُترتی چلی جاتی ہے۔ وجود کھوکھلے ہو جاتے ہیں اور ایسے وجود کی پہچان ایک زندہ لاش سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی کہ جیسے ہی موت آئی بھلا دیا جائے، یا پھر ایسے یاد رکھا گیا کہ اگر بھلا ہی دیا جاتا تو قدرے بہتر ہوتا۔

شکر ہے اُس پاک ذات کا جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمارے مردہ دلوں کو اپنے علم کے نور سے روشن کیا، ہمیں اپنی مخلوقات میں سب پر فضیلت دی، ہمیں سیکھے اور سمجھنے کے قابل بنایا، ہمیں راستے دیئے، ان راستوں پر چلنے کا طریقہ سیکھایا اور منزلوں کے نشان بھی وضع کئے۔ اس کے باوجود بھی ہم ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے ہیں، کبھی کنوئیں میں جا گرتے ہیں، کبھی کھائی میں جا پڑتے ہیں اور وہاں سے بھی جب اپنے رب کو پکارتے ہیں تو وہ ہمیں تمام اندھیروں اور ہر طرح کی گہرائیوں سے پھر نکال لاتا ہے، ہماری حالت درست کرتا ہے اور ہم پر اپنی رحمتیں پوری کرتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے، تاکہ ہم صرف اور صرف اُسی کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلیں جس میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی لکھ دی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور اسی پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

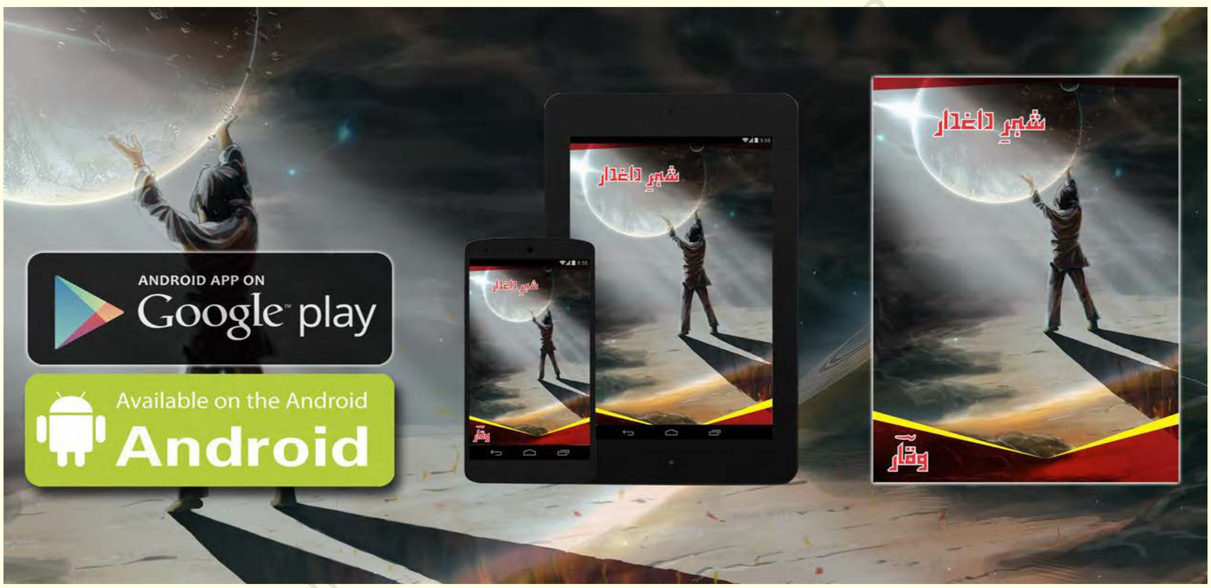
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:15pm UTC+05

شہرِ داغدار کا سفر

پلیکیشن نوٹ: شہرِ داغدار



خود احتسابی سے شروع ہونے والا سفر میری ذاتِ بے کراں سے نکلا تو نسل انسانی کے عتیق کی وسعتوں میں میں اُترتا ہی چلا گیا۔ عاد اور ثمود جیسی کئ عظیم بستیاں جن کی شان و شوکت اپنے وقت کی بہت.بڑی مثال ہے، میری نظروں سے گزرتی گئیں۔ شہر کے شہر آباد ہوئے، انسان اپنے شہروں کی تخلیق میں اتنا آگے نکل گیا کہ اپنی تخلیق کو بھی بھول گیا۔ کسی نے اپنے ہنر کو معبود بنایا، کسی نے اپنی طاقت کو خدا سمجھا، کسی نے خدائی کے دعوے کئے، کسی نے خود کو رازق جانا، انسان نے اپنے آپ کو ہر طرح سے منوانے کی کوشش کی اور اس دوڑ میں اتنا آگے نکل گیا کہ اپنے خالق کو ہی بھول گیا۔ انسان یہ بھی بھول گیا کہ جس نے اُسے تخلیق کیا ہے، اُسی نے اُسے تخلیق کرنے کی صلاحیت بھی دی ہے۔ بجائے شکر ادا کرنے کے اس نے ناشکرانی کی۔ ایک طرف

انسان کی بھرپور ترقی تھی دوسری طرف ان کے ایمان کی بھرپور تنزلی تھی۔ یہاں تک کہ ایمان کا سورج انسان کی ترقی کی دنیا میں پوری طرح غروب ہوتا چلا گیا۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

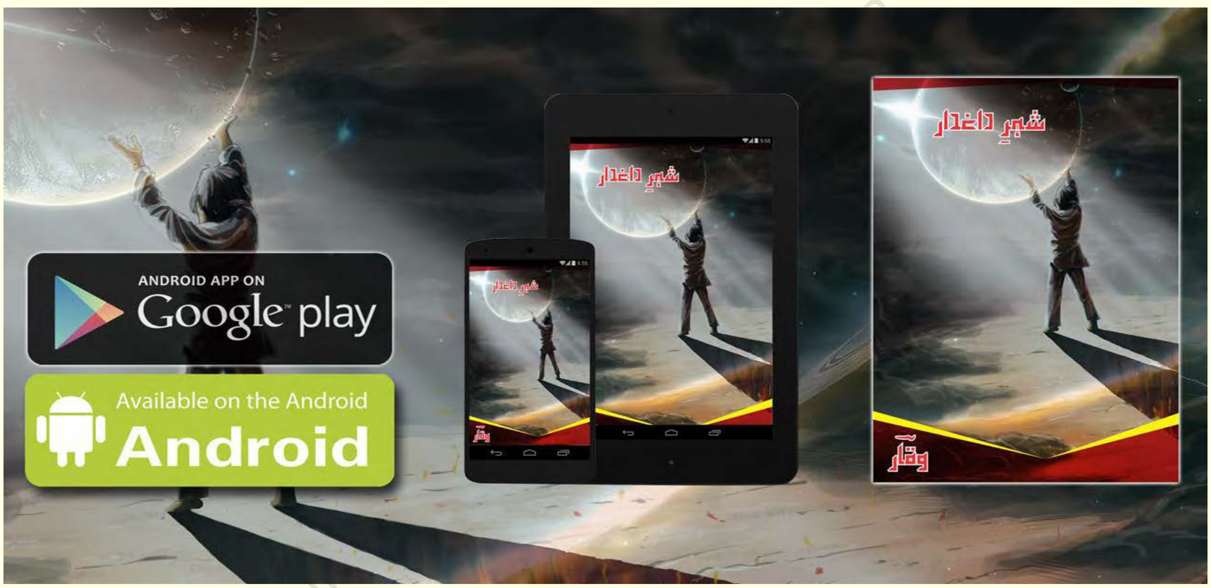
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:15pm UTC+05

شہرِ داغدار ہمارا ماضی ہمارا حال

پلیکیشن نوٹ: شہرِ داغدار



میں سوچتا ہوں کہ کل کے شہرِ داغدار اور آج کے شہروں میں آخر فرق کیا ہے، کون سا ایسا گناہ ہے جو پرانی اُمتوں نے کیا اور آج کی اُمتوں نے نہیں کیا، وقتِ مہلت انہیں بھی دیا گیا، وقتِ مہلت ہمیں بھی حاصل ہے، عذاب کا وعدہ ان سے بھی تھا، عذاب کا وعدہ ہم سے بھی ہے، جو خوشخبری انہیں دی گئی تھی، وہی خوشخبری ہمیں بھی دی گئی۔ فرق شائید بس اتنا ہی ہے کہ ان سے عذاب کا وعدہ پورا کر دیا گیا اور انہیں مقامِ عبرت بنا کر چھوڑ دیا گیا اور ہم سے عذاب کا وعدہ ابھی پورا ہونا باقی ہے، وہ جو مقام عبرت بنا کر ہمارے مشاہدے کے لیے چھوڑ دیئے گئے تھے کیا ہم نے ان سے کچھ سبق سیکھا، یا پھر ہم بھی انہیں کے نقش قدم پر اوندھے منہ چلتے جا رہے ہیں۔ کیا ہمارے رستے بدلے، کیا ہمارے طریقے بدلے، کیا ہمارے عقیدے بدلے یا ہم نے بھی اپنی

خواہشوں کو معبود بنا رکھا ہے اور اسے ہی پوجتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ہمارے نامہ اعمال میں بھی وہی فسانے لکھے جانے ہیں تو ہماری کہانی کا انجام شہرِ داغدار سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

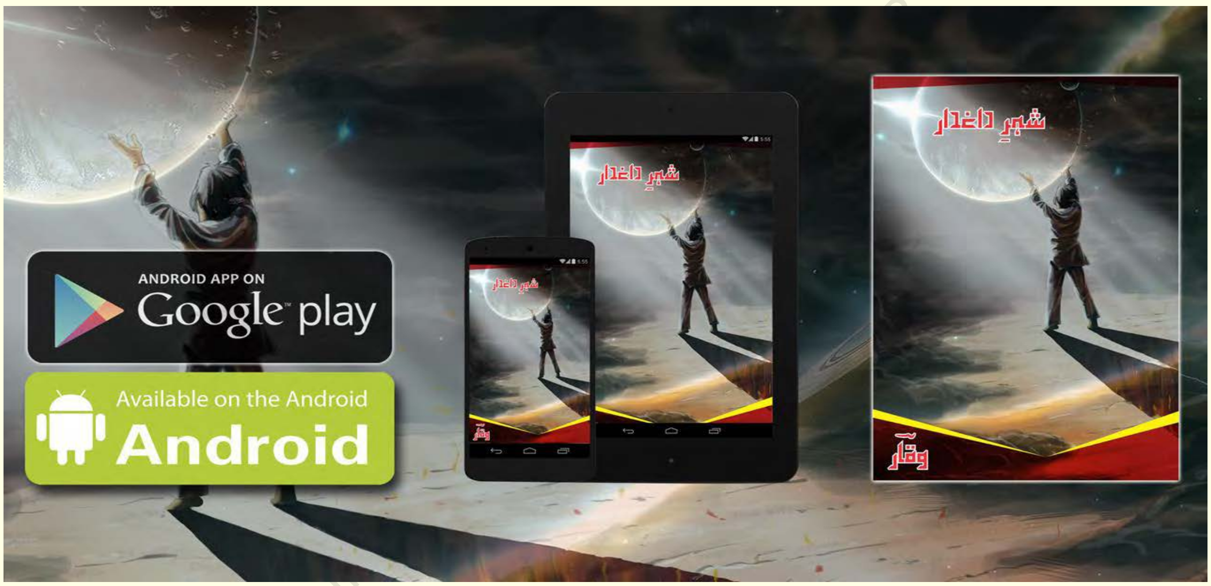
تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Monday, August 22, 2016 at 4:14pm UTC+05

شہرِ داغدار اور ہمارا مستقبل

پلیکیشن نوٹ: شہرِ داغدار



اللہ کے پیغمبروں اللہ کا جو پیغام اپنی اپنی اُمتوں کو سنایا آج بھی وہ اللہ کی آخری کتاب میں محفوظ ہے، زندہ ہے اور زمانہ اُس پہ گواہ ہے۔ وہی پیغام پیغمبرِ آخروزماں محمد نے اپنی اُمت تک پہنچایا اور اُمت پر فرض کیا کہ امن اور سلامتی کا یہ پیغام دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ اللہ نے ہمیں قومِ معتدل بنایا ہے کیوں کے ہم قران کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ کیوں کہ ہم برائی کی باتوں سے روکتے ہیں اور نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ آج ہمیں خود سے سوال کرنا چاہیے، کیا ہم نے قران کو ایسے پڑھا جیسے اسے پڑھنے کا حق تھا، کیا ہم نے قران ایسے سیکھا جیسے اسے سیکھنے کا حق تھا، کیا ہم نے قران ایسے لوگوں تک پہنچایا جیسا کہ اسے لوگوں تک پہنچائے جانے کا حق تھا۔ یا پھر ہم بھی اپنے فرض سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں، حق بات سے نظریں چرا رہے ہیں، باطل راستوں پر چل

رہے ہیں اور پرانی اُمتوں کی طرح اپنا مستقبل اسی دنیا کی مادی اشیاء میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ہم جن اُمتوں کی پیروی کر رہے ہیں آج اُن کے نشان بھی باقی نہیں رہے، ہاں مگر عبرت کے نشان۔ شائید ہم آج بھی اپنے کل سے بے خبر ہیں، شہرِ داغدار ہمارا دردناک ماضی ہے جو چیخ چیخ کر ہمیں ہمارے آنے والے کل کے انجام سے باخبر کرنا چاہتا ہے۔ شائید ایک اور شہر داغدار اپنے خوفناک انجام تک پہنچنے کا منتظر ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:14pm UTC+05

مثلِ کلیات ایک منفرد کتاب

پلیکیشن نوٹ: مثلِ کلیات



مثلِ کلیات اپنے طرز کی ایک منفرد کتاب ہے جس میں ڈاکٹر شہناز مزمل کی انتہائی عام فہم شاعری شامل کی گئی ہے۔اس میں وہ شاعری شامل ہے جسے وہ اکثر اپنی ادبی نشستوں میں پڑھتی آئی ہیں یا پھر ان سے بار بار پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔

اس میں وہ کلام بھی شامل ہے جو اکثر ادبی رسائل وغیرہ میں تشہیر ہوتا رہا، اور وہ نظمیں اور غزلیں بھی شامل ہیں جن کی سوشل میڈیا میں بھی بھرپور حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ میں نے ان کا سارا کلام بہت زیادہ گہرائی سے تو نہیں پڑھا، بر حال ان کی

بہت سی تخلیق ایسی ہے جو سطحی لحاظ سے بھی نظر سے گزرے تو بھلائی نہیں جا سکتی، ان کے تمام اچھوتے خیال جو کہ انمٹ نشان چھوڑ جاتے ہیں مثل کلیات کا خاصہ ہیں۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

Monday, August 22, 2016 at 4:14pm UTC+05

ڈاکٹر شہناز مزمل باحثیتِ انسان

پلیکیشن نوٹ: مثلِ کلیات



ڈاکٹر شہناز مزمل نہایت خوش اخلاق، بے حد مہمان نواز اور بڑی باکردار ادبی اور سماجی شخصیت ہیں۔ بین القوامی شہرت کے باوجود بھی ان میں غرور نام کی کوئی چیز نہیں، طرز زندگی انتہائی سادہ، دین اسلام سے بے پناہ لگاؤ، ادب سے بے پناہ محبت، اردو ادب سے جنوں کی حد تک لگاؤ، رشتوں کا تقدس اور احترام، دل میں بھرپور جذبہء انسانیت اور جذبہء حب الوطنی اِن کا خاصہ ہے۔

ممکن ہی نہیں کہ انسان ان کی صحبت میں رہنے کے بعد کبھی انہیں بھول پائے۔اِن سے ہر طرح کا اختلاف رکھنے والے ان کی عظمت پر سلام پیش کرتے ہیں جو کہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ جتنا انہوں نے اپنے آپ کو ادب میں منوایا ہے اتنا ہی باحثیتِ انسان بھی اپنا نام منوانے میں کامیاب رہی ہیں۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 1

Monday, August 22, 2016 at 4:14pm UTC+05

ڈاکٹر شہناز مزمل ایک پُراسرار شخصیت

پلیکیشن نوٹ: مثلِ کلیات



اتناسب کچھ سمجھنے اور جاننے کے باوجود ابھی بھی اِس پُراسرار شخصیت کے بہت سے راز ہیں جو ابھی تک معلوم نہیں۔ ظاہر ہے سمندر کے گہرائی کا اندازہ سمندر میں اترنے کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے۔

میرے نقش پا تو ابھی سمندر کے ساحل پر پڑے ہیں اور نظریں چند ساحلی نظاروں اور موجوں پر ٹھہری ہوئی ہیں۔ نہ میں باقاعدہ شاعر ہوں، نہ میں باقاعدہ مصنف ہوں، نہ مجھ میں ڈوبنے کا حوصلہ ہے نہ مجھ میں تیرنے کا ہنر ہے۔

میں بس ایک ادھورا سا بے نام مصور ہوں جس نے آپ کے لئے ایک آدھی ادھوری سی تصویر چھوڑ دی ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 1

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 01

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

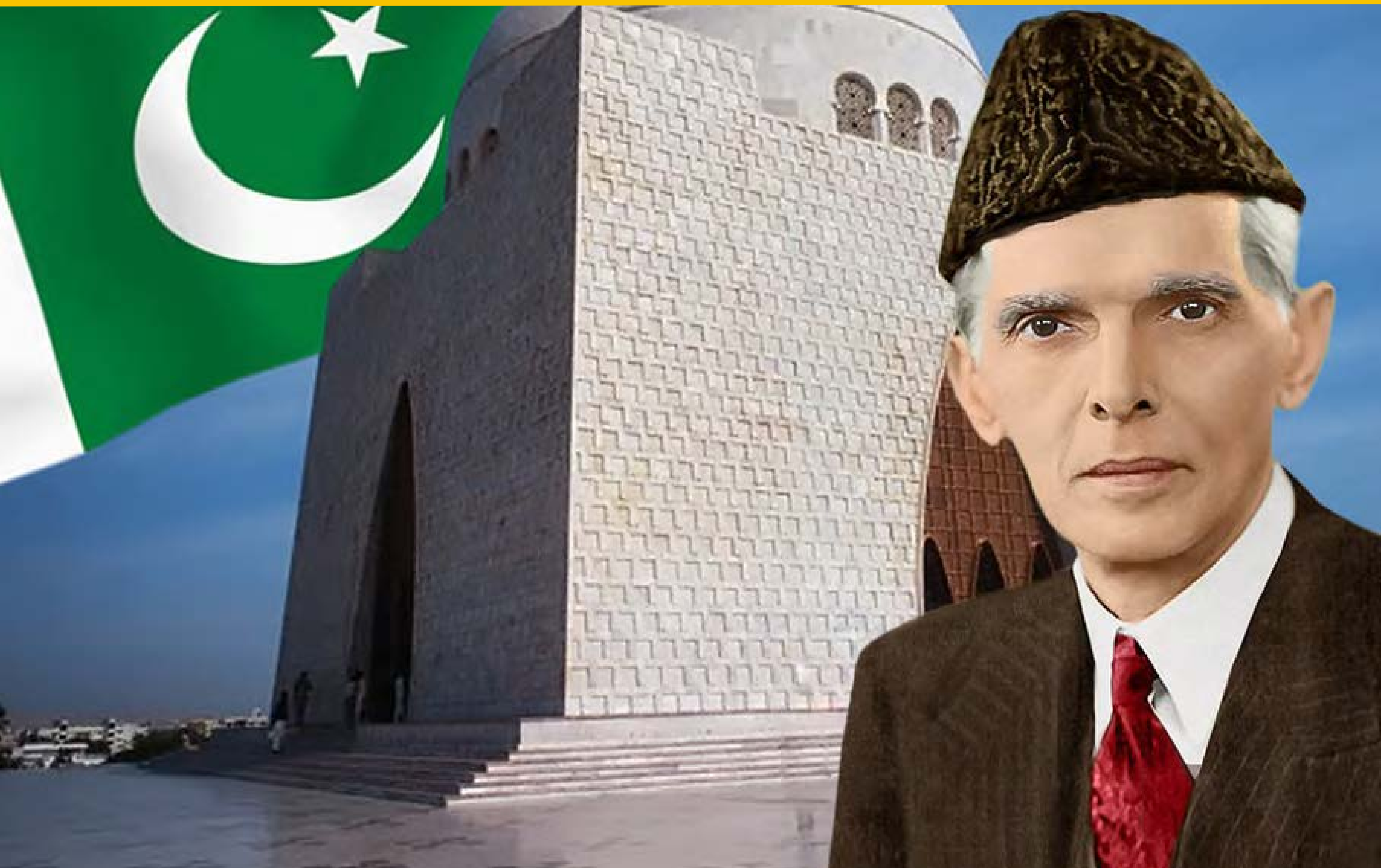
www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 02



تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 2

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تین اجنبی بزرگ

(حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



ایک عورت کسی کام سے گھر سے گھر کے باہر نکلی تو گھر کے باہر تین اجنبی بزرگوں کو بیٹھے دیکھا، عورت کہنے لگی میں آپ لوگوں کو جانتی نہیں لیکن لگتا ہے کہ آپ لوگ بھوکے ہیں چلیں اندر چلیں میں آپ لوگوں کو کھانا دیتی ہوں، ان بزرگوں نے پوچھا: کیا گھر کا مالک موجود ہے؟ عورت کہنے لگی: نہیں، وہ گھر پر موجود نہیں، انہوں نے جواب دیا: پھر تو ہم اندر نہیں جائیں گے، رات کو جب خاوند گھر آیا تو عورت نے اسے سارے معاملے کی خبر دی، وہ کہنے لگا: انہیں اندر لے کر آؤ! عورت اُن کے پاس آئی اور اندر چلنے کو کہا!، انہوں نے جواب دیا: ہم تینوں ایک ساتھ اندر نہیں جاسکتے، عورت نے پوچھا: وہ کیوں؟ ایک نے یہ کہتے ہوئے وضاحت کی: اس کا نام ''مال'' ہے اور اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کیا، اور اس کا نام ''کامیابی'' ہے اور دوسرے ساتھی کی طرف

اشارہ کیا، اور میرا نام محبت ہے، اور یہ کہتے ہوئے بات مکمل کی کہ جاؤ اپنے خاوند کے پاس جاؤ اور مشورہ کر لو کہ ہم میں سے کون اندر آئے ؟ عورت نے آ کر خاوند کو سارا ماجرا سنایا، وہ خوشی سے چلا اٹھا اور کہنے لگا : اگر یہی معاملہ ہے تو ''مال'' کو اندر بلا لیتے ہیں، گھر میں مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے گی ! عورت نے خاوند سے اختلاف کرتے ہوئے کہا : کیوں نہ ''کامیابی'' کو دعوت دیں ؟

میاں بیوی کی یہ باتیں اُن کی بہو گھر کے ایک کونے میں بیٹھی سن رہی تھی، اُس نے جلدی سے اپنی رائے دی : کیوں نہ ہم ''محبت'' کو بلا لیں اور ہمارا گھرانہ پیار و محبت سے بھر جائے ! خاوند کہنے لگا : بہو کی نصیحت مان لیتے ہیں، جاؤ اور ''محبت'' کو اندر لے آؤ، عورت باہر آئی اور بولی : آپ میں سے ''محبت'' کون ہے وہ ہمیں مہمان نوازی کا شرف بخشے، گھر والوں کا مطلوبہ شخص اٹھا اور اندر جانے لگا تو اس کے دونوں ساتھی بھی کھڑے ہو گئے اور اس کے پیچھے چلنے لگے، عورت حیران و پریشان اُن کا منہ دیکھنے لگی۔ عورت نے ''مال'' اور ''کامیابی'' سے کہا؛ میں نے تو صرف ''محبت'' کو دعوت دی تھی، آپ دونوں کیوں ساتھ جا رہے ہیں ؟ دونوں نے جواب دیا : اگر تم نے ''مال'' یا ''کامیابی'' میں سے کسی کو بلایا ہوتا تو باقی دونوں باہر رہتے لیکن تم نے کیونکہ ''محبت'' کو بلایا ہے یہ جہاں ہو ہم اس کے ساتھ ہوتے ہیں، جہاں ''محبت'' ہو گی وہاں ''مال'' اور ''کامیابی'' بھی ملیں گے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Wednesday, October 19, 2016 at 4:55am UTC+05

ماں جی آپ نے اپنا دل صاف ف‌کرنا کس سے سیکھا؟ "

" (حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



انہوں نے ہنستے ہوئے جواب دیا " دودھ والے سے۔ " سارہ بھی اس بات پر ہنس پڑی، پھرکچھ دیر قبل جیٹھانی سے فون پر اپنی تلخ کلامی پر شرمندہ ہوتے ہوئے ساس سے مخاطب ہوئی پتہ نہیں غصّے میں زیادہ ہی بول جاتی ہوں، بڑی ہیں مجھ سے لیکن انکی عادتیں بھی تو دیکھیں پچھلی بار بھی ... خیر چھوڑیں آپ بتائیں ناں ماں جی جیسے میں آپ سے اکثر باتیں سیکھتی ہوں آپ نے یہ بات کہاں سے سیکھی ؟کیونکہ میں نے اتنے عرصے میں آپکو لوگوں کی شکایتیں کرتے نہیں دیکھا ،حالانکہ کچھ لوگوں کے بہت غلط رویے بھی آپ کے ساتھ دیکھے ہیں میں نے۔ ماں جی نے بڑی بہوکیساتھ سارہ کی بدکلامی کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ " پتر مذاق نہیں سچ بتا رہی ہوں۔ واقعی دودھ والے ہی نے سکھایا تھا یہ سبق ،" میں چھوٹی تھی جب کوئی بارہ سال کی رہی ہونگی ، فجر پر بھائی اور ابّا جی تو مسجد گئے ہوتے امّاں جی صحن میں قران پڑھ رہی ہوتیں کہ دودھ والے بابے کی سائیکل کی گھنٹی بجنی شروع ہو جاتی میں باورچی خانے سے دیگچی لے کر اسےدیتی تو وہ غور سے اسے چیک کرتا۔ سونگھ کر کہتا :- " اے نئیں کڑیے دوجا بھانڈہ لے کے آ، ایدے وچ تے ہالی تکر سالن دی بو نئیں مکی ،" (یہ نہیں بیٹا، دوسرا برتن لے کر آؤ۔ اس میں سے تو ابھی تک سالن کی بو نہیں ختم ہوئی) کسی دن کہتا :- " نہ پتر اے ویکھ سیڈاں تے پرانا دودھ نالے چپکا پڑا اے ، اینج تے نواں دودھ فھٹ جاناں اے " (نہیں بیٹا، یہ دیکھو سائڈ پر پرانا دودھ چپکا ہوا ہے، یوں

Page 4

تو نیا دودھ پھٹ جائے گا۔) جس دن کبھی دودھ پھٹ جاتا امّاں جی سے ڈانٹیاں بھی خوب پڑتیں اتنا دودھ ضائع ہونے پہ ... تین چار سال یہی سلسہ چلتا رہا..... پھر میری شادی ہو گئی ،کچھ عرصے بعد مسائل شروع ہو گئے جو نبیڑے نئیں تھے جاتے مجھ سے۔ میں گھٹ گھٹ کے رو رو کے اللہ جی سے دعا کرتی۔ ایک دن صبح کو اٹھی دیکھا تو چائے بنانے کو دودھ نہیں ڈھیر سارا دودھ پھٹ چکا تھا، مجھے یاد آیا اماں جی اس سے طرح طرح کی مٹھائیاں اور پنیر بنا لیا کرتی تھیں۔ سو میں نے بھی آدھے دودھ سے قلاقند آدھے کے پنیر کے پکوڑے بنا لیے، ناشتے میں اتنا اہتمام دیکھ کر سب گھر والے بڑے خوش ہوئے بڑی تعریفیں ہوئیں سسر نے نیا جوڑا خریدنے کے پیسے انعام میں دیے اس دن مجھے شدت سے احساس ہوا کہ لوگ اتنے برے بھی نہیں ہوتے ،یہ انسان کی غلطی ہوتی ہے کہ وہ ہر بار نئے معاملات کو پچھلی ناراضگی سے بھی جوڑ لیتا ہے کہ اس وقت اس نے یوں کیا تھا یوں کہا تھا۔ یہی میری غلطی تھی۔ تب سمجھ آئی کہ دل کی دیگچی کو بھی ایسے ہی ستھرا کرنا پڑتا ہے کہ پھر نیا دودھ پھٹے بھی نہ، اس میں پرانے سالن کی بو بھی نہ آئے ،اور کبھی غلطی سے پھٹ جائے تو ایسے ہی خوب چینی ڈال ڈال کر اسکی مٹھائی بنا لیتے ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Wednesday, October 19, 2016 at 4:52am UTC+05

کرائے دار

(حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



وہ گرمیوں کی ایک تپتی دوپہر تھی۔ دفتر سے میں نے چھٹی لی ہوئی تھی کیونکہ گھر کے کچھ ضروری کام نمٹانے تھے۔ میں بچوں کو کمپیوٹر پر گیم کھیلنا سکھا رہا تھا کہ باہر بیل بجی۔ کافی دیر کے بعد دوسری بیل ہوئی تو میں نے جا کر دورازہ کھولا۔ سامنے میری ہی عمر کے ایک صاحب کھڑے تھے۔ "...السلام علیکم۔۔۔۔! "انہوں نے نہایت مہذب انداز میں سلام کیا۔ پہلے تو میرے ذہن میں خیال گزرا یہ کوئی چندہ وغیرہ لینے والے ہیں۔ ان کے چہرے پر داڑھی خوب سج رہی تھی، اور لباس سے وہ چندہ مانگنے والے ہر گز نہیں لگ رہے تھے۔ "جی فرمایئے"، میں نے پوچھا۔ "آپ طاہر صاحب ہیں؟" "جی" میں نے مختصر جواب دیا۔ "وہ مجھے رفیق صاحب نے بھیجا ہے۔ غالباً آپ کو کرائے دار کی ضرورت ہے۔" ہاں ہاں۔۔۔! " مجھے اچانک یاد آیا کہ میں نے دفتر کے ایک ساتھی کو

بتایا تھا کہ میں نے اپنے گھر کا اوپر والا پورشن کرائے پر دینا ہے اگر کوئی نیک اور چھوٹی سی فیملی اس کی نظر میں ہو تو بتائے۔ کیونکہ دفتر کی تنخواہ سے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اتنی دھوپ میں کافی دیر اسے باہر کھڑا رکھا۔ "اسے چھ ماہ کے لیے مکان کرائے پر چاہیے تھا۔ کیونکہ اپنا مکان وہ گرا کر دوبارہ تعمیر کروا رہے تھے۔ میں نے تین ہزار کرایہ بتایا۔ لیکن بات دو ہزار پر پکی ہو گئی۔ وہ چلا گیا تو مجھے افسوس ہونے لگا کہ کرایہ کچھ کم ہے۔ گو اوپر صرف ایک چھوٹا سا کمرہ، کچن اور باتھ روم تھا۔ مجھے اپنی بیوی کا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اسے معلوم ہو گا تو کتنا جھگڑا ہو گا۔ اور وہی ہوا۔ بقول اس کے دو ہزار تو صرف بچوں کی فیس ہے۔ مجھے اس نے کافی برا بھلا کہا اور میں چپ چاپ سنتا رہا، اور اپنی قسمت کو کوستا رہا۔ میں نے ایم ایس سی بہت اچھے نمبروں سے کیا تھا۔ اس لیے فوراً نوکری مل گئی، نوکری ملی تو شادی بھی فوراً ہو گئی۔ میری بیوی بھی بہت پڑھی لکھی تھی۔ وہ بھی ایک انگریزی اسکول میں پڑھاتی تھی، ہمارے تین بچے تھے۔ مگر گزارا مشکل سے ہوتا تھا۔ اگلے ہی دن وہ صاحب اور ان کے بیوی بچے ہمارے گھر شفٹ ہو گئے۔ ان کی بیوی نے مکمل شرعی پردہ کیا ہوا تھا۔ دونوں بڑے بچے بہت ہی مہذب اور خوبصورت تھے۔ چھوٹا گود میں تھا۔ کچھ دنوں بعد ایک دن میں دفتر سے آیا تو میری بیوی نے بتایا کہ میں نے بچوں کو کرائے دار خاتون سے قرآن مجید پڑھنے کے لیے بھیج دیا ہے۔ اچھا پڑھاتی ہیں، ان کے اپنے بچے اتنی خوبصورت تلاوت کرتے ہیں۔ مزید کچھ دن بعد جب میں نے ان کے ایک بیٹے سے تلاوت سنی تو پہلی مرتبہ میرے دل میں خواہش ابھری کہ کاش ہمارے بچے بھی اتنا اچھا قرآن مجید پڑھیں۔ ایک دن میں باہر جانے لگا تو اپنی بیوی سے پوچھ ہی لیا کہ وہ پارلر جائے گی تو لیتا چلوں۔ کیونکہ پہلے تو دو مہینے میں تین چار مرتبہ پارلر جاتی تھی اور اس مہینے میں ایک بار بھی نہیں گئی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ پارلر فضول خرچی ہے۔ جتنی خوبصورتی چہرے پر پانچ بار وضو کرنے، نماز اور تلاوت سے آتی ہے کسی چیز سے نہیں آتی۔ اگر زیادہ ضرورت ہو تو گھریلو استعمال کی چیزوں سے ہی چہرے پر نکھار رہتا ہے۔ ایک روز میں کیبل پر ڈرامہ دیکھ رہا تھا تو میرے چھوٹے بیٹے نے مجھے بغیر پوچھے ٹی وی بند کر دیا اور میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ " بابا یہ بیکار مشغلہ ہے۔ میں آپ کو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سناؤں۔" مجھے غصہ تو بہت آیا لیکن اپنے بیٹے کی زبانی جب واقعہ سنا تو میرا دل بھر آیا۔ "یہ تمہیں کس نے بتایا"، میں نے پوچھا۔ "ہماری استانی محترمہ نے۔۔۔ وہ قرآن مجید پڑھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے متعلق بتاتی ہیں۔" اپنے گھر کی اور بیوی بچوں کی تیزی سے بدلتی حالت دیکھ کر میں حیران ہو رہا تھا کہ ایک روز بیوی نے کہا کہ کیبل کٹوا دیں۔ کوئی نہیں دیکھتا اور ویسے بھی فضول خرچی اور اوپر سے گناہ ہے۔ چند روز بعد بیوی نے شاپنگ پر جانے کو کہا تو میں بخوشی تیار ہو گیا، اس نے کافی دنوں بعد شاپنگ کا کہا تھا ورنہ پہلے تو آئے دن بازار جانا رہتا تھا۔ "کیا خریدنا ہے؟"، میں نے پوچھا۔ "برقعہ۔۔۔۔۔!!" "کیا؟؟" میں ہنسا

تو وہ بولی، ’’پہلے میں کتنے ہی غیر شرعی کام کرتی تھی، آپ نے کبھی مذاق نہیں اڑایا تھا، اب اچھا کام کرنا چاہتی ہوں تو آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے۔‘‘ میں کچھ نہ بولا۔ پھر چند دن بعد اس نے مجھے کافی سارے پیسے دیئے اور کہا فریج کی باقی قیمت ادا کر دیں۔ تاکہ مزید قسطیں نہ دینی پڑیں۔ "اتنے روپوں کی بچت کیسے ہو گئی؟" "بس ہو گئی"، وہ مسکرائی، "جب انسان اللہ کے بتائے ہوئے احکام پر چلنے لگے تو برکت خود بخود ہو جاتی ہے۔ یہ بھی وہ کرائے دار خاتون بتایا ہے‘‘ سکون میرے اندر تک پھیل گیا۔ میری بیوی اب نہ مجھ سے کبھی لڑی، نہ شکایت کی۔ بچوں کو وہ گھر میں پڑھا دیتی ہے۔ خود بچوں کے ساتھ قرآن مجید تجوید سے پڑھنا سیکھ رہی تھی، وہ خود نماز پڑھنے لگی تھی، اور بچوں کو سختی سے نماز پڑھنے بھیجتی۔ مجھے احساس ہونے لگا کہ نجات کا راستہ یہی تو ہے۔ پیسہ اور آرائش سکون نہیں دیتا۔ اطمینان تو بس اللہ کی یاد میں ہے۔ مجھے اس دن دو ہزار کرایہ تھوڑا الگ رہا تھا، آج سوچتا ہوں تو لگتا ہے کہ وہ تو اتنا زیادہ تھا کہ آج میرا گھر سکون سے بھر گیا ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Wednesday, October 19, 2016 at 4:45am UTC+05

حاتم طائی اور چار علم

(حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



حاتم طائی نے کہا تھا، "میں نے چار علم اختیار کیے اور دنیا کے تمام عالموں سے چھٹکارا پا لیا۔۔۔!!" کسی نے پوچھا، "وہ چار علم کون کون سے ہیں۔۔۔؟" حاتم نے جواب دیا۔۔۔۔!! پہلا یہ کہ میں نے سمجھ لیا کہ جو رزق میری قسمت میں لکھا ہے وہ نہ تو زیادہ ہو سکتا ہے، نہ کم۔ اس لیے زیادہ کی طلب سے بے فکر ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ اللہ کا جو حق مجھ پر ہے وہ میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں اُسکی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔ تیسرا یہ کہ ایک چیز مجھے ڈھونڈ رہی ہے اور وہ ہے میری موت۔ میں اُس سے بھاگ تو سکتا نہیں، لہٰذا اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ چوتھا یہ کہ میرا اللہ مجھ سے باخبر رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے

شرم رکھی اور بُرے کاموں سے ہاتھ اٹھالیا۔ یہ چار علم زندگی کے لیے اصول اور ایسی مشعلِ راہ ہیں کہ جس نے انھیں اپنالیا زندگی اس کے لیے اتنی آسان اور مطمئن ہو جائے گی کہ دنیا میں کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Wednesday, October 19, 2016 at 4:35am UTC+05

انگوٹھی

(حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



بیوی بار بار ماں پر الزام لگائے جا رہی تھی......اور شوہر بار بار اسکو اپنی حد میں رہنے کی کہہ رہا تھا، لیکن بیوی چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی، بار بار زور زور سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ، "اس نے انگوٹھی ٹیبل پر ہی رکھی تھی اور تمہارے اور میرے علاوہ اس کمرے میں کوئی نہیں آیا، انگوٹھی ہو نا ہو ماں جی نے ہی اٹھائی ہے. بات جب شوہر کی برداشت سے باہر ہو گئ تو اس نے بیوی کے گال پر ایک زوردار طمانچہ دے مارا اب تین ماہ پہلے ہی تو شادی ہوئی تھی. بیوی سے طمانچہ برداشت نہیں ہوا وہ گھر چھوڑ کر جانے لگی، اور جاتے جاتے شوہر سے ایک سوال پوچھا، کہ تمھیں اپنی ماں پر اتنا یقین کیوں ہے..؟؟ تب شوہر نے جو جواب دیا، اس جواب کو سن کر دروازے کے پیچھے کھڑی ماں نے سنا تو اس کا دل بھر آیا۔ شوہر نے بیوی کو بتایا کہ "جب وہ چھوٹا تھا

تب اس کے والد گزر گئے. ماں محلے کے گھروں میں جھاڑو پوچھا لگا کر جو کما پاتی تھی اس سے ایک وقت کا کھانا آتا تھا ماں ایک پلیٹ میں مجھے روٹی دیتی تھی اور خالی ٹوکری ڈھک کر رکھ دیتی تھی اور کہتی تھی میری روٹیاں اس ٹوکری میں ہے بیٹا تو کھا لے، میں نے بھی ہمیشہ آدھی روٹی کھا کر کہہ دیتا تھا۔ کہ ماں میرا پیٹ بھر گیا ہے مجھے اور نہیں کھانا۔ ماں نے مجھے میری جھوٹی آدھی روٹی کھا کر مجھے پالا پوسا اور بڑا کیا ہے، آج میں نے دو روٹی کمانے کے قابل ہو ہوں، لیکن یہ کیسے بھول سکتا ہوں کہ ماں نے عمر کے اس حصے پر اپنی خواہشات کو مارا ہے، وہ ماں آج عمر کے اس حصے پر کیسے انگوٹھی کی بھوکی ہو گی... یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا آپ تو تین ماہ سے میرے ساتھ ہو، میں نے تو ماں کی تپسیا کو گزشتہ پچیس سالوں سے دیکھا ہے۔ یہ سن کر ماں کی آنکھوں سے آنسو چھلک اٹھے، وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ بیٹا اس کی آدھی روٹی کا قرض چکا رہا ہے یا وہ بیٹے کی آدھی روٹی کا قرض...

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:31am UTC+05

جار



پروفیسر صاحب نے کلاس میں داخل ہوتے ہوئے اپنے طالب علموں پر نظر ڈالی اور کہا "آج میں تمہیں زندگی کا نہایت اہم سبق سکھانے جا رہا ہوں.... "وہ اپنے ہمراہ کانچ کا ایک بڑا مرتبان یعنی جار JAR لائے تھے، انہوں نے اس مرتبان کو ٹیبل پر JAR رکھا اور اپنے بیگ سے ٹیبل ٹینس کی گیندیں نکال کر اس مرتبان میں ڈالنے لگے.... اور تب تک ڈالتے رہے جب تک اس مرتبان میں ایک بھی گیند کی جگہ باقی نہ رہی.... پروفیسر صاحب نے طالب علموں سے پوچھا "کیا مرتبان پورا بھر گیا ہے.... ؟" "جی ہاں.... "طالب علموں نے ایک ساتھ جواب دیا..... پھر پروفیسر صاحب نے بیگ سے چھوٹے چھوٹے کنکر نکال کر اس مرتبان میں بھرنے شروع کر دیے، وہ دھیرے دھیرے مرتبان کو ہلاتے بھی جا رہے تھے۔ کافی سارے کنکر مرتبان میں جہاں جگہ خالی تھی سما گئے.... پروفیسر صاحب نے پھر سوال کیا: "کیا اب مرتبان بھر گیا ہے.... ؟" طالب علموں نے ایک بار پھر "ہاں" کہا.... اب

پروفیسر صاحب نے بیگ سے ایک تھیلی نکالی اور اس میں سے ریت نکال کر دھیرے دھیرے اس مرتبان میں ڈالنی شروع کر دی، وہ ریت بھی اس مرتبان میں جہاں تک ممکن تھا بیٹھ گئی.... یہ دیکھ کر طلباء اپنی نادانی پر ہنسنے لگے.... پروفیسر صاحب نے ایک بار پھر سوال کیا "کیا اب یہ مرتبان پورا بھر گیا ہے ناں.... ؟" "جی !.... اب تو پوری بھر گئی ہے سر.... "سب ہی نے ایک آواز میں کہا... پروفیسر نے بیگ کے اندر سے جوس کے دو پیک نکال کر جوس اس مرتبان میں ڈالا، جوس بھی ریت کے بیچ تھوڑی سی جگہ میں جذب ہو گیا.... اب پروفیسر صاحب نے نہایت ہی گھمبیر آواز میں سمجھانا شروع کیا.... "اس کانچ کے مرتبان کو تم لوگ اپنی زندگی سمجھو، ٹیبلٹینس کی گیندیں تمہاری زندگی کے سب سے اہم کام ہیں.... مثلاً طرزِ معاشرت، حصولِ معاش، تعلیم وتربیت، خاندان، بیوی بچے، نوکری، صحت و تحفظ وغیرہ.... چھوٹے کنکر تمہاری عام ضروریات اور خواہشات ہیں۔ گاڑی، بنگلہ، نوکر چاکر، موبائل، کمپیوٹر اور دیگر اصرافِ زندگی وغیرہ.... اور ریت کا مطلب ہے چھوٹی چھوٹی بے کار اور فضول باتیں، جھگڑے، آوارہ گردی، ہوائی قلعہ بنانا، ٹائم پاس کرنا، وقت کا ضیاع وغیرہ.... اگر تم نے کانچ کے مرتبان میں سب سے پہلے ریت بھری ہوتی تو ٹیبل ٹینس کی گیند اور کنکر کے لیے جگہ ہی نہیں بچتی یا صرف کنکر بھر دیے ہوتے تو گیند نہیں بھر پاتے، ریت ضرور آسکتی تھی.... ٹھیک یہی طریقہ کار زندگی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اگر تم فضول اور لایعنی چیزوں کے پیچھے پڑے رہوگے اور اپنی زندگی اسی کے چکر میں ختم کر دوگے تو تمہارے پاس اہم باتوں کے لیے وقت نہیں رہے گا.... ایک کامیاب اور پر سکون زندگی گزارنے کے لیے یہ اہم سبق ہے۔ اب یہ تم خود طے کر لو کہ تمہیں اپنا کانچ کا مرتبان کس طرح بھرنا ہے".... طالب علم بڑے غور سے پروفیسر صاحب کی باتیں سن رہے تھے، اچانک ایک طالبعلم نے پوچھا "سر! لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ جوس کے دو پیک کیا ہیں؟".... پروفیسر مسکرائے اور بولے "میں سوچ ہی رہا تھا کہ ابھی تک کسی نے یہ سوال کیوں نہیں کیا.... اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں ہم کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں اور کس قدر ہی کامیابیاں کیوں نہ سمیٹ رہے ہوں لیکن اپنے گھر والوں، دوستوں کے ساتھ تعلق کی مٹھاس کی گنجائش ہمیشہ رکھنی چاہیے"....

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:30am UTC+05

سرخ غبارے



پروفیسر صاحب کلاس روم میں داخل ہوئے، کلاس روم کی بھنبھناہٹ آہستہ آہستہ گہری خاموشی میں بدلنے لگی۔ دیکھا کہ پروفیسر کے پیچھے ایک غبارے والا ڈھیر سارے سرخ رنگ کے کلاس روم میں داخل ہو رہا ہے.... پروفیسر کے اشارے پر غبارے والے نے ایک ایک کرکے سارے غبارے طلباء میں تقسیمکر دیئے.... "سر آج ویلنٹائن ڈے نہیں ہے...." ایک طالب علم نے جملہ کسا۔" سر! کیا آپ کی سالگرہ ہے؟" ایک اور طالب علم بولا۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا: "آپ میں سے ہر ایک کو مارکر کا استعمال کرتے ہوئے ان غباروں پر اپنا نام لکھنا ہے"۔ سب نے پرفیسر کی کہنے پر نام لکھ دئے۔ اس کے بعد تمام غبارے جمع کرکے دوسرے کمرے میں ڈال دیے گئے۔ آپ پروفیسر نے تمام طالب علموں سے کہا کہ "اب سب غباروں والے کمرے میں جائیں اور اپنے اپنے نام والا غبارہ تلاش کریں، دھیان رہے کہ کوئی غبارہ نہ بھٹے اور آپ سب کے پاس پانچ منٹ ہیں۔" ہر کوئی بدحواسی

کے عالم میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہوئے، دوسروں کو دھکیلتے ہوئے اپنے نام کا غبارہ تلاش کرنے لگا۔ ایک افراتفری کا سماں تھا۔ سارے غبارے ایک ہی رنگ کے تھے، پانچ منٹ تک کوئی بھی اپنے نام والا غبارہ تلاش نہ کر سکا.... یہ دیکھ کر پروفیسر انصاری نے کہا کہ اب آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں کوئی بھی غبارہ پکڑ لیں اور اس کے نام والے شخص کو دے دیں، دو تین منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ تمام افراد کے پاس اپنے اپنے نام والے غبارے تھے۔ پروفیسر انصاری کلاس سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے: " بالکل اسی طرح ہماری زندگی ہے، ہر کوئی بدحواسی کے عالم میں اپنے ارد گرد خوشیاں تلاش کر رہا ہے یہ نہ جانتے ہوئے کہ وہ کہاں ہیں۔ نوجوانو.... یاد رکھو... ہماری خوشی دوسروں کی خوشی میں پنہاں ہے، ان کو ان کی خوشی دے دیں تو آپ کو آپ کی خوشی مل جائے گی۔"

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:30am UTC+05

پینسل کی کہانی



پروفیسر صاحب نے کلاس کا آغاز کرتے ہوئے اپنی جیب سے ایک پینسل نکالی اور تمام طلبا کو دکھاتے ہوئے کہا: ‘‘آج کا سبق آپ اس پینسل سے سیکھیں گے.... پینسل میں پانچ باتیں ایسی ہیں جو ہم سب کے لیے جاننی ضروری ہیں!....’’ وہ کیا سر.... ’’سب نے تجسّس سے پوچھا‘‘ پہلی بات: یہ پینسل عمدہ اور عظیم کام کرنے کے قابل اس صورت میں ہو سکتی ہے، جب وہ خود کو کسی کے ہاتھ میں تھامے رکھنے کی اجازت دے۔ دوسری بات: ایک بہترین پینسل بننے کے لیے وہ بار بار تراشے جانے کے تکلیف دہ عمل سے گزرتی ہے۔ تیسری بات: وہ ان غلطیوں کو درست کرنے کی اہل رکھتی ہے، جو اس سے سرزد ہو سکتی ہیں۔ چوتھی بات: یہ پینسل کا سب سے اہم حصہ ہمیشہ وہ ہوگا جو اس کے اندر یعنی اس کے باطن میں ہوتا ہے اور پانچویں بات: پینسل کو جس سطح پر بھی استعمال کیا جائے، وہ لازمی اس پر اپنا نشان چھوڑ جاتی۔ چاہے حالات کیسے ہی ہوں۔ ’’‘‘اب اس پینسل کی جگہ آپ اپنے کو لے لیں۔ آپ بھی عمدہ اور عظیم کام کرنے کے لیے قابل اسی صورت میں ہو سکتے ہیں، جب آپ خود کو اپنے استاد یا راہنما کے ہاتھوں

میں تھامے رکھنے کی اجازت دیں۔ دوسری بات: آپ کو بات بار تراشے جانے کے تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑے گا۔ یہ مراحل دنیا میں زندگی کے مختلف مسائل کی صورت میں آپ کے سامنے آئیں گے، ایک مضبوط فرد بننے کے لیے آپ کو ان مسائل کا اچھے طریقے سے سامنا کرنا ہوگا۔ تیسری بات: یہ کہ اپنے آپ کو ان غلطیوں کو درست کرنے کے قابل بنائیں جو آپ سے سرزد ہو سکتی ہیں۔ چوتھی بات: ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ہمارے اندر ہے، ہمارا باطن ہے، ہمیں اسے کثافتوں اور آلائشوں سے بچانا ہے۔ پانچویں بات: آپ جس سطح پر سے بھی گزر کر جائیں، آپ اپنے نشان ضرور چھوڑ جائیں۔ چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس یقین کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ اس دنیا کو آپ کی ضرورت ہے، کیونکہ کوئی شے بھی فضول اور بے مقصد نہیں ہوتی۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:29am UTC+05

چائے اور کافی



پروفیسر نے کہا آج آپ کے لیے چائے کافی میری طرف سے.... ''اسی دوران لیکچر ہال میں کالج کا پیُون داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کافی کے دو بڑے سے جگ تھے۔ ساتھ ہی بہت سے کپ تھے، پور سلین کے کپ، پلاسٹک کے کپ، شیشے کے کپ، ان میں سے بعض سادہ سے کپ تھے اور بعض نہایت قیمتی، خوبصورت اور نفیس.... پروفیسر نے تمام طالب علموں سے کہا کہ ''سب اپنی مدد آپ کے تحت وہ گرما گرم چائے کافی آپ خود لے لیں۔'' جب تمام طالب علموں نے اپنے چائے اور کافی کے کپ ہاتھوں میں لے لیے تو پروفیسر صاحب گویا ہوئے۔'' آپ لوگ غور کریں.... تمام نفیس، قیمتی اور دیکھنے میں حسین کافی کپ اٹھا لیے گئے ہیں، جبکہ سادہ اور سستے کپوں کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا، وہ یوں ہی رکھے ہوئے ہیں۔'''' اس کا کیا مطلب سر''۔ ایک طالب علم نے پوچھا'' گویہ عام سی بات ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے بہترین کا انتخاب کرتے ہیں لیکن یہی سوچ آپ کے کئی مسائل اور ذہنی

دباؤ کی جڑ بھی ہے۔"سارے طالب علم چونک اٹھے، "یہ کیا کہہ رہے ہیں سر اچھی چیز کا انتخاب تو اعلیٰ ذوق کی علامت ہے۔ یہ مسائل کی جڑ کیسے....؟"پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا: "آپ سب کو حقیقت میں جس چیز کی طلب تھی، وہ چائے یا کافی تھی.... نہ کہ کپ.... لیکن آپ سب نے دانستہ طور پر بہتر کپوں کے لیے ہاتھ بڑھایا اور سب ایک دوسرے کے کپوں کو چور نگاہوں سے دیکھتے رہے۔" میرے بچو.... نوجوانو... یاد رکھو... زندگی کا اصل حسن باطن سے پھوٹنے والی خوشیوں کی وجہ سے ہے۔ عالی شان بنگلہ، قیمتی گاڑی، دائیں بائیں ملازمین، دولت کی چمک دمک کی وجہ سے بننے والے دوست یہ سب قیمتی کپ کی طرح ہیں۔ اگر اس قیمتی کپ میں کافی یا چائے بدمزہ ہو تو کیا آپ اسے پئیں گے؟۔ اصل اہمیت زندگی، صحت اور آپ کے اعلیٰ کردار کی ہے۔ باقی سب کانچ کے بنے ہوئے نازک برتن ہیں، ذرا سی ٹھیس لگنے سے یہ برتن ٹوٹ جائیں گے یا ان میں کریک آجائے گا۔ یاد رکھیے! دنیا کی ظاہری چمک دمک کی خاطر اپنے آپ کو مت گرائیے۔ بلکہ زندگی کے اصلی جوہر کو اُبھاریے۔ تمام تر توجہ صرف کپ پر مرکوز کرنے سے ہم اس میں موجود کافی یعنی زندگی سے لطف اندوز ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا کپوں کو اپنے ذہن کا بوجھ نہ بنائیں.... اس کی بجائے کافی سے لطف اندوز ہوں۔"

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:28am UTC+05

تھیلا اور ٹماٹر



پروفیسر نے کہا کہ کل ہر ایک طالب علم پلاسٹک کا ایک شفاف تھیلا اور ٹماٹر ساتھ لائے۔ جب طلباء تھیلا اور ٹماٹر لے آئے تو پروفیسر نے کہا کہ: "آپ میں سے ہر طالب علم اس فرد کے نام پر جسے آپ نے اپنی زندگی میں معاف نہیں کیا، ایک ایک ٹماٹر چن لیں اور اس پر اس فرد کا نام اور تاریخ لکھ کر اسے اپنے پلاسٹک کے تھیلے میں ڈالتے جائیں۔" سب نے ایک ایک کرکے یہی عمل کیا، پروفیسر نے کلاس پر نظر ڈالی تو دیکھا بعض طالب علموں کے تھیلے خاصے بھاری ہوگئے۔ پھر پروفیسر نے سب طالب علموں سے کہا کہ: "یہ آپ کا ہوم ورک ہے، آپ سب ان تھیلوں کو اپنے ساتھ رکھیں، اسے ہر جگہ اپنے ساتھ لیے پھریں۔ رات کو سوتے وقت اسے اپنے بیڈ کے سرہانے رکھیں، جب کام کر رہے ہوں تو اسے اپنی میز کے برابر میں رکھیں۔ کل ہفتہ، پرسوں اتوار ہے آپ کی چھٹی ہے، پیر کے روز آپ ان تھیلوں کو لے کر آئیں اور بتائیں آپ نے کیا سیکھا۔" پیر کے دن سب طالب علم آئے تو

چہرے پر پریشانی کے آثار تھے، سب نے بتایا کہ اس تھیلے کو ساتھ ساتھ گھسیٹے پھرنا ایک آزار ہو گیا۔ قدرتی طور پر ٹماٹروں کی حالت خراب ہونے لگی۔ وہ پلپلے اور بدبودار ہو گئے تھے۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا "اس ایکسر سائز سے کیا سبق سیکھا۔۔۔؟" سب طلبہ وطالبات خاموش رہے۔ "اس ایکسر سائز سے یہ واضح ہوا کہ روحانی طور پر ہم اپنے آپ پر کتنا غیر ضروری وزن لادے پھر رہے ہیں۔ ہمیں اندازہ ہوا کہ ہم اپنی تکلیف اور اپنی منفی سوچ کی کیا قیمت چکا رہے ہیں۔ ہم اکثر یہ سوچتے ہیں کہ کسی کو معاف کر دینا، کسی پر احسان کرنا اس شخص کے لیے اچھا ہے لیکن دوسرے کو معاف کر کے ہم خود اپنے لیے لاتعداد فوائد حاصل کرتے ہیں۔ جب تک ہم کسی سے ناراض رہتے ہیں، اس کے خلاف بدلہ لینے کے لیے سوچتے ہیں اس وقت تک ہم کسی اور کا نہیں بلکہ خود اپنا خون جلاتے ہیں۔ اپنے آپ کو اذیت اور مشقت میں مبتلا رکھتے ہیں۔ بدلے اور انتقام کی سوچ، گلے سڑے ٹماٹروں کی طرح ہمارے باطن میں بدبو پھیلانے لگتی ہے۔ معاف نہ کرنا ایک بوجھ بن کر ہمارے اعصاب کو تھکا دیتا ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:27am UTC+05

پانی کا گلاس

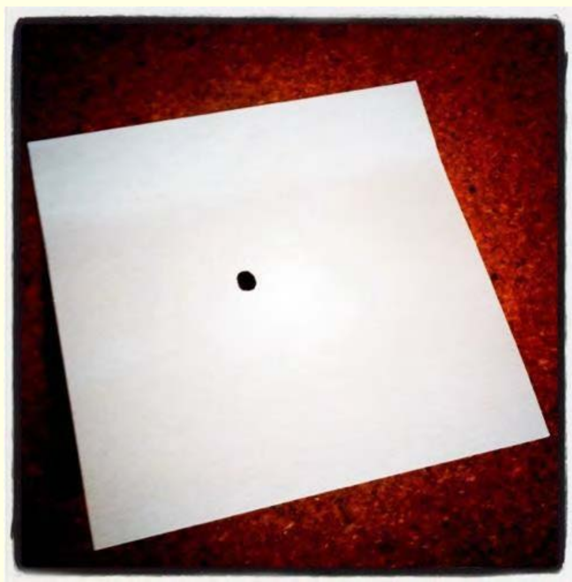


پروفیسر نے اپنی کلاس کا آغاز کرتے ہوئے ایک گلاس اٹھایا، جس کے اندر کچھ پانی موجود تھا۔انہوں نے وہ گلاس بلند کر دیا، تاکہ تمام طلبا اسے دیکھ لیں۔ ”سر کیا آپ وہی فلسفیانہ سوال تو نہیں پوچھنا چاہ رہے ہے کہ گلاس آدھا خالی ہے یا آدھا بھرا ہوا ہے“ ایک طالب علم نے جملہ کستے ہوئے کہا۔پروفیسر نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور کہا ”نہیں! آج میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے خیال میں اس گلاس کا وزن کیا ہوگا....؟“ ”پچاس گرام“، ”سو گرام“، ”ایک سو پچیس گرام“۔سب اپنے اپنے انداز سے جواب دینے لگے۔ ”میں خود صحیح وزن بتا نہیں سکتا، جب تک کہ میں اس کا وزن نہ کر لوں!....“ پروفیسر نے کہا۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ”کیا ہوگا اگر میں اس گلاس کو چند منٹوں کے لیے اسی طرح اٹھائے رہوں....؟“ ”کچھ نہیں ہوگا!“ طالب علموں نے جواب دیا۔ ”ٹھیک ہے، اب یہ بتاؤ کہ اگر میں اس گلاس کو ایک گھنٹے تک یوں ہی اٹھائے رہوں تو پھر کیا ہوگا....؟“

پروفیسر نے پوچھا۔ "آپ کے بازو میں درد شروع ہو جائے گا۔" طلباء میں سے ایک نے جواب دیا۔ "تم نے بالکل ٹھیک کہا۔" پروفیسر نے تائیدی لہجے میں کہا۔ "اب یہ بتاؤ کہ اگر میں اس گلاس کو دن بھر اسی طرح تھامے رہوں تو پھر کیا ہوگا....؟" "آپ کا باوزو شل ہو سکتا ہے۔" ایک طالب علم نے کہا۔ "آپ کا پٹھا اکڑ سکتا ہے" ایک اور طالب علم بولا، "آپ پر فالج کا حملہ ہو سکتا ہے۔ آپ کو اسپتال لازمی جانا پڑے گا!" ایک طالب علم نے جملہ کسا اور پوری گلاس قہقہے لگانے لگی۔ "بہت اچھا!" پروفیسر نے بھی ہنستے ہوئے کہا پھر پوچھا "لیکن اس دوران کیا گلاس کا وزن تبدیلھوا....؟" "نہیں۔" طالب علموں نے جواب دیا۔ "تو پھر بازو میں درد اور پٹھا اکڑنے کا سبب کیا تھا....؟" پروفیسر نے پوچھا۔ طالب علم چکرائے گئے۔ "گلاس کا بہت دیر تک اُٹھائے رکھنا، بہتر ہوگا کہ اب گلاس نیچے رکھ دیں!" ایک طالب علم نے کہا۔ "بالکل صحیح!...." استاد نے کہا۔ "ہماری زندگی کے مسائل بھی کچھ اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ آپ انہیں اپنے ذہن پر چند منٹ سوار رکھیں تو وہ ٹھیک لگتے ہیں۔ انہیں زیادہ دیر تک سوچتے رہیں تو وہ آپ کے لیے سر کا درد بن جائیں گے۔ انہیں اور زیادہ دیر تک تھامے رہیں تو وہ آپ کو فالج زدہ کر دیں گے۔ آپ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ دیکھیے....! اپنی زندگی کے چیلنجز (مسائل) کے بارے میں سوچنا یقیناً اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن.... اس سے کہیں زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہر دن کے اختتام پر سونے سے پہلے ان مسائل کو ذہن سے اُتار دیا جائے۔ اس طریقے سے آپ کسی قسم کے ذہنی تناؤ میں مبتلا نہیں رہیں گے۔ اگلی صبح آپ تروتازہ اور اپنی پوری توانائی کے ساتھ بیدار ہوں گے اور اپنی راہ میں آنے والے کسی بھی ایشو، کسی بھی چیلنج کو آسانی سے ہینڈل کر سکیں گے۔ لہٰذا گلاس کو یعنی مسائل پر غیر ضروری سوچ بچار کو نیچے کر نا رکھنا یاد رکھیں۔"

Saturday, October 15, 2016 at 1:27am UTC+05

سفید کاغذ پر سیاہ نقطہ



پروفیسر نے بلیک بورڈ پر ایک بڑا سا سفید کاغذ چسپاں کر دیا، اس کے بعد انھوں نے اس سفید کاغذ کے درمیان میں مارکر سے ایک سیاہ نقطہ ڈالا، پھر اپنا رخ کلاس کی طرف کرتے ہوئے پوچھا: "آپ کو کیا نظر آ رہا ہے.... ؟" سب نے ہی یک زبان ہو کر کہا "ایک سیاہ نقطہ"۔ طالب علم تعجب کا اظہار کر رہے تھے سر بھی کمال کرتے ہیں، کل لکیر کھینچی تھی آج نقطہ بنا دیا ہے.... پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا "حیرت ہے ! اتنا بڑا سفید کاغذ اپنی چمک اور پوری آب و تاب کے ساتھ تو تمہاری نظروں سے اوجھل ہے، مگر ایک چھوٹا سا سیاہ نقطہ تمہیں صاف دکھائی دے رہا ہے؟" زندگی میں کیے گئے لاتعداد اچھے کام سفید کاغذ کی طرح ہوتے ہیں جبکہ کوئی غلطی یا خرابی محض ایک چھوٹے سے نقطے کی مانند ہوتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت دوسروں کی غلطیوں پر توجہ زیادہ دیتی ہے لیکن اچھائیوں کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ آپ کی ساری زندگی کی اچھائیوں پر آپ کی کوئی ایک کوتاہی یا کسی غلطی کا ایک سیاہ نقطہ

ان کو زیادہ صاف دکھائی دیتا ہے۔آپ آدھا گلاس پانی کا بھر کر اگر 100 لوگوں سے پوچھیں گے ، تو کم از کم 80 فیصد کہیں گے آدھا گلاس خالی ہے اور 20 فیصد کہیں گے کہ آدھا گلاس پانی ہے.... دونوں صورتوں میں بظاہر فرق کچھ نہیں پڑتا لیکن در حقیقت یہ دو قسم کے انداز فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ایک منفی اور دوسرا مثبت۔ جن لوگوں کا انداز فکر منفی ہوتا ہے وہ صرف منفی رخ سے چیزوں کو دیکھتے جبکہ مثبت ذہن کے لوگ ہر چیز میں خیر تلاشکر لیتے ہیں۔ ہماری زندگی کے معاملات میں لوگوں کے رد عمل گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ''لوگ کیا کہیں گے'' جیسے روائتی جملے ہمیں ہمیشہ دوراہوں پر گامزن کر دیتے ہیں۔ یہ دوراہی فیصلہ لینے میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔اس صورتحال میں صرف نفسیاتی الجھن کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔اس لیے آپ مستقل میں کوئی بھی کام کریں، کوئی بھی راہ چنیں، تو یہ یاد رکھیں کہ آپ ہر شخص کو مطمئن نہیں کر سکتے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:26am UTC+05

بوڑھا گویا (سنگر)



حضرت عمر رضی اللہ تعالہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ میں ایک گویا رہتا تھا۔

جب اس کی عمر 80 سال هو گئی تو اس کی آواز نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا. اب کوئی اس کا گانا نہیں سنتا تھا. گھر میں فقر و فاقے نے ڈیرے ڈال لئے ایک ایک کر کے گھر کا سارا سامان بِک گیا آخر تنگ آ کر وہ شخص جنت البقیع میں گیا اور بے اختیار اللہ کو پکارنے لگا... کہ یا اللہ ! اب تو تجھے پکارنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔۔۔۔۔مجھے بھوک هے میرے گھر والے پریشان هیں یا اللہ ! اب مجھے کوئی نہیں سنتا تو تو میری سن..! تو تو میری سن..! میں تنگ دست ہوں تیرے سوا میرے حال سے کوئی واقف نہیں.. حضرت عمر مسجد میں سو رہے تھے کہ خواب میں آواز آئی اے عمر ! اٹھو..! میرا ایک بندہ مجھے بقیع میں پکار رہا ہے. اس کی مدد کو پہنچو.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو ننگے سر ننگے پیر جنت البقیع کی طرف دوڑے.. دیکھتے ہیں کہ جھاڑیوں کے پیچھے ایک شخص دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہے اس نے جب عمر کو آتے دیکھا تو

بھاگنے لگا سمجھا کہ آ گیا عمر کوڑا لے کر.. حضرت عمر نے کہا رکو کہاں جا رہے ہو؟؟ میں تمھاری مدد کے لیے آیا ہوں وہ بولا آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ حضرت عمر نے کہا جس سے لو لگائے بیٹھے ہو مجھے اس نے تمھاری مدد کے لئے بھیجا ھے یہ سننا تھا وہ شخص گٹھنوں کے بل گِرا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا.. یا اللہ ! ساری زندگی تیری نا فرمانی کی ، تجھے بھلائے رکھا یاد بھی کہا تو روٹی کے لئے اور تو نے اس پر بھی " لبیک " کہا اور میری مدد کے لئے اپنے اتنے عظیم بندے کو بھیجا میں تیرا مجرم ہوں یا اللہ مجھے معاف کردے مجھے معاف کردے یہ کہتے کہتے وہ مر گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے گھر والوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر فرمایا. بے شک اللہ بڑا غفور الرحیم ھے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:25am UTC+05

پرسکون رہنے کا گُر

تحریر: اسماء چودھری (شیفیلڈ۔انگلینڈ)



1۔انسان کی خواہشات جب تک اپنے وجود اور عمر سے لمبی رہتی ہیں انسان بے چین رہتا ہے۔ لہٰذا اپنی خواہشات کو اپنے وجود اور عمر سے چھوٹا کرلو، تم خوشی بھی پالوگے اور سکون بھی۔ 2۔اپنی خواہشات کو کبھی اپنے قدموں سے آگے نہ نکلنے دیا جو مل گیا اس پر شکر کرو، جو چھن گیا اس پر افسوس نہ کرو۔ 3۔جو مانگ لے اس کو دے دو، جو بھول گیا اُسے بھول جاؤ ۔ 4۔ دنیا میں بے سمان آئے تھے بے سمان واپس جاؤ گے اس لئے سامان جمع نہ کرو۔ 5۔ بلاضرورت سچ فساد ہوتا ہے کوئی پوچھے تو سچ بولو نہیں تو خاموش رہو۔ 6۔زندگی میں جب سکون اور خوشی کم ہو جائے تو سیر پر نکل جاؤ تمہیں راستے میں سکون بھی ملے گا اور خوشی بھی۔ 7۔ مفتی ہو تب بھی فتویٰ جاری نہ کرو۔ 8۔ جسے خدا ڈھیل دے رہا ہو اس کا کبھی احتساب نہ کرو۔ 9۔ ہجوم سے پرہیز کرو تنہائی کو ساتھی

بناؤ۔10۔ دینے میں خوشی ہے وصول کرنے میں غم، دولت کو روکو گے تو خود بھی رک جاؤ گے۔11۔ چوروں میں بیٹھو گے تو چور ہو جاؤ گے، سادھو میں بیٹھو گے تو سادھو بن جاؤ گے اور اللہ راضی تو جگ راضی ہو گا اور اللہ ناراض ہو گا تو نعمتوں سے خوشبو اُڑ جائے گی۔12۔ تم جب عزیز، رشتے داروں اور اولاد، دوستوں سے چڑنے لگو جان لو کہ تم سے ناراض ہے اور جب تم اپنے اندر دل میں دشمنوں کے لئے رحم محسوس کرنے لگو تو سمجھ لو کہ خالق تم سے راضی ہے۔13۔ یاد رکھنا ہجرت کرنے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔14۔ کسی کو خود نہ چھوڑنا دوسرے کو فیصلہ کرنے کا موقع دینا کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ مخلوق اسے چھوڑتی ہے۔15۔ جو جا رہا ہو اس کو جانے دو مگر جو واپس آ رہا ہو اس پہ کبھی اپنا دروازہ بند نہ کرنا۔ یہ بھی اللہ کی عادت ہے کہ واپس آنیوالے پر ہمیشہ اپنا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ اگر ایسا کرتے رہو گے تو تمہارے دروازے پر میلہ لگا رہے گا۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, October 15, 2016 at 1:24am UTC+05

بکھرے موتی

تحریر: اَسماء چوہدری، شیفلڈ (انگلینڈ)



1۔ مسکراہٹ ایک انفیکشن ہے اور اس کو نزلہ وزکام کی طرح آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے۔ 2۔ ہر انسان میں خوبیاں اور خامیاں دونوں پائی جاتی ہیں مگر کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ اپنی خوبیوں کو اتنا اجاگر کر لیں کہ اس کی خامیاں دب جائیں۔ 3۔ موسم کا تعلق انسان کے دل سے وابستہ ہوتا ہے۔ اگر انسان کے دل کا موسم خوشگوار ہو تو باہر کا موسم خود ہی خوشگوار ہو جائے گا۔ 4۔ محبت کے لئے عمر کی کوئی پابندی اور قید نہیں ہے یہ انسان کو کبھی بھی اور کسی بھی عمر میں ہو سکتی ہے۔ 5۔ محبت کا تعلق شادی کے بندھن سے وابستہ نہیں ہوتا۔ محبت تو ایک ایسا جذبہ ہے جو کسی بھی شرط سے مبرا ہے۔ 6۔ ہمیشہ اس کو پانے کی کوشش کرو جو آپ کو چاہتا ہے نا کہ اس کو جس کو آپ چاہتے ہیں۔ 7۔ اولاد اگر نیک ہو تو اس کے لئے جائیداد بنانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ آپ

کی تربیت سے وہ خود ہی بڑے ہو کر جائیداد بنالیں گے اور اگر اولاد نافرمان ہے تو آپ کو بالکل ہی کچھ بنانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ وہ آپ کا بنا ہوا بھی اجاڑ دیں گے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Friday, October 14, 2016 at 5:17pm UTC+05

فور تھ جینریشن کرپشن



لوگ کہتے ہیں کہ نواز شریف اور شہباز شریف کرپشن میں ملوث ہیں۔آج کے دور میں اگر کوئی یہ بات کرتا ہے تو اسے بے وقوف سمجھا جاتا ہے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ اسے سیاست کی سمجھ بوجھ ہی نہیں ہے۔ کرپٹ تو زرداری تھا، یا پھر مشرف تھا، یہ تو ان سے تھوڑا کرپٹ ہے، سو اسی پہ گزارا کرو، اس سے اچھا نہیں ملے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے کبھی کوئی ایسا سیاست دان دیکھا ہی نہیں ہے جو کرپٹ نہ ہو۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو کرپشن کے خلاف لڑتے ہوئے بھی دیکھا، جیلوں میں جاتے ہوئے بھی دیکھا، مار کھاتے ہوئے بھی دیکھا اور پھانسیوں پر لٹکتے ہوئے بھی دیکھا، مگر تبدیلی نہیں آئی اور فرعونیت کا نظام اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اب ایک تو ہم نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لی ہیں اور کوئی پوچھے تو کہتے ہیں سب اچھا ہے۔ اور دوسری طرف جب حکمرانوں کو کرپٹ کہا جاتا ہے تو وہ بھی محسوس نہیں کرتے، کیوں کے عوام جتنی بھی بکواس کر لے ان کی قسمت میں آخر کار خاموش ہونا ہی تو

ہے۔ پھر عوام یہ بھی سوچتی ہے کہ ہمارے بڑوں نے کیا اُکھاڑ لیا تھا جو ہم اُکھاڑ لیں گے۔ عمران خان کو پتہ ہے کہ جتنے بھی ثبوت اکٹھے کر لیے جائیں عدالتوں کے ذریعے کرپٹ کو کرپٹ ثابت نہیں کیا جاتا کیوں کہ عدالتیں وہ سارے چور راستے مہیا کرتی ہیں جو چوروں کو اپنے بچاؤ کے لیے چاہیں۔ دوسری طرف نواز شریف صاحب کہتے ہیں عمران بیٹا سسٹم میں آ جاتا کہ میں تیرا کچومر بنا دوں، بگاڑ تو کچھ سکو گے نہیں۔ کیوں کہ ہم فورتھ جینریشن کرپشن میں داخل ہو چکے ہیں۔ فورتھ جینریشن کرپشن کا دور بڑا ظالم ہے، یہ ایک ایسا اندھیرا ہے کہ اگر اس میں کوئی دیا جلانے کی کوشش کرے گا تو سالوں سے سوئی ہوئی عوام کی نیند حرام کرنے کے مترادف ہے، پہلے تو کوئی اُٹھے گا ہی نہیں اور اگر اُٹھ بھی گیا تو دیا جلانے والے کو ہی برا بھلا کہے گا، قدرت رکھتا ہوا تو اسے ایک دو چپیڑیں بھی رسید کر دے گا، اور پھر دیا بجھائے گا اور سو جائے گا۔ کچھ لوگ ابھی بھی جاگ رہے ہیں، میرا ان کے لیے پیغام ہے، جاگتے رہنا بھائیو۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Sunday, October 2, 2016 at 10:46pm UTC+05

نیا شاعر



پہلا مشاعرہ جب کسی نئے شاعر کو پہلی مرتبہ کسی مشاعرے میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو اس کی خوب خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ اور ہر بڑا شاعر اپنے اپنے تجربات کا پورا پورا بدلہ اتارتا ہے۔ ایسا ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا جب میں نے پہلی دفعہ کسی مشاعرے میں قدم رکھا۔ شاعری سنانے کی اگر پہلی باری آپ کو دی جائے تو سمجھ لیں کہ آج قربانی آپ کی ہے۔ جب میں نے بڑے فخر سے سب سے پہلے اپنا کلام سنالیا، تو ایک محترمہ پہلے ہی سے اس کے انتظار میں تھی کہ کب میری باری ختم ہو اور کب وہ اپنی زبان سے نیا ایک نیا ادبی بکرا حلال کر دیں اپنے ماضی کے تجربات کا بدلہ پورا کر لیں۔ انہیں نے غضب ناک نظروں سے مجھے دیکھا اور کہا کہ جب کسی مشاعرے میں جانے سے پہلے اپنے کلام کسی سینئر شاعر یا شاعرہ سے ضرور چیک کروا لیتے ہیں، یوں ہی بے وزن بے ترتیب شاعری اُٹھا کر پڑھنے نہیں آ جاتے۔ خیر یہ میرا پہلا تجربہ تھا اور جب انہوں نے اپنا کام مکمل کر لیا تو مجھے تک

ایک غائبانہ مدد پہنچی، ایک بے ساختہ شعر میری زباں تک آیا اور کچھ یوں بیان ہو گیا۔ نیا شاعر ہوں آدابِ محفل سے واقف نہیں میرے اشعار تیری بحروں سے مل نہیں سکتے ادبی محفلوں میں نئے شاعر بے چارے یا تو جاتے نہیں، جاتے ہیں تو صبر سے سن لیتے ہیں اور برداشت کرتے ہیں، پلٹ کر جواب نہیں دیتے، اور شاعری میں جواب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہا میرا کوئی کمال نہیں، جیسے ہی شعر نازل ہوا ویسے ہی بیان بھی ہو گیا۔۔۔۔۔ محفل کا ماحول دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بدلہ اتارنے والوں کی حسرت دل میں ہی رہ گئی۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Sunday, October 2, 2016 at 10:45pm UTC+05

مگر میرا چاند روٹھ جاتا ہے! "



ماڈل ٹاؤن لائبریری میں ادب سرائے کے ماہانہ مشاعرے میں، میں نے ایک غزل پڑھی جس کا ایک کچھ یوں تھا سُنا ہے آج کی رات چاند نظر نہیں آیا شاید مجھ سے رُوٹھا تھا جو اِدھر نہیں آیا جب میں نے غزل پڑھ لی تو ایک سینئر مہمان شاعرہ نے کہا کہ بیٹا چاند سب کا سانجھا ہوتا ہے اور چاند کسی سے نہیں روٹھتا ان کی بات پر میں نے جواب دیا کہ، آپ ٹھیک کہتی ہیں "مگر میرا چاند روٹھ جاتا ہے!

پوری غزل کچھ یوں تھی:

سُنا ہے آج کی رات چاند نظر نہیں آیا

شاید مجھ سے رُوٹھا تھا جو اِدھر نہیں آیا

دل کی بازی میں تم سے ہار بیٹھا تھا

باز تو پھر بھی اے بازی گر نہیں آیا

دیارِ بے خبر سے ناداں کو میرا تجسّس تھا

پر اِدھر بھولے سے بھی وہ بے خبر نہیں آیا

اُسے گلہ ہے میں نے بھلا دیا اُس کو

کیسے اُسے بتاؤں کب اُس کا ذِکر نہیں آیا

تیرے بغیر در بدر کتنا چلیں گے اب وقار

ہم پہ ٹوٹا قہر جو تجھ کو نظر نہیں آیا

شاعر : میاں وقارالاسلام

تصنیف : من کٹہرا

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, October 1, 2016 at 9:10pm UTC+05

اللہ سبحان و تعالی کی بنی نوع انسان کو 9 نصیحتیں اور ممنوعات**

```(سورہ الحجرات)``` 1



-*فتبینوا:* کوئی بھی بات سن کر آگے کرنے سے پہلے تحقیق کر لیا کرو. کہیں ایسا نہ ہو کہ بات سچ نہ ہو اور کسی کو انجانے میں نقصان پہنچ جائے۔ 2-*فاصلحوا:* دو بھایوں کے درمیان صلح کروا دیا کرو. تمام ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ 3-*واقسطوا:* ہر جھگڑے کو حل کرنے کی کوشش کرو اور دو گروہوں کے درمیان انصاف کرو. اللہ کریم انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ 4-*لایسخر:* کسی کا مذاق مت اڑاؤ. ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کے قریب تم سے بہتر ہو۔ 5-*ولا تلمزوا:* کسی کو بے عزّت مت کرو۔ 6-*ولا تنابزوا:* لوگوں کو برے القابات (الٹے ناموں) سے مت پکارو. 7-*اجتنبوا کثیرا من الظن:* برا گمان
```

کرنے سے بچو کہ کُچھ گمان گناہ کے زمرہ میں آتے ہیں۔ 8-*ولا تجسّسُوا:*ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو۔ 9-*ولا یغتب بعضکم بعضا:*تُم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ اللہ کریم اخلاص کیساتھ عمل کرنیکی توفیق دے۔ آمین یاربُّ العالمین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, October 1, 2016 at 3:45pm UTC+05

صلح صفائی



.... اور ہماری سوسائٹی کاکا اور وریام پڑوسی تھے ...... ایک دن بکریوں کو پہلے پانی پلانے پر جھگڑا ہو گیا- وریام نے کاکے کی خوب گھونسہ افزائی کی.... جواباً کاکے نے منجی کا پاوا وریام کے سر پر دے مارا........ وریام کا سر پھٹ گیا اور لوگ اسے ہسپتال لے گئے- کاکا یہ کھڑاک کرکے بہت پریشان تھا- ایک بہی خواہ نے مشورہ دیا کہ اگر ایف آئی آر پہلے درج کرادو تو تمہاری پوزیشن مظبوط ہو جائے گی....... اس نے فوراً اپنی اکلوتی بھینس 30 ہزار کے گھاٹے پر بیچی اور تھانے پہنچ گیا- تھانیدار نے کاکے کی آؤ بھگت کی اور ایف آئی آر کا مینئو اس کے آگے رکھ دیا جس میں دس ہزار سے دو لاکھ والے پرچے موجود تھے- کاکے نے تیس ہزار والی ایف آئی

آر کا آرڈر کیا جس پر تھانیدار نے لطف کام ودہن کے لیے اسے سرجن سے میڈیکل رپورٹ لانے کا مشورہ دیا- کاکا سرجن کے پاس گیا تو اس نے 8 ہزار سے لیکر 80 ہزار تک کی سستی رپورٹوں کا مینئو اس کے سامنے رکھا- کاکے نے اپنی جیب ٹٹولتے ہوئے 14 ہزار والی اایک سستی ترین رپورٹ منتخب کی جس کے مطابق کاکے کو پیٹ کے اندرونی حصے پر شدید چوٹیں آئی تھیں- سرجن نے اسے رپورٹ پر لیب رزلٹ کا سلاد چھڑکنے کا مشورہ دیا تاکہ سواد رپورٹ دوبالا ہو...... کاکا لیبارٹری گیا تو اسے 5 ہزار سے 55 ہزار تک کے لیب رزلٹس کا مینئو دکھایا گیا.... کاکے نے 7 ہزار والی رپورٹ پسند کی جس کے مطابق اس کے میٹابولزم اور یورین آرٹریز پر سوجن کے آثار تھے....... !!! وہ میڈیکل رپورٹ ہمراہ لیب رزلٹ لیئے تھانے پہنچا تو اس کے سامنے چھاپے کا مینئو رکھا گیا.... جس میں ملزم کو فون کرکے تھانے بلانے سے لیکر...... دو پولیس وین ہمراہ 15 پولیس اہلکاروں کے ملزم کو ڈولی ڈنڈا کرکے لانے کا مینئو شامل تھا........ قیمت تھی 2 ہزار سے لیکر 45 ہزار تک- تھانیدار نے تفریح طبع کے لیے اسے ایک امیرانہ ڈش بھی دکھائی...... جس میں 4 پولیس وین ہمراہ میڈیا کا کرائم سیل چھاپا مارتے ہیں.... ملزم سے شراب کی بھٹی برامد ہوتی ہے.... اور کسی سستے چینل پر اسٹوری بھی چلتی ہے...... ڈیڑھ لاکھ روپے کی ڈش !!!! کاکے نے دوبارہ جیب ٹٹولی اور 8 ہزار والا مینئو پسند کیا جس میں دو پولیس والے ملزم کو موٹر سائیکل پر سینڈوچ بنا کر لاتے ہیں- اور گرفتاری کے وقت دو چار گھسن بھی مارتے ہیں...... قیمت فی گھسن دو سو پچاس روپے- چنانچہ سر پھٹول وریام کو ہسپتال سے گرفتار کرکے حوالات منتقل کیا گیا- تھانیدار نے دونوں پارٹیوں کو ان جنگلی بیلوں کی کہانی سنائی جو آپس میں لڑتے لڑتے آخر ایک دن شیر کی خوراک بن گئے تھے اور دونوں پارٹیوں کو صلح صفائی سے رہنے کی تلقین کی........ دونوں نے تھانیدار کی بات سے اتفاق کیا اور کارِ سرکار کا ے مہنگے مینئو کے خرچ سے بچنے پر دونوں ز قیمتی وقت برباد کرنے کی مد میں دس ہزار روپے ہرجانہ ادا کیا- یوں وکیل اور جج ک نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور ہنسی خوشی رہنے لگے.

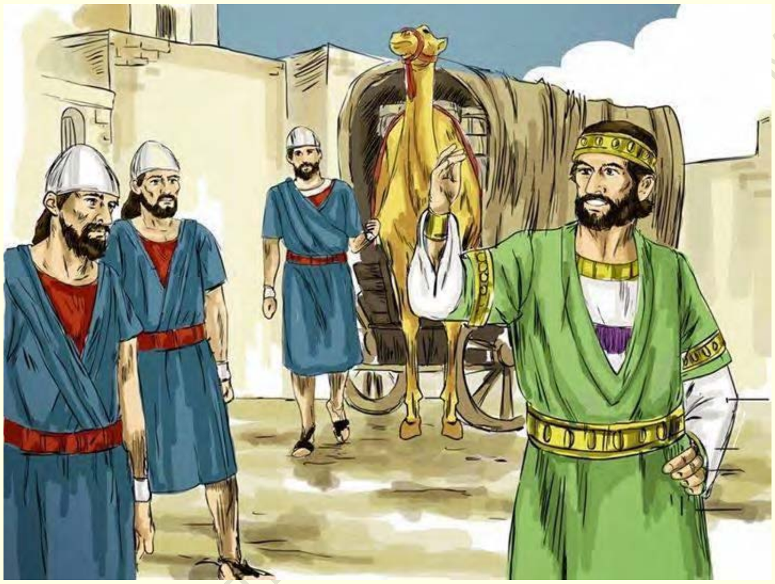
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, October 1, 2016 at 3:44pm UTC+05

سب سے بڑے بےوقوف کی تلاش !



بادشاہ نے اعلان کیا کہ میری سلطنت میں جو سب سے بڑا " بےوقوف " ہے، اسے پیش کرو۔ بادشاہ بھی ۔ ۔ ۔ ۔ بادشاہ ہی ہوتے ہیں، خیر حکم تھا،عمل ہوا ۔ ۔ ۔ اور " بےوقوف " کے نام سے سنکڑوں لوگ پیش کردئیے گئے، بادشاہ نے سب کا امتحان لیا اور " فائنل راؤنڈ " میں ایک شخص " کامیاب بےوقوف " قرار پایا۔ بادشاہ نے اپنے گلے سے ایک قیمتی ہار اتار کر اس " بےوقوف " کے گلے میں ڈال دیا، وہ " بے وقوف " اعزاز پاکر اپنے گھر لوٹ گیا، اک عرصے بعد وہ " بےوقوف " بادشاہ سے ملنے کے خیال سے آیا، بادشاہ مرض الموت میں آخری وقت گزار رہا تھا، بادشاہ کو بتایا گیا،بادشاہ نے اذنِ ملاقات بخش دیا۔ بےوقوف حاضر ہوا، " بادشاہ سلامت ۔ ۔ ۔ آپ لیٹے ہوئے کیوں ہیں، " ؟ بادشاہ مسکرایا،اور بولا " میں اب اٹھ نہیں سکتا، کیونکہ کہ میں ایک ایسے سفر پر جارہاہوں، جہاں سے واپسی نہیں ہوگی، اور وہاں جانے کےلیے لیٹنا ضروری ھے !" بےوقوف نے حیرت سے پوچھا " واپسی نہیں آنا؟ کیا ہمیشہ وہیں رہنا ھے؟ " بادشاہ بےبسی سے بولا " ہاں ۔ ۔ ۔ ہمیشہ وہیں رہنا ھے !" " تو آپ نے تو وہاں یقیناً بہت بڑا محل، بڑے باغیچے، بہت سے غلام، بہت سی بیگمات، اور بہت سامانِ عیش روانہ کردیا ھوگا !" بےوقوف نے کہا بادشاہ چیخ مارکر روپڑا۔ بےوقوف نے حیرت سے بادشاہ کو دیکھا،اسے سمجھ نہ آئی کہ بادشاہ کیوں روپڑا ھے۔ " نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے وہاں ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی ۔ ۔ ۔

روتے ہوئے بادشاہ کی آواز نکلی، " کیا ۔ ۔ ۔ایسا کیسے ہوسکتا ھے ۔۔ ۔ آپ سب سےزیادہ سمجھ دار ہیں، جب آپکو پتا ہے کہ ہمیشہ وہاں رہنا ھے ضرور انتظام کیا ھوگا " ۔ بےوقوف نے کہا " افسوس ۔ ۔ ۔ ۔ صد افسوس کہ میں نے کوئی انتظام نہیں کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آہ ! بادشاہ کے لہجے میں بلا کا درد تھا بے وقوف اٹھا۔ اپنے گلے سے وہ ہار اتارا۔ اور بادشاہ کے گلے میں ڈال کر بولا " تو پھرحضور ۔ ۔ ۔ اس ہار کے حق دار آپ مجھ سے زیادہ ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, October 1, 2016 at 3:44pm UTC+05

بادشاہ کے انتخاب کاانوکھا طریقہ ؟



ایک ملک کا حکمران بنانے کا طریقہ بہت انوکھا تھا۔ وہ ہر سال کے پہلے دن اپنا بادشاہ بدل لیتے تھے۔ سال کے آخری دن جو بھی سب سے پہلےملک کی حدود میں داخل ہوتا تو اسے نیا بادشاہ منتخب کر لیتے اور موجودہ بادشاہ کو ' علاقہ غیر ' یعنی ایک ایسی جگہ چھوڑ آتے جہاں صرف سانپ، بچھو تھے اور کھانے پینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ اگر وہ سانپ، بچھوؤں سے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو بچا لیتا تو بھوک پیاس سے مر جاتا۔ کتنے ہی بادشاہ ایسے ہی ایک سال کی بادشاہی کے بعد اس " علاقہ غیر " میں جا کر مر کھپ گئے۔ اس دفعہ شہر میں داخل ہونے والا نوجوان کسی دور دراز کے علاقے کا لگ رہا تھا سب لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے مبارک دی اور اسے بتایا کہ آپ کو اس ملک کا بادشاہ چن لیا گیا ہے اور اسے بڑے اعزاز کے ساتھ محل میں لے گئے، وہ حیران بھی ہوا اور بہت خوش بھی۔ تخت پر بیٹھتے ہیں اس نے پوچھا کہ مجھ سے پہلا

بادشاہ کہاں گیا تو درباریوں نے اسے اس ملک کا قانون بتایا کہ ہر بادشاہ کو سال بعد جنگل میں چھوڑ دیا جاتا ھے اور نیا بادشاہ چن لیا جاتا ھے یہ سنتے ہی وہ ایک دفعہ تو پریشان ھوا لیکن پھر اس نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس جگہ لے کر جاؤ جہاں تم بادشاہ کو چھوڑ کر آتے ہو۔ درباریوں نے سپاھیوں کو ساتھ لیا اور بادشاہ سلامت کو وہ جگہ دکھانے جنگل میں لے گئے، بادشاہ نے اچھی طرح اس جگہ کا جائزہ لیا اور واپس آ گیا۔ اگلے دن اس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ محل سے ' علاقہغیر ' تک ایک سرسبز و شاداب راستہ بنایا جائے اور اس جگہ کے بیچوں بیچ ایک ایسی رھائش تعمیر کی جائے جس میں ہر قسم کی سہولت ھو اور اس کے اردگرد خوبصورت باغ لگائے جائیں۔ بادشاہ کے حکم پر عمل ھوا اور تعمیر شروع ہوگئی، کچھ ہی عرصہ میں سڑک اور محل وغیرہ بن کر تیار ھو گئے۔ ایک سال کے پورے ہوتے ہی بادشاہ نے درباریوں سے کہا کہ اپنی رسم پوری کرو اور مجھے وہاں چھوڑ آؤ جہاں مجھ سےپہلے بادشاھوں کو چھوڑ کے آتے تھے۔ درباریوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت اس سال سے یہ رسم ختم ھو گئی کیونکہ ھمیں ایک عقل مند بادشاہ مل گیا ھے، وہاں تو ہم ان بےوقوف بادشاھوں کو چھوڑ کر آتے تھے جو ایک سال کی بادشاھی کے مزے میں باقی کی زندگی کو بھول جاتے اور اپنے لیے کوئی انتظام نہ کرتے، لیکن آپ نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا کہ آنے والے وقت کا خیال رکھا اور عمدہ بندوبست فرما لیا۔ ھمیں ایسے ھی عقل مند بادشاہ کیضرورت تھی اب آپ آرام سے ساری زندگی ھم پر حکومت کریں۔ * اس انوکھے ملک کا نام 'دنیا ' ھے؛ وہ نیا بادشاہ میں اور آپ ھیں- اور " علاقہ غیر " ، ھماری قبر ھے۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیجیے کہ کچھ دن بعد ھمیں بھی یہ دنیا والے ایک ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے تو کیا ھم نے عقل مندی کا مظاھرہ کرتے ہوئے وھاں اپنا محل اور باغات تیار کرلیے ھیں یا بے وقوف بن کر اسی چند روزہ زندگی کی مزوں میں لگے ہوئے ھیں اور دنیاوی زندگی کی ایک مخصوص مدت شاھی انداز سےگزار کر ضائع کر رھے ھیں ذرا سوچئے کہ آج ہمارے پاس ابھی بھی کرنے کے لیے بہت کچھ ہے لیکن ایک وقت ایسا آے گا کے پھر پچھتانے کی مہلت بھی نہیں ملے گی۔ اللہ ھم سب کو اپنی آخرت کی تیاری خوب سچی فکر کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرماے آمین""

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Thursday, September 22, 2016 at 10:34am UTC+05

حضرت لقمان کی دانائی سے لبریز باتوں کی کچھ مثالیں



اور لوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بیشک اللہ ہر متکبّر، اِترا کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے (بحوالہ سورۃ لقمان۔ آیت ۱۸۔ قرآن)

اس دنیا میں ایسے کوشش کرو جیسے یہیں ہمیشہ رہنا ہے اور آخرت کے لیے ایسے کوشش کرو جیسے کل مر جانا ہے۔
میں نے بولنے پر بارہا افسوس کیا ہے مگر خاموش رہنے پر کبھی افسوس نہیں ہوا۔

اگر معدہ کھانے سے بھر جائے تو دماغ سو جاتا ہے، بے زبان اعضائے جسمانی خدا کی عبادت و ریاضت سے قاصر ہو جاتے ہیں۔

میں نے عقل بے وقوفوں سے سیکھی۔ جن افعال سے وہ گھاٹا اٹھاتے ہیں میں ان سے پرہیز کرتا ہوں۔
عہد شکنوں اور جھوٹوں پر کبھی اعتماد نہ کرو۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Thursday, September 22, 2016 at 10:10am UTC+05

حضرت لقمان کی آٹھ باتیں



حضرت لقمان نے فرمایا ہے کہ میں نے چار ہزار نبیوں کی خدمت میں حاضری دی ہے۔ اور ان پیغمبروں کے مقدس کلاموں میں سے آٹھ باتوں کو میں نے چن کر یاد کرلیا ہے، جو یہ ہیں:

(1) جب تم نماز پڑھو تو اپنے دل کی حفاظت کرو۔
(2) جب تم کھانا کھاؤ تو اپنے حلق کی حفاظت کرو۔
(3) جب تم کسی غیر کے مکان میں رہو تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔
(4) جب تم لوگوں کی مجلس میں رہو تو اپنی زبان کی حفاظت رکھو۔
(5) اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھو۔

(6) اپنی موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہا کرو۔

(7) اپنے احسانوں کو بھلا دو۔

(8) دوسروں کے ظلم کو فراموش کردو۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, September 17, 2016 at 7:15pm UTC+05

خوشی



ایک شیر شکار کو نکلا۔ اس نے سوچا کہ اکیلے شکار کا مزہ نہیں سو اس نے اپنے ساتھ لومڑی اور گیدڑ کو بھی ملا لیا۔ سارا دن شکار کر کے شام کو جب شکار کی تقسیم کا وقت آیا تو شیر نے دونوں کو حکم دیا کہ شکار تقسیم کیا جائے۔ گیدڑ اور لومڑی نے خوشامدانہ عرض کی کہ "اے ہمارے حضور اے بادشاہ سلامت! آپ تقسیم فرمائیں۔۔!" اُن دونوں کی یہ عاجزی دیکھ کر شیر نے شکار کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ اپنے سامنے رکھ لیا کہ "میں بھی شکار میں شامل تھا۔۔! یہ میرا حصہ ہے" دوسرا حصہ بھی اپنے سامنے گھسیٹ لیا اور دونوں کو بتایا کہ "میں چونکہ بادشاہ ہوں لہٰذا اس حصے پر میرا حق ہے۔۔۔!" اور تیسرے حصے پر اپنا پنجہ رکھ دیا اور کہا کہ "اگر ہمت ہے تو اٹھا کر دکھاؤ۔۔!" اتنی ذلالت اور بے عزتی ہونے کے باوجود بھی لومڑی اور گیدڑ جب خالی ہاتھ اپنے اپنے قبیلوں میں

واپس گئے تو خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہے تھے اور فخر سے سب کو بتا رہے تھے کہ انہیں بھی بادشاہ کے ہمراہ شکار کھیلنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, September 17, 2016 at 7:11pm UTC+05

سہیل رضا ڈوڈھی، سیکرٹیری، پی ایچ ایم اے



سہیل رضا صاحب، شاعر اور مصنف بھی ہیں، سارک چیمبر آف کامرس میں بھی اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ کافی عرصے سے پی ایچ ایم اے سے بطور سیکرٹیری منسلک ہیں۔ سہیل رضا صاحب کہتے ہیں کہ آجکل کسی ایک کی غلطی کی General نشاندھی کرو تو دوسرے کی غلطی بتا دیتا ہے اور دوسرے سے بات کرو تو تیسرے پر انگلی اٹھا دیتا ہے تیسرے سے بات کرو تو وہ چوتھے کی برائیاں گنوانا شوروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے کوئی بھی اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرتا.

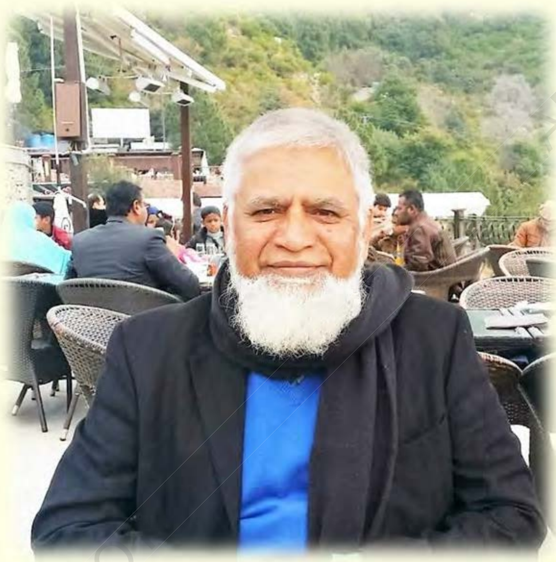
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, September 17, 2016 at 7:10pm UTC+05

طارق معسود صاحب، چئیرمین سولو گروپ



طارق معسود صاحب گذشتہ تین دہائیوں سے چائینہ اور پاکستان میں سولو گروپ کے مختلف پراجیکٹس کو دیکھ رہے ہیں۔ طارق صاحب علم کا سمندر ہیں، ان کے ساتھ کام کرنا اور ان کے ساتھ وقت گزارنا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ طارق صاحب ان چند باکمال لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے پاکستان میں متعدد ٹیکنالوجیز کو متعارف کروایا۔ درجنوں یا شائید سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جو کہ آج اپنی اپنی فیلڈ میں ڈومینیٹ کر چکے ہیں مگر ان کی فیلڈ کو پاکستان میں متعارف کروانے والے طارق معسود صاحب ہی تھے۔ طارق صاحب نے چائنہ کو ترقی کرتے بڑے قریب سے دیکھا ہے، آج بھی ان کا زیادہ تر وقت چائنہ میں ہی گذرتا ہے۔ آج بھی اگلے 40 سے 50 سال کے بہت سے نئے بزنس کنسیپٹ ان کی فنگر ٹپس پر ہیں۔ میری کوشش ہے کہ ان کی بہت سی باتیں اس کتاب کا حصہ بنیں۔ چند دن پہلے انہوں نے ایک خوبصورت نوٹ شئیر کیا ہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے! عالمہ

سے شادی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے شادی کر لی تو اس کو بیگم نے کہا کہ چونکہ میں عالمہ ہوں اسی وجہ سے ہم شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ وہ آدمی اس بات سے بہت خوش ہوا کہ چلو اچھا ہوا کہ بیگم کی برکت سے گھر کی زندگی تو شریعت کے مطابق گزرے گی لیکن کچھ دنوں بعد بیگم نے اس کو کہا کہ دیکھو ہم نے گھر میں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا تھا اور شریعت میں بیوی پر سسر و ساس کی خدمت واجب نہیں اور شریعت کے مطابق خاوند نے بیوی کیلئے علیحدہ گھر کا بندوبست بھی کرنا ہے لہذا میرے لئے علیحدہ گھر لے لو۔ وہ آدمی بڑا پریشان ہوا کہ علیحدہ گھر لینا تو مسئلہ نہیں لیکن میرے بوڑھے والدین کا کیا بنے گا۔ اس پریشانی میں وہ شہر میں ایک مفتی دوست کے پاس ہیلپ کیلئے پہنچ گیا کہ مفتی صاحب کچھ میری مدد کرو میں تو پھنس گیا ہوں۔ مفتی نے کہا کہ بھائی بات تو وہ ٹھیک کرتی ہے۔ اس آدمی نے اس کو کہا کہ میں آپ کے پاس اس مسئلہ کے حل کیلئے آیا ھوں فتوی لینے نہیں۔ مفتی نے کہا کہ بات ان کی بالکل ٹھیک ہے لیکن آپ چونکہ میرے دوست ہیں اس لئے دوستی کا حق بھی ادا کروں گا لہذا جا اور بیوی کو بتا کہ شریعت کی رو سے میں دوسری شادی بھی تو کر سکتا ھوں لہذا میں دوسری شادی کر رہا ہوں اور وہ میرے والدین کے ساتھ رہے گی ان کی خدمت بھی کریگی اور آپ کیلئے علیحدہ گھر لیتا ہوں آپ وہاں رہیں اور میری دوسری بیوی ادھر رہے گی۔ بیوی اس کے جواب سے سٹپٹا گئی اور بولی چلو دفعہ کرو دوسری میں ادھر ہی رہوں گی اور آپ کے والدین کی بھی خدمت کروں گی کیونکہ یہ بھی اکرام مسلم ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Saturday, September 17, 2016 at 7:09pm UTC+05

الفاظ کا چناؤ احتیاط سے کریں



کہتے ہیں کسی بادشاہ نے خواب دیکھا کہ اُس کے سارے دانت ٹوٹ کر گر پڑے ہیں بادشاہ نے خوابوں کی تعبیر و تفسیر بتانے والے ایک عالم کو بلوا کر اُسے اپنا خواب سُنایا مفسر نے خواب سُن کر بادشاہ سے پوچھا؛ بادشاہ سلامت، کیا آپکو یقین ہے کہ آپ نے یہی خواب دیکھا ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا؛ ہاں، میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ مفسر نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور بادشاہ سے کہا؛ بادشاہ سلامت، اسکی تعبیر یہ بنتی ہے کہ آپکے سارے گھر والے آپ کے سامنے مریں گے۔ بادشاہ کا چہرہ غیض و غضب کی شدت سے لال ہو گیا۔ دربانوں کو حکم دیا کہ اس مفسر کو فی الفور جیل میں ڈال دیں اور کسی دوسرے مفسر کا بندوبست کریں۔ دوسرے مفسر نے آ کر بادشاہ کا خواب سُنا اور کُچھ ویسا ہی جواب دیا اور بادشاہ نے اُسے بھی جیل میں ڈلوا دیا۔ تیسرے مفسر کو بلوایا گیا، بادشاہ نے اُسے اپنا خواب سُنا کر تعبیر جاننا چاہی۔ مفسر نے بادشاہ سے پوچھا؛ بادشاہ سلامت، کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ نے یہی

Page 57

خواب دیکھا ہے؟ بادشاہ نے کہا؛ ہاں مُجھے یقین ہے میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ مفسر نے کہا؛ بادشاہ سلامت تو پھر آپکو مُبارک ہو۔ بادشاہ نے حیرت کے ساتھ پوچھا؛ کس بات کی مبارک؟ مفسر نے جواب دیا؛ بادشاہ سلامت، اس خواب کی تعبیر یہ بنتی ہے کہ آپ ماشاء اللہ اپنے گھر والوں میں سے سب سے لمبی عمر پائیں گے۔ بادشاہ نے مزید تعجب کے ساتھ مفسر سے پوچھا؛ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس خواب کی یہی تعبیر ہی بنتی ہے؟ مفسر نے جواب دیا؛ جی بادشاہ سلامت، اس خواب کی بالکل یہی تعبیر بنتی ہے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر مفسر کو انعام و اکرام دے کر رخصت کیا۔ سبحان اللہ، کیا اس بات کا یہی مطلب نہیں بنتا کہ اگر بادشاہ اپنے گھر والوں میں سے سب سے لمبی عمر پائے گا تو اُسکے سارے گھر والے اُس کے سامنے ہی وفات پائیں گے؟ جی مطلب تو یہی ہی بنتا ہے مگر بات بات میں فرق ہے،، الفاظ کا چناؤ احتیاط سے کریں، نرم الفاظ استعمال کریں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, September 17, 2016 at 7:05pm UTC+05

"مجھے لگا"



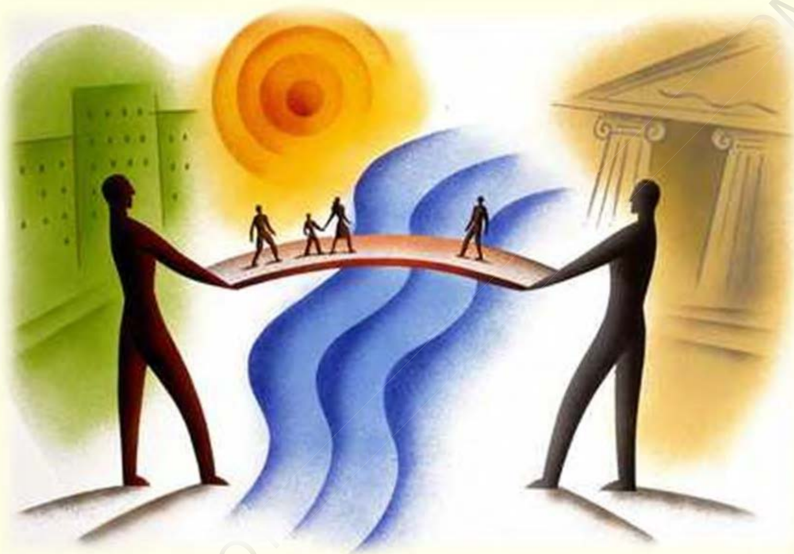
بد گمانی کی پہلی سیڑھی! "مجھے لگا" یہ ایک بڑی ہی عجیب فلاسفی ہے، بعض دفعہ لوگ اپنے اندر ایک بھیانک سی دنیا آباد کر لیتے ہیں اور عرصہ دراز خود کو اس سے ڈراتے رہتے ہیں کہ دنیا بہت ہی خوفناک ہے۔ جب کہ یہ مصنوعی دنیا صرف ان کے اندر ہی بستی ہے اور اس کا باہر کی حقیقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ فلاسفی لوگوں کو خود بھی پریشان رکھتی ہے اور دوسروں کے لیے بھی خاصی اذیت کا باعث بنتی ہے۔ ایک ہی طرح کے حالات و واقعات کو کچھ لوگ انتہائی مثبت انداز میں لیتے ہیں کیوں کہ ان کا سارا فوکس مثبت پہلوؤں پر ہوتا ہے، جب کہ کچھ لوگ انہیں حالات و واقعات کو دوسری طرح یعنی انتہائی منفی انداز سے دیکھتے ہیں کیوں کہ ان کا سارا فوکس منفی پہلوؤں پر ہوتا ہے۔ اور کچھ اور نایاب قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر مثبت اور منفی کوئی طاقت اثر نہیں کرتی۔ بر حال "مجھے لگا" لگتا صرف اسی کو ہے جو محسوس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مثبت سوچ رکھنے والے منفی حالات

میں بھی مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ منفی سوچ رکھنے والے مثبت حالات میں بھی منفی کردار ادا کرتے ہیں۔ منفی سوچ کبھی بھی مثبت شخصیت کو جنم نہیں دیتی۔ مثبت انسان بننے کے لیے سب سے پہلا قدم منفی سوچ کو دفن کرنا ہے۔ منفی سوچ ہمیشہ بدگمانی کو جنم دیتی ہے ! بدگمانی ایسی بیماری ہے جو انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر معاشرے کی اجتماعی زندگی تک بگاڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتی ہے۔ بدگمانی سے مراد ایسی بات دل میں لانا ہے جس کا نہ یقین ہو اور نہ ہی اس کے متعلق دو عادل گواہ ہوں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: ترجمہ "اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو، بے شک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سزا واجب ہوتی ہے)۔" الحجرات، ۲۱: ۹۴ حضور نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل احادیث مبارکہ میں بدگمانی کرنے کی مذمت اور ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب مت تلاش کرو۔" (مسلم، الصحیح، ۵۸۹۱: ۴، رقم: ۳۶۵۲) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون، اس کی عزت اور اس کے متعلق بدگمانی کو حرام کر دیا ہے۔" حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی اس نے اپنے رب کے متعلق بدگمانی کی۔

Saturday, September 17, 2016 at 7:04pm UTC+05

لوگوں کے درمیان پل بنائیں دیواریں نہ بنائیں



دو سگے بھائیوں کے بڑے.بڑے زرعی فارم ساتھ ساتھ واقع تھے دونوں چالیس سال سے ایک دوسرے سے اتفاق سے رہ رہے تھے اگر کسی کو اپنے کھیتوں کیلیئے کسی مشینری یا کام کی زیادتی کی وجہ سے زرعی مزدوروں کی ضرورت پڑتی تو وہ بغیر پوچھے بلا جھجھک ایک دوسرے کے وسائل استعمال کرتے تھے . لیکن ایک دن کرنا خدا کا یہ ہوا کہ ان میں کسی بات پر اختلاف ہو گیا اور کسی معمولی سی بات سے پیدا ہونے والا یہ اختلاف ایسا بڑھا کہ ان میں بول چال تک بند ہو گئ اور چند ہفتوں بعد ایک صبح ایسی بھی آ گئ کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے گالی گلوچ پر اتر آئے اور پھر چھوٹے بھائی نے غصے میں اپنا بلڈوزر نکالا اور شام تک اس نے دونوں گھروں کے درمیان ایک گہری اور لمبی کھاڑی کھود کر اس میں دریا کا پانی چھوڑ دیا....اگلے ہی دن ایک ترکھان کا وہاں سے گزر ہوا تو بڑے بھائی نے اسے آواز دے کر اپنے گھر بلایا اور کہا کہ وہ سامنے والا فارم ہاؤس میرے بھائی کا ہے جس سے آج کل میرا جھگڑا چل رہا ہے اس نے کل بلڈوزر سے میرے اور اپنے گھروں درمیان جانے والے راستے پر ایک گہری کھاڑی بنا کر اس میں پانی چھوڑ دیا ہے. میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اس کے فارم ہاؤس کے درمیان تم آٹھ فٹ اونچی باڑھ لگا دو کیونکہ میں

اس کا گھر تو دور کی بات ہے اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا اور دیکھو مجھے یہ کام جلد از جلد مکمل کر کے دو جس کی میں تمہیں منہ مانگی اجرت دوں گا۔ ترکھان نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ مجھے پہلے آپ وہ جگہ دکھائیں جہاں سے میں نے باڑھ کو شروع کرنا ہے تاکہ ہم پیمائش کے مطابق ساتھ والے قصبہ سے ضرورت کے مطابق مطلوبہ سامان لا سکیں. موقع دیکھنے کے بعد ترکھان اور بڑا بھائی ساتھ واقع ایک بڑے قصبہ میں گئے اور تین چار متعلقہ مزدوروں کے علاوہ ایک بڑی پک اپ پر ضرورت کا تمام سامان لے کر آ گئے ترکھان نے اسے کہا کہ اب آپ آرام کریں اور اپنا کام ہم پر چھوڑ دیں...ترکھان اپنے مزدوروں کاریگروں سمیت سارا دن اور ساری رات کام کرتا رہا۔ صبح جب بڑے بھائی کی آنکھ کھلی تو یہ دیکھ کر اس کا منہ لٹک گیا کہ وہاں آٹھ فٹ تو کجا ایک انچ اونچی باڑھ نام کی بھی کوئی چیز نہیں تھی، وہ قریب پہنچا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ وہاں ایک بہترین پل بنا ہوا تھا جہاں اسکے چھوٹے بھائی نے گہری کھاڑی کھود دی تھی. جونہی وہ اس پل پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ پل کی دوسری طرف کھڑا ہوا اس کا چھوٹا بھائی اسکی طرف دیکھ رہا تھا چند لمحے وہ خاموشی سے کھڑا کبھی کھاڑی اور کبھی اس پر بنے ہوئے پل کو دیکھتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری چند سیکنڈ بعد دونوں بھائی نپے تلے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے پل کے درمیان آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر دونوں بھائیوں نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے ایک دوسرے کو پوری شدت سے بھینچتے ہوئے گلے لگا لیا۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں بھائیوں کے بیوی بچے بھی اپنے گھروں سے نکل کر بھاگتے اور شور مچاتے ہوئے پل پر اکٹھے ہو گئے اور دور کھڑا ہوا ترکھان یہ منظر دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا. بڑے بھائی کی نظر جونہی ترکھان کی طرف اٹھی جو اپنے اوزار پکڑے جانے کی تیاری کر رہا تھا تو وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ وہ کچھ دن ہمارے پاس ٹھہر جائے لیکن ترکھان یہ کہہ کر چل دیا کہ اسے ابھی اور بہت سے "پُل" بنانے ہیں۔ برائے مہربانی کوشش کریں کہ لوگوں کے درمیان پل بنائیں دیواریں نہ بنائیں۔ کوشش کریں کہ ہر مہینہ کم از کم ایک پل ضرور بنا سکیں۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

Sunday, August 28, 2016 at 1:56pm UTC+05

ڈاکٹر سلطان محمود، چیف آف سیکشن انوائیر نمنٹ، انجینرنگ کنسلٹنگ سروس پنجاب



ڈاکٹر سلطان محمود، چیف آف سیکشن انوائیر نمنٹ، انجینرنگ کنسلٹنگ سروس پنجاب ڈاکٹر سلطان محمود صاحب، ڈائٹیشنگ میں یورپ سے پی ایچ ڈی ہیں، ہیلتھ مینجمنٹ کے حوالے سے فیض گھر، قرشی، ہمدرد، نیسں پاک، جنگ گروپ، پیغام ٹی وی اور دیگر اداروں کے ساتھ ان کے پروگرامز ہوتے رہتے ہیں، کالمز بھی لکھتے ہیں۔ اور بطور چیف آف سیکشن انوائیر نمنٹ، انجینرنگ کنسلٹنگ سروس پنجاب کے اپنی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

قائداعظم سولر پارک بہاولپور پراجیکٹ میں بھی ان کا کلیدی کردار رہا ہے۔ ڈاکٹر سلطان محمود صاحب کہتے ہیں۔ جو اچھا لگتا ہے اسے غور سے مت دیکھو، کہیں ایسا نہ ہو کوئی برائی نکل آئے۔

جو برا لگتا ہے اسے غور سے دیکھو ممکن ہے کوئی اچھائی نظر آ جائے۔

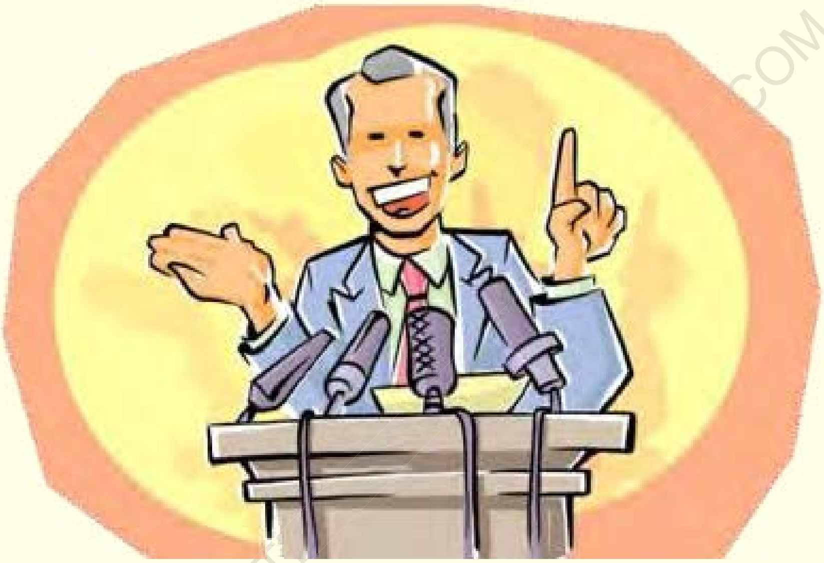
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, August 27, 2016 at 11:30am UTC+05

سیاستدان



ایک دور دراز کے گاؤں میں ایک سیاستدان کی تقریر تھی . تقریبا 250 میل کے سڑک کا سفر کرنے کے بعد جب وہ تقریر کی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں صرف ایک کسان انہیں سننے کے لئے بیٹھا ہوا تھا . اس اکیلے کو دیکھ کر سیاستدان مایوس انداز سے بولے : بھائی، آپ تو ایک ہی ہو .

سمجھ میں نہیں آتا، اب میں تقریر کروں یا نہیں؟ کسان بولا : صاحب، میرے گھر پر 20 بیل ہیں . میں انہیں چارہ ڈالنے جاؤں اور وہاں ایک ہی بیل ہو تو باقی 19 بیل نہ ہونے کی وجہ سے کیا اس ایک بیل کو بھوکا رکھا جائے؟ کسان کا بہترین جواب سن کر سیاستدان خوش ہو گئے۔ اور پھر پلیٹ فارم پر جا کر اس ایک کسان کیلیے 2 گھنٹے تک تقریر کی . تقریر ختم ہونے پر سیاستدان بولے : بھائی، تمہاری بیلوں کی مثال مجھے بہت پسند آئی .

تمہیں میری تقریر کیسی لگی ؟ کسان نے جواب دیا : صاحب، 19 بیلوں کی غیر حاضری میں 20 بیل کا چارہ ایک ہی بیل کو نہیں ڈالنا چاہئے، اتنی عقل مجھے ہے . لیکن آپ میں

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, August 27, 2016 at 11:30am UTC+05

دھوکہ



ایک عقاب اور ایک الو میں دوستی ہو گئی۔ عقاب بولا "بھائی الو اب تمہارے بچوں کو کبھی نہیں کھاؤں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ ان کی پہچان کیا ہے۔؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے پرندے کے بچوں کے دھوکے میں ہی کھا جاؤں۔" الو نے جواب دیا۔ "بھلا یہ بھی کوئی مشکل بات ہے۔ میرے بچے سب پرندوں کے بچوں سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ ان کے چمکیلے پر دیکھ کر تم ایک ہی نظر میں پہچان جاؤ گے اور۔۔۔" عقاب نے الو کی بات کاٹ کر کہا "بس بس میں سمجھ گیا۔ اب، اب میں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ مگر بھائی ہر بات کو پہلے ہی پوچھ لینا اچھا ہے۔ پھر پچھتانے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اچھا پھر ملیں گے۔ اللہ حافظ۔" یہ کہہ کر عقاب اڑ گیا۔
دوسرے دن عقاب شکار کی تلاش میں ادھر ادھر اڑ رہا تھا کہ اسے ایک اونچے درخت کی شاخ پر کسی پرندے کا گھونسلا نظر آیا۔
گھونسلے کے اندر چار پانچ کالے کلوٹے بد شکل بچے موٹی اور بھدی آواز میں چوں چوں کر رہے تھے۔ عقاب نے سوچا یہ بچے

میرے دوست الو کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ نہ تو یہ خوبصورت ہیں اور نہ ان کی آواز میٹھی اور سریلی ہے۔ یہ سوچ کر عقاب نے ان بچوں کو کھانا شروع کر دیا۔ وہ سب بچوں کو کھا چکا تو الو اڑتا ہوا آیا اور شور مچا کر کہا۔ ''ارے تم نے یہ کیا کیا؟ یہ تو میرے بچے تھے۔'' عقاب گھبرا کر اڑ گیا۔ ایک چمگاڈر نے جو پاس ہی اڑ رہی تھی، الو سے کہا ''اس میں عقاب کا کوئی قصور نہیں۔ ساری غلطی تمہاری ہے جو کوئی کسی کو دھوکا دے کر اپنی اصلیت چھپانے کی کوشش کرتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔'' یاد رکھئیں همشه اپنی اصلیت کھل کر بتانی چاھیئے زیادہ لمبی لمبی اکثر نقصان دہ ثابت ھوتی ھے

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Saturday, August 27, 2016 at 11:29am UTC+05

"LOVE YOU PAPA"



ایک شخص اپنی گاڑی دھو رہا تھا گاڑی بالکل نئی تھی چند دن پہلے خریدی گئی تھی۔اس کا چار سالہ بیٹا آیا اور پتھر اٹھا کر گاڑی پر اسکریچ ڈالنے شروع کر دیئے یہ دیکھ کر وہ شخص غصے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے چار سالہ بچے کا ہاتھ پکڑا اور اس پر کئی ضربیں لگائیں وہ شخص یہ بھول گیا کہ اس کے ہاتھ میں نٹ کھولنے والا رینچ ہے. اس نے رینچ سے اپنے چار سال بیٹے کے ہاتھ پر ضربیں لگائیں۔۔

بچے کو ہسپتال لے جایا گیا اور بہت زیادہ فریکچرز کی بنا پر بچے کے زخمی ہاتھ کی تمام انگلیاں کاٹنی پڑیں. جب بچے کو ہوش آیا اس نے اپنے باپ کو دیکھا تو آواز اور آنکھوں میں درد لیے فوراً اپنے باپ سے پوچھا. پاپا ! میری انگلیاں کب واپس آئیں گی؟ باپ کے پاس اس بچے کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا وہ افسردہ ہوا اور خاموش رہا۔ وہ گھر آیا اور غصے میں اپنی کار کو ٹانگوں سے ضربیں لگانے لگا۔

تھک ہار کر وہ کار کے پاس بیٹھ گیا اس وقت اس کی نظر ان سکریچ پر پڑی جو اس کے چار سالہ بیٹے نے پتھر سے لگائے تھے وہ سکریچ نہیں تھے۔ اس نے پتھر سے گاڑی پر ایک فقرہ لکھا تھا۔ "LOVE YOU PAPA"
اگلے دن اس شخص نے دل برداشتہ ہوکر خودکشی کر لی.

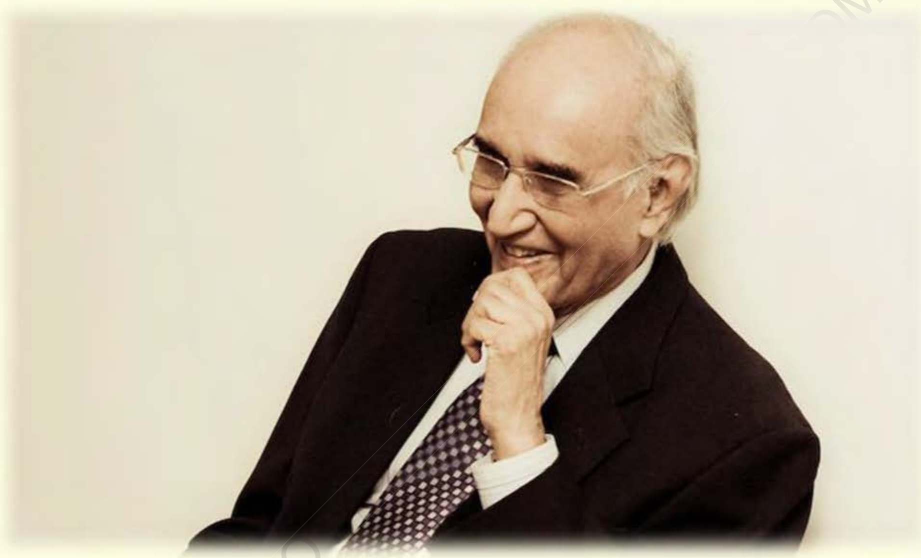
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Saturday, August 27, 2016 at 11:28am UTC+05

جب میرے بال گرنا شروع ہوئے—



مشتاق احمد یوسفی صاحب مشتاق احمد یوسفی صاحب ایک تقریب میں ایک قصہ بیان فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب شروع شروع میں میرے بال گرنا شروع ہوئے تو میں بہت پریشان رہنے لگا۔ لوگوں نے بھی مجھے تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا کہ اب میں بوڑھا ہونے لگا ہوں۔ تو ان کی باتیں مجھے اور پریشان کرنے لگیں۔ پھر ایک دفعہ میں نے بیٹھ کر سوچا، کہ جب میرے مکمل بال ہوا کرتے تھے تو میں نے ایسا کیا کر لیا تھا جو میں اب نہیں کر سکتا۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 7:06pm UTC+05

علم والے



میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جن کے پاس ڈگریاں بہت کم تھیں مگر علم بہت ہی زیادہ تھا۔ میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جن کے پاس ڈگریاں بہت زیادہ تھیں مگر علم بہت ہی کم تھا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

Friday, August 26, 2016 at 6:57pm UTC+05

مسکراہٹ اور آنسو!



مسکراہٹ اور آنسو دونوں کا تعلق انسان کے احساسات سے ہوتا ہے۔ میٹھی زبان احساسات میں رس گھول سکتی ہے۔ تلخ زبان احساسات کو زخمی کر سکتی ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم کسی کے آنسو کی وجہ نہ بنیں۔ ساتھ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی کی مسکراہٹ کی وجہ بن سکیں۔ خاص کرکے ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ ہماری وجہ سے کسی کی مسکراہٹ نہ دب جائے یا کوئی ہماری وجہ سے اپنے آنسو پی جائے اور ہمیں محسوس بھی نہ ہو۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

شفی محمد ہوت صاحب، سی ای او، ایس پی نور انٹرپرائزز، گوادر



شفی محمد ہوت صاحب، سی ای او، ایس پی نور انٹرپرائزز، گوادر ہر مشہور شخص ہر دل عزیز نہیں ہوتا، شفی صاحب گوادر کی ایک مشہور سیاسی سماجی اور کاروباری شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ہر دل عزیز بھی ہیں۔ شفی صاحب کم گو ہیں مگر جتنا بولتے ہیں قلم توڑ دیتے ہیں۔ شفی صاحب کہتے ہیں کہ: لوگ پیار کے لئے ہوتے ہیں اور چیزیں استعمال کے لیے۔ بات تب بگڑتی ہے جب چیزوں سے پیار کیا جائے اور لوگوں کو استعمال کیا جائے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

ایک پیالی گوشت، تحریر : اشتیاق احمد



"بیٹا! یہ ایک پیالی گوشت جمال موچی کو دے آؤ۔" ابّا جان کا حکم سن کر میں حیران ہوا... اس وقت عمر بارہ سال تھی اور میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا... میں نے جواب میں ان سے کہا۔ "لیکن ابّا جان... آج تو عید کا دن ہے... ہر گھر میں گوشت موجود ہے... سب لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں گوشت پہنچا رہے ہیں... ہم نے قربانی کی ہے، لیکن اس کے باوجود ہمارے رشتے دار اور دوست اور پڑوسی ہمارے گھر میں گوشت دے دے کر جا رہے ہیں... پھر آپ یہ ایک پیالی سالن اسے کیوں بھیج رہے ہیں۔"

"بیٹے وہ اکیلا ہے... کوئی آگے نہ پیچھے... اول تو کوئی اسے گوشت دے گا نہیں... کیونکہ اس کے ہاں سے کون سا کسی کو گوشت

ملے گا... دوسرے کوئی گوشت دے گا بھی تو وہ اسے نہ جانے کب پکائے گا... کم از کم اس وقت تو اس کے پاس سالن کی صورت میں گوشت ہو گا نہیں۔""جی اچھا ابّا جان... لائیے... دے آتا ہوں۔"

میں نے پیالی ان سے لے لی اور گھر سے نکل آیا... بازار لوہاراں میں ہماری دکان کے بالکل سامنے سڑک کے کنارے جمال موچی جوتیاں مرمت کرتا تھا... گلی میں ایک چھوٹی سی کوٹھری تھی، وہ اسی میں رہتا تھا، میں پیالی اٹھائے اس کی کوٹھری کے دروازے پر پہنچا تو وہ چولھے پر ہانڈی رکھے ہوئے نظر آیا... ہانڈی کے نیچے آگ جل رہی تھی اور ہانڈی میں کچھ پک رہا تھا...

میں السلام علیکم کہہ کر اندر داخل ہوا تو اس نے میری طرف دیکھا... اس وقت میں دل ہی دل میں ابّا جان پر اپنا غصّہ اتار چکا تھا اور اپنے آپ سے یہ کہہ رہا تھا کہ بلاوجہ انہوں نے ایک پیالی گوشت بھیجا... یہ تو گوشت پکا رہا ہے...

"آؤ بیٹا!" جمال نے فوراً کہا: "کیا پکا رہے ہیں جمال چچا۔" بازار کے سب بچے اور بڑے اسے جمال چچا کہتے تھے... "بس بیٹا... پکانا کیا ہے، مسور کی دال پکا رہا ہوں۔" مجھے حیرت کا جھٹکا لگا... میں نے فوراً کہا: "جی کیا کہا... دال پکا رہے ہیں... لیکن آج تو عید کا دن ہے اور ہر گھر میں گوشت ہی گوشت موجود ہے، سب لوگ گوشت بھون رہے ہیں۔"

"صبح سے یہ وقت آگیا بیٹا، کسی نے مجھے گوشت نہیں بھیجا، جب میں انتظار کر کرکے تھک گیا تو بازار سے دال لے آیا اور اب اسے پکا رہا ہوں۔""اوہ... اوہ... یہ لیں ابّا جان نے پکا پکایا گوشت آپ کے لیے بھیجا ہے۔"
"واہ بیٹا واہ... یہ کام کیا ہے آپ کے ابّا جان نے... چلو میں بھی عید کے دن گوشت کھا ہی لوں گا... ورنہ یہ حسرت رہتی کہ عید کے دن بھی گوشت نہ کھا سکا.

اچھا جمال چچا... میں چلا، پیالی پھر کسی وقت لے لوں گا۔""ہوں ٹھیک ہے۔"میں نے گھر آکر ابّا جان کو مسور کی دال والی بات بتائی تو ابّا جان کے ساتھ امّی جان اور چھوٹی بہن بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکیں...

امّی جان نے فوراً کہا: "تب تو ایک چھوٹی سی پیالی میں ہم نے بہت کم گوشت اسے بھیجا۔" "ہاں بھئی... ایک بڑے برتن میں گوشت اسے دے آو... تاکہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھا سکے۔" "جی اچھا۔"

جلد ہی میں دوبارہ جمال چچا کی کوٹھری میں داخل ہوا۔" "جمال چچا... امّی جان نے یہ گوشت اور آپ کے لیے بھیجا ہے۔"

"واہ بھئی واہ... مزہ آگیا... چلو اپنی بھی عید ہو گئی۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

یہ آج سے 58 یا 59 سال پہلے کا واقعہ ہے، لیکن یہ واقعہ میرے ذہن میں اس طرح چپکا کہ پھر کبھی ذہن سے محو نہ ہو سکا اور خاص طور پر عید قربان کے موقعے پر تو اس کا ذہن میں تازہ ہونا ایک معمول بن گیا ہے... گھر کے لوگ تمام رشتے داروں، پڑوسیوں اور دوست احباب کے حصّے لگا رہے ہوتے ہیں، میں اپنے محلے کے غریب ترین چند افراد کے لیے گوشت الگ کر رہا ہوتا ہوں...

والد صاحب نے بچپن میں جو گوشت کی پیالی مجھے تھمائی تھی... اگرچہ مجھے کوئی سبق دینے کے لیے نہیں تھی... اس وقت ان کی یہ سوچ نہیں تھی کہ میرا بیٹا بھی بڑا ہو کر ایسا کرے گا... جی نہیں... ان کے تو ذہن میں بھی یہ بات نہیں تھی... انہوں نے تو ہمدردی کے طور پر جمال موچی کو گوشت کی پیالی بھجوائی تھی، لیکن وہ پیالی میرے لیے ایک سبق بن گئی... ساری زندگی کا سبق، کبھی نہ بھولنے والا سبق، بچپن میں جو بات ذہن میں نقش ہو جائے، پھر وہ نکل نہیں پاتی، اسے کوئی کھرچ کھرچ کر بھی نکالنا چاہے تو بھی نہیں نکلتی... بس وہی پیالی آج بھی میرے دماغ میں موجود ہے... اور آج میں محسوس کرتا ہوں...

بچوں کو تربیت دینے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے... ورنہ آج کے دور میں فریجوں نے تو دوسروں کا احساس ہی غصب کر لیا ہے... پہلے ہم یہ سوچ لیتے تھے... فلاں غریب کو گوشت پہنچا دو... فلاں رشتے دار کو پہنچا دو... اتنا گوشت کہاں رکھیں گے... خراب ہو جائے گا، سڑ جائے گا، اس سے یہ کہیں بہتر ہے، دوسروں کو دے دو... وہ کھا تو لیں گے، گوشت کسی کام تو آجائے گا... اب یہ

سوچ فریجوں کی مہربانیوں سے اڑنچھو ہو گئی ہے... ہم پہلے اپنا پیٹ نہیں، اپنا فریج بھرتے ہیں... پھر جو ہڈیاں یا بے کار قسم کی بوٹیاں بچ رہتی ہیں، وہ کسی کو دینے کے بارے میں سوچتے ہیں...

جب کہ عیدِ قربان سے تو ہمیں صرف اور صرف قربانی کا جذبہ اپنانے کا سبق ملتا ہے... ہم نے آج یہ سبق بھلا دیا... اس کے ازالے کے لیے... اور آیندہ آنے والی نسل کی تربیت کے لیے آپ سب ایک ایک پیالی گوشت اپنے بچوں کے ہاتھوں ضرور کسی غریب کو بھجوانا شروع کر دیں... اس سے اچھے نتائج نہ بھی نکلے... برے تو نکلنے سے رہے... بہت نکلے میرے ارماں پھر بھی کم نکلے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

ایک مرتبہ ایک عالم بیمار پڑ گئے



ایک مرتبہ ایک عالم بیمار پڑ گئےاور بغرض علاج ان کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔
ہسپتال میں ان کی دیکھ بھال پر جس خاتون ڈاکٹر کو مامور کیا گیا وہ ان کے علم، تقویٰ اور حسن اخلاق کی بنا پر ان کی بہت زیادہ تکریم کرتی تھیں اور ان کی خدمت کو اپنے لیے باعث شرف واختیار سمجھتی تھیں۔

حضرت کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ اس خاتون ڈاکٹر نے اکثر و بیشتر مغربی لباس زیب تن کیا ہوتا تھا جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ستر پوشی کے تقاضوں پر پوری نہیں اترتا تھا۔

خصوصاً "شارٹ سکرٹ" کی وجہ سے ٹانگیں برہنہ رہتی تھیں۔ حضرت چاہتے تھے کہ اس خاتون کو اس لباس سے منع کریں لیکن کسی مناسب وقت اور مناسب انداز میں۔

ایک دن وہ خاتون بازار جا رہی تھیں، انہوں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کوکسی چیز کی ضرورت ہو تو بتلائیے تاکہ میں آپ کے لیے لیتی آؤں۔

حضرت نے فرمایا":

بیٹا! بکری کیایک سالم ران لیتی آنا لیکن ایک شرط ہے کہ کسی تھیلی یا شاپنگ بیگ میں ڈال کر نہیں بلکہ سرعام ہاتھ میں تھام کر "ڈاکٹر صاحبہ کہنے لگیں:

حضرت!
"میں بکری کی سالم ران تو لے آؤں گی لیکن جس طرح آپ فرما رہے ہیں اس طرح تو میرے لیے ممکن نہیں۔ " حضرت نے پوچھا بیٹا کیوں ممکن نہیں؟

"کہنے لگیں: بغیر کسی تھیلی کے خالی ران کو تھامے دیکھ کر لوگ میرا مذاق اڑائیں گے اور یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔" حضرت نے موقع غنیمت جانا اور فرمانے لگے:

بیٹا "!

مسلمان خاتون کی ران بکری کی ران سے کہیں زیادہ چھپائے جانے کے لائق ہے۔
" اتنے شفیق اور پر اثر انداز میں کی گئی نصیحت سن کر ڈاکٹر صاحبہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
"انہوں نے ان عالم صاحب کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور مستقبل میں کبھی بھی غیر شرعی اور مغربی لباس نہ پہننے کا عہد کیا۔" سچ ہے کہ نصیحت اگر مناسب وقت پر مناسب انداز میں کی جائے تو ضرور اثر دکھاتی ہے.

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

اپنی دوستیوں کا احتساب کریں



دوست تھے۔اکھٹے کھانا پینا، آوارہ گھومنا، فلمیں دیکھنا،، غرض ہر کام اکٹھے کرتے ہیں۔شام ہوتے ہی گھر سے موٹر سائیکل پر باہر نکل جانا اور راہ چلتی لڑکیوں کو تنگ کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا. دونوں نے عہد کیا تھا کہ وہ ہر کام میں ایک دوسرے کا ساتھ دے کر حقِ دوستی ادا کیا کریں گے۔

ایک دن انس احمد کے پاس آیا اور بولا !!! یار آج ایک نئی لڑکی پٹائی ہے، اف یار کیا حسینہ ہے۔۔۔۔ ادا قاتل۔۔۔۔ نگاہ قاتل۔۔۔ میرا دل تو اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں ڈوب گیا ہے۔احمد نے تجسّس سے بھرپور لہجے میں پوچھا

ارے یار!!! وہ ہے کون؟

انس بولا یار!! وہ فلاں محلے کے امام صاحب ہیں ناں۔۔۔۔۔ان کی بیوی ہے۔۔۔
احمد سٹپٹایا!!! "امام صاحب کی بیوی" ارے تجھے کوئی اور نہیں ملی

انس۔۔۔بس یار میں تو مر مٹا ہوں اس پر۔۔۔ لیکن ایک پرابلم ہے۔۔۔۔احمد بولا۔۔وہ کیا؟

یار اس کی اور میری سیٹنگ تو ہو گئی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ امام صاحب جب نماز پڑھانے جاتے ہیں تب ہی اس سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔ابھی ملاقات پوری نہیں ہو پاتی کہ امام صاحب کے واپس گھر آنے کا ٹائم ہو جاتا ہے۔دل کھول کے محبوبہ سے ملاقات بھی نہیں کر پاتا۔۔کیا تم میری مدد نہیں کروگے؟

احمد بولا: کیسی مدد یار؟ تو بول تیرے لے جان بھی حاضر ہے.

انس نے کہا بس یار تم ایک کام کرو۔۔۔۔جس مسجد میں امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں تم بھی اس مسجد میں نماز پڑھنا شروع کردو۔۔۔ نماز کے بعد تم امام صاحب کے پاس دینی مسائل پوچھنے کے بہانے بیٹھ جایا کرنا۔۔۔۔تب تک میں اطمینان سے اپنی محبوبہ سے مل لیا کروں گا۔۔۔

چنانچہ احمد نے اپنے دوست کا ساتھ دینے کے لیے ایسا ہی کیا وہ روز نماز پڑھنے مسجد میں جاتا اور پھر علمی گفتگو اور سوال و جواب کے بہانے امام صاحب کو باتوں میں لگائے رکھتا اور جب امام صاحب کے جانے لگتے تو فوراً گال کر

اپنے دوست کو آگاہ دیتا۔۔۔اور اس کا دوست امام صاحب کے آنے سے پہلے نکل جاتا۔۔۔۔کافی عرصہ ایسا ہی گزر گیا۔۔۔اس عرصہ میں قرآن حدیث اور نیکی کی باتیں سن کر احمد کے اندر ایک خوشگوار تبدیلی آئی گئی۔اسے دین کی باتیں اچھی لگنے لگیں اور وہ دین کی طرف مائل ہو گیا۔ایک دن اس کے ضمیر نے اسے کہا کہ تم امام صاحب کے ساتھ بہت بڑا دھوکا کر رہے ہو۔۔۔۔ تمھیں امام صاحب کو ساری حقیقت حال بتا کر معافی مانگ لینی چاہیے ۔۔۔ورنہ یہ امام صاحب کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا ہو گا جو شاید کبھی معاف نہ ہو سکے۔۔۔۔۔چنانچہ اس نے ہمت کی اور امام صاحب سے کہا کہ امام صاحب آج میں آپ کو یہ راز کی بات بتا دینا چاہتا ہوں کے کہ میں آپ کو دھوکا دیتا رہا ہوں اور آپ کی بیوی آپ سے خیانت کرتی ہے اور پھر ساری بات امام صاحب کو بتا دی۔

امام صاحب نے تعجب سے ساری باتیں سنیں اور بولے !!

!! میری تو ابھی شادی ہی نہیں ہوئی !!!! تم یہ کیا کہ رہے ہو؟؟

یہ سن کر احمد پر سکتہ طاری ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ جب امام صاحب کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی تو انس کس کی بیوی سے ملنے جاتا تھا؟

۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد کی بیوی سے۔۔۔

.

سچ ہے جن لوگوں کی دوستیاں غلط ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے گناہ کے کاموں میں تعاون کرنے کے لیے ہوتی ہیں ان کے لیے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

»تعاونوا علی البرّ والتّقوی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان«

نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو۔
کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم بھی اپنی دوستیوں کا احتساب کریں..؟

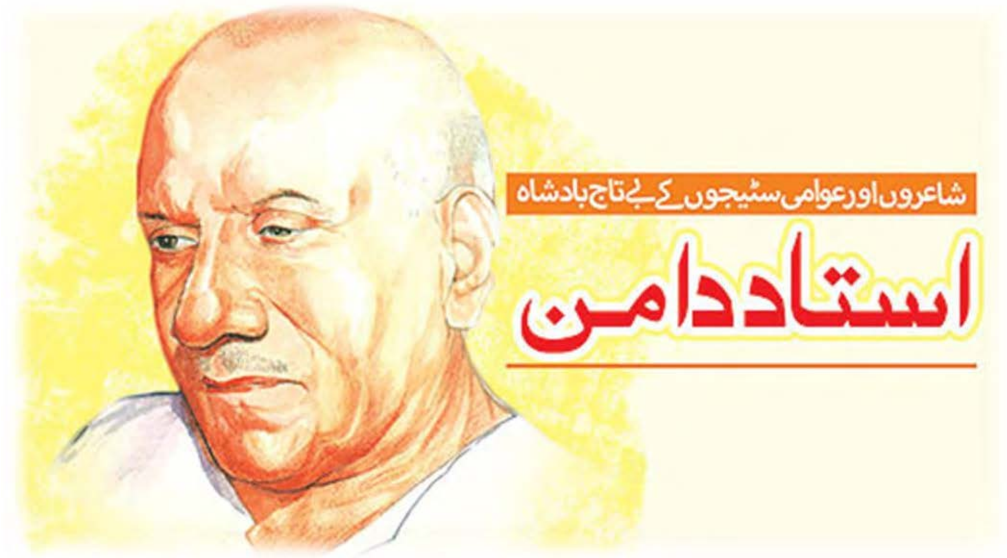
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

بلاشبہ استاد دامن پنجابی ادب کا انمول خزانہ ہے



آزادی کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے دلی میں منعقد مشاعرے میں یہ فی البدیہہ نظم پڑھی:

جاگن والیاں رج کے لٹیا اے
سوئے تسی وی او، سوئے اسیں وی آں
لالی اکھیاں دی پئی دس دی اے
روئے تسی وی او، روئے اسیں وی آں

اس نظم کی سماعت پر حاضرین مشاعرہ بے اختیار رونے لگے۔ اس وقت مشاعرے میں پنڈت جواہر لعل نہرو (وزیر اعظم بھارت) بھی موجود تھے، انہوں نے استاد دامن سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ مستقل طور پر بھارت میں قیام فرمائیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ اب میرا وطن پاکستان ہے میں لاہور ہی میں رہوں گا بے شک جیل ہی میں کیوں نہ رہوں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

کیلے کا چھلکا



فرض کریں آپ کہیں جا رہے ہیں اور آپ کا پاؤں کیلے کے چھلکے پر آ گیا ہے۔ آپ کے پاس بچنے کے لیے کوئی سہارا بھی نہیں ہے اور آپ بس گرنے ہی والے ہیں۔ اب آپ نے گرنا تو ہے ہی، پھر گرنے کو تو انجوائے کریں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

Friday, August 26, 2016 at 6:32pm UTC+05

پیارے نبی کا اسلام



ہمارے پیارے نبی حضرت محمد جو اسلام لے کر آئے تھے اس میں ہر طبقے کے مسلمانوں اور ہر مذہب کے انسانوں کے لیے برابر وسعت اور کشائش تھی اور احترام انسانیت سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ آج اسلام کئی حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور ایک حصہ دوسرے سے خائف ہے۔

دراصل یہ اپنے آپ سے خائف ہیں اور یہ اس دین سے بھی خائف ہیں جو قران میں محفوظ ہے۔ یقین کریں ان سب کی دکان تب تک قائم ہے جب تک قران بند ہے۔

ہم پہ فرض ہے ہم قران کو کھولیں اور اس دین کی تلاش کریں جو ہماری طرف بھیجا گیا ہے نہ کہ ان باتوں کا اتباع کریں جو اسلام کے سوداگروں نے خود دے گھڑے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں ایسے اسلام سے بچائے جو احترام انسانیت اور طرح طرح کے چھڑھاوں کے بغیر ایک قدم نہیں چلتا۔ امین

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں رشتے
پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

ہم خواہشات کے بچاریوں کا کیا بنے گا!



امیروں کی بڑی بڑی ناجائز خواہشیں بھی پر بھر میں پوری ہو جاتی ہیں، اور غریبوں کی جائز خواہشیں بھی پوری ہوتے ہوتے عمر گنوادیتی ہیں۔

امیر شخص یہ سوچتا ہے کہ میں پیدا ہی خوش نصیب ہوا ہوں، اور غریب پیدا ہی بد نصیب ہوا ہے۔
غریب آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ پیدا ہی بد نصیب ہوا ہے اور امیر تو ہوتے ہی خوش نصیب ہیں۔
امیر آدمی دنیا کے ہر میدان میں جیت جاتا ہے، غریب آدمی دنیا کے ہر امتحان میں ہار جاتا ہے۔
صبر اور شکر کرنے والا سوکھے نوالے پر بھی صبر اور شکر کر سکتا ہے۔

صبر اور شکر نہ کرنے والا سونے کے نوالے کھلانے سے بھی راضی نہیں ہوتا۔

دنیا غریب اور امیر دونوں کی برابر آزمائش گاہ ہے۔

اللہ کے نزدیک حجت صرف نیک اعمال کی ہے۔

جسے زیادہ دیا گیا اس کا حساب بھی اسی قدر سخت ہوگا۔

جسے جس قدر ملا اسے اسی قدر فکر مند ہونا چاہیے،

دنیا کا غریب سے غریب انسان، دنیا کے امیر سے امیر انسان پر اعمال میں بھاری ہو سکتا ہے۔

ہم میں سے بہت سے لوگوں کو اللہ نے بہت ہی زیادہ نوازا ہے، مگر ہماری خواہشات ہمیں اندھا کر دیتی ہیں اور مزید سے مزید کی دوڑ میں دوڑاتی رہتی ہیں۔

شائید جب ہم دوڑ دوڑ کر تھک جائیں تب ہمیں خبر ہو کہ اعمال کے لے دوڑنا خواہشات کے لیے دوڑنے سے بہت آسان تھا۔

غریب تو بیچارہ دوڑتا ہی دو وقت کی روٹی کے لیے ہے، اس کی تو دوڑ دھوپ بھی اس کے اعمال کا اولین حصہ ہے۔

اللہ نے ہمیں ہر سہولت دی ہے، کسی چیز کا محتاج نہیں رکھا، ہمارے لیے سب سے آسان کام نیک اعمال کمانا ہے! مگر ہم اکثر گھاٹے کے سودے کرتے ہیں اور خواہشوں کو عزیز رکھتے ہیں۔

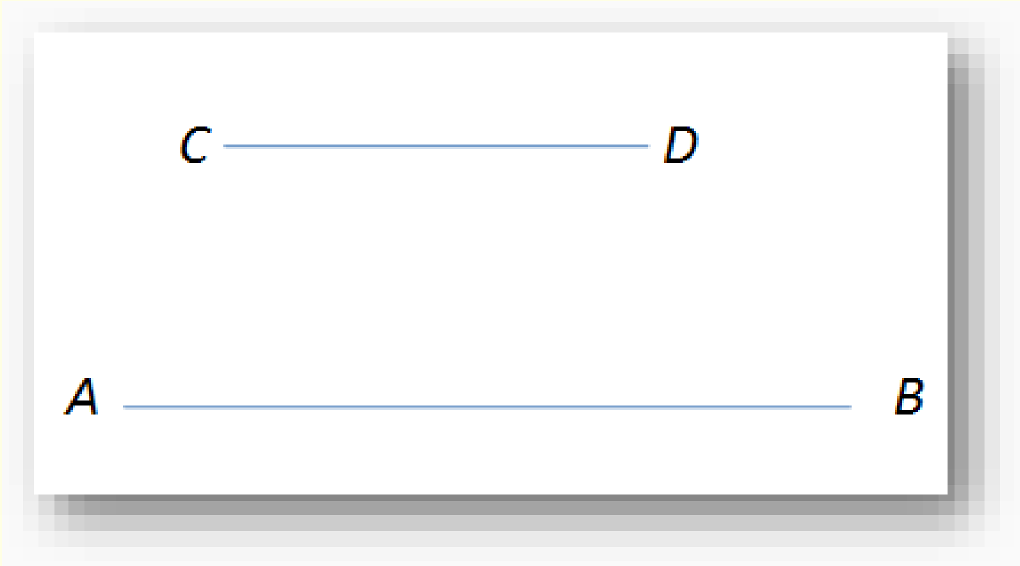
ہم خواہشات کے بچاریوں کا کیا بنے گا!

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

چھوٹی بڑی لکیریں



پروفیسر نے ہال میں داخل ہوتے ہی بغیر ایک لفظ کہے بلیک بورڈ پر ایک لمبی لکیر کھینچ دی۔ پھر اپنا رخ طلبا کی طرف کرتے ہوئے پوچھا....

....''تم میں سے کون ہے جو اس لکیر کو چھوئے بغیر اسے چھوٹا کر دے؟''

یہ ناممکن ہے۔''، کلاس کے ایک ذہین طالبعلم نے آخر کار اس خاموشی کو توڑتے ہوئے جواب دیا۔ ''لکیر کو چھوٹا کرنے کے لیے'' اسے مٹانا پڑے گا اور آپ اس لکیر کو چھونے سے بھی منع کر رہے ہیں۔'' باقی طلبا نے بھی گردن ہلا کر اس کی تائید کر دی۔

پروفیسر نے گہری نظروں سے طلبا کو دیکھا اور کچھ کہے بغیر مسکراتے ہوئے بلیک بورڈ پر اس لکیر کے نیچے ہی اس سے بڑی ایک اور لکیر کھینچ دی۔ اب اوپر والی لکیر کے سامنے یہ لکیر چھوٹی نظر آ رہی تھی۔

پروفیسر نے چاک ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا:

آپ نے آج اپنی زندگی کا ایک بڑا سبق سیکھا ہے، وہ یہ ہے دوسروں کو نقصان پہنچائے بغیر، ان کو بدنام کیے بغیر، ان سے حسد کیے بغیر، ان سے الجھے بغیر ان سے آگے کس طرح نکلا جاسکتا ہے ....."

آگے بڑھنے کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اس خواہش کی تکمیل کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دوسرے کو چھوٹا بنانے کی کوشش کی جائے۔ مگر ایسی صورت میں انسان خود بڑا نہیں ہوتا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسروں سے الجھے بغیر خود کو طاقتور اور بڑا بنانے پر توجہ دی جائے۔ دوسروں سے الجھے بغیر آگے بڑھنا، ترقی کا صحیح طریقہ ہے۔ یہ طریقہ فرد کے لیے بھی بہتر ہے اور قوموں کے لیے بھی۔ اس طریقے پر اجتماعی طور پر ہمارے پڑوسی ملک چین نے سب سے زیادہ عمل کیا ہے اور بہترین نتائج حاصل کیے ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 2

غیر معیاری سوچ کبھی معیاری معاشرہ تشکیل نہیں دے سکتی!



جب ہم انتخاب ایک آنکھ کے زاویے سے کرتے ہیں تو ہمیں ہمارا انتخاب فرشتہ اور دوسرے کا انتخاب شیطان نظر آتا ہے، اسی طرح ہم سے اختلاف رکھنے والوں کو ہمارا انتخاب شیطان اور اپنا انتخاب فرشتہ نظر آتا ہے۔

دراصل ہم جو اپنے معیار کی بنیادیں رکھتے ہیں وہ انصاف پر مبنی نہیں ہوتیں، اسی لیے ہمیں اپنی چیزیں سونا اور دوسروں کی چیزیں مٹی نظر آتی ہیں۔ ہم اپنی حماقتوں کی جنت میں رہتے ہیں اور جو ہم سے اختلاف کرے اُسے سمجھتے ہیں کہ ایک دن وہ دوزخ میں جلے گا۔

حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ہم سب کے سب ہی جہالت کی دوزخ میں جل رہے ہوتے ہیں۔ ہماری سوچ اپنے معیار کے لیے ضرورت سے زیادہ مثبت ہوتی چلی جاتی ہے اور دوسروں کی سوچ کے معیار کے بارے میں منفی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہم ایک دوسرے کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکتے جب تک ہم اپنی سوچ کے معیار کو تبدیل نہ کریں۔

جب تک ہماری سوچ میں ہم سے اختلاف رکھنے والوں تک وسعت نہیں آتی، نہ ہی ہم اپنا کوئی بھلا کر سکتے ہیں، نہ ہی ہم کسی اور کا کوئی بھلا کر سکتے ہیں۔

ایسی قوموں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جو ترازو سیدھا نہیں رکھتی تھیں، ہماری سوچ کے ترازو میں بھی ہم اپنے پلڑے کو ہمیشہ بھاری رکھتے ہیں۔ ایسے دوہرے معیاروں سے ہم اپنی جہالت کو تقویت دینے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے حالات کو بدلنے کے لیے اپنے غیر معیاری معیار تلف کرنا ہوں گے۔ تاکہ ہم ایک معیاری معاشرہ تشکیل دے سکیں۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 2

حاتم طائی اور چار علم

(حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل)



حاتم طائی نے کہا تھا، "میں نے چار علم اختیار کیے اور دنیا کے تمام عالموں سے چھٹکارا پالیا۔۔۔!!" کسی نے پوچھا، "وہ چار علم کون کون سے ہیں۔۔۔؟" حاتم نے جواب دیا۔۔۔۔!!

پہلا یہ کہ میں نے سمجھ لیا کہ جو رزق میری قسمت میں لکھا ہے وہ نہ تو زیادہ ہو سکتا ہے، نہ کم۔ اس لیے زیادہ کی طلب سے بے فکر ہو گیا۔

دوسرا یہ کہ اللہ کا جو حق مجھ پر ہے وہ میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں اُسکی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔

تیسرا یہ کہ ایک چیز مجھے ڈھونڈ رہی ہے اور وہ ہے میری موت۔ میں اُس سے بھاگ تو سکتا نہیں، لہٰذا اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔

چوتھا یہ کہ میرا اللہ مجھ سے باخبر رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے شرم رکھی اور بُرے کاموں سے ہاتھ اٹھالیا۔

یہ چار علم زندگی کے لیے اصول اور ایسی مشعلِ راہ ہیں کہ جس نے انھیں اپنالیا زندگی اس کے لیے اتنی آسان اور مطمئن ہو جائے گی کہ دنیا میں کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 2

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 02

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 03



تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

غیر منطقی سوچ کے حامل افراد

People with Logical Disorders

تحریر : میاں وقارالاسلام



کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی سوچ انتہائی غیر منطقی ہوتی ہے۔ اول تو وہ کچھ کرتے ہی نہیں اور اگر کچھ کرتے ہیں تو انہیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیوں کر رہے ہیں۔ ان کی تمام مسافتیں منزلوں کے تعین سے پاک ہوتی ہیں۔ یہ سب سے لمبی بحث کرتے ہیں اور ان کی کوئی بھی بحث کیسی بھی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچتی۔

1۔ سکول میں داخلے کے لیے جاتے ہیں تو ضروری کاغذات گھر بھول جاتے ہیں۔ سکول جاتے ہیں تو بستہ گھر بھول جاتے ہیں۔ بستہ لے بھی جائیں تو جب کاپی نکالتے ہیں تو قلم گھر ہوتا ہے۔

2۔ یہ مارکیٹ شاپنگ کے لیے جاتے ہیں تو بٹوا گھر بھول جاتے ہیں۔ بٹوا لے بھی جائیں تو شاپنگ کے بعد دکان دار کو پیسے دیئے بغیر بحث کرتے رہتے ہیں کہ پیسے دیے تو تھے، گھر آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے بٹوے میں پیسے زیادہ ہیں اور دکان دار ٹھیک کہہ رہا تھا۔

3۔ یہ گاڑی پارکنگ میں چھوڑ کر گھر آ جاتے ہیں اور گھر والوں سے کہتے ہیں میں تو پیدل گیا تھا، گاڑی تو گھر پہ تھی۔ ان کی جیب سے جب پارکنگ کی سلپ نکلتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اوہ گاڑی تو پارکنگ میں رہ گئی۔ اگر یہ گاڑی گھر پر لے بھی آئیں تو گاڑی کی چابی ان کی جیب میں رہ جاتی ہے اور سارا گھر چھان مارتے ہیں کہ چابی نہیں مل رہی، گھر کے سارے افراد سے بحث کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ چابی تو ابھی تک جیب میں ہے۔

4۔ کھانا یہ سوچ کر کھانا بھول جاتے ہیں کہ شاید کھالیا ہے۔ اور کھالیں تو یہ پتا نہیں ہوتا کھایا کیا تھا۔ اور کھانا باہر سے لانا پڑے تو اول تو جاتے ہی نہیں، اگر بہت زور ڈالنے پر چلے بھی جائیں تو روٹیاں لے آتے ہیں سالن بھول جاتے ہیں اور سالن لے آتے ہیں تو روٹیاں بھول آتے ہیں اور اگر سالن اور روٹیاں دونوں لے آئیں کچن میں رکھ کر بھول جاتے ہیں کہ کھانا لایا بھی ہوں یا نہیں۔

5۔ یہ دوستوں کو ٹائم دے کر بھول جاتے ہیں کہ کہیں جانا بھی تھا، اور کوئی انہیں ٹائم دے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ کسی نے آنا بھی تھا۔ اور اگر کوئی انہیں لکھ کر بھیج دے یعنی شادی کارڈ یا کسی بھی فنکشن کا کارڈ تو کارڈ رکھ کر بھول جاتے ہیں، اور پھر اعتراض کرتے نہیں تھکتے کہ ان کو کسی نے بلایا ہی نہیں۔ کئی دن بعد کارڈ نظر سے گزرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا اعتراض غلط تھا کارڈ تو پڑے پڑے اپنی مدت گزار گیا۔

6۔ امتحان میں جاتے ہیں تو اُس مضمون کی تیاری کرکے جاتے ہیں جس کا پرچہ اس دن ہوتا ہی نہیں۔ اگر یہ امتحان میں فیل ہو جائیں تو کسی اور کا نتیجہ دیکھ کر کئی دن تک خوش رہتے ہیں کہ فیل تو کوئی اور تھا، اور جو پاس تھا وہ میں ہوں۔ پھر استاد کو اسے سمجھانا پڑتا ہے کہ وہی فیل ہے اور پھر سے تیاری کرے۔

7۔ یہ لوگ انتہائی سیلف میڈیکیشن کرتے ہیں، پیٹ کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ سر درد کی ہے اور سر درد کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ پیٹ کی ہے۔ اور جب ٹھیک نہیں ہوتے تو کہتے ہیں آج کل دوائیاں 2 نمبر آرہی ہیں۔ یا پھر یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر 2 نمبر آرہے ہیں۔

8۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے فالو کریں، پھر ان کو خود پتا نہیں ہوتا کہ فالو کسے کرنا ہے۔ پھر یہ راستے میں گم ہو جاتے ہیں اور ساتھ والے سے پوچھتے ہیں کہ ہم کہاں جارہے تھے۔

9۔ جب ان کی منگنی ہوتی ہے (اگر ہوتی ہے تو) تو انگوٹھی یا تو لیتے نہیں، اور اگر لے بھی لیں تو کہیں بھول آتے ہیں۔ اور انگوٹھی لے بھی آئیں تو تقریب کا مقام بھول جاتے ہیں، تقریب کے مقام پر پہنچ بھی جائیں تو مقررہ وقت بھول جاتے ہیں۔ اتفاق سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ منگنی چھوٹی والی سے ہوئی تھی یا بڑی والی سے۔

10۔ ان کے ساتھ جب کوئی بھی گیم کھیلی جاتی ہے تو اپنا سکور مرضی سے بڑھا دیتے ہیں اور دوسرے کا سکور مرضی سے کم کر دیتے ہیں۔ اپنے سے بڑا پلیئر کسی کو نہیں مانتے، اسی لیے کبھی نہیں ہارتے، کیوں کہ مانے گے تو ہاریں گے۔ اور ہار ثابت ہو جائے تو کہتے ہیں یہ تو کھلی دھاندلی ہے ضرور سکورز میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہوگی۔ اور اگر سب مل کر بھی سمجھائیں کہ صاحب آپ ہار چکے ہیں، تو کہتے ہیں یہ سارے ملے ہوئے ہیں اور سب نے مل کر دھاندلی کی ہے۔

11۔ یہ اہم چیزوں کو کم ہی اہمیت دیتے ہیں۔ اور غیر ضروری چیزوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ بڑی سے بڑی پریشانی بھی ان کی پریشانی کی وجہ نہیں بنتی، اور جب یہ پریشان ہوتے ہیں ایسی چیز پر بھی پریشان ہو جاتے ہیں جس میں پریشان ہونے والی کوئی بات سرے سے ہوتی ہی نہیں ہے۔

12۔ مشکل سے مشکل کام کے لیے بھی ہاں کر دیتے ہیں، ٹائم فریم پوچھا جائے تو وہ بھی 10 سے 15 منٹ، وہ بھی زیادہ سے زیادہ۔ اور پھر 5 منٹ میں ہی بھول جاتے ہیں کہ انہیں کوئی کام کہا بھی گیا تھا یا نہیں۔ انہیں بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ 10 یا 15 منٹ والا کام کر دیں، اور پھر وہ بار بار وعدہ کر کے بھی 5 منٹ میں بھول جاتے ہیں کہ کام کیا تھا۔

13۔ یہ ایم بی بی ایس کر لیں تو مارکیٹنگ کی جاب ڈھونڈتے رہتے ہیں، ایل ایل بی کر لیں تو الیکٹرانکس کی شاپ کھول لیتے ہیں، ایم بی اے کر لیں تو کسی سکول میں ٹیچنگ شروع کر دیتے ہیں، ہر ڈگری ان کے لیے مس فٹ ہوتی ہے اور یہ ہر ڈگری کے لیے مس فٹ ہوتے ہیں، اور پھر سسٹم کو کوستے رہتے ہیں کہ ان کے مطابق کیوں نہیں چلتا۔ ان کو دنیا صرف ایک ہی طرح سے سیدھی نظر آ سکتی ہے کہ انہیں کسی درخت پر الٹا لٹکا دیا جائے۔

14۔ ہمیشہ متنازعہ کتابیں پڑھتے ہیں جن سے فضول بحث شروع ہو جائے اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہے تو پھر یہ ان سے کبھی صلح ہی نہیں کرتے۔ اگر یہ کسی بات پہ پھنس جائیں تو دنیا میں ابھی تک کوئی ایسی کرین نہیں بنی جو انہیں اس سے باہر نکال سکے۔ تصویر کا ہمیشہ ایک ہی پہلو دیکھتے ہیں اور دوسرے پہلو کی بات کی جائے تو لڑنے مرنے پہ آ جاتے ہیں۔

15۔انتہائی بے عزتی پروف ہوتے ہیں، جن باتوں پر ان کی ہمیشہ بے عزتی ہوتی ہے وہی باتیں بار بار کرتے ہیں اور لگاتار کرتے ہیں۔ بلاوجہ اور بلا مقام بولتے ہیں۔ صحیح بات کو بھی اتنا گھما گھما کر پیش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی بھی لفظ صحیح نہ رہے۔ اگر انہیں کوئی نہ سننے کی گستاخی کرلے تو اس سے ناراض رہتے ہیں کہ ان کا پوائنٹ آف ویو کیوں نہیں لیا گیا۔

16۔ان کے سیلف ڈسپلن کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ ان کے گھر، بیڈ رومز، باتھ روم، آفس، میٹنگ رومز یہاں تک کہ کار پارکنگ سب ہی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بیڈ روم میں اپنی چیزیں رکھ کے بھول جاتے ہیں اور بیگم بچاری کی شامت آئی رہیئے ہے۔ باتھ رومز میں پانی چھوڑ کر آجاتے ہیں۔ لائٹس آن رکھ کر بھول جانا تو معمولی بات ہے۔ آفس میں کمپیوٹر کبھی آف کر کے نہیں آتے، ٹیبل پہ کچھ ترتیب سے نہیں ہوتا ترتیب دے دیں تو بھول جاتے ہیں کون سی فائل کہاں تھی، میٹنگ روم سے نکلیں تو چئیر کہاں، ٹیبل کہاں، بورڈ کہاں، فلائر کہاں اور وائر جگہ جگہ عجیب ڈھنگ سے گویا میٹنگ روم کی حالت چیخ چیخ کر بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ ستم کسی عام انسان کے نہیں۔ کار ایسے پارک کرتے ہیں کہ بیس لوگوں کی کاریں پھنس جائیں۔ اور کسی گھر کے باہر پارک کریں تو محلّہ اکھٹا ہو جاتا کہ سر رستہ بلاک ہو گیا ہے گاڑی ہٹائیں۔

17۔ یہ اکثر لڑکیوں کے نام سے فیک اکاونٹس بنا لیتے ہیں اور پھر دونوں طرح کی زندگیاں یعنی لڑکے والی اور لڑکیوں والی اینجوائے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آج کیا کیا تو کہتے ہیں میں صبح صبح سکول گیا تھا اور ابھی سیدھی گھر واپس آرہی ہوں۔ پہلے کپڑے تبدیل کروں گا پھر کھانا کھاوں گی۔ پھر میں نیٹ استعمال کروں گا اور ہم سہیلیاں فیس بک پر لمبی لمبی باتیں کریں گی۔ پھر یہ اپنے ورچیول بریک اپ پر پریشان رہتی ہیں۔

18۔جب ان سے پیار سے بات کی جائے تو کہتے ہیں آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ جب غصے سے بات کریں تو ہنس پڑتے ہیں گویا ان سے مذاق کیا جا رہا ہو۔ اگر ان سے کوئی راز کی بات شئیر کی جائے تو سارے شہر کو یہ کہہ کر بتا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کو ہر گز مت بتانا۔ انہیں گول کمرے میں کونہ ڈھونڈھ کر بیٹھنے کو کہہ دیا جائے تو ساری رات لگے رہیں گے اور اگلے دن پوچھیں گے کیا آپ واقعی سیریز تھے۔

19۔ یہ اپنی تنخواہ خواہ مخواہ 4 گناہ زیادہ بتاتے ہیں اوان سے کوئی اپنی تنخواہ کا ذکر کرے تو کہتے ہیں پھینک رہا ہے اس کی تنخواہ 4 گناہ کم ہو گی۔ احمقوں کی جنت میں رہتے ساری دنیا کو بے وقوف سمجھتے ہیں، اور ان کی نظر میں ان سے ذہین اور کوئی نہیں ہوتا۔ سب سے تیز گاڑی چلاتے ہیں اور ہمیشہ جلدی میں ہوتے ہیں اور ہر جگہ جاتے ہی سو جاتے ہیں۔ ان کی آنیاں جانیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کام کو ہاتھ لگاتے ان کی جان جاتی ہے۔

20۔ کبھی کسی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اپنی ساری خامیوں کا بوجھ اپنے سے جونیئر پر ڈال دیتے ہیں، پہلے تو ان کا جونیئر بیچارہ کوئی کام کر نہیں سکتا اور اگر کچھ کر لے تو فورا اسے اپنے نام کے ساتھ چپکا لیتے ہیں۔ جیسے یہ خود ڈمپ ہوتے ہیں ویسے ہی اپنے جونئیر کو ڈمپ کر دیتے ہیں۔ کسی ٹیم کو لیڈ کرتے ہیں تو اس کا سارا مورال تباہ کر دیتے ہیں اور جب سالوں تک لاکھ کوششیں کر کے بھی ٹیم پرفارم نہیں کرتی تو کہتے ہیں ملک میں سرے سے ٹیلنٹ ہی نہیں ہے۔

21۔ بچپن سے ہی ماں باپ ان کی ٹھکائی کرتے چلے آتے ہیں تاکہ ان کا بچا ٹھیک ہو جائے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ماں باپ کو کوئی ذہنی روگ ہے۔ اساتذہ سے بھی بڑی مار پڑتی ہے اور انہیں اساتذہ جلاد نظر آتے ہیں۔ کلاس میں دوسروں کی کاپیاں پھاڑ دیتے ہیں یا ان کی شرٹس پر سیاہی پھینک دیتے ہیں سو کلاس فیلوز سے بھی ان کی ٹھکائی واجب رہتی ہے۔ محلے میں کھیلتے ہوئے اکثر مار کھا کر ہی گھر آتے ہیں اور رشتہ داروں میں جاتے ہیں تو کزنوں سے مار کھا کر آ جاتے ہیں۔ گویا زندگی انہیں کندن بنا چکی ہوتی ہے۔ یہ عمر میں بڑے بھی ہو جائیں پھر بھی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خبطی بزرگوں کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ جب کسی کو نصیحت کرتے ہیں تو سننے والوں کی ایک دم ہنسی نکل جاتی ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے سیکھا کیا ہوتا ہے جو سیکھانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے سارے کارنامے لطیفوں کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام
تصنیف: بسٹ لائف نوٹس
جلد: 3

Wednesday, December 14, 2016 at 1:22pm UTC+05

ایک بادشاہ اور نیک بزرگ

انتخاب: شبانہ چوھدری



ایک بادشاہ کو خبر ملی کہ اس کے شہر میں بہت ہی نیک بزرگ آئے ہیں۔ بادشاہ نے ان سے ملنے کی کوشش کی، لیکن ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ شہر کے کئی دروازے تھے۔ بادشاہ کبھی کسی دروازے کے پاس تو کبھی کسی دروازے کے پاس اُن بزرگ کا انتظار کرتا، لیکن دوسرے دن پتا چلا کہ وہ تو کسی اور دروازے سے شہر میں داخل ہوگئے۔ آخر کار بادشاہ نے سارے دروازے بند کروادیئے اور ایک دروازہ کھلا رکھ کر وہاں ان کا انتظار کرنے لگا. جب ایک ہی دروازہ کھلا رہ گیا تو بزرگ کا وہیں سے گزر ہوا. جب بادشاہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو بادشاہ نے کہا: اب جا کر آپ سے ملاقات ہوئی جب میں نے شہر کے سارے دروازے بند کر

وادیئے۔ بزرگ نے جواب میں بادشاہ کو ایک خوبصورت نصیحت کی کہ: انسان کو رب کی راہ بھی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ سارے دروازے بند کر کے صرف ایک دل کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Wednesday, December 14, 2016 at 1:22pm UTC+05

چھوٹی سی الجھن ہے

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



ایک محفل میں ایک حضرت نے میری ایک بات پر سوال کیا کہ "آپ کا مسلک کیا ہے؟" میں نے جواب دیا "کچھ نہیں"۔ کہنے لگے "پھر بھی"۔ میں نے کہا "الحمدللہ میں مسلم ہوں اور یہ نام اللہ کا دیا ہوا ہے۔ طنزیہ فرمانے لگے کہ "کہیں بھی جانا ہو، بندے کا کوئی ایک راستہ ہوتا ہے۔" ادب سے عرض کی، "حضور میں پکی سڑک پر چلنا پسند کرتا ہوں، پگڈنڈیاں چھوڑ دیتا ہوں۔" اور یہ صرف ایک دفعہ کی بات نہیں، اکثر لوگ اچھے بھلے سمجھدار اور پڑھے لکھے بھی یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں کہ دوسرا کسی مسلک کی پیروی نہیں کرتا۔ تو میری ایک چھوٹی سی الجھن ہے، آپ مدد کر دیجئے۔ خطبہ حجۃالوداع اور تاریخی موقعے کا ذکر تو آپ سب نے یقینا" پڑھا ہوگا۔ کوئی لاکھ سوا لاکھ کا مجمع تھا۔ کوئی مجھے بتائے گا کہ اس وقت موجود صحابہ اور نو مسلم

شیعہ تھے یا سنی؟ میں جاننا چاہتا ہوں کہ 1703 سے پہلے جب عبدالوہاب نجدی، 1856 سے پہلے احمد رضا خان بریلوی، 1866 سے پہلے دار العلوم دیوبند، لگ بھگ 100 سال پہلے جب اہل حدیث اور سلفی تحریک جب وجود نہیں رکھتے تھے تو عام سادہ مسلمانوں کو کیا کہا جاتا تھا اور کیا ان سب تحریکوں، مدرسوں اور شخصیات نے خود یا اپنے ماننے والوں کی وجہ سے ایک مسلک اور فرقوں کا روپ نہیں دھارا؟ کیا ان سب نے مسلمانوں کو تقسیم کیا یا متحد کیا؟ رنگ، نسل، زبان، علاقے اور برادری کی تقسیم کیا ابھی مسلمانوں کے لئے ناکافی تھی کہ مذہب کے اندر فرقے متعارف کروائے گئے؟ کیا ہمارے قابل احترام اساتذہ، جن کو ہم آئمہ کرام کہتے ہیں، کیا ہم کو کبھی اپنی پوری زندگیوں میں ایک بار بھی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اور جعفریہ میں بٹنے کا درس دے کر گئے؟ تصوف کے نام پر جو سلسلے بنائے گئے اور راستے جدا کئے گئے ان کی تفصیل الگ ہے۔ میری یہ بھی رہنمائی کوئی فرمادے کہ اگر یہ محض فقہی، فکری اور علمی مسالک ہیں تو مسجدیں کیوں الگ ہیں؟ ڈاڑھی کا سائز، ٹوپی کا سٹائل، عمامے کا رنگ، جھنڈے کی شبیہ، نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ، اور مدرسے کا سلیبس کیوں الگ ہے؟ تقسیم اتنی خوفناک ہے کہ عقائد، رسومات، تہوار، بچے اور بچیوں کے نام، زمانے کے امام، حتیٰ کہ صحابہ کرام تک بانٹ رکھے ہیں۔ یہاں شہ دماغوں نے کالا، سفید، نارنجی، ہرا، پیلا اور بھورا سب رنگ اپنے ساتھ مخصوص کر رکھے ہیں۔ سارا زور اس بات پر کیوں ہے کہ کوئی ہمیں جس 'حالت' میں بھی دیکھے پہچان جائے کہ ہم 'الگ' ہیں اور فلانے ہیں۔ جناب والا مجھ کم علم اور کم عقل کو یہ بھی سمجھا دیں کہ مدرسوں، فتووں کی کتابوں اور لوگوں کی باتوں سے نکلا ہوا مسلک اور فرقہ موروثی کیسے ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ بھی کسی ملٹی نیشنل پراڈکٹ کی طرح لیبل لگا کر آتا ہے کہ ان کے سامنے ماڈرن کارپوریٹ کلچر، مارکیٹنگ اور برانڈنگ تو ابھی کل کی بات لگتی ہے۔ آج کے مقابلے میں تو اچھے دور تھے شائد وہ جب مناظرے اور چیلنج کیے جاتے تھے۔ اول اول بحث مباحثہ ہی تھا لیکن پھر بات آگے بڑھتی گئی۔ پہلے تو محض ایک دوسرے کو لعنت ملامت اور تبرے بھیج کر کام چلا لیا جاتا تھا، پھر کفر کے فتوے مارکیٹ میں آئے۔ بات جنت اور دوزخ کے سرٹیفیکیٹ بانٹنے تک چلی گئی۔ پھر چند "جدت پسندوں" نے سیدھا وہاں تک پہنچانے کا کام بھی اپنے ذمہ بہ احسن و خوبی لے لیا۔ ٹیکنالوجی نے ترقی کی اور یہ "سائینسدان" گروہ در گروہ لوگوں جنت بلکہ اپنی طرف سے دوزخ کو روانہ کرنے لگے۔

میرے رسول ہادی و برحق نے تو منع کرنے کے لئے اور ہماری پستی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے تقابلے میں ہمارے 73 فرقے کہے، ہم نے اس حدیث سے اپنے فرقے کے صحیح اور جنتی ہونے کا جواز گھڑ لیا، اور باقی سب کو ٹھکانے لگا دیا۔

اب ہوتے تو پتہ نہیں کیا کہتے، لیکن نصف صدی پہلے ابن انشاء نے لکھا تھا، "دائروں کی کئی اقسام ہیں۔ ایک دائرہ اسلام کا بھی ہے ۔ پہلے اس میں لوگوں کو داخل کیا جاتا تھا۔ اب عرصہ ہوا داخلہ بند ہے صرف خارج کیا جاتا ہے". اللہ رب العزت نے تو کہا "اُن لوگوں میں سے نہ ہونا جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے" (سورہ الروم)۔ اور اللہ یہ بھی تو کہتا ہے کہ "جن لوگوں نے دین کو فرقے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے، (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دو تمہارا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا" (سورہ الانعام)۔ یہ آیت بھی تو سب کو یاد ہی ہو گی کہ "سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور تفرقے میں نہ پڑنا" (سورہ آل عمران)۔ اور کیا اللہ نے اپنے تقسیم کو اپنے عذاب سے تشبیہ نہیں دی؟ جب فرمایا کہ "کہہ دو کہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں" (سورہ الانعام)۔ جو دین فرق مٹانے اور ایک لڑی میں پرونے آیا تھا، اس کو ہم نے بالکل الٹ بنا کر خانوں میں رکھ دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کوئی بھی فارم پر کرتے ہوئے جب میں مسلک کا خانے خالی چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو اعتراض کیوں ہوتا ہے۔

جب کوئی تعارف کرواتا ہے تو اس کو صرف الحمد للہ میں مسلمان ہوں کہنے پر شرمندگی کیوں ہوتی ہے۔ کیا ہماری نظروں سے یہ آیت نہیں گزری کہ "اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے (کی کتابوں میں) بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ یہ رسولِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں اور تم بنی نوع انسان پر گواہ ہو جاؤ"۔ (سورہ الحج)۔ معاذاللہ، نعوذ باللہ ہم اور ہمارے تکبر کیا اتنے بڑے ہیں کہ ہم کو اسلام اور اللہ کے بیان میں کوئی کمی لگتی ہے اور ہم اللہ کے دیئے ہوئے نام یعنی صرف مسلم کے ساتھ شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی، سلفی، اہل حدیث یا بریلوی لگا کر پورا کرتے ہیں۔

ہم نے سب امامین کو زمانے کا استاد تسلیم کیوں نہیں کیا؟ اگر ایک ہی مسلے پر سپیشلسٹ ڈاکٹرز کا پینل اختلاف رائے کا اظہار کرتا ہے، اگر ایک ہی کیس میں سپریم کورٹ کے ججز اختلافی نوٹ لکھتے ہیں اور اگر ہی مظہر کائنات پر سائنسدان متنوع نظریات پیش کر سکتے ہیں تو ہم کبھی طب، قانون اور سائنس اور اس کے ماہرین پر انگلی نہیں اٹھاتے، ان کے پیچھے مسالک قائم نہیں کرتے اور ان

کے مشترکہ نقائص نہیں نکالتے۔ بلکہ ایک طالب علم کی حیثیت سے سب کو مان کر اور پڑھ کر اپنے علم کی بنیاد رکھتے ہیں۔ تو پھر ہمیں کس چیز نے کاٹا ہے کہ ہم در بدر، رنگ برنگی دکانوں پر پھرتے ہیں اور اصل تو دور کی بات، کیوں نقل کے دھوکے میں خالی رنگین پیکنگ اٹھائے لئے پھرتے ہیں! تو میری یہ چھوٹی سی الجھن ہے

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Wednesday, December 14, 2016 at 1:20pm UTC+05

یوم والدین

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



تعلیمی سال کے اختتام پر سکول میں یوم والدین کی تقریب تھی۔ میرا فنون لطیفہ سے شغف کا سب کو پتہ ہے، اسی لیئے ہیڈ مسٹریس نے مجھے یہ ذمہ داری سونپ دی کہ تقریب میں کچھ بچوں کو ایک نغمہ پیش کرنے کیلیئے تیار کراؤں اور میں نے بھی اس کام کو پورا کرنے کیلیئے کوئی کسر نا اُٹھا رکھی۔ میرا بچیوں کے انتخاب سے لیکر، ادائیگی، گائیکی اور پیشکش تک ہر کام صحیح تھا۔ کئی بار کی ریہرسل نے بچوں میں خوب خوب اعتماد پیدا کر دیا تھا۔ تقریب کیلیئے جہاں میں پر جوش تھی وہیں بچیاں بھی سٹیج پر جلوہ افروز ہونے کیلیئے بیتاب۔ ہیڈ مسٹریس نے تو اپنے تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر بھر کی تمام نمایاں سیاسی اور سماجی حیثیت رکھنے والی خواتین کو مدعو کر لیا تھا۔ تقریب شروع ہوئی, بچیاں نغمہ پیش کرنے کیلیئے سٹیج پر آئیں اور نغمہ شروع ہوا۔ چند لمحوں کے بعد میں دیکھا کہ

ایک بچی کرائی گئی تیاری اور ریہرسل سے بالکل برعکس اپنی ساتھی لڑکیوں کو اکیلا گاتا چھوڑ کر بہت ہی عجیب و غریب حرکات کرنے لگی۔ اسے لپ سنکنگ کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا تھا کہ میں نے تو ایسی کوئی بات سمجھائی ہی نہیں تھی اور نا ہی یہ ہمارے اس نغمے کا حصہ تھا۔ بچی ہنستی، انگلیاں نچاتی، ہاتھوں سے اشارے کرتی، اپنے فراک کو لہراتی اور نجانے کیا کیا کر رہی تھی۔ اچھا بھلا نغمہ ایک کارٹون بن گیا تھا اور بچی اس کارٹون کا کوئی مسخرہ کردار۔ اور تو اور اس بچی کی وجہ سے باقی کی بچیاں بھی اپنی توجہ ادھر ہو جانے کی وجہ سے نا صرف بہت ہی بھدا گا رہی تھی بلکہ گانے میں اُن کی کسی قسم کی دلچسپی بھی مفقود تھی۔

میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح بچی کو اپنی طرف متوجہ کروں اور اُسے بتاؤں کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ میرا غصہ تو اب یوں بڑھتا جا رہا تھا کہ کسی طرح سے اسے سٹیج سے ہی نیچے اتار لاؤں کیونکہ اب تو حاضرین بھی ہنس رہے تھے اور بچوں کا مذاق اڑا رہے تھے۔ میں نے ایک آدھ بار ایسی کوشش کی بھی تو بچی میرے ہاتھوں سے پھسل کر اُدھر ہو گئی اور اپنی حرکات کو جاری رکھے رہی۔ اسی دوران میری نظر ہیڈ مسٹریس پر پڑی جو ندامت سے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ صاف کر رہی تھی اور منہ نیچے کیئے بیٹھی تھی۔ مجھے صاف لگ رہا تھا کہ آج یا تو بچی کا اس سکول میں آخری دن ہے یا میرا۔ میں نے اب اپنی مزاحمت ختم کی اور کسی طور نغمے کے اختتام کا انتظار کرنے لگی، ایسے میں میری نظر نے بچی کی نظروں کا تعاقب کیا تو پتہ چلا کہ بچی یہ سب کچھ درمیانی نشستوں میں بیٹھی ایک عورت کیلئے کر رہی تھی جو کہ یقینی طور اس بچی کی ماں تھی۔

میں نے اپنی زندگی میں کئی بدذوق لوگ دیکھے ہیں مگر اس عورت کو دیکھ کر لگا کہ یہ میرے ان سب دیکھے ہوئے بدذوق لوگوں میں سر فہرست تھی کیونکہ یہ عورت اپنی بچی کے اس مسخرہ پن پر نہال اور قربان و فدا ہو رہی تھی۔ خدا خدا کرکے نغمہ ختم ہوا تو میں نے بچی کو جا کر دبوچا، تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے پیچھے لیجا کر پوچھا؛ یہ تو نے کیا حرکت کی ہے۔ تیری وجہ سے مجھے بہت کوفت اٹھانی پڑ سکتی ہے۔ میں نے جتنی درشتگی سے بچی سے یہ بات پوچھی، بچی نے اتنی ہی معصومیت سے بتایا کیونکہ اس کی امی سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا؛ تو پھر کیا ہو گیا اگر وہ سامنے بیٹھی تھی تو کیا تو ایسی حرکتیں کرتی؟ بچی نے کہا؛ کیونکہ میری امی گونگی بہری ہے اور نغمہ انتہائی پیارا اور شاندار تھا، میں چاہتی تھی کہ میری امی بھی اس نغمے پورا پورا محظوظ ہو۔ اس لیئے میں نے اپنی امی کو سارا وقت اشاروں کے ساتھ مطلب بتاتے ہوئے شامل رکھا۔ میں کاٹو تو لہو نہیں، ندامت سے سر نیچے کیئے، بھر آئی آنکھوں

سے بچی کو قریب کرکے گلے سے لگائے کھڑی تھی کہ ہیڈ مسٹریس آتی دکھائی دی، مجھ سے سارا ماجرا سُن کر سیدھا سٹیج پر گئی اور حاضرین کو اس پیدا شدہ صورتحال سے آگاہ کیا۔ مجمع تالیاں بجا کر بچی کی تعریف کر رہا تھا اور ہیڈ مسٹریس اعلان کر رہی تھی ہم اس بچی کو بیسٹ سٹوڈنٹ آف دی ایئر ڈیکلیئر کرتے ہیں۔ اور میں سوچ رہی تھی کہ دوسروں کے بارے میں کسی حتمی فیصلے پر جلدی پہنچنا کیسا برا تھا۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, December 1, 2016 at 2:53pm UTC+05

بوڑھا کسان اور شاندار گھوڑا

انتخاب: میاں وقارالاسلام



کہتے ہیں کسی گاؤں میں ایک بوڑھا اپنے نوجوان بیٹے کے ساتھ رہتا تھا۔ پرانا سا ایک مکان تھا، ایک کمرے میں باپ بیٹا رہتے ، دوسرے کمرے کو اصطبل بنایا ہوا تھا، وہاں ان کا گھوڑا رہتا ہے ۔ یہ گھوڑا بڑا شاندار اور نہایت اعلیٰ نسل کا تھا۔ بہت پہلے بوڑھے کسان کے ہاتھ ایک گھوڑے کا بچہ لگا، اس نے باپ بن کر بیٹے کی طرح اسے پالا ۔ بڑا ہو کر اس گھوڑے کی خوبصورتی کی دھوم مچ گئی۔ دور دور سے لوگ اسے دیکھنے آتے ۔ گاؤں کے رئیس نے اسے دیکھا تو پہلی نظر میں فریفتہ ہو گیا، اس نے بوڑھے کو بلا کر منہ مانگی قیمت کی پیش‌کش کی۔ کسان نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ گھوڑا نہیں ، میرا بیٹا ہے ، اپنی اولاد کو کوئی فروخت

نہیں کرتا۔اور بھی لوگوں نے خریدنے کی کوشش کی ، سب ناکام رہے ۔ گاؤں کے کچھ سمجھدار لوگوں نے بوڑھے کو سمجھایا کہ تم غریب آدمی ہو، ایسے اعلیٰ گھوڑے کو کتنی دیر تک سنبھال کر رکھ لو گے ، اچھی قیمت مل رہی ہے ، بیچ ڈالو، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ گھوڑا چرا کر لے جائے ۔ ایسے ہر مشورے کے جواب میں وہ بابا جی مسکرا دیتے اور بس، بات ختم ہوجاتی۔ ایک دن بوڑھا کسان اور اس کا بیٹا حسب معمول صبح اٹھے تو دیکھا کہ ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور گھوڑا غائب ہے ۔ پریشان ہو کر آس پاس دیکھا، مگر کوئی سراغ نہ ملا۔ بستی والوں کو پتہ چلا تو وہ افسوس کرنے آئے، جن لوگوں نے گھوڑا بیچنے کا مشورہ دیا تھا، انہوں نے فٹ سے طعنہ دیا کہ تمہیں سمجھایا تو تھا کہ گھوڑا بیچ دو ، اس وقت نہیں مانے ۔ اب تمہاری بدقسمتی کہ بغیر کچھ لئے گھوڑا گنوا بیٹھے ۔

کسان یہ سب باتیں سنتا رہا، پھر بڑے اطمینان سے بولا، بھائیو، تمہاری بڑی مہربانی کہ میرے پاس آئے ، اپنی ہمدردی کا اظہار کیا، مگر مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ اس میں بدقسمتی کہاں سے آ گئی۔ یہ درست ہے کہ میرے پاس گھوڑا تھا، جو مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز تھا، آج صبح وہ گھوڑا اپنے کمرے سے غائب ہے ۔ اس حد تک تو یہ بات درست ہے، مگر اس کے بارے میں ابھی سے یہ کیسے طے کر لیا گیا کہ یہ بدقسمتی ہے ؟ گاؤں والے بڑے حیران ہوئے ، آپس میں کہنے لگے کہ شائد صدمے کی وجہ سے بابے کا دماغ چل گیا ہے ، یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ ہزاروں کی مالیت کا گھوڑا چوری ہو گیا۔ بڑبڑاتے ہوئےسب لوگ واپس چلے گئے ۔ دو تین دن بعد اچانک وہ گھوڑا واپس آ گیا،اپنے ساتھ وہ جنگل سے صحت مند، اعلیٰ نسل کے اکیس نوجوان گھوڑے بھی لے آیا۔ گاؤں میں دھوم مچ گئی۔ لوگ آکر بوڑھے کو مبارکبادیں دینے لگے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے اس روز غلط بات کی تھی، گھوڑے کا چلا جانا بدقسمتی نہیں تھی، اصل میں توتمہاری خوش قسمتی تھی، آج پورے اکیس گھوڑے تمہارے.گھر آ گئے ۔ کسان نے حیرت سے یہ سب تبصرے سنے اور پھر کہا، بھائیوِ، مجھے ایک بار پھر تمہاری باتوں کی سمجھ نہیں آئی، میرا گھوڑا واپس آ گیا، یہ درست ہے کہ وہ اکیس گھوڑ ے لے آیا ہے ، مگر اس میں خوش قسمتی کی کیا بات ہے ؟

گاؤں والے یہ سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ۔ چند دن گزرگئے، کسان کا بیٹا ان جنگلی گھوڑوں کو سدھانے کی کوششوں میں مصروف تھا، ایک دن ایک سرکش گھوڑے نے اسے ایسی پٹخنی دی کہ اس کی ٹانگ ہی ٹوٹ گئی، طبیب نے دیکھا بھالا اور تین مہینوں کے لئے بستر پر آرام کی ہدایت کی۔ ایک بار پھر گاؤں امنڈ آیا۔ ہر ایک نے بوڑھے کے ساتھ ہمدردی کی۔ چند ایک نے صاف گوئی کے ساتھ اعتراف کیا کہ باباجی آپ ہی ٹھیک تھے ، ان اکیس گھوڑوں کا آنا خوش قسمتی نہیں بلکہ درحقیقت بدقسمتی کا اشارہ تھا۔ آپ کا اکلوتا سہارا ، نوجوان بیٹا زخمی ہو گیا، نجانے اس کی ٹانگ درست طور پر جڑ تی بھی ہے یا نہیں، آپ بوڑھے بندے ہو، تمام کام کاج بیٹا کرتا تھا، اب مشکل ہو گی، آپ کی قسمت خراب ہے کہ ایسا ہو گیا۔ بوڑھے کسان نے یہ سن کر ٹھنڈی سانس بھری اور قدرے جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا ، یارو ہر واقعے میں خوش قسمتی یا بدقسمتی نہ

ڈھونڈ لیا کرو، جو بات جتنی ہے ، اتنی ہی بیان کرو، اتنی قطعیت سے کوئی فیصلہ کن رائے نہ دیا کرو، میرا بیٹا گر کر ٹانگ تڑوا بیٹھا، اس حد تک تو تمہاری بات درست ہے ، باقی خوش قسمتی یا بدقسمتی کا حتمی فیصلہ ابھی ہونا باقی ہے ، قدرت ہی اس کے بارے میں بہتر جانتی ہے ۔ دو تین ہفتے گزرے ، اچانک ہی جنگ چھڑ گئی، قریبی ملک کی فوج نے حملہ کر دیا۔ بادشاہ نے جبری بھرتی کا حکم دیا۔ ریاستی اہلکار دوسرے دیہات کی طرح اس گاؤں میں بھی آئے اور بوڑھے کسان کے زخمی بیٹے کے سوا ہر نوجوان کو پکڑ کر لے گئے ۔ گاؤں والے روتے پیٹتے بابے کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں بےوقوف سمجھتے تھے ، تم تو ہم سب سے زیادہ سیانے نکلے ۔ واقعی تمہارے بیٹے کا حادثہ بدقسمتی نہیں تھا۔

سچ پوچھو تو تمہاری انتہائی خوش قسمتی تھی، ہم سب کے بیٹےجنگ لڑنے چلے گئے ، معلوم نہیں واپس لوٹتے بھی ہیں یا نہیں ،تمہارا بیٹا تو چلو تین چار ماہ میں ٹھیک ہوجائے گا۔ بوڑھے کسان‌کے پاس سوائے سر پیٹنے کے کوئی چارہ نہیں تھا، بے چارگی سے اس نے کہا، بھائیو اگر تم لوگ اصل بات کو سمجھ لیتے تو کبھی اتنا پریشان نہیں ہوتے، ہم سب بہت جلدی کسی واقعے پر خوش قسمتی ، بدقسمتی کا لیبل لگا دیتے ہیں ، حالانکہ یہ سب تصویر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں ، ہم میں سے کسی کے پاس مکمل تصویر نہیں ، تصویر کا ایک ٹکڑا ہی ہوتا ہے ۔ اسی ٹکڑے کو ہم مکمل تصویر سمجھ لیتے ہیں ۔ ایک ٹکڑاکبھی تصویر کو درست طریقے سے بیان نہیں کر سکتا، اس کے رنگ تک نہیں بتا سکتا۔ ہمیں حتمی رائے دینے کے بجائے انتظار کرنا چاہیے ، جو واقعہ ہوا ہے ، اسے اتنا ہی سمجھنا اور ماننا چاہیے ۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, December 1, 2016 at 2:33pm UTC+05

دو عربی نوجوانوں کا قصہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام



یہ دو ایسے نوجوانوں کا قصہ ہے جو مدینہ منورہ سے ترکی سیر سپاٹے کیلئے گئے۔ ان کا مقصد اپنے جیسے دوسرے نوجوانوں کی طرح شراب و شباب کے مزے لینا اور مستیاں کرنا تھیں۔ استنبول پہنچتے ہی نادیدوں کی طرح انہوں نے سب سے پہلے کچھ کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ شراب کی بوتلیں خریدیں اور ٹیکسی پر بیٹھ کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہوٹل انہوں نے شہر کے مضافات میں جا کر ایسا پسند کیا جہاں انہیں کوئی جاننے پہچاننے والا نہ دیکھ سکے۔ کاؤنٹر پر رجسٹریشن کراتے ہوئے کلرک کو جیسے ہی پتہ چلا کہ یہ دونوں مدینہ شریف سے آئے ہیں تو اس نے عام کمرے کے ریٹ میں ان کو ایک سوئٹ کھلوا کر دیدیا۔ اہل مدینہ چل کر اس کے ہوٹل میں آ گئے ہیں اس کی خوشی دیدنی تھی۔ دونوں کمرے میں پہنچے اور بس بوتلیں کھول کر غٹاغٹ پینے لگ گئے۔ ایک تو بہت جلد نشے میں دھت ہو کر نیند کی وادی میں پہنچ گیا، جبکہ دوسرا نیم مدہوش کی حالت میں باقی کی بوتلوں کو کل کیلئے چھوڑ کر سو گیا۔ ان کو سوتے کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صبح کے ساڑھے چار بجے تھے، ایک نے غنودگی میں اُٹھ کر

دروازہ کھولا تو سامنے کاؤنٹر کلرک کھڑا تھا۔ کہنے لگا کہ " ہمارے امام مسجد نے یہ جان کر کہ ہوٹل میں مدینہ شریف سے دو آدمی آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں، یہ کہہ کر نماز پڑھانے سے انکار کر دیا ہے کہ وہ ایسی بے ادبی ہر گز نہیں کر سکتے، کہ آپ کے ہوتے ہوئے وہ جماعت کروائیں، لہٰذا ہم لوگ آپ کا مسجد میں انتظار کر رہے ہیں، آپ جلدی سے تیار ہو کر آ جائیں اُس جوان کو یہ بات سن کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا، اُس نے جلدی سے اپنے دوسرے ساتھی کو جگا کر بتایا کہ "صورتحال ایسی ہو گئی ہے۔ کیا تجھے کچھ قرآن شریف یاد ہے؟ دوسرے ساتھی نے کہا" ہاں گزارے لائق قرآن شریف تو یاد ہے مگر لوگوں کی امامت کراؤں، ایسا نہ سوچا ہے اور نہ ہی کراؤں گا۔ دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور لگے سوچنے کہ اس گلے آن پڑی مصیبت سے کیسے جان چھڑائیں۔ اس اثناء میں ایک بار پھر دورازہ کھٹکا، کاؤنٹر کلرک کہہ رہا تھا" بھائیو! جلدی کرو ہم لوگ مسجد میں آپ کے منتظر ہیں، کہیں نماز میں دیر نہ ہو جائے۔ ایک کے بعد دوسرے نے بھاگ کر غسل کیا، جلدی سے تیار ہو کر نیچے مسجد میں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ ایسا لگتا تھا نمازِ فجر کیلئے نہیں بلکہ لوگ مدینہ شریف کے شہزادوں کی اقتداء میں جمعہ کی نماز کیلئے اہتمام سے بیٹھے ہوں۔ اُن میں سے ایک جوان کہتا ہے، میں مصلائے امامت پر کھڑا ہوا، "اللہ اکبر" کہہ کر لڑکھڑاتی زبان سے الحَمدُ للهِ رَبِّ العَالَمین پڑھانا شروع کی۔ نمازیوں میں سے کسی کی اِس تصور سے کہ مدینے کا مکیں، دیارِ حبیب صلی اللہ علیہو سلم سے آیا ہوا اور مسجد رسول کا ہمسایہ انہیں نماز پڑھا رہا ہے اُسکی سسکاری نکل گئی۔ پھر کیا تھا کئیوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، وہ جوان کہتا ہے نمازیوں کے رونے سے میری ندامت کیا بڑھی کہ میں بھی رو پڑا۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد میں نے پڑھی تو محض سورۃ الاخلاص ہی، مگر اپنے پورے اخلاص کے ساتھ۔ نماز ختم ہوئی تو نمازی میرے ساتھ مصافحہ کرنے کیلئے اُمڈ پڑے اور کئی ایک تو فرطِ محبت سے مجھے گلے بھی لگا رہے تھے۔ میں سر جھکائے کھڑا اپنا محاسبہ کر رہا تھا۔ اللہ نے مجھ پر اپنا کرم کیا اور یہ حادثہ میری ہدایت کا سبب بن گیا۔

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, December 1, 2016 at 2:18pm UTC+05

گدھا ایک گہرے کنویں میں

انتخاب: میاں وقارالاسلام



ایک دفعہ ایک گدھا ایک گہرے کنویں میں جا گرا اور زور زور سے رینکنے گا. گدھے کا مالک کسان تھا جو کنویں کے کنارے پہ کھڑا اسے بچانے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا. جب اسے کوئی طریقہ نہیں سوجھا تو ہار مان کر دل کو تسلی دینے لگا کہ گدھا تو اب بوڑھا ہو چکا ہے، وہ اب میرے کام کا بھی نہیں رہا، چلو اسے یوں ہی چھوڑ دیتے ہیں، اور کنویں کو بھی آخر کسی دن بند کرنا ہی پڑے گا، اس لیے اسے بچا کر بھی کوئی خاص فائدہ نہیں. یہ سوچ کر اس نے اپنے پڑوسیوں کی مدد لی اور کنواں پاٹنا شروع کر دیا۔ سب کے ہاتھ میں ایک ایک پھاوڑا تھا جس سے وہ مٹی، بجری اور کوڑا کرکٹ کنویں میں ڈال رہے تھے۔ گدھا اس صورت حال سے بہت پریشان ہوا. اس نے اور تیز آواز نکالنی شروع کر دی. کچھ ہی لمحے بعد گدھا بالکل خاموش سا ہو گیا. جب کسان نے کنویں میں جھانکا تو یہ دیکھ کر

حیران رہ گیا کہ جب جب گدھے کے اوپر مٹی اور کچرا پھینکا جاتا ہے تب تب وہ اسے جھٹک کر اپنے جسم سے نیچے گرا دیتا ہے اور پھر گری ہوئی مٹی پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا. کسان اپنے پڑوسیوں کے ساتھ مل کر مٹی اور کچرا پھینکتا رہا اور گدھا اسے اپنے بدن سے ہٹا ہٹا کر اوپر آتا گیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے کنویں کے منڈیر تک پہنچ گیا اور باہر نکل پڑا. یہ منظر دیکھ کر کسان اور اس کے پڑوسی سکتے میں پڑ گئے. ان کی حیرانی قابل دید تھی۔ اس غیر متوقع نتیجے پر وہ گدھے سے بھی بڑھ کر مجسمہ حیرت بنے ہوئے تھے۔ سبق : زندگی میں ہمارے ساتھ بھی ایسے واقعات رونما ہو سکتے ہیں کہ ہمارے اوپر کچرا اچھالا جائے، ہماری کردار کشی کی جائے، ہمارے دامن کو داغدار کیا جائے، ہمیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے، لیکن گندگی کے اس گڑھے سے بچنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ہم ان غلاظتوں کی تہہ میں دفن ہو کر رہ جائیں، بلکہ ہمیں بھی ان بے کار کی چیزوں کو شانہ اچک کر نیچے گراتے ہوئے اوپر کی طرف اور آگے کی سمت بڑھتے رہنا چاہیے۔ زندگی میں ہمیں جو بھی مشکلات پیش آتی ہیں وہ پتھروں کی طرح ہوتی ہیں مگر یہ ہماری عقل پر منحصر ہے کہ آیا ہم ہار مان کر ان کے نیچے دب جائیں یا ان کے اوپر چڑھ کر مشکل کے کنویں سے باہر آنے کی ترکیب کریں۔ خاک ڈالنے والے ڈالتے رہیں اور بھونکنے والے بھونکتے رہیں مگر پر عزم انسان اپنا راستہ کبھی نہیں بدلتا۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Thursday, December 1, 2016 at 2:04pm UTC+05

اللہ کی بخشش طلب کرو. "* "*

انتخاب: میاں وقارالاسلام



ایک بار ایک شخص امام حسن بصری کے پاس آیا اور ان سے شکایت کی: *"آسمان ہم پر بارش نہیں برساتا. "*انھوں نے جواب دیا: *"اللہ کی بخشش طلب کرو. (یعنی استغفر اللہ کرو) "* پھر ایک اور شخص ان کے پاس آیا اور کہا، *"میں غربت کی شکایت کرتا ہوں. "*انھوں نے جواب دیا: *"اللہ کی بخشش طلب کرو. "* پھر ایک اور شخص ان کے پاس آیا اور شکایت کی، *" میری بیوی بانجھ ہے؛ وہ بچے پیدا نہیں کر سکتی. *" انھوں نے جواب دیا: *"اللہ کی بخشش طلب کرو. "*جو لوگ موجود تھے انہوں نے امام حسن سے فرمایا: *"ہر بار شخص آپ کے پاس شکایت لے کر آیا، آپ نے صرف اللہ سے بخشش طلب کرنے کی اسے ہدایت کی؟ "*امام حسن بصری نے کہا، "کیا تم نے اللہ کا بیان نہیں پڑھا؟ *"آپنے رب سے بخشش طلب کرو. بے شک وہ بڑا بخشنے والا

ہے. وہ کثرت سے تم پر بارش برسائے گا. اور تمھیں خوب پے در پے مال و اولاد میں ترقی دے گا؛ اور تمھیں باغات عطا فرمائے گا اور تمھارے لیے نہریں نکال دے گا. "*_[نوح (71): 10-12]_*" اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں. "*_[الانفال (8): 33]_* استغفر اللہ... * کبھی استغفار نہ چھوڑو!

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

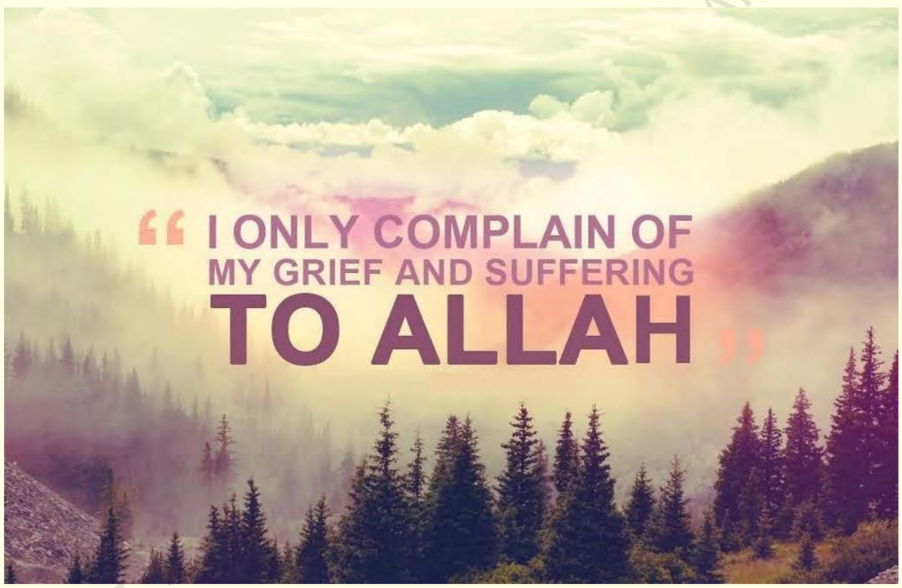
تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, December 1, 2016 at 1:53pm UTC+05

دوستوں کے وسیلے سے کیوں؟

انتخاب: میاں وقارالاسلام



قادری صاحب چہرے پہ بے تحاشہ برہمی و غصے کے تاثرات لئے ہوئے گھر میں داخل ہوئے چیخ کے بیگم کو آواز دی، بیگم بیچاری گھبرا کے آئی، خیر تو ہے؟ کیا ہو گیا؟ تم شیخ صاحب کے گھر گئی تھیں؟ قادری صاحب نے اپنے دیرینہ، جگری اور گہرے دوست کے نام کا حوالہ دیکر پوچھا، "اور تم نے ان سے کہا کہ وہ مجھ سے کہے کہ میں تمہیں شاپنگ کے لئے پیسے دوں؟" "ہاں گئی تھی، اور کہا بھی تھا" بیگم نے اقرار کیا کیا؟؟؟؟؟؟؟؟ قادری صاحب تقریباً دھاڑتے ہوئے بولے، شاید انکو بیگم سے انکار کی توقع تھی، "کیا میں گھر میں نہیں تھا؟ کام سے میری واپسی نہیں ہونی تھی؟ مر گیا تھا؟ مجھ سے ڈائرکٹ کیوں نہیں مانگے پیسے؟ شیخ سے کیوں مانگے؟" "اللہ نہ کرے! مانگے تو آپ ہی سے ہیں، بس شیخ صاحب آپ کے اتنے قریبی دوست ہیں تو ان سے جا کر بول دیا کہ

آپ سے کہیں کے آپ مجھے پیسے دے دیں" بیگم نے معصومیت سے کہا قادری صاحب کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا، "دماغ درست ہے تمہارا؟ گھر میں موجود اپنے شوہر کو چھوڑ کر تم گھر سے نکلیں، دوسرے علاقے میں موجود میرے دوست کے پاس جا کر کہہ رہی ہو کہ وہ مجھے بولے، وہ کیوں بولے مجھ سے؟ تم نے کیوں نہیں کہا مجھ سے؟" "ارے وہ آپ کے اتنے قریبی دوست ہیں، انکی بات کی اہمیت بھی زیادہ ہوگی آپ کی نظر میں" بیگم نے قادری صاحب کے غصے کو گویا ہوا میں اڑا کر بدستور نرم اور معصوم لہجے میں کہا قادری صاحب نے خود کو اپنے بال نوچنے سے بڑی مشکل سے روکا اور پھنکارتے ہوئے بولے، "دوست کی بات کی اہمیت، اسکی اپنی باتوں کے لئے ہے، اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ میری بیوی، میرے بچے، میرے والدین یا بہنیں اپنی ضرورت کے لئے مجھ سے کہنے کے بجائے جا جا کے میرے دوست کو بولیں گی تب میں سنوں گا ورنہ نہیں، ارے جو میرے اپنے ہیں وہ اپنی ضرورت مجھ سے نہیں بولیں گے تو کس سے بولیں گے؟ دوست جتنا بھی قریبی ہو، کیا میں نے کہا تم لوگوں سے کے اپنی ضرورت میرے دوست سے بولو؟ کیا میرے دوست نے کہا تم سے کہ میرے پاس آئو اور اپنی ضرورتیں اور مسائل اسے بتائو؟ کیا آج تک میں نے تم لوگوں کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی کوتاہی کی جو تم دوست کے پاس چلی گئیں؟ بولو جواب دو؟ ذلیل کروا دیا تم نے آج مجھے میرے دوست کے سامنے، کیا سوچتا ہوگا وہ میرے بارے میں۔۔۔۔۔" قادری صاحب بولتے بولتے رونے والے ہوگئے بیگم نے اس بار بڑی سنجیدگی سے کہا، "معافی چاہتی ہوں، ایک چھوٹے سے خاندان کا سربراہ ہوکے آپ کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچا ہوا ہے کہ آپ کے خاندان کے ایک فرد یعنی میں نے کسی غیر سے نہیں بلکہ آپ کے ہی ایک دوست سے سفارش کیوں کروائی جبکہ آپ کا روز کا معمول ہے کہ خالقِ کائنات کی مخلوق ہوتے ہوئے آپ کبھی دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکل کشائی کروانا چاہتے ہیں، کبھی بابا فرید کے در پہ کاروبار کی ترقی کروانا چاہتے ہیں، کبھی سہون کا رخ کرتے ہیں تو کبھی شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو پکارتے ہیں، منع کیا جائے تو جواب ملتا ہے، مانگ تو ہم اللہ ہی سے رہے ہیں، مگر اس کے سچے دوستوں کے وسیلے سے کیوں؟ دوستوں سے کیوں؟ آپ ہی کے بقول، کیا اللہ میاں نعوز باللہ چھٹی پہ گئے ہوئے ہیں؟ مسجد یا گھر میں پانچ وقت کی اذان میں ہمارا رب ہمیں "فلاح یعنی کامیابی" کی طرف بلا رہا ہے آپ جاتے کیوں نہیں اور جاتے ہیں تو کیا نماز میں اسے اپنی ضرورت نہیں بتا سکتے؟ اور جب اللہ کو اپنی حاجت بتا دی تو کیا ضرورت رہ جاتی ہے کہ بزرگوں کے در کے چکر لگائے جائیں؟ کیا ان بزرگ ہستیوں نے کہا کہ اللہ نے ہمیں تمہاری مشکلات دور کرنے کا حق "عطا" کیا ہے؟ کیا اللہ نے کہا کہ مجھے میرے دوستوں کے زریعے سے پکاروگے تو سنوں گا؟ جب آپ کو اپنی معمولی سربراہی میں اپنے عزیز ترین دوست کی شمولیت گوارہ نہیں تو تو خالقِ

کائنات سے اسکی امید کیوں رکھتے ہیں؟ غالباً سمجھ گئے ہونگے آپ کہ میں آپ کے دوست کے پاس کیوں گئی تھی؟ بیگم نے بات ختم کی اور کمرے سے نکل گئیں، قادری صاحب اے سی کھول کر پسینہ سکھانے لگے

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Monday, November 28, 2016 at 6:00pm UTC+05

آگاہ رہو اللہ کا سودا بڑا قیمتی ہے

انتخاب: شہناز مزمل



وہ حج کے سفر کو اس لیے اختیار نہیں کرتے کیونکہ اس میں بہت بڑی تکلیف اور مشقت ہے، لیکن سیر و سیاحت میں دلچسپی اور رغبت میں تمہیں ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں ہوتی ؟ کتنی عجیب بات ہے۔ آگاہ رہو اللہ کا سودا بڑا قیمتی ہے قربانی کا جانور تم اس لیے نہیں خریدتے کہ وہ بہت مہنگا ہے لیکن معاشرتی سٹیٹس کو برقرار رکھنے لیے قیمتی قیمتی آئی فون خریدتے ہو۔ آگاہ رہو اللہ کا سودا بڑا قیمتی ہے آپ فضول گفتگو میں وقت برباد کر دیتے ہیں چاہے وہ دن میں 100 مرتبہ ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ آگاہ رہو اللہ کا سودا

بڑا قیمتی ہے اور آپ قرآن کریم کی دس آیات بھی تلاوت نہیں کرتے حجت کے طور پر کیا آپ کے پاس تلاوت قرآن کریم کرنے کی فرصت نہیں ؟ آگاہ رہو اللہ کا سودا بڑا قیمتی ہے

منصف و مرتب : میاں و قارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Monday, November 28, 2016 at 5:41pm UTC+05

سوراخ والے بیگ سے ڈرو

انتخاب: شہناز مزمل



نیکیوں کو برباد کرنے سے بچو "زندگی کم اور کام زیادہ" اور جس بیگ میں نیکیاں رکھنی ہیں اس میں سوراخ ہیں آپ وضو بہت اچھے طریقے سے کرتے ہیں؟ لیکن پانی بہت زیادہ ضائع کرتے ہیں (سوراخ والا بیگ) آپ فقراء اور مساکین پر صدقہ و خیرات کرتے ہیں پھر ان کی تذلیل کرکے ان پر ہنستے ہیں (سوراخ والا بیگ) آپ راتوں کو قیام کرتے ہیں دن کا روزہ رکھتے ہیں اور اپنے رب کی اطاعت کرتے ہیں لیکن قطع رحمی بھی کرتے ہیں (سوراخ والا بیگ) آپ روزہ بھی رکھتے ہیں اور بھوک اور پیاس پر صبر بھی کرتے ہیں لیکن پھر گالم گلوچ لعن طعن بھی کرتے ہیں (سوراخ والا بیگ) خواتین اپنے کپڑوں کے اوپر عبایا پہننے کے باوجود خوشبو لگا کر بازار آتی ہیں تو کیا فائدہ ایسے پردے کا؟ (سوراخ والا بیگ) آپ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور اس سے حسن

سلوک بھی کرتے ہیں لیکن اسکے جانے کے بعد اسکی غیبت اور برائی بھی کرتے ہیں (سوراخ والا بیگ) اپنی نیکیوں کو ضائع ہونے بچائیں جنھیں بڑی مشکل سے جمع کرتے ہو اور پھر انہیں کس طرح آسانی کے ساتھ ضائع کر دیتے ہو خدارا اس سے باز آجاؤ۔ (سوراخ والا بیگ) . اے اللہ میں تجھ سے اپنے لیے اور اپنے دوست واحباب کے لیے ہدایت اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Monday, November 28, 2016 at 5:20pm UTC+05

دوستیوں کا شمار

انتخاب: شہناز مزمل



ایک شخص کا ایک بیٹا تھا، روز رات کو دیر سے آتا اور جب بھی اس سے باپ پوچھتا کہ بیٹا کہاں تھے؟ تو جھٹ سے کہتا کہ دوست کے ساتھ تھا۔ ایک دن بیٹا جب بہت زیادہ دیر سے آیا تو باپ نے کہا کہ بیٹا آج ہم آپ کے دوست سے ملنا چاہتے ہیں۔ بیٹے نے فوراً کہا ابا جی اس وقت؟ ابھی رات کے دو بجے ہیں کل چلتے ہیں۔ نہیں ابھی چلتے ہیں۔ آپ کے دوست کا تو پتہ چلے۔ باپ نے ابھی پہ زور دیتے ہوئے کہا۔ جب اس کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو کافی دیر تک کوئی جواب نہ آیا۔ بالآخر بالکونی سے سر نکال کہ ایک بزرگ نے جو اس کے دوست کا باپ تھا آنے کی وجہ دریافت کی تو لڑکے نے کہا کہ اپنے دوست سے ملنے آیا ہے۔ اس وقت، مگر وہ تو سو رہا ہے۔ بزرگ نے جواب دیا۔ چاچا آپ اس کو جگاؤ مجھے اس سے ضروری کام ہے، مگر بہت دیر گزرنے کے بعد بھی یہی

جواب آیا کہ صبح کو آ جانا۔ ابھی سونے دو، اب تو عزت کا معاملہ تھا تو اس نے ایمر جنسی اور اہم کام کا حوالہ دیا مگر آنا تو در کنار دیکھنا اور جھانکنا بھی گوارانہ کیا۔ باپ نے بیٹے سے کہا کہ چلو اب میرے ایک دوست کے پاس چلتے ہیں۔ جس کا نام خیر دین ہے۔ دور سفر کرتے اذانوں سے ذرا پہلے وہ اس گاؤں پہنچے اور خیر دین کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، مگر جواب ندارد، بالآخر اس نے زور سے اپنا نام بتایا کہ میں اللہ دین، مگر پھر بھی دروازہ ساکت اور کوئی حرکت نہیں۔ اب تو بیٹے کے چہرے پہ بھی فاتحانہ مسکراہٹ آ گئی۔ لیکن اسی لمحے لاٹھی کی ٹھک ٹھک سنائی دی، اور دروازے کی زنجیر اور کنڈی کھولنے کی آواز آئی، ایک بوڑھا شخص برآمد ہوا جس نے لپٹ کر اپنے دوست کو گلے لگایا اور بولا کہ میرے دوست، بہت معذرت، مجھے دیر اس لیے ہوئی کہ جب تم نے 27 سال بعد میرا دروازہ رات گئے کھٹکھٹایا تو مجھے لگا کہ کسی مصیبت میں ہو، اس لیے جمع پیسے نکالے کہ شاید پیسوں کی ضرورت ہے، پھر بیٹے کو اٹھایا کہ شاید بندے کی ضرورت ہے، پھر سوچا شاید فیصلے کے لیے پگ کی ضرورت ہو تو اسے بھی لایا ہوں۔ اب سب کچھ سامنے ہے، پہلے بتاؤ کہ کس چیز کی ضرورت ہے؟ یہ سن کر بیٹے کی آنکھوں سے آنسو آ گئے کہ ابا جی کتنا سمجھاتے تھے کہ بیٹا دوست وہ نہیں ہوتا جو رت جگوں میں ساتھ ہو بلکہ وہ ہوتا ہے جو ایک آواز پر حق دوستی نبھانے آ جائے۔ آج بھی کئی نوجوان ایسی دوستیوں پہ اپنے والدین کو ناراض کرتے ہیں، باپ کے سامنے اکڑ جاتے ہیں، ذرا دل تھام کر سوچیے آپ کے حلقہ احباب اور دوستوں کا شمار ان میں سے کس قسم میں ہوتا ہے؟

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Saturday, November 26, 2016 at 4:07pm UTC+05

معصوم سا بچہ

حوالہ: شفی ہوت،



گوادر ایک پانچ یا چھ سال کا معصوم سا بچہ اپنی چھوٹی بہن کو لے کر مسجد کے ایک طرف کونے میں بیٹھا ہاتھ اٹھا کر اللہ سے نہ جانے کیا مانگ رہا تھا۔ کپڑے میں میل لگا ہوا تھا مگر نہایت صاف، اس کے ننھے ننھے سے گال آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے. بہت سے لوگ اس کی طرف متوجہ تھے اور وہ بالکل بے خبر اپنے اللہ سے باتوں میں لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ اٹھا ایک اجنبی نے بڑھ کے اس کا ننھا سا ہاتھ پکڑا اور پوچھا "کیا مانگا اللہ سے " اس نے کہا " میرے پاپا مر گئے ہیں ان کے لئے جنت، میری ماں روتی رہتی ہے ان کے لئے صبر، میری بہن ماں سے کپڑے سامان مانگتی ہے اس کے لئے رقم " "آپ کو اسکول جاتے ہو " اجنبی نے سوال کیا "ہاں جاتا ہوں " اس نے کہا۔ " کس کلاس میں پڑھتے ہو؟ " اجنبی نے پوچھا " نہیں انکل پڑھنے نہیں جاتا، ماں چنے بنا دیتی ہے وہ

اسکول کے بچوں کو فروخت کرتا ہوں، بہت سارے بچے مجھ سے چنے خریدتے ہیں، ہمارا یہی کام دھندہ ہے" بچے کا ایک ایک لفظ میری روح میں اتر رہا تھا۔ "تمہارا کوئی رشتہ دار" نہ چاہتے ہوئے بھی اجنبی بچے سے پوچھ بیٹھا "پتہ نہیں، ماں کہتی ہے غریب کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا، ماں جھوٹ نہیں بولتی۔ پر انکل، مجھے لگتا ہے میری ماں کبھی کبھی جھوٹ بولتی ہے، جب ہم کھانا کھاتے ہیں ہمیں دیکھتی رہتی ہے، جب کہتا ہوں ماں آپ بھی کھاؤ، تو کہتی ہے میں نے کھالیا تھا، اس وقت لگتا ہے جھوٹ بولتی ہے " "بیٹا اگر تمہارے گھر کا خرچ مل جائے تو پڑھائی کروگے ؟" " بلکل نہیں" " کیوں" " تعلیم حاصل کرنے والے غریبوں سے نفرت کرتے ہیں انکل، ہمیں کسی پڑھے ہوئے نے کبھی نہیں پوچھا- پاس سے گزر جاتے ہیں "اجنبی حیران بھی تھا اور پریشان بھی. پھر اس نے کہا "ہر روز اسی اس مسجد میں آتا ہوں، کبھی کسی نے نہیں پوچھا۔ یہاں تمام آنے والے میرے والد کو جانتے تھے۔ مگر ہمیں کوئی نہیں جانتا۔ " بچے زور زور سے رونے لگا" انکل جب باپ مر جاتا ہے تو سب اجنبی کیوں ہو جاتے ہیں؟ " میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا اور نہ ہی میرے پاس بچے کے سوال کا جواب ہے. ایسے کتنے معصوم ہوں گے جو حسرتوں سے زخمی ہیں۔ بس ایک کوشش کیجئے اور اپنے ارد گرد ایسے ضرورت مند یتیموں، بے سہاروں کو ڈھونڈیے اور ان کی مدد کیجیے۔ مدرسوں، مساجد میں سیمنٹ یا اناج کی بوری دینے سے پہلے اپنے آس، پاس کسی غریب کو دیکھ لینا شاید اس کو آٹے کی بوری کی زیادہ ضرورت ہو۔ خود میں اور معاشرے میں تبدیلی لانے کے کوشش جاری رکھیں۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Saturday, November 26, 2016 at 4:04pm UTC+05

اچھا ہونا اور اچھا نظر آنا

تحریر : میاں وقارالاسلام



پہلے لوگ اچھے ہوتے تھے اور اچھے نظر بھی آتے تھے، پھر لوگ اچھے نہیں رہے مگر اچھے نظر آتے تھے، پھر لوگ اچھے نظر آنا بھی بند ہو گئے اور دنیا تاریک ہو گئی۔ آج اگر کوئی اچھا نظر آنے کی کوشش بھی کر رہا ہے تو تاریک رات میں دیا جلانے کے مترادف ہے۔ اسے منافق کہہ کر دفن نہ کریں، اس کی کوشش کی قدر کریں تاکہ جیسا وہ باہر سے اچھا بننے کی کوشش کر رہا ہے ویسا وہ اندر سے بھی اچھا بن سکے۔ آج کے دور میں اچھا بننا کوئی آسان کام نہیں، لوگ تو باہر سے بھی اچھے نہیں رہے۔۔۔ عزت و احترام سے بات کرنا۔۔۔ نایاب ہو گیا ہے۔۔۔ احترام آدمیت ختم ہوتی نظر آ رہی ہے۔۔۔ اچھے نظر آیئے۔۔۔ اچھی باتیں کیجئے ۔۔۔ اپنے ظاہر کو بدلیئے اور اپنے اندر کو بدلنے کی دعا بھی کیجئے اور کوشش بھی۔۔۔ اللہ ہماری محنت کو رائیگاں نہیں جانے

دے گا۔۔۔ ہم مجموعی طور پر انسانی قدروں سے بہت دور جا چکے ہیں۔۔۔ ہم سب کو یکسر بدلنے کی ضرورت ہے۔۔۔ ہم جنہیں اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں ہم ان سے بہت زیادہ اچھے بھی نہیں ہیں۔ اللہ ہمیں ہدایت دے، ہمیں ایسی قوم بنائے جس کا خواب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا۔ ہم اکیلے اکیلے اس خواب کو پورا نہیں کر سکتے ہمیں ایک دوسرے کے لیئے زحمت نہیں رحمت بننے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمارے لیئے آسانیاں پیدا فرمائے۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Saturday, November 26, 2016 at 3:58pm UTC+05

کامیابی ہر انسان کا خواب ہے

تحریر: میاں وقار الاسلام



کامیابی ہر انسان کا خواب ہے اور وہ اپنے خواب کی تعبیر کے دن رات سر گرم ہے۔ ہر انسان اپنے ذہن میں کامیابی کا ایک نقشہ بناتا ہے اور پھر اپنی پوری زندگی اس کے حصول کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ سائے کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں اور جب منزل پہ پہنچتے ہیں تو سایہ اندھیروں میں غائب ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کی مسافتیں اتنی طویل ہوتی ہیں کہ زندگی ہار جاتی ہے۔ کچھ لوگ اپنا ہر تعلق اور واسطہ پیچھے چھوڑ دیتے ہیں اور جب وہ منزل پر پہنچتے ہیں تو بالکل تنہا رہ جاتے ہیں۔ کچھ لوگ سب کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں کچھ لوگ رب کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ سب کچھ پا کر بھی ناخوش رہتے ہیں اور کچھ سب کچھ لٹا کر بھی بے چین نہیں ہوتے۔ کامیابی ہر انسان کا خواب ہے۔ کچھ لوگوں کے لیے کامیابی خواب بن کر رہ جاتی ہے۔ کچھ

لوگ تھک ہار کر خواب دیکھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے خواب ہی ٹوٹ جاتے ہیں، کچھ لوگوں کے خواب بھیانک روپ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور کچھ لوگ زندگی کی افسردگیوں سے ہی باہر نہیں نکل پاتے کہ خواب بھی دیکھیں تو کیا دیکھیں۔ کچھ لوگ اپنے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کو خواب دیکھاتے رہتے ہیں اور وہ بھی ایک سے ایک سہانے، کچھ لوگ اپنے خوابوں کی تعبیر عام لوگوں کے خوابوں کے قبرستان پر بناتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنا دین بیچ دیتے ہیں، اپنا ایمان بیچ دیتیں ہے، ان کے لیے ان کے خواب ہی خالق و معبود ہوتے ہیں اور وہ اسی کر پرستش کرتے چلے جاتے ہیں۔ خوابوں کا دیوتا ساری زندگی ان سے چڑھاوے مانگتا رہتا ہے اور وہ لوگوں کا خون چوس چوس کر اپنے دیوتا کو خوش کرتے رہتے ہیں۔ ایسی کامیابی جس میں انسانی قدریں دم دوڑ دیں، اپنے دوست پیچھے رہ جائیں، والدین کی خبر نہ ہو، رشتہ داروں کا احساس نہ ہو، ہمسائے اجنبی ہو جائیں، اپنائیت صرف اور صرف اپنے مقاصد کے حصول تک رہے جائے ایسی کامیابی ایک سہانا خواب ہی تو ہے، جو انسان سوتے ہوئے نہیں بلکہ جاگتے ہوئے دیکھتا ہے اور ساری زندگی دیکھتا ہے، یہ خواب ٹوٹتا تب ہے جب انسان کو ابدی نیند آتی ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ ان کی کامیابیاں انہیں آخرت میں کچھ نہیں دے سکتیں مگر پھر بھی وہ اپنے پیٹ میں آگ کا سمندر بھرتے جاتے ہیں۔ بے چین رہتے ہیں بے تاب رہتے ہیں، ان کی ایسی کامیابیاں جو انہیں دنیا میں کسی قسم کا سکون نہیں دے سکتیں وہ آخرت میں انہیں کیا نجات دیں گی۔ انسان اپنے خوبصورت خوابوں میں قید ہے، کئی بستیوں کو انسانوں کے خوابوں سمیت الٹا کر رکھ دیا گیا تاکہ انسان سمجھے کہ حقیقی کامیابی کیا ہے۔ مگر انسان کی فطرت ہی بڑی ظالم ہے، وہ اس سے اسی کے نفس اور جان پر ظلم کرواتی ہے اور انسان اس پر ایمان لانے میں ہمیشہ جلدی کرتا ہے، اور ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔ حقیقی کامیابی کبھی ظالم لوگوں کو نہیں ملتی، کبھی ایسے لوگوں کو نہیں ملتی جو اپنے خوابوں کو اور اپنی خواہشوں کو معبود رکھتے ہیں، کبھی ان کو نہیں ملتی جو لوگوں کی خوشیاں چھین کر اپنے خواب پورے کرتے ہیں۔ بے چین اور بے تاب لوگوں کی ڈکشنری میں حقیقی کامیابی کا لفظ ہی نہیں ہوتا۔ انسان کو کامیابی کے ایسے خوابوں سے ڈرنا چاہیے جس کی تعبیر ناکامی سے سوا کچھ نہ ہو۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Saturday, November 26, 2016 at 3:56pm UTC+05

طوطے کا ایک جوڑا

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل،

چیئرپرسن، ادب سرائے انٹرنیشنل



کہتے ہیں کہ طوطے کا ایک جوڑا دن بھر کی مسافرکے بعد رات گزارنے کیلئے ایک ویران گاؤں میں رکا،گاؤں کی ویرانی دیکھ کر طوطی نے طوطے سے پوچھا"کس قدر ویران گاؤں ہے، ہر طرف خاموشی اور سناٹاچھایا ہوا ہے، تمہارے خیال میں یہ گاؤں کس وجہ سےاجڑ ا ہوگا۔۔۔؟ " طوطے نے کچھ دیر سوچا اور طوطی کی طرف دیکھ کر بولا "میرا خیال ہے اُلوؤں کی وجہسے " جس وقت طوطا طوطی کو گاؤں اجڑنے کی وجہبتا رہا تھا، عین اس وقت ایک الّو بھی وہاں سے گزررہا تھا، اس نے طوطے کی بات سنی اور وہاں رک کران سے مخاطب ہو کر بولا، تم لوگ اس گاؤں میںمسافر لگتے ہو، لمبے سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے بھیہو، میرا گھر قریب ہے ،اس ویران گاؤں میں رات گزارنے سے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آج رات تم لوگمیرے مہمان بن جاؤ، میرے ساتھ

ڈنر کرو، آرام سے رات بسر کرو اور صبح اپنی اگلی منزل پر روانہ ہوجانا ،تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔ اُلو کی محبت بھری دعوت سے طوطے کا جوڑا انکار نہ کرسکا اور انہوں نے اُلو کی دعوت قبول کرلی،دونوں اُلو کے ساتھ اس کے گھر پہنچے، اُلو نے دونوں کی بہت شاندار اور پر تکلف دعوت کی، تینوں نے اکھٹے کھانا کھایا اور آرام دہ بستر پر رات گزاری، صبح جب انہوں نے اپنے میزبان اُلو کی مہمان نوازی پرشکریہ ادا کر کے رخصت ہونے کی اجازت چاہی، تواُلو نے مسکرا کر طوطے کی طرف دیکھا اور بولا "میری طرف سے اجازت ہے آپ جاسکتے ہیں، لیکن طوطی نہیں جائے گی " طوطے نے حیرت سے پوچھا " کیوں"

اُلو بولا " اسلیئے کہ یہ طوطی میری بیوی ہے " طوطاچلایا "یہ کیسے ہوسکتا ہے "تم اُلو ہو اور ہم طوطے ہیں، ایک طوطی اُلو کی بیوی کیسے ہوسکتی ہے؟ " اُلونے اطمینان سے جواب دیا "تم مانو یا نہ مانو لیکن یہ طوطی میری بیوی ہے اور میں اپنی بیوی کو تمہارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ دونوں میں جب بحث و تکرار زیادہ بڑھی تو اُلو نے طوطے کے کے سامنے ایک تجویز پیش کرتے ہوئے کہا"ایسا کرتے ہیں ہم تینوں کورٹ چلتے ہیں اور اپنامقدمہ قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں، قاضی جوفیصلہ کرے وہ ہمیں قبول ہوگا " اُلو کی تجویز پرطوطا اور طوطی مان گئے اور تینوں قاضی کی عدالت میں پیش ہوئے، طوطے نے قاضی کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کیا اور طوطی کو اپنی بیوی قرار دیا، قاضی نے اُلو کی طرف دیکھا ،اُلو بیان دینے کیلئے آگے بڑھا ،اس نے حلف اٹھایا "

میں جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا، سچ کے سوا اورکچھ نہیں کہوں گا " اس کے بعد اس نے قاضی کے روبرو طوطی کواپنی بیوی قرار دینے کیلئے دلائل دینے شروع کئے، اُلوکے جواب میں طوطے نے اپنے جوابی دلائل دیئے لیکن بدقسمتی سے اُلو کے دلائل طوطے کے دلائل سے زیادہ مضبوط اور قوی تھے، چنانچہ قاضی نے دلائل کی روشنی میں اُلو کے حق میں فیصلہ دے کر عدالت برخاست کردی، طوطا اس بے انصافی پر روتا رہا،چلاتا رہا، انصاف کی دہائی دیتا رہا، مگر اس کی بات سننے والا کوئی نہ تھا۔ ناکام و نامراد جب طوطا اکیلا جانے لگا تو اُلو نے اسے آواز دی، " بھائی اکیلے کہاں جاتے ہو اپنی بیوی کو توساتھ لیتے جاؤ "طوطے نے حیرانی سے اُلو کی طرف دیکھا اور بولا "اب کیوں میرے زخموں پر نمک چھڑکتے ہو، یہ اب میری بیوی کہاں ہے ،عدالت نے تو اسے تمہاری بیوی قرار دے دیا ہے "

اُلو نے طوطے کی بات سن کر زور دار قہقہہ لگایا اور بولا، میرے بھائی یہ سب ڈرامہ تھا، میں تمہیں عدالت اس لیئے لایا تھا کہ میں تمہیں اُس گاؤں کے اجڑنے کی اصل وجہ بتا سکوں، جس ملک میں انصاف نہیں ہوگا اور جس ملک کے قاضی بے ایمان اور عدالتیں بے انصاف ہونگی، وہ ملک ویران ہوجائے گا، اگر اپنے معاشرے، اپنے گاؤں اور اپنے ملک کو اجڑنے اور برباد ہونے سے بچانا چاہتا ہے تو ملک میں کبھی بے انصافی نہ ہونے دینا

ہے، یاد رکھو میرے بھائی معاشرے، گاؤں اور ملک اُلوؤں کی نحوست کی وجہ سے نہیں اجڑتے، بلکہ بے انصافی کی وجہ سے اجڑجاتے ہیں، نحوست اُلوؤں میں نہیں ہوتی، نحوست ظلم اور بے انصافی میں ہوتی ہے۔

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Saturday, November 26, 2016 at 3:55pm UTC+05

پلاسٹک کا سیب

انتخاب: سید کاشف رضا، ہاکس سکول سسٹم



کسی جنگل میں بندروں کا ایک غول رہتا تھا اس جنگل میں چونکہ بہت زیادہ تعداد میں پھل وغیرہ اُگتے تھے اس لیے وہ سب بندر بہت اطمینان اور خوشی سے رہتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک سائنسدان اپنی بیٹی کے ساتھ اسی جنگل میں ریسرچ کے لیے آیا۔ خیمہ نصب کرنے کے بعد سائنسدان تو پودوں کے سیمپل اکھٹے کرنے نکل کھڑا ہوا مگر وہ لڑکی اس خیمہ کی تزین و آرائش کے لیے پیچھے رہ گئی۔ اس نے پہلے زمین پر ایک پرانا قالین بچھایا۔ پر اس قالین پر بستر لگائے۔ خیمے کی درمیانی ٹیک سے برقی لالٹین لٹکائی اور اس کے عین نیچے ایک چھوٹی سی میز اور اس پر سجاوٹی سیبوں سے بھرا ایک پیالہ رکھ دیا۔ وہ سیب دیکھنے میں بہت تازہ، خوبصورت اور بڑے لگ رہے تھے۔ تمام بندر درختوں پر بیٹھے ان مصنوعی سیبوں کو لالچ سے دیکھ رہے تھے۔ لڑکی خیمہ کے سامنے کی جگہ

صاف کرنے کے لیے زرا باہر نکلی تو ایک بندر نے تیزی سے جھپٹا مارا اور ایک مصنوعی سیب اٹھا لیا اور عین اسی وقت لڑکی کی نظر بھی اس پر پڑ گئی۔ لڑکی نے فوراً بندوق اٹھا کر نشانہ لیا اور فائر داغ دیا۔ مگر تمام بندر اتنی دیر میں وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ کافی دیر تک بھاگنے کے بعد تعاقب نہ ہونے کا یقین ہونے پر تمام بندر رک گئے۔ چور بندر نے ہاتھ بلند کرکے سب کو سیب دکھایا۔ سب بندر حیرت سے اس بندر کو دیکھنے لگے اور اس کو خوش قسمت گردانتے لگے کہ اسے ایسا اچھا سیب مل گیا۔ اور کوشش کرنے لگے کہ ایک بار اس مصنوعی سیب کو ہاتھ لگا کر دیکھ سکیں۔

چور بندر نے سب کو جھڑکا اور یہ مصنوعی سیب لے کر ایک درخت کی سب سے اونچی شاخ پر جا بیٹھا اور سیب کو کھانے کے لیے اسے منہ میں لے کر دبایا۔ مگر یہ مصنوعی سیب سخت پلاسٹ کا بنا ہوا تھا جسے چبانے سے بندر کے دانتوں میں درد ہونے لگا۔ بندر نے دو تین بار اور کوشش کی مگر ہر بار اسے درد ہونے لگتا۔ وہ دن چور بندر نے اسی اونچی شاخ پر بھوکے رہ کر گزارا۔ اگلے دن وہ نیچے اتر آیا۔ دوسرے تمام بندر اسے احترام سے دیکھنے لگے کیونکہ اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں وہ مصنوعی سیب موجود تھا۔ دوسرے بندروں سے ملنے والا احترام دیکھ کر اس بندر نے اس سیب پر اپنی پکڑ اور مضبوط کر دی۔ اب دوسرے بندر پھلوں کی تلاش میں نکل گئے اور تیزی سے ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگاتے ہوئے پھل توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ چور بندر کے ایک ہاتھ میں چونکہ مصنوعی سیب تھا اس لیے وہ درختوں پر نہیں چڑھ سکا۔ مگر وہ سیب بھی ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس لیے وہ سارا دن بھوکا پیاسا رہا اور یہی سلسلہ اگے کچھ دنوں تک چلتا رہتا۔ دوسرے بندر اس کے ہاتھ میں مصنوعی سیب ہونے کی وجہ سے عزت کرتے مگر اسے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیتے۔ بھوک سے بے حال وہ بندر اتنا نڈھال ہو چکا تھا کہ اس کو اپنا آخری وقت نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس سیب کو کھانے کی کوشش کی مگر اس بار میں نتیجہ مختلف نہ تھا۔ اس کے دانت اس مرتبہ بھی درد کر رہے تھے۔ چور بندر کو اپنی آنکھوں کے سامنے درختوں سے لٹکے ہوئے پھل نظر آ رہے تھے مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ان درختوں پر چڑھ سکتا۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں۔ جان نکلتے ہی اس کی گرفت مصنوعی سیب پر ڈھیلی ہو گئی اور وہ مصنوعی سیب اس کے ہاتھ سے نکل کر لڑھک گیا۔ شام کو باقی بندر آئے انہوں نے مرے ہوئے بندر کی لاش پر کچھ آنسو بہائے افسوس کیا اور اس کی لاش کو پتوں سے ڈھانپ دیا۔ ابھی وہ اتنا کر ہی رہے تھے کہ ایک دوسرے

بندر کو وہی مصنوعی سیب ملا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو وہ سیب دکھانا شروع کر دیا۔ دنیا کی مثال بھی اس پلاسٹک کے سیب کی طرح ھے اس سے حاصل کچھ نہیں ھوتا۔ جب کہ اس کو دیکھنے والے اس سے متاثر ھو رھے ھوتے ھیں اور دنیا کو ہاتھ میں رکھنے کا دعوی دار بلاآخر خالی ھاتھ لا حاصل اس دنیا سے چلا جاتا ھے۔ جھوٹا دکھاوا انسان کو پہلے تھکا دیتا ھے پھر مار ڈالتا ھے.

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

کوااور کبوتر



ایک دفعہ ایک شکاری نے جال لگایا جس میں کوااور کبوتر دونوں پھنس گئے۔ اب کوااور کبوتر دونوں رونے لگے تو کبوتر کو غصہ آ گیا۔ کبوتر بولا میں تو حلال ہوں اور میں اس لیے رو رہا ہوں شکاری مجھے پکڑے گااور کاٹ کر کھا جائے گا۔ مگر تو کیوں رو رہا ہے تو حرام ہے، شکاری تجھے پکڑے گااور چھوڑ دے گیا وہ تیرا کرے گا کیا۔

تجھے کس چیز کا ڈر ہے۔ اس پر کوا بولا تجھے پتا نہیں کہ یہ جال کسی عام شکاری کا نہیں بلکہ ایک ظالم مولوی کا ہے، جو آئے دن نئے نئے فتوے لگا دیتا ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ حلال کا فتویٰ دے کر کہیں مجھے بھی نہ کاٹ ڈالے اور کھا جائے۔

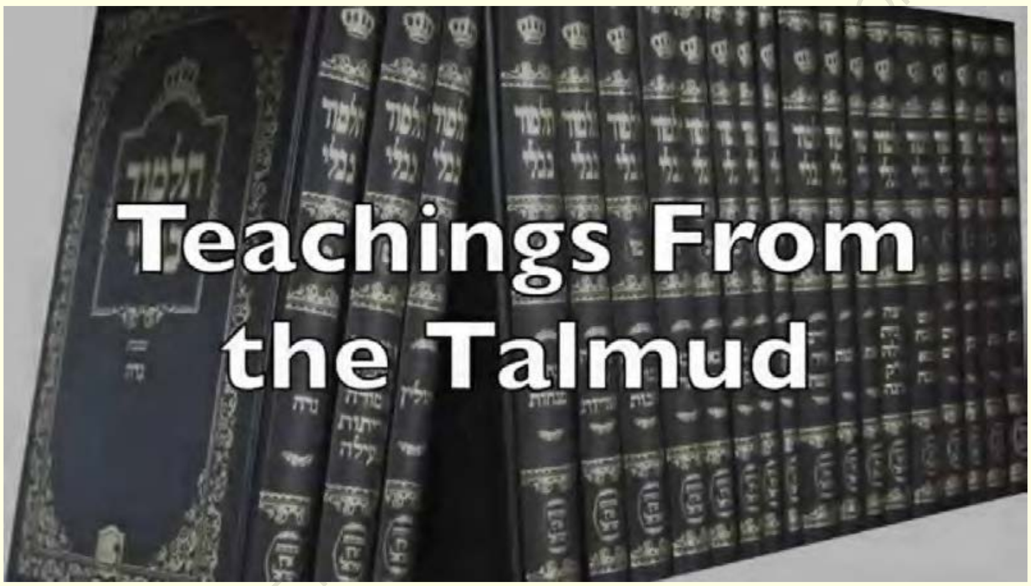
مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Saturday, November 26, 2016 at 2:45pm UTC+05

تلمود (یہودیوں کی وحشتناک کتاب)



تلمود (۱)

یہودی ''خاخاموں'' نے برسوں توریت پر مختلف خود ساختہ شرحیں اور تفسیریں لکھیں ہیں۔ ان تمام شرحوں اور تفسیروں کو خاخام ''یوخاس'' نے ۱۵۰۰ء میں جمع بندی کرکے اس میں کچھ دوسری کتابوں کا جو ۲۳۰ء اور ۵۰۰ء میں لکھی گئی تھیں اضافہ کر دیا۔ اس مجموعہ کا ''تلمود'' یعنی تعلیم دیانت و آداب یہود کے نام سے موسوم کیا گیا۔

یہ کتاب یہودیوں کے نزدیک بہت تقدس کی حامل ہے اور توریت و عہد عتیق کے مساوی حیثیت رکھتی ہے۔ (بلکہ توریت سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے جیسا کہ گرافٹ نے کہا: جان لو کہ خاخام کے اقوال پیغمبروں سے زیادہ بیش قیمت ہیں)۔

یہودیوں کی خود پرستی اور انسایت مخالف یہودی عقائد سے آشنائی کے لیے اس کتاب کے چند جملے نقل کئے جا رہے ہیں۔
ا: دن بارہ گھنٹوں پر مشتمل ہے۔

شرع کے ۳ گھنٹوں میں خدا شریعت کا مطالعہ کرتا ہے۔

اس کے بعد ۳ گھنٹے احکام صادر کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ پھر تین گھنٹے دنیا کو روزی دیتا ہے۔

اور آخری ۳ گھنٹے سمندری حوت جو مچھلیوں کی بادشاہ ہے کے ساتھ کھیل کود میں مصروف رہتا ہے۔

جب خدا نے ہیکل کو برباد کرنے کا حکم دیا، تو غلطی پر تھا۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے رو پڑا اور کہنے لگا: ”مجھ پر وائے ہو کہ میں نے اپنے گھر کو برباد کرنے کا حکم دیا اور ہیکل کو جلوا دیا اور اپنے فرزندوں کو تباہ کر دیا“۔

خدا یہود کو اس حالت میں مبتلا کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ پشیمان ہے اور ہر روز اپنے چہرے پر تھپڑ مارتا ہے اور گریہ وزاری کرتا ہے کبھی کبھی اس کی آنکھوں سے آنسو کے دو قطرے سمندر میں گر جاتے ہیں اور اتنی زور دار آواز ہوتی ہے کہ ساری دنیا اس کے گریہ کی آواز سنتی ہے۔ سمندر کا پانی متلاطم ہو جاتا ہے اور زمین لرز اٹھتی ہے۔

خداوند عالم بھی احمقانہ افعال، غیظ و غضب اور جھوٹ سے امان میں نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

۲: بعض شیطان، آدم کی اولاد ہیں آدم کی ایک زوجہ "لیلیث" شیطان تھی جو ۱۳۰ سال تک آدم کی شریک حیات رہی اس کی نسل سے شیطان پیدا ہوئے ہیں۔

حوا سے ۱۳۰ سال کی مدت میں شیطان کے علاوہ کچھ بھی پیدا نہیں ہوا اس لیے کہ وہ بھی شیطان کی زوجہ تھی۔

انسان شیطان کو قتل کر سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ عید کے موقع پر آمادہ کی گئی روٹی کے خمیر سے اچھی طرح استفادہ کرے (عید کی روٹی کا خمیر غیر یہودی کے خون سے آمادہ کیا جاتا ہے)۔

۳: یہودیوں کی روحیں غیروں کی روحوں سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ یہودیوں کی روح خداوند عالم کا جزء ہیں اسی طرح جس طرح بیٹا باپ کا جزء ہوتا ہے۔ یہودیوں کی روحیں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اس لیے کہ غیروں کی روحیں شیطانی اور حیوانات کی ارواح کے مانند ہیں۔

غیر یہودی کا نطفہ بقیہ حیوانات کے نطفہ کی طرح ہے۔

۴: بہشت یہودیوں سے مخصوص ہے اور ان کے علاوہ کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن عیسائیوں اور مسلمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہے گریہ وزاری کے علاوہ ان لوگوں کے نصیب میں کچھ بھی نہیں ہے اس لیے کہ اس کی زمین بہت زیادہ تاریک اور بدبودار مٹی کی ہے۔

کوئی پیغمبر مسیح کے نام سے مبعوث نہیں ہوا ہے اور جب تک اشرار (غیر یہودی) کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک مسیح ظہور نہیں کرے گا جب وہ آئے گا تو زمین سے روٹی کا خمیر اور ریشمی لباس اگیں گے یہ وہ موقع ہو گا جب یہودیوں کا تسلط اور بادشاہی ان کو واپس ملے گی اور تمام اقوام وملل مسیح کی خدمت کریں گی اس وقت ہر یہودی کے پاس دو ہزار آٹھ سو غلام ہوں گے۔

۵: یہودیوں پر لازم ہے کہ دوسروں کی زمینوں کو خریدیں تاکہ کوئی اور کسی چیز کا مالک نہ ہو اور اقتصادی طور پر یہودی تمام غیروں پر مسلط ہو سکیں۔ اور اگر غیر یہودی پر غلبہ حاصل کر لے تو یہودیوں کو چاہیے کہ اپنے آپ پر گریہ کریں اور کہیں ہم پر ملامت ہو یہ کیا عار و ننگ ہے کہ ہم دوسروں کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے ہیں۔

اس سے پہلے کہ یہودی اپنی عالمی حکومت اور بین الاقوامی غلبے کو حاصل کر لیں ضروری ہے عالمی جنگ برپا ہو جائے اور دو تہائی انسان نابود ہو جائیں۔ سات سال کی مدت میں یہودی جنگی اسلحوں کو جلا ڈالیں گے اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کے دانت بائیس بالشت (جو عام طور پر دانتوں کی مقدار سے ایک ہزار تین سو بیس گنا زیادہ ہے) ان کے منہ سے باہر نکل آئیں گے۔ جس وقت حقیقی مسیح دنیا میں قدم رکھے گا یہودیوں کی دولت اپنی ہو جائے گی کہ اس کے صندوقوں کی چابیاں تین سو گدھوں سے کم پر نہیں ڈھوئی جا سکیں گی۔

عیسائیوں کو قتل کرنا ہمارے مذہبی واجبات میں سے ہے اور اگر یہودی ان کے ساتھ کوئی پیمان باندھیں تو اس کو وفا کرنا ضروری نہیں ہے، نصرانی مذہب کے روساء پر جو یہودیوں کے دشمنوں ہیں ہر روز تین مرتبہ لعنت کرنا ضروری ہے۔

یسوع ناصری (حضرت عیسی علیہ السلام) کو جس نے پیغمبری کا دعوی کیا تھا اور نصرانی (عیسائی) اس کے دھوکے میں آ گئے تھے اپنی ماں مریم کے ساتھ جس نے باندار نامی مرد سے زنا کے ذریعہ اس کو پیدا کیا تھا جہنم میں جلایا جائے گا (العیاذ باللہ) نصرانیوں کے کلیسا جس میں آدمیوں کے روپ میں کتے بھونکتے ہیں کوڑے خانے کے جیسے ہیں۔

۶: اسرائیلی خدا کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ محبوب اور متعبر ہیں۔ اگر غیر یہودی، یہودی کو مارے تو ایسے ہے جیسے اس نے عزت الٰہیہ کے ساتھ جسارت کی ہو اور ایسے شخص کی سزا موت کے علاوہ کچھ بھی اور نہیں ہو سکتی لہٰذا اس کو قتل کر دینا چاہیے۔

اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین سے برکتیں اٹھالی جاتیں سورج نہ نکلتا اور نہ آسمان سے پانی برستا۔ جس طرح انسان حیوانوں پر فضیلت رکھتا ہے یہودی دوسری اقوام پر فضیلت رکھتا ہے۔

غیر یہودی کا نطفہ گھوڑے کے نفطہ کی طرح ہے۔

اجنبی (غیر یہودی) کتوں کی طرح ہیں ان کے لیے کوئی عید نہیں ہے اس لیے کہ عید کتوں اور اجنبیوں کے لیے خلق ہی نہیں ہوئی ہے۔

کتا غیر یہودیوں سے زیادہ بافضیلت ہے اس لیے کہ عید کے موقعوں پر کتے کو روٹی اور گوشت دیا جانا چاہیے لیکن اجنبیوں کو روٹی دینا حرام ہے۔

اجنبیوں کے درمیان کسی طرح کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ کیا گدھوں کے خاندان اور نسل میں کسی طرح کی قرابت اور رشتہ داری کا وجود ہے؟

اجنبی (غیر یہودی) خدا کے دشمن ہیں اور سور کی طرح ان کو قتل کر ڈالنا مباح ہے۔

اجنبی یہودیوں کی خدمت کرنے کے لیے انسان کی صورت میں خلق ہوئے ہیں۔

یسوع مسیح کافر ہے اس لیے کہ دین سے مرتد اور بتوں کی پرستش میں مبتلا ہو گیا تھا ہر عیسائی جو یہودی مذہب نہ اختیار کرے دشمن خدا، بت پرست اور عدالت سے خارج ہے اور ہر انسان جو غیر یہودی کے ساتھ ذرا سی بھی مہربانی کرے عادل نہیں ہے۔

غیر یہودیوں کو دھوکا دینا اور ان کے ساتھ فریب دہی کرنا منع نہیں ہے۔

کفار (غیر یہودیوں) کو سلام کرنا برا نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ درپردہ اس کا مضحکہ اڑائے۔

۷: چونکہ یہودی عزت الٰہیہ کے ساتھ مساوات رکھتے ہیں لہٰذا دنیا اور مافیہا ان کی ملکیت ہے اور ان کو حق ہے کہ وہ جس چیز پر چاہیں تصرف کریں۔

یہودی کے اموال کی چوری حرام ہے لیکن غیر یہودی کی کوئی بھی چیز چرائی جا سکتی ہے اس لیے کہ دوسروں کا مال سمندر کی ریت کی طرح ہے جو پہلے اس پر ہاتھ رکھ دے وہی اس کا مالک ہے۔

یہودی شوہر دار عورتوں کی طرح ہیں جس طرح عورت گھر میں آرام کرتی ہے اور گھر کے باہر کے امور میں شوہر کے ساتھ شریک ہوئے بغیر اس کے اخراجات برداشت کرتا ہے اسی طرح یہودی بھی آرام کرتا ہے دوسروں کو چاہیے کہ اس کو روزی فراہم کریں۔

۸: اگر یہودی اور اجنبی شکایت کریں تو یہودی کے حق میں فیصلہ کیا جانا چاہیے چاہے وہ باطل پر ہی کیوں نہ ہو۔

تمہارے لیے جائز ہے کہ کسٹم کے عہدیداروں کو دھوکا دو اور انکے سامنے جھوٹی قسم کھاو، خاخام (صموئیل) سے سبق لو کہ صموئیل نے ایک اجنبی سے ایک سونے کا پیالہ چار درہم میں خریدا مگر بیچنے والا اس کے سونا ہونے کے بارے میں نہیں جانتا تھا اس کے باوجود اس نے اس کا ایک درہم بھی چرا لیا۔

سود کے ذریعہ دوسروں کا مال ہڑپ جانا کوئی عیب نہیں ہے اس لیے کہ خداوند غیر یہودیوں سے سود خوری کا تم کو حکم دیتا ہے۔

جو یہودی نہ ہو اس کو قرض نہ دو سوائے اس کے کہ اس سے سود لو۔ اس صورت کے علاوہ غیر یہودیوں کو قرض دینا جائز نہیں ہے اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ غیر یہودیوں کو نقصان پہنچائیں۔

دوسروں کی زندگی وحیات تک یہودیوں کی ملکیت ہے ان کے اموال کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں جب بھی کسی غیر یہودی کو پیسے کی ضرورت ہو تو اس سے اتنا زیادہ سود لینا چاہیے کہ وہ اپنی تمام دولت کو کھو بیٹھے۔

۹ : غیر یہودی کتنا بھی نیک اور اچھے کردار کا مالک ہو اس کو مار ڈالنا چاہیے۔

غیر یہودی کو نجات دینا حرام ہے یہاں تک کہ اگر وہ کنویں میں گر جائے تو فوراً اس کنویں کو پتھر سے پر کر دو۔

اگر کسی اجنبی (غیر یہودی) کو مار ڈالیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے راہ خدا میں قربانی کی ہو اور اگر ایک یہودی غیر یہودی کی مدد کرے تو اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ جو نا قابل عفو و بخشش ہے۔

اگر غیر یہودی دریا میں ڈوب رہا ہو تو اسے نجات نہ دو اس لیے کہ وہ سات قومیں جو سرزمین کنعان میں تھیں اور یہودی ان کو مار ڈالنے پر مامور ہوئے تھے سب کے سب قتل نہیں کیے جا سکے تھے ممکن ہے کہ یہ ڈوبنے والا شخص انہیں میں سے ایک ہو۔

جہاں تک تمہارے امکان میں ہو غیر یہودیوں کو قتل کرو اور اگر تم نے کسی غیر یہودی کو قتل کرنے پر قدرت حاصل کرنے کے بعد اس کو قتل نہ کیا تو گناہ انجام دیا ہے۔

عیسائی کو ہلاک کرنا ثواب ہے اور اگر کوئی اس کے قتل پر قادر نہ ہو تو کم از کم اسے اس کی ہلاکت کے اسباب ضرور فراہم کرنا چاہئیں۔
جو لوگ مرتد ہوں (یعنی جو یہودی آئین کی خلاف ورزی کریں) اجنبی ہیں اور ان کو پھانسی دینا لازم ہے سوائے اس کے کہ دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے مرتد ہوئے ہوں۔

۱۰: غیر یہودیوں کی ناموس پر تصرف اور ان کی آبروریزی می کوئی قباحت نہیں ہے اس لیے کہ کفار حیوانوں کے مانند ہیں اور حیوانات کے درمیان کوئی شادی بیاہ کا رواج نہیں ہوتا ہے۔

یہودیوں کو حق ہے کہ غیر مومن (غیر یہودی) عورتوں کو بالجبر حاصل کریں اور غیر یہودی کے ساتھ زنا اور لواط کی کوئی سزا نہیں ہے۔

یہودی کے لیے کوئی قباحت نہیں ہے کہ وہ اپنے مال و شہوات کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

۱۱: قسم کھانا جائز مخصوصا غیر یہودی کے ساتھ معاملے کی صورت میں۔

قسم کھانے کا اصول جھگڑوں کو ختم کرنے کے لیے شریعت نے بیان کیا ہے لیکن یہ اصول کفار (غیر یہودیوں) کے لیے نہیں ہیں کیونکہ وہ انسان نہیں ہیں۔ جھوٹی گواہی بھی دینا جائز ہے (باجودیکہ جانتا ہو کہ حق یہودی کے ساتھ ہے مگر جھوٹی گواہی دے سکتا ہے) چنانچہ لازم ہے کہ اگر بیس جھوٹی قسمیں بھی کھانا پڑیں تو بھی اپنے یہودی بھائی کو خطرہ میں نہ ڈالو یہودیوں پر لازم ہے کہ ہر روز تین مرتبہ عیسائیوں پر لعنت کریں اور ان کی نابودی کے لیے خدا سے دعا کریں۔
ہم پر لازم ہے کہ نصاریٰ کے ساتھ حیوانات جیسا سلوک روا رکھیں۔

نصرانیوں کے کلیسا گمراہیوں کا مسکن ہیں اور ان کو ڈھانا واجب و لازم ہے

۱۲: ہم خدا کی منتخب کردہ قوم ہیں لہٰذا ہمارے لیے انسانوں کی شکل میں حیوانات خلق ہوئے ہیں اس لیے کہ خدا جانتا ہے کہ ہم کو دو طرح کے حیوانوں کی ضرورت ہے ایک بے زبان اور بے شعور حیوانات مثلا چوپائے اور دوسرے باشعور اور زبان رکھنے والے حیوانات مثلا عیسائی، مسلمان اور بودھ مذہب کے پیروکار، ان تمام حیوانات پر سواری کرنے کے لیے خداوند عالم نے ہم کو تمام دنیا

میں متفرق کر دیا ہے تاکہ اپنی خوبصورت اور حسین و جمیل بیٹیوں کو غیر یہودی بادشاہوں اور سلاطین کو دیکر دنیا پر حکومت کر سکیں۔

ان تمام چیزوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیت ایک ایسا خطرناک گروہ ہے جو عوام کو دھوکا دے کر دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے جس نے آج خود کو ایک مذہب کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

یہ یہودیوں کی ایک وحشتناک کتاب ہے جو حقیقتاً چند جلدوں سے زیادہ پر مشتمل نہیں تھی مگر بعد میں اس میں ۱۲ جلدوں کا مزید اضافہ کیا گیا ہے اور آج یہ کتاب ۳۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔ تلمود یہودیوں کی شرارتوں کا خزانہ ہے۔

ماخوذ از کتاب خطر الیہودیہ العالیہ

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Saturday, November 26, 2016 at 1:01pm UTC+05

نیک دل بادشاہ کی زیارت



ایک ملک کا بادشاہ بہت رحم دل اور نیک تھا۔ وہ رعایا کے حق میں بہت اچھا تھا چنانچہ تمام رعایا اس سے محبت کرتی تھی اور اُسے خوب دعائیں دیتی تھی۔ اسی ملک کے ایک دور دراز گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا جس کی یہ خواہش تھی کہ وہ اپنے نیک دل بادشاہ کی زیارت کو جائے اور اس کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "مَیں بادشاہ سے ملنے کے لیے جانا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ مَیں اسے کوئی تحفہ بھی دوں۔ تم مجھے مشورہ دو کہ مَیں بادشاہ کے حضور کیا تحفہ لے کر جاؤں؟" بیوی نے کچھ دیر سوچا اور کہا کہ " بادشاہ کے پاس تو ہر چیز ہو گی، ہم اسے کیا تحفہ دے سکتے ہیں؟ ہاں! ہمارے گھر کے پاس بہنے والے چشمے کا پانی بہت میٹھا اور ٹھنڈا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا پانی پورے ملک میں کہیں بھی نہیں ہو گا حتیٰ کے بادشاہ کے پاس بھی نہیں ہو گا۔ میرا مشورہ ہے کہ تم بادشاہ کے لیے یہ پانی لے جاؤ۔" کسان کو یہ تجویز بہت پسند آئی اور اس نے اپنے چشمے

سے پانی کے دو گھڑے بھرے اور اپنے گدھے پر لاد کر بادشاہ سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گیا۔ کئی ہفتوں کے سفر کے بعد کسان بادشاہ کے محل تک پہنچ گیا اور اس سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر بادشاہ کو تحفہ پیش کیا اور اُسے بتایا کہ یہ میرے گاؤں کے چشمے کا پانی ہے اور ایسا میٹھا اور ٹھنڈا پانی آپ کو پورے ملک میں کہیں بھی نہیں ملے گا۔ بادشاہ کے اشارے پر وزیر نے گھڑے کا ڈھکن اٹھایا تو کئی ہفتوں کے سفر کی وجہ سے پانی میں بدبو پیدا ہو گئی تھی۔ وزیر نے بادشاہ کی طرف دیکھا تو بادشاہ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور باآواز بلند کہا کہ ہم اس تحفے سے بہت خوش ہوئے اور خزانچی کو حکم دیا کہ اس کسان کے گھڑوں کو سونے سے بھر دیا جائے۔ کسان بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے وزیر کو بلا کر چپکے سے کہا کہ پانی کو گرا دینا اور واپسی پر اس کسان کو اس رستے سے گزارنا جہاں ہمارے چشمے ہیں تاکہ اس علم ہو کہ ہمارے پاس پانی کے کتنے چشمے ہیں اور ان کا پانی کتنا ٹھنڈا اور فرحت بخش ہے۔ چنانچہ جب کسان کو انعامات دینے کے بعد ان چشموں کے پاس سے گزارا گیا تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا تحفہ کتنا حقیر تھا لیکن بادشاہ نے اسکے حقیر تحفے کو بھی قبول کر کے اسے انعام سے نوازا۔ چنانچہ اس کے دل میں بادشاہ کے لیے محبت و عقیدت اور بڑھ گئی۔ . ہماری عبادات کا بھی یہی حال ہے۔ ہم جو ٹوٹی پھوٹی عبادت کرتے ہیں تو ہم اسے بہت اچھی سمجھتے ہیں اور اپنے مالک کے حضور پیش کرتے ہیں۔ ان عبادات کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود وہ مالک الملک نہ صرف ہماری ان عبادات کو قبول کرتا ہے بلکہ انعام کے طور پر بیش بہا نعمتوں سے بھی نوازتا ہے حالانکہ اسے ہماری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ خالقِ کائنات کی عبادت کے لیے تو اس کے لاکھوں کروڑوں فرشتے ہی کافی ہیں۔ ذرا سوچیے ! اگر ہم ان ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو پیش کر کے اس کی نعمتیں حاصل کرنے والے بھی نہ رہیں تو پھر دنیا میں ہمارے جیسا بدنصیب بھی کوئی نہ ہو گا۔۔۔ ! کس قدر دلچسپ اور انوکھی بات ہے کہ عطا کرنے والی وہ ذاتِ اقدس تو ہر وقت دینے کے لیے تیار ہے لیکن ہمارے پاس ہی لینے کے لیے وقت نہیں ہے۔ کاش کہ ہمیں اس بات کی سمجھ آ جائے ورنہ جب مرنے کے بعد سمجھ آئے گی تو بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ ہمیں ابھی سے سوچنا ہو گا۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

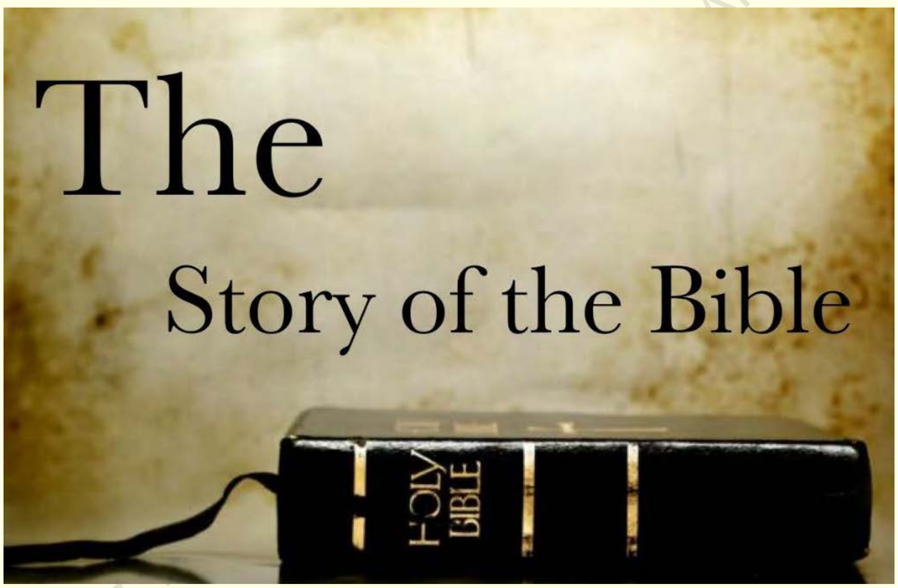
تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Friday, November 25, 2016 at 5:32pm UTC+05

بائبل کے ترجمے کی کہانی

تحریر: ڈاکٹر کوثر محمود



ہمارے اُردو دان طبقے کو لفظ بائبل ذرا نامانوس لگے گا۔ ہم نے قرآن سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں تورات، زبور اور انجیل کا نام سُن رکھا ہے لیکن ان پر فرداً فرداً بات کرنے سے پہلے یہ سُن لیجئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے جن میں 315 صاحبِ کتاب تھے۔ آدمؑ کے دس صحیفوں کا ذکر ملتا ہے لیکن اب وہ ناپید ہیں۔ قدیم ترین صحائف میں حضرت ادریسؑ (اخنوخ یا انوخ) کا صحیفہ بحرِ مردار کے پاس دریافت ہوا ہے جس کا حال ہی میں انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔

علاوہ ازیں آتش پرستوں کے ہاں قدیم مذہبی کتاب؛ زردشت کی ''اوستا'' پائی جاتی ہے جو ژند زبان میں لکھی گئی پھر جب ژند زبان متروک ہو گئی تو اس کا خلاصہ اور شرح ''پاژند'' نامی زبان میں لکھا گیا اور اب اس کا بھی صرف دسواں حصہ محفوظ ہے۔

ہندوستان میں بھی کچھ مذہبی کتابیں مثلاً وید، پران، اپنشد اور دوسری کتابیں پائی جاتی ہیں جن کے بارے میں ہندو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ لاکھوں سال پرانی ہیں لیکن علمائے مستشرقین نے ان کی قدامت کو 1500 سے 1200 قبل مسیح کے لگ بھگ مانا ہے۔ 'سرایڈورڈ کالبروک' نے اسے 1400 قبل مسیح کی تصنیف مانا ہے۔*ا

عام طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ تورات، زبور اور انجیل مستقل اور علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں لیکن ہمارے ہاں جو بائبل ملتی ہے یہ ایک کتاب نہیں بلکہ تین زبانوں عبرانی، آرامی اور یونانی کی بہت سی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ آج تک دُنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی کتاب ہے اور اب تک اس کے 531 زبانوں میں مکمل تراجم ہو چکے ہیں تین ہزار کے لگ بھگ اِس کے جزوی تراجم موجود ہیں۔ بائبل کے دو حصے ہیں،

1۔۔۔ عہد نامۂ عتیق (یا عہد نامۂ قدیم)

2۔۔۔ عہد نامہ جدید

عہد نامۂ عتیق میں حضرت موسیٰ سے منسوب پانچ کتابیں ہیں جن میں ایک نام تورہ (Torah) بمعنی قانون ہے جسے ہم تورات کے نام سے جانتے ہیں یہ اُن احکامات کا مجموعہ ہے جو موسیٰؑ پر الواح کی شکل میں نازل ہوئے تھے۔
اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق داؤدؑ پر اُترنے والی کتاب کا نام زبور تھا۔ یہ زبور بھی عہد نامۂ عتیق میں 'سام' (Psalm) نامی کتاب میں ''خدا کی حمد و ثنا کی نظمیں'' کے نام سے موجود ہے۔

اس طرح عیسیٰؑ پر کوئی کتاب اگر نازل ہوئی تو اب اُس کا کوئی وجود کہیں نہیں کیونکہ عیسیٰؑ نے اپنی زندگی میں انجیل کے نام سے کوئی احکاماتِ ربانی نہیں لکھوائے۔ موجودہ انجیل (لفظی معنی خوشخبری) دراصل عیسیٰؑ کی 70 کے قریب سوانح عمریاں ہیں جو

مختلف ادوار میں مختلف لوگوں نے لکھیں (جس طرح سیرتِ نبویؐ پر سیرتِ ابن ہشام یا سیرۃ شبلی نعمانی وغیرہ ہیں) ان اناجیل میں چار کو قابلِ اعتماد مانا گیا،

1۔ متی (Mathew) کی انجیل (تصنیف 41ء فلسطین میں لکھی گئی)
2۔ مرقس (Marks) کی انجیل 60-65ء۔ روم)
3۔ لوقا (Luke) کی انجیل 56-58ء۔ قیصریہ)
4۔ یوحنّا (Jhon) کی انجیل 98ء۔ ایفیس کے قریب)*۔2

ان 70 اناجیل میں سے مذکورہ بالا چار کو کیوں قابلِ اعتماد مانا گیا اور باقی انجیلیں کیوں مشکوک ٹھہریں یہ امر تاریخ کے دبیز پردوں میں مستور ہے۔ بہر حال موجودہ بائبل کے دوسرے حصے یعنی عہد نامہ جدید (New Testament) میں یہ چاروں اناجیل پائی جاتی ہیں۔ (تفصیلی ذکر آگے آئے گا)۔ ان چاروں اناجیل کے معتبر ٹھہرنے کے بارے میں فرانسیسی ادیب والٹیئر (Voltaire) کے ہاں ایک دلچسپ بیان ملتا ہے۔ اُس نے لکھا کہ پادریوں کی ایک کونسل جمع ہوئی اور اُنھوں نے 70 انجیلوں کو ایک میز پر رکھا اور میز کے چاروں پائے پکڑ کر زور زور سے ہلایا گیا جو انجیلیں میز سے گر گئیں انہیں مشکوک قرار دیا گیا اور 4 انجیلیں میز پر قائم رہیں اُنہیں قابلِ اعتماد قرار دیا گیا۔

والٹیئر کی اس بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ چرچ والوں نے اُسے سخت بدمعاش اور جھوٹا کہا ہے اور والٹیئر بذاتِ خود بھی مذہب کیخلاف تھا لہٰذا اُس کے اس بیان کو مذہب کے خلاف عناد یا طنز کے زمرے میں رکھا جاسکتا ہے۔

موجودہ بائبل کے ترجمے کی تاریخ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں کچھ تاریخی حقائق کو مدِ نظر رکھنا ہوگا۔

1850 ق م میں حضرت ابراہیمؑ نے میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) سے کنعان (موجودہ فلسطین) کی طرف ہجرت کی۔
1250 ق م میں حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے مظالم سے اپنی قوم کو بچانے کے لیے مصر سے خروج کیا اور صحرائے سینا میں سرگرداں رہے۔ اسی زمانے میں اُن پر تورات اُتری جسے الواح پر لکھا گیا۔

1010ق م میں حضرت داؤدؑ نے یروشلم کو فتح کیا اور اُن پر زبور اُتری۔

970ق م میں حضرت سلیمانؑ غزل الغزلات لکھ رہے ہیں اور ملکہ بلقیس (بائبل میں ان کا نام شیبا آیا ہے) سامعہ ہیں۔
حضرت موسیٰؑ کے بعد آنے والے انبیاء کے زمانے میں یہودیوں نے فلسطین کا کچھ حصہ فتح کر لیا اور وہاں اپنی حکومت قائم کر لی (متعین تاریخ نامعلوم)

721ق م میں اشوری بادشاہ سارگون دوئم سامریہ کے شہر پر قبضہ کر لیتا ہے اور اسرائیل کی شمالی سلطنت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
622ق م یوداہ کے بادشاہ، یوشع نبی "قوانین کی کتاب" دریافت کرتے ہیں اور مذہبی اصلاح کرتے ہیں یاد رہے کہ ہم پہلی مرتبہ لفظ کتاب 622 قبل مسیح میں سنتے ہیں اس سے پہلے صحائف یا الواح کا ذکر ہوتا ہے

587ق م میں بخت نصر (بائبل میں اس کا نام بنو کدنضر Nab.eu.chad Nezzar اور بنو کدرضرر Nab.eu.ehad Rizzer آیا ہے) میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) کے بادشاہ نے یروشلم پر حملہ کر دیا اور یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور تمام شہر کو زمین بوس کرنے کے بعد تمام یہودیوں کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ بابل (Babylone) لے گیا۔ اُس نے صرف اسی پر اکتفانہ کی بلکہ توریت کے تمام نسخے اکٹھے کرکے جلوا ڈالے یا تباہ کر ڈالے۔ یہودیوں کی بابل میں اسیری 51 سال تک جاری رہی تا آنکہ 539ق م میں میدیا اور فارس (موجودہ ایران) کے بادشاہ سائرس نے بابل کو فتح کر لیا اور یہودیوں نے اپنے وطن یروشلم جانے کی اجازت دی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بابل میں اسیری کے دوران یہودیوں نے بخت نصر سے صرف ایک رعایت طلب کی وہ یہ کہ اپنے بچوں کو اپنی زبان اور رسم الخط یعنی عبرانی میں تعلیم دے سکیں۔ بخت نصر کے لیے یہ رعائیت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی سو اُس نے فوراً اجازت دے دی، اس طرح یہودیوں نے اپنی زبان میں بچوں کو تعلیم دے کر اپنی روایت تاریخ اور مذہب کو محفوظ رکھا۔

بابل کی اسیری کے دوران اور بعد ازاں تورات کی زبانی روایت جاری رہی تاآنکہ تقریباً ایک سو سال بعد عزرہ نبی (Prophete Esdra) یا ہمارے عقیدے کے مطابق عزیرؑ ہو سکتے ہیں نے کہا کہ مجھے تورات زبانی یاد ہے اور انہوں نے تورات کو زبانی املا کروایا۔

400ق م میں پانچ یہودی کتابوں (Pentateuque) کی تدوین مکمل ہوئی اور انہیں قانونی درجہ ملا یہی وہ پانچ کتابیں ہیں جو یہودی حضرات موسیٰؑ سے منسوب کرتے ہیں اور آج عہد نامۂ قدیم میں یہ پانچوں کتابیں بالترتیب 1۔ پیدائش، 2۔ خروج، 3۔ قانون، 4۔ اعداد و شمار اور، 5۔ تثنیہ کے نام سے موجود ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے آخری کتاب تثنیہ (Deuterorome) جس کا لفظی مطلب پرانی چیزوں کو دہرانا ہے، شروع سے یہودیوں کے ہاں موجود نہیں تھی۔ حضرت موسیٰؑ کے چھ سو سال بعد یعنی ساتویں صدی قبل مسیح میں ایک شخص اُس وقت کے یہودی بادشاہ کے پاس ایک کتاب لایا اور کہا کہ مجھے یہ کتاب ایک غار سے ملی ہے۔ بادشاہ نے اُس کو اپنے زمانے کی ایک نبیہ عورت جس کا نام ہلدا (Hulda) بیان کیا جاتا ہے کے پاس بھیجا (یہودی دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے ہاں عورتیں بھی نبی رہی ہیں) ۔اُس عورت نے کہلا بھیجا کہ یہ موسیٰؑ ہی کی کتاب ہے لہٰذا موسیٰؑ کے چھ سو سال بعد اس کتاب کو بھی موسیٰؑ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔

Bible_Ten_Commandments_37880309-Aعہد نامۂ قدیم کو سارے کا سارا الہامی مانتے ہوئے ہچکچاہٹ ہوتی ہے وہ یوں کہ اس میں موسیٰؑ کے مرنے کے بعد اُن کے کفن دفن کا احوال بھی درج ہے لہٰذا عقلِ سلیم یہ کہتی ہے کہ تورات اگر موسیٰؑ پر اتری تو اُس میں اُن کے کفن دفن کا احوال کیسے آ گیا یہ یقیناً بعد کا اضافہ ہوگا۔ بہر حال ان کتب کی تاریخی حیثیت سے کسی کو کوئی انکار نہیں۔

333ق م مقدونیہ کے سکندر اعظم (Alexander the Great) سے یونانی اقتدار کے سورج طلوع ہوا۔

200ق م میں مقدس صحائف کی یونانی زبان میں تکمیل ہوئی جن میں 39 کتاب عہد نامہ قدیم تھیں اور چودہ اسفارِ محرفہ یا مشکوک کتابیں (Aporypha) شامل تھیں۔ یہ 14 مشکوک کتابیں عہد نامۂ قدیم کے عوامی اور خصوصی ترجموں میں تو ملتی ہیں لیکن یہودی اور پروٹسٹنٹ فرقے کے لوگ ان کو نہیں مانتے۔ (کٹر یہودی عہد نامۂ قدیم کی 24 کتابوں کو مانتے ہیں اور اس مجموعے کو 'تناخ' کہتے ہیں اور پروٹسٹنٹ عیسائی بائبل میں کُل 66 کتابیں ہیں؛ 39 عہد نامہ قدیم کی اور 27 عہد نامہ جدید کی۔ اس کے برعکس کیتھولک عیسائیوں کی بائبل میں 73 کتابیں شامل ہیں؛ 46 عہد نامہ قدیم کی اور 27 عہد نامہ جدید کی)

180ق م میں یسوع بن سیرہ (Jesus s/o Sira) نے اپنی کتاب L'Ecclesiastique 2 لکھی جو بائبل کے یروشلم کے ایڈیشن میں آج بھی شامل ہے اِس کتاب کا یونانی نام Le Siracide تھا۔

یسوع ابن سیرہ کا پوتا یہ کتاب 132ق م میں مصر لے کر آیا اور وہاں اس کا یونانی ترجمہ شروع کیا۔

یسوع بن سیرہ پہلا شخص تھا کہ جس نے مقدس کہانی یعنی حضرت آدمؑ سے لے کر اپنے دادا سیمون (Simone) تک بیان کیا۔ یہودی L'Eclesiastique کو مقدس کتاب کا حصہ نہیں مانتے اور اسے قانونی درجہ نہیں دیتے تاہم کیتھولک چرچ نے اسے بائبل کے دو یونانی ایڈیشنوں میں اسے تسلیم کیا ہے لیکن آج بائبل کے اردو ترجمے شائع شدہ بائبل سوسائٹی آف پاکستان، انار کلی لاہور میں یہ کتاب شامل نہیں ہے۔ اس کتاب کا بیشتر عبرانی متن صدیوں تک پردۂ اخفاء میں رہا تاآنکہ 1896ء میں اس کی بازیافت ہوئی۔*-3

63ق م میں رومن سردار پومپئی نے یروشلم فتح کیا۔

37ق م میں رومن بادشاہ ہیرود برسرِ اقتدار آیا بعدازاں جس کے حکم پر عیسیٰؑ کو مصلوب کیا گیا۔

6ق م میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔

لطیفہ ! ہم تو سنتے آئے ہیں کہ عیسوی سنہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے شروع ہوا لیکن اصل صورتِ حال یہ ہے کہ عیسوی کیلنڈر میں سن صفر اُس دن سے مانا گیا کہ جب عیسیٰؑ چھ سال کے تھے اور انہیں جون باپٹسٹ (Jean de Baptist) (مسلم عقیدے کے مطابق حضرت یحیٰؑ) نے پتسمہ دیا لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش عیسائی کیلنڈر کے مطابق سنہ 6 قبلِ مسیح کی کہلائی۔

7 اپریل سن 30ء میں بروز جمعہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کیا گیا اور سن 48ء کو یروشلم کونسل کا اجلاس ہوا۔

سن 50ء میں اناجیل کو آرامی زبان میں لکھا گیا۔ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مادری زبان آرامی تھی۔

مرقس (Marc or Mark) پی ایغ (Pierre) کا شاگرد تھا اور انجیل کو تحریری صورت میں لانے سے پیشتر اس کی زبانی تبلیغ کرتا رہا۔ کلیمنٹ کے مطابق مرقس نے انجیل کو روم میں مکمل کیا۔ اس بات کی یوں بھی شہادت ملتی ہے کہ مرقس کی انجیل میں کچھ یونانی الفاظ بھی موجود ہیں۔ *۔4

پاپیاس (Papias) کے مطابق متی (Mathew) نے اپنی انجیل کو عبرانی یا آرامی زبان میں لکھا بعد ازاں اسے یونانی میں ترجمہ کیا گیا۔

سن 67ء میں سینٹ پال کو روم میں قتل کر دیا گیا اُس نے عبرانی میں کچھ خطوط لکھے۔

سن 70ء میں رومی فوجی سردار طیطس (Titus) نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔

پہلی صدی عیسوی میں عہد نامۂ جدید کی 27 کتابوں کی تکمیل ہوئی اور انہیں یونانی زبانوں میں لکھا گیا۔
دوسری صدی عیسویں کے اختتام پر اناجیل کا لاطینی اور سریانی (Syriaque) زبان میں ترجمہ ہوا۔ اس کے بعد بائبل یا اناجیل کی لاطینی زبان میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔

315ء میں آتھی نائیسیس (Athenasus) جو سکندریہ کا بشپ تھا اُس نے عہد نامہ جدید کی 27 کتابوں کو درست اور قانون قرار دیا۔

382ء میں پہلی مرتبہ جیروم (Jerome) نے بائبل کی تمام 80 کتابوں کو ایک کتاب میں یکجا کیا۔ مذکورہ کتاب میں 39 کتابیں عہد نامہ قدیم کی۔ 14 کتابویں اسفارِ محرفہ یا کتبِ مشکوک اور عہد نامۂ جدید کی 27 کتابیں شامل تھیں۔ یہ تمام کتابیں لاتیں و لگات Latin Vulgat) عوامی لاطینی (میں لکھی گئیں۔

500ء میں مقدس صحائف کو صرف لاطینی زبان میں لکھنے کے احکامات جاری ہوئے۔
موجودہ زمانے میں انجیل کے چوتھی تا چودھویں عیسوی کے لکھے ہوئے قلمی نسخے موجود ہیں جو سب کے سب یونانی زبان میں ہیں۔ اس وقت انجیل کے دو قدیم ترین نسخے موجود ہیں۔ ان میں پہلا سینائی کے صومعہ سینٹ کیتھرائن کا نسخہ ہے جو آج برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ انجیل کا دوسرا قدیم ترین نسخہ "لی واتی کاں نیو" (Le Vaticanus) کے نام سے واٹیکن کی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ دونوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے وسط کے ہیں۔)

صدیوں تک لاطینی زبان علم وادب اور عام بول چال کا ذریعہ اظہار رہی تاآنکہ 813ء تک مرورِ زمانہ سے لاطینی زبان کا عام آدمی کے لئے سمجھنا قریب قریب ناممکن ہوگیا*۔5 پھر 'توغ کی مجلس' (Council de Tour) نے پادریوں کو اجازت دی کہ وہ وریئنکلر زبان Vernecular)) مراد علمی ادبی اور عالمانہ زبان سے ہٹ کر روز مرہ اور عام عوام کی زبان یا دیسی زبان) میں انجیل کی تبلیغ کر سکیں کیونکہ عام لوگ لاطینی زبان میں انجیل کے مندرجات کو سمجھ نہیں پاتے تھے تاہم پانچویں صدی عیسوی تک چرچ کے اعلیٰ طبقے اور سرکار دربار کی زبان لاطینی رہی اور عوام روز بروز اس سے ناآشنا ہوتے گئے، بالکل اس طرح کہ ہندوستان کے علماء اور فضلاء اور سرکاری دربار میں فارسی زبان کا دور دورہ تھا اور گلیوں بازاروں میں عام لوگ اپنے معاملات میں اردو سے کام لیتے تھے اور مقامِ عبرت ہے کہ ہندوستان کہ جس نے "امیر خسروؒ، ابوالفضل فیضیؒ، عبدالقادر بیدلؒ اور غالبؒ جیسے فارسی کے نابغۂ روزگار علماء وفضلاء پیدا کئے آج وہاں فارسی کا نام لینے والا کوئی نہیں۔

995ء میں عہد نامہ جدید کا اینگلو سیکسن زبان میں عہد نامۂ جدید کا ترجمہ ہوا جسے آگے چل کر انگریزی ترجمے کی راہیں ہموار ہو گئیں کیونکہ انگریزی زبان کی جڑیں اینگلو سیکسن (Anglosaxon) زبان سے جڑی ہوئی ہیں جیسے اردو کی پیدائش میں فارسی کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

1380ء کا سن بائبل کے ترجمے کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے وہ یوں کہ پروفیسر جون وائی کِلف (Jhon WyCliff) جو آکسفورڈ یونیورسٹی کا استاد تھا اور بجا طور پر اُسے انگریزی رسم الخط کا باوا آدم کہا جا سکتا ہے، نے بائبل کا پہلا مکمل قلمی نسخہ فراہم کیا۔ بائبل کا یہ قلمی مخطوطہ لاطینی زبان میں تھا۔*6

جون وائی کلف کے شاگردوں میں لولارڈ (Lollard) اور پروی (Purvey) نے اس نسخے کی درجنوں کاپیاں اور نقلیں بنائیں اور تقسیم کیں اور یہی عوامی لاطینی زبان (Latin Vulgate) کا نسخہ جون وائی کلف کو میسر تھا اور اسی ترجمے سے اُس نے انگریزی زبان میں بائبل کا پہلا ترجمہ 1384ء میں کیا۔
چونکہ چرچ کی طرف سے بائبل کو صرف لاطینی زبان میں لکھے جانے کی پابندی تھی لہٰذا پوپ وائی کلف کے انگریزی میں ترجمہ کرنے سے اس قدر مشتعل تھا کہ اُس نے انگریزی زبان کے اس محسن کو اُس کے مرنے کے 44 سال بعد یوں رسوا کیا کہ اُس نے حکم دیا کہ جون وائی کلف کی ہڈیوں کو قبر سے نکالا جائے اور اُنہیں چورا چورا کر کے دریا میں بہا دیا جائے اور پوپ کے احکامات کی حرف بحرف تعمیل ہوئی لیکن اس ظالمانہ رویے کے باوجود معاملات چرچ کے ہاتھوں سے نکلتے گئے اور انگریزی ترجمے کی بدولت آسمانی صحائف کو اپنی زبان میں پڑھ کر سمجھنے لگے لیکن چرچ کا معاندانہ رویہ بلکہ علم دشمن رویہ برقرار رہا۔

1415ء میں چرچ کے ظلم کا اگلا شکار جون ہُس (Jhon Hus) تھا۔ یہ بھی وائی کلف کا شاگرد تھا چرچ نے فتویٰ دیا تھا کہ جس شخص کے پاس لاطینی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں بائبل کا نسخہ ہوگا وہ واجب القتل ہوگا۔ جون ہُس کو بھی اس جرم میں زندہ جلوا دیا گیا اور مقامِ عبرت ہے کہ ایندھن کے طور پر جون وائی کلف کے انگریزی ترجمے کو استعمال کیا گیا یعنی اپنی ہی مقدس کتاب کو ایک ایسے شخص کے جلانے کے لیے نذرِ آتش کیا گیا کہ جس کا جرم صرف یہ تھا کہ اُس کے پاس بائبل کا ترجمہ پایا گیا۔ بہر حال جب جون ہُس کو جلایا جا رہا تھا تو اُس کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے،

''سوسال بعد خُدا ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اصلاحات کا پیامبر ہوگا اور اُس کے پیغام کو دبایا نہیں جاسکے گا۔''

ٹھیک ایک صدی بعد یعنی 1517ء میں مارٹن لوتھر (Martin Luther) رومن کیتھولک چرچ کے 95 جرائم منظرِ عام پر لایا اور ان الزامات کو ایک پرچے پر لکھ کر 'وٹن برگ' (Wittenberg) کے گرجا کے صدر دروازے پر میخوں سے گاڑھ دیا۔
مارٹن لوتھر پہلا شخص تھا کہ جس نے علی الاعلان بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا اور عام آدمی کی رسائی مقدس تحریروں تک ہو گی۔

اسی سال فوکس (Foxe) کی ''کتاب شہداء'' (Foxe's Book of Martyrs) شائع ہوئی۔ اسی کتاب میں فوکس کا بیان ہے کہ چرچ نے سات لوگوں کو اس جرم میں زندہ جلوا دیا کہ وہ اپنے بچوں کو لاطینی کی بجائے انگریزی میں انجیل کی تعلیم دیتے تھے۔

1450ء کا سال مذہب، علم و ادب اور تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس سال جرمنی میں جوہان گٹن برگ (Johann Guttenberg) نے چھاپہ خانہ ایجاد کیا۔*۔ 7 اور اپنے پرنٹنگ پریس پر جرمن زبان میں بائبل چھاپی اور وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کی۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے بعد حق سچ کی آواز دبانا ناممکن ہوگیا اور معاملات پر چرچ کی گرفت ڈھیلی پڑتی گئی اور آج جو علوم اور مذاہب کی ہمہ گیر اشاعت نظر آتی ہے وہ سب چھاپے خانے کی مرہونِ منت ہے۔

1490ء میں آکسفورڈ کے ایک استاد 'تھامس لی ناکر' نے یونانی زبان سیکھی اور اناجیل کو جب یونانی زبان میں پڑھا اور اُس کا تقابل عوامی لاطینی زبان (latin Vulgate) کے تراجم سے کیا تو اُس نے اپنی ڈائری میں لکھا،

''یا تو یہ (یونانی) نسخہ انجیل نہیں ہے یا پھر ہم عیسائی نہیں۔'' جبکہ چرچ اس پر مصر تھا کہ بائبل کو صرف لاطینی زبان میں ہونا چاہئیے۔ لطیفہ یہ ہے کہ یونانی زبان لاطینی سے بھی قدیم تھی اور اُس میں تحریف کا کم امکان تھا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی زبان آرامی تھی اور آرامی سے براہِ راست ترجمہ یونانی میں ہوا تھا۔ چرچ کے اس رویے کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ لاطینی صرف خواص اور سرکار دربار کی زبان تھی اور چرچ عام لوگوں کی زبان کو کم تر سمجھتا تھا اور چرچ کے خیال میں اگر لوگوں کو کلامِ

ربانی اپنی زبان میں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع مل گیا تو ہماری اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ (یہی رویہ شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالقادرؒ کو قرآن کے فارسی اور اردو ترجمے کے سلسلے میں پیش آیا۔)

آکسفورڈ کے ہی ایک اور پروفیسر 'جون کولیٹ' (Jhon Colet) نے اپنے شاگردوں کے لیئے یونانی زبان سے عہد نامۂ جدید کا ترجمہ انگریزی میں کیا اس ترجمے کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ عوام میں وہ جوش و خروش تھا کہ کلامِ ربانی کو اپنی زبان میں سننے کے لیے چھ ماہ کے اندر ہر اتوار کو سینٹ پال کے گرجا گھر میں بیس بیس ہزار لوگ جمع ہو جاتے تھے (جبکہ حالیہ دور کے ایک مبصر کے مطابق آجکل مذکورہ چرچ میں اتوار کی عبادت کے لیے بمشکل دو سو افراد جمع ہوتے ہیں اور اُن میں بھی اکثریت سیاحوں کی ہوتی ہے اور یہ بھی مقامِ عبرت ہے کہ ایک ہی یونیورسٹی کے لوگوں کے ایک ہی شعبے میں اتنا گراں قدر کام کہ جن پر پوری انسانیت فخر کر سکتی ہے اور ہماری دانشگاہوں کے فضلاء کا حال کیا ہے۔۔۔؟ یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ ہماری ہاں علمی رویہ کیوں نہ پنپ سکا؟)

1516ء میں 'ایراس مس' (Erasmus) جو مختلف زبانوں کا عالم فاضل تھا اُس نے یونانی اور لاطینی زبان کے ایک درجن کے قریب مختلف نسخوں سے تصحیح و تقابل کرکے عہد نامۂ جدید کو شائع کیا۔

1525-26ء میں ایک اور عالم فاضل 'ولیم ٹن ڈال' (Willian Tyndale) جسے انگریزی زبان کا معمار کہا جا سکتا ہے، اُس نے بائبل کا پہلا مستند اور مکمل ترجمہ شائع کیا اور انگریزی زبان کو بائبل کی شکل میں ایک معیار اور سند فراہم کی کیونکہ وہ آٹھ زبانوں کا ماہر تھا اور اُس نے کمال عرق ریزی سے بائبل کا انگریزی ترجمہ کیا۔

لیکن بدقسمتی سے بشپ آف انگلینڈ اس ترجمے کے خلاف تھا۔ بشپ نے ٹنڈال کو زندہ جلوانے کے بجائے اس ترجمے کی کاپیاں ضبط کرنے کا حکم دیا لیکن کچھ کاپیاں بادشاہ کی خواب گاہ میں چھپا دی گئیں۔ اور بشپ اور بادشاہ ہنری ہشتم نے اس ترجمے کی تقسیم پر پابندی عائد کر دی اور چرچ نے اعلان کیا کہ اس ترجمے میں ہزاروں غلطیاں ہیں جبکہ اس میں ترجمے کی کوئی غلطی نہ تھی لیکن اس ترجمے کو کثیر تعداد میں نذرِ آتش کیا گیا۔

بشپ کا غصہ اور بڑھا تو اُس نے اعلان کیا کہ جس شخص کے پاس 'ٹن ڈال' کی بائبل نظر آئے اُسے انجیل سمیت زندہ جلادیا جائے۔ گرجا کا یہ معاندانہ رویہ کیوں تھا؟ وہ اس لیے کہ اگر لوگ اللہ کا کلام اپنی زبان میں پڑھیں گے تو گناہوں کے اعتراف کے سلسلے میں اور مرنے والوں کو برزخ/اعراف (Purgatory) سے گناہوں کی بخشش کے سلسلے میں ہونے والی آمدنی متاثر ہونے کا خدشہ تھا کیونکہ انجیل کے متن میں گناہوں کے اعتراف اور برزخ (Purgatury) کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

بالآخر 'ٹن ڈال' کو (غالباً جرمنی) فرار ہونا پڑا لیکن اُس کے ترجمے کو روئی کی گانٹھوں اور آٹے کے تھیلوں میں چھپا کر انگلستان لایا جانے لگا لیکن 1536ء میں 'ولیم ٹنڈال' کو گرفتار کرلیا گیا اور 500 دنوں بعد اُسے بھی آگ میں زندہ جلوادیا گیا۔ اُس کے آخری الفاظ یہ تھے،

''اے خُدا! انگلستان کے بادشاہ کی آنکھیں کھول دے۔''

صرف تین سال بعد شاہِ انگلستان ہنری ہشتم نے انگریزی ترجمے کی طباعت اور اشاعت کی باضابطہ اجازت دے دی اور نہ صرف اجازت دی بلکہ گریٹ بائبل (Great Bible) کی چھپائی کے لیے رقوم بھی مہیا کیں لیکن اس سے پہلے 'ولیم ٹن ڈال' کے سعادت مند شاگردوں مائلس کورڈال (Myles Coverdale) اور راجر میتھیو (Roger Mathew) نے 4 اکتوبر 1535ء میں بائبل کو 'کوورڈال بائبل' (Coverdel Bible) کے نام سے شائع کیا۔

1537ء میں 'جون راجرز' (Jhon Rogers) نے اس بائبل کا دوسرا مکمل ایڈیشن جو عبرانی اور یونانی زبان میں مقابلہ کرنے کے بعد ایک فرضی نام 'تھامس میتھیو' (Thomas Mathew) سے شائع کیا اور 1539ء میں 'تھامس کران مر' (Thomas Cranmer) نے 'مائلس کورڈال' (Myles Coverdale) کو ہنری ہشتم کی گریٹ بائبل کو اجرت پر چھاپنے کے لیے آمادہ کیا یہ عوامی استعمال کیلئے پہلی مصدقہ انجیل تھی جو ہر گرجا گھر میں تقسیم کی گئی۔

شاہِ انگلستان ہنری ہشتم کیا انجیل کا خادم تھا؟

ہنری ہشتم نے کسی مذہبی خدمت کے جذبے سے بائبل ترجمے اور اشاعت کی اجازت نہیں دی بلکہ اس میں اس کا اپنا ذاتی مفاد تھا۔ وہ یوں کہ اُس نے پوپ سے درخواست کی کہ اُسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنی داشتہ سے شادی کر سکے۔ چونکہ عیسائی مذہب میں طلاق کی ممانعت تھی لہٰذا پوپ نے اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

بہر حال ہنری ہشتم نے اپنی بیوی کو قتل کر کے اپنی داشتہ سے شادی کر لی اور انتقاماً رومن کیتھولک ازم کو انگلستان سے دیس نکالا دے دیا اور ملک کو مذہبی کنٹرول سے آزاد کر دیا اور خود کو سلطنت اور چرچ (بالفاظِ دیگر دین اور دنیا) کا سربراہ قرار دیا۔

اب انگلستان میں معروف معنوں میں نہ تو کیتھولک فرقہ تھا اور نہ پروٹسٹنٹ بلکہ ہنری ہشتم کی سربراہی میں یہ نیا فرقہ انجیلی چرچ (Angelic Church) یا چرچ آف انگلینڈ کہلایا۔

ہنری ہشتم نے (عوامی غیض و غضب سے بچنے کے لئے اور عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے) بطور پوپ چرچ کے سربراہ کے طور پر پہلا حکم یہ جاری کیا کہ عوامی خواہشات کے مطابق انگریزی میں انجیل کی طباعت پر پابندی ہٹا لیں۔

کوئین میری (Queen Mary) کے دورِ اقتدار تک یعنی 1550ء تک یہ آزادی برقرار رہی۔ ہوا یوں کہ ہنری ہفتم کے بعد کنگ ایڈورڈ چہارم تخت نشین ہوا تو اس کے بعد ملکہ میری کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کا موقع ملا۔ وہ انگلینڈ کو پھر سے چرچ کے ماتحت بنانا چاہتی تھی۔

1555ء میں ملکہ میری نے انگریزی بائبل کے پبلشرز 'راجرز' Rogers اور 'تھامس کران مر' کو زندہ جلوا دیا۔ اسی دور میں بہت سے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو اپنا عقیدہ بچانے کے لیئے انگلستان سے ہجرت کرنی پڑی۔

جان فوکس کی نسبت چرچ آف جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کا رویہ ہمدردانہ تھا اور چرچ کے مظالم کا شکار ہونے والوں کی مستند داستان اس کی کتاب، 'کتابِ شہداء' (Book of Martyrs) ہے۔

1557ء میں جبکہ انگلینڈ میں انگریزی بائبل کی طباعت اور اشاعت کی مشکلات تھیں تو 'جون کالون' (Jhon Calvin) نے جنیوا سے بائبل کی کی اشاعت جاری رکھی اور اسی شہر میں جان 'کونکس' (Jhon Knox) نے بائبل کے متن کی صحت کو قائم کرنے کے لیے آیات پر نمبر لگائے اور باب وار اندراج کیا اور پہلی انگریزی Study Bible وجود میں آئی۔

اگلے سو سال تک یعنی 1560ء سے 1644ء تک اس بائبل کے 144 ایڈیشن شائع ہوئے اور یہی بائبل تھی جو کولمبس کی مہمات کے ساتھ امریکہ پہنچی۔

(بائبل کی امریکہ آمد پر ایک دلچسپ تبصرہ ایک ریڈ انڈین کی زبانی کچھ یوں ہوا کہ، ''جب پادری ہمارے ملک میں آئے تو اُن کے ہاتھ میں بائبل تھی اور ہم زمینوں کے مالک تھے۔ آج بائبل ہمارے ہاتھ میں ہے اور وہ زمینوں کے مالک ہیں۔'')
ملکہ میری (Queen Mary) کے مذہبی دورِ استبداد کے بعد ملکہ ایلزبیتھ نے بائبل کے ترجمے کی نظر ثانی کا حکم دیا اور گریٹ بائبل نظر ثانی کے بعد بشپ کی بائبل (Biship's Bible) کے نام سے چھاپی گئی۔

Red Bible بالآخر ایک طویل مزاحمت کے بعد چرچ آف روم نے انگریزی بائبل کو تسلیم کر لیا۔

ملکہ ایلزبیتھ کی موت کے بعد پرنس جیمز چہارم آف سکاٹ لینڈ کنگ جیمز اول کے نام سے تخت نشین ہوا۔ جیمز اول نے ترجمے کے اختلافات کو کسی حرفِ آخر سے ختم کرنے کے لیے 50 جید علماء وفضلاء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی اور اسے Translation to end all Translation یعنی آخری اور کامل ترجمے کا کام سونپا۔ اس کمیٹی کی شبانہ روز کاوشوں سے بائبل کا جو انگریزی ترجمہ مکمل ہوا اُسے کنگ جیمز کی بائبل (King James Bible) کہا گیا۔
1663ء میں امریکہ میں چھپنے والی پہلی بائبل ریڈ انڈین قبائل کی زبان (Algonquin Indian Language) میں تھی اور اسے جون ایلیٹ (Jhon Eliot) نے شائع کیا۔

1793ء میں ولیم کیری (William Carey) ہندوستان آیا اور بنگالی زبان سیکھنا شروع کی 1799ء میں اُس کے دو اور ساتھی 'یشوعا مارش مان' (Jashua Marshman) اور 'ولیم وارڈ' (William Ward) اُس سے آ ملے اور ان کی شبانہ روز کی محنت شاقہ سے بائبل کے بنگالی، ہندی، اُڑی، مراٹھی اور سنسکرت کے مکمل تراجم منظرِ عام پر آئے۔

1811ء میں بائبل سوسائٹی آف انڈیا کی بنیاد رکھی گئی جس کی وجہ سے آج 49 ہندوستانی زبانوں میں بائبل کے تراجم ملتے ہیں۔
1872ء میں پہلی انگریزی بائبل امریکہ میں چھپی اسے رابرٹ اٹیکن (Robert Aitken) نے شائع کیا۔ یہ واحد بائبل ہے جس کو امریکی حکومت نے مستند اور مصدقہ قرار دیا۔

1808ء میں اسی رابرٹ اٹیکسن کی بیٹی جین اٹیکن (Jane Aitken) پہلی عورت پبلشر تھی جس نے بائبل کو شائع کیا۔

1880ء میں کنگ جیمز اول کی بائبل کا انگریزی نظر ثانی ایڈیشن (ERV- English Revised Edition) شائع ہوا لیکن اس ایڈیشن میں 14 کتابیں (عہد نامۂ قدیم کے 14 اسفارِ محرفہ (کتبِ مشکوک Aporypha) غائب تھیں۔ 1880ء تک نہ صرف کیتھولک بلکہ ہر پروٹسٹنٹ بائبل میں 80 کتابیں ہوتی تھیں۔ دراصل جیمز اول کی دھمکی تھی کہ کوئی شخص ان 14 کتبِ مشکوک کے بغیر بائبل کو نہیں چھاپ سکتا لیکن 120 سال بعد پروٹسنٹ چرچ نے ان 14 کتابوں کو بائبل کا لازمی حصہ ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں بائبل سے خارج کر دیا۔

1866ء میں ایک خاتون مترجم 'ایلن ہاورڈ کشنگ' کے بائبل کے (بنگالی) ترجمے کی روایت ملتی ہے۔
1901ء میں ERV کا امریکن سٹینڈرڈ اور ورژن آیا ASV شائع ہوا۔
1971ء میں نیا امریکن سٹینڈڈ ورژن (N.A.S.V) شائع ہوا۔
1973ء میں نیا بین الاقوامی ورژن جسے N-I-V کا نام دیا گیا طبع ہوا جسے بعض نقادوں نے NIV کی لفظی مناسبت سے (Nearly Inspired Version) کہا۔
2002ء میں انگلش سٹینڈرڈ ورژن E.S.V شائع ہوا۔
2004 میں NUBV یعنی New Urdu Bible Vesion زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔

آج پاکستان بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور کے شائع کردہ بائبل کتابِ مقدس کے نام سے ملتی ہے اور اس میں بھی 66 کتابیں ہیں۔*۔8

پاکستان بائبل کمیشن کے زیرِ اہتمام بائبل کا 'کلامِ مقدس' کے نام سے شائع شدہ، نواں ایڈیشن، 2007ء کا مترجم کے زیرِ مطالعہ ہے اور اس میں مختلف اصطلاحات کا اشاریہ اور متعدد نقشہ جات شامل ہیں۔*۔9

حوالہ جات

*1 (سفر نامہ ہند برنیئر صفحہ 632)

*۔2۔-New world Translation of the Holy Scriptures — NWBTC- New york USA 1961-P

(1460

*۔3 (Le bible de Jeruslame Page-1195)

*۔4 (Le bible de Jeruselum Page 1696)

*۔5 ((http://www.earliestfrenchtexts.com

*۔6 (http://thetimelineofBibleTranslationHistory.com)

*۔7 (گٹن برگ کا مطلب ہے خوبصورت یا اچھا پہاڑ۔ جرمن زبان میں Gutten اچھا یا good کو کہتے ہیں اور برگ (berg) پہاڑ یا Mountain کو کہتے ہیں۔ اسی سے آئس برگ Iceberg یعنی برف کا پہاڑ نکلا ہے)

*۔8 بائبل کے ترجمہ کی اجمالی روایت کے لئے وزٹ کریں۔ www.GREATSITE.com

بائبل کی ترجمے کی روایت میں بائبل کے مندرجہ ذیل نسخہ جات پیشِ نظر رہے

1۔ Le bible de Jeruslame

2۔ New world Translation of the Holy

Scriptures — NWBTC- New yourk USA

3۔کتاب مقدس مطبوعہ بائبل سوسائٹی آف پاکستان انارکلی لاہور
4۔ کلامِ مقدس مطبوعہ کیتھولک بائبل کمیشن پاکستان،اشاعت نہم، 2007ء
*۔9 کلامِ مقدس مطبوعہ کیتھولک بائبل کمیشن پاکستان،اشاعت نہم، 2007ء

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, November 24, 2016 at 6:37pm UTC+05

اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ



یہ تقریباً 1957ء کی بات ہے فرانس میں کہیں ایک رہائشی عمارت کی نکڑ میں ترکی کے ایک پچاس سالہ بوڑھے آدمی نے چھوٹی سی دکان بنا رکھی تھی۔ ارد گرد کے لوگ اس بوڑھے کو "انکل ابراہیم" کے نام سے جانتے اور پکارتے تھے۔ انکل ابراہیم کی دکان میں چھوٹی موٹی گھریلو ضروریات کی اشیاء کے علاوہ بچوں کیلئے چاکلیٹ، آئسکریم اور گولیاں، ٹافیاں دستیاب تھیں، اسی عمارت کی ایک منزل پر ایک یہودی خاندان آباد تھا جن کا ایک سات سالہ بچہ (جاد) تھا۔ جاد تقریباً روزانہ ہی انکل ابراہیم کی دکان پر گھر کی چھوٹی موٹی ضروریات خریدنے کیلئے آتا تھا۔ دکان سے جاتے ہوئے انکل ابراہیم کو کسی اور کام میں مشغول پا کر جاد نے کبھی بھی ایک چاکلیٹ چوری کرنا نہ بھولی تھی، ایک بار جاد دکان سے جاتے ہوئے چاکلیٹ چوری کرنا بھول گیا۔ انکل ابراہیم نے جاد کو پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا، "جاد! آج چاکلیٹ نہیں اُٹھاؤ گے کیا؟" انکل ابراہیم نے یہ بات محبت میں کی تھی یا دوستی سے مگر

جاد کیلئے ایک صدمے سے بڑھ کر تھی. جاد آج تک یہی سمجھتا تھا کہ اس کی چوری ایک راز تھی مگر معاملہ اس کے بر عکس تھا۔ جاد نے گڑگڑاتے ہوئے انکل ابراہیم سے کہا کہ، "وہ اگر اسے معاف کر دے تو آئندہ وہ کبھی بھی چوری نہیں کرے گا" مگر انکل ابراہیم نے جاد سے کہا: "اگر تم وعدہ کرو کہ اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی کی چوری نہیں کروگے تو روزانہ کا ایک چاکلیٹ میری طرف سے تمہارا ہوا، ہر بار دکان سے جاتے ہوئے لے جایا کرنا" اور بالآخر اسی بات پر جاد اور انکل کا اتفاق ہو گیا، وقت گزرتا گیا اور اس یہودی بچے جاد اور انکل ابراہیم کی محبت گہری سے گہری ہوتی چلی گئی۔ بلکہ ایسا ہو گیا کہ انکل ابراہیم ہی جاد کیلئے باپ، ماں اور دوست کا درجہ اختیار کر چکا تھا، جاد کو جب کبھی کسی مسئلے کا سامنا ہوتا یا پریشانی ہوتی تو انکل ابراہیم سے ہی کہتا، ایسے میں انکل میز کی دراز سے ایک کتاب نکالتا اور جاد سے کہتا کتاب کو کہیں سے بھی کھول کر دو۔ جاد کتاب کھولتا اور انکل وہیں سے دو صفحے پڑھتا، جاد کو مسئلے کا حل بتاتا، جاد کا دل اطمینان پاتا اور وہ گھر کو چلا جاتا، اور اسی طرح ایک کے بعد ایک کرتے سترہ سال گزر گئے۔ سترہ سال کے بعد جب جاد چوبیس سال کا ایک نوجون بنا تو انکل ابرہیم بھی اس حساب سے سڑسٹھ سال کا ہو چکا تھا۔ داعی اجل کا بلاوا آیا اور انکل ابراہیم وفات پا گیا۔ اُس نے اپنے بیٹوں کے پاس جاد کیلئے ایک صندوقچی چھوڑی تھی، اُس کی وصیت تھی کہ "اس کے مرنے کے بعد یہ صندوقچی اس یہودی نوجوان جاد کو تحفہ میں دیدی جائے" جاد کو جب انکل کے بیٹوں نے صندوقچی دی اور اپنے والد کے مرنے کا بتایا تو جاد بہت غمگین ہوا، کیونکہ انکل ہی تو اسکا غمگسار اور مونس تھا۔ جاد نے صندوقچی کھول کر دیکھی تو اندر وہی کتاب تھی جسے کھول کر وہ انکل کو دیا کرتا تھا، جاد، انکل کی نشانی گھر میں رکھ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہو گیا۔ مگر ایک دن اُسے کسی پریشانی نے آ گھیرا، "آج انکل ہوتا تو وہ اُسے کتاب کھول کر دو صفحے پڑھتا اور مسئلے کا حل سامنے آ جاتا" جاد کے ذہن میں انکل کا خیال آیا اور اُس کے آنسوؤں نکل آئے، "کیوں ناں آج میں خود کوشش کروں" کتاب کھولتے ہوئے وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوا، لیکن کتاب کی زبان اور لکھائی اُس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ کتاب اُٹھا کر اپنے تیونسی عرب دوست کے پاس گیا اور اُسے کہا، "مجھے اس میں سے دو صفحے پڑھ کر سناؤ" مطلب پوچھا اور اپنے مسئلے کا اپنے تئیں حل نکالا واپس جانے سے پہلے اُس نے اپنے دوست سے پوچھا، "یہ کیسی کتاب ہے؟" تیونسی نے کہا، "یہ ہم مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے" جاد نے پوچھا "مسلمان کیسے بنتے ہیں؟" تیونسی نے کہا، "کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اور پھر شریعت پر عمل کرتے ہیں" جاد نے کہا، "تو پھر سن لو میں کہہ رہا ہوں اِشھد ان لا إلہ إلا اللہ واِن محمداً رسول اللہ۔" جاد مسلمان ہو گیا اور اپنے لئے "جاد اللہ القرآنی" کا نام پسند کیا۔ نام کا اختیار اس کی قرآن سے والہانہ محبت کا کھلا ثبوت تھا۔ جاد اللہ نے قرآن کی تعلیم حاصل کی، دین کو سمجھا اور اور اس کی تبلیغ شروع کی، یورپ میں اس کے ہاتھ پر چھ ہزار سے زیادہ لوگوں نے اسلام قبل کیا، ایک دن پرانے کاغذات دیکھتے ہوئے جاد اللہ کو انکل ابراہیم کے دیئے

ہوئے قرآن میں دنیا کا ایک نقشہ نظر آیا جس میں براعظم افریقہ کے ارد گرد لکیر کھینچی ہوئی تھی اور انکل کے دستخط کیئے ہوئے تھے . ساتھ میں انکل کے ہاتھ سے ہی یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی تھی " ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة " " اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ " جاد اللہ کو ایسا لگا جیسے یہ انکل کی اس کیلیئے وصیت ہو۔ اور اسی وقت جاد اللہ نے اس وصیت پر عمل کرنے کی ٹھانی۔ جاد اللہ نے یورپ کو خیر باد کہہ کر کینیا، سوڈان، یوگنڈہ اور اس کے آس پاس کے ممالک کو اپنا مسکن بنایا، دعوت حق کیلیئے ہر مشکل اور پر خطر راستے پر چلنے سے نہ ہچکچایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں ساٹھ لاکھ انسانوں کو دین اسلام کی روشنی سے نواز، جاد اللہ نے افریقہ کے کٹھن ماحول میں اپنی زندگی کے تیس سال گزار دیئے سن 2003ء میں افریقہ میں پائی جانے والی بیماریوں میں گھر کر محض چون سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ جاد اللہ کی محنت کے ثمرات اس کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔ وفات کے ٹھیک دو سال بعد اس کی ماں نے ستر سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، جاد اللہ اکثر یاد کیا کرتے تھے کہ انکل ابراہیم نے اس کے سترہ سالوں میں کبھی بھی اسے غیر مسلم محسوس نہیں ہونے دیا اور نہ ہی کبھی کہا کہ اسلام قبول کرلو۔ مگر اس کا رویہ ایسا تھا کہ جاد کا اسلام قبول کیئے بغیر چارہ نہ تھا۔ اپنے اچھے کردار کو اُجاگر کریں۔ کیونکہ ہماری زبان سے نکلی ہوئی بات سے ہو سکتا ہے کوئی انکار کردے لیکن جس بات کو ہم اپنے کردار سے اور دل کی گہرائیوں سے استوار کریں گے اُسے کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Thursday, November 24, 2016 at 5:32pm UTC+05

اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے



کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ اپنے وزیروں اور مصاحبوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھل وغیرہ کھائے جا رہے تھے کہ اس دوران میں ایک سیب کاٹتے ہوئے بادشاہ کی انگلی کٹ گئی۔ خون بہنے لگا۔ شاہی طبیب نے فوراً مرہم پٹی کر دی۔ بڑے وزیر کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ ''چلیے اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت ہو گی۔'' اس پر بادشاہ برہم ہو گیا۔ یہ غصے کی بات تو نہیں تھی مگر چونکہ درد ابھی ہو رہا تھا اس لیے اس نے غصے میں آ کر بڑے وزیر کو قید کرا دیا کہ بجائے ہمدردی کا کوئی جملہ کہنے کے اس نے اس میں بھی اللہ کی حکمت تلاش کر لی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فوراً ایک مصاحب کو بڑا وزیر مقرر کر دیا۔ دو تین روز بعد بادشاہ نے شیر کے شکار کا پروگرام بنایا۔ تمام وزیر اور مصاحب بھی ہمراہ تھے۔ سب ٹولیوں کی شکل میں شکار کی تلاش میں جنگل کو چھان رہے تھے۔ آہستہ آہستہ بادشاہ اور بڑا وزیر سب سے کٹ گئے۔ اتفاق سے وہ ایسی جگہ جا نکلے جہاں ایک شیر درخت کے سائے میں سو رہا تھا۔ اس نے

ان پر اچانک جو جست لگائی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ شیر نے کھانے سے پہلے انہیں سونگھا (حکایت کے مطابق شیر کبھی زخمی آدمی کو نہیں کھاتا) بادشاہ کے زخمی ہاتھ سے خون کی بساند آرہی تھی، اس لیے اس نے اسے چھوڑ دیا اور بڑے وزیر کو ہڑپ کر گیا۔ اتنے میں دوسرے لوگ انہیں ڈھونڈتے ہوئے آ نکلے۔ بڑے وزیر کا جسم تو ادھڑا ہوا پایا اور بادشاہ کو بے ہوش دیکھا۔ اسے ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے رگڑ رگڑ کر ہوش میں لائے۔ وہ بے حد خوف زدہ تھا اور بڑے وزیر کا یہ حال دیکھ کر بہت مغموم ہوا۔ اب اسے اپنے مقید وزیر کی بات یاد آئی جس نے اس کی انگلی کٹ جانے کو اللہ تعالیٰ کی حکمت کہنے کی گستاخی کی تھی اور غیر معینہ مدت کے لیے جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔ کئی مصاحبوں نے بھی اس کا وہ جملہ یاد دلایا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اسی حکمت کے نتیجے میں آج اس کی جان بچی تھی۔ چنانچہ واپس جا کر بادشاہ نے اسے جیل سے باعزت طور پر نکال کر دربار میں حاضر کیا، اس سے معذرت چاہی اور ایک بیش قیمت خلعت سے بھی نوازا۔ پھر بادشاہ نے کہا: ''اچھا اگر اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے تو تو جتنا عرصہ جیل میں رہا، اس میں اللہ تعالیٰ کی کونسی حکمت تھی۔'' اس پر وزیر بولا: ''حکمت کا ثبوت تو میرا اس وقت آپ نے سامنے زندہ بیٹھا ہونا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں آپ کے ہمراہ ہوتا اور میں ہی شیر کی خوراک بنتا۔'' اس پر بادشاہ کو ایک بار پھر اس کی عقلمندی کا قائل ہونا پڑا اور اسے بصد اعزاز عہدے پر بحال کر دیا۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, November 24, 2016 at 3:22pm UTC+05

اللہ سے بات منوانے کا آسان طریقہ**

انتخاب : محمد علی احمد .



میں نے ایک سفید ریش بزرگ سے ایک سوال پوچھا ”اللہ تعالیٰ سے بات منوانے کا بہترین طریقہ کیا ہے ؟“

.

وہ مسکرائے ‘ قبلہ رو ہوئے ‘ پاؤں لپیٹے ‘ رانیں تہہ کیں ‘ اپنے جسم کا سارا بوجھ رانوں پر شفٹ کیا اور مجھ سے پوچھا ”تمہیں اللہ سے کیا چاہیے ؟“ ہم دونوں اس وقت جنگل میں بیٹھے تھے ‘ حبس اور گرمی کا موسم تھا ‘

.

سانس تک لینا مشکل تھا‘میں نے اوپر دیکھا‘اوپر درختوں کے پتے تھے اور پتوں سے پرے گرم‘ پگھلتا ہوا سورج تھا‘میں نے مسکرا کر عرض کیا’’اگر بادل آ جائیں‘ ذرا سی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں تو موسم اچھا ہو جائے گا‘‘ وہ ہنسے اور آہستہ سے بولے ’’لو دیکھو‘‘ وہ اس کے بعد بیٹھے بیٹھے رکوع میں جھکے اور پنجابی زبان میں دعا کرنے لگے

.

’’اللہ جی ! کاکے کی دعا قبول کر لے‘ اللہ جی ! ہماری سن لے‘‘ وہ دعا کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے .

.

‘ پہلے ان کی پلکیں گیلی ہوئیں‘ پھر ان کے منہ سے سسکیوں کی آوازیں آئیں اور پھر ان کی آنکھیں چھم چھم برسنے لگیں‘ وہ بری طرح رو رہے تھے۔

.

میں ان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا‘میں نے زندگی میں بے شمار لوگوں کو روتے دیکھا لیکن ان کا رونا عجیب تھا

.

‘ وہ ایک خاص ردھم میں رو رہے تھے‘منہ سے سسکی نکلتی تھی‘ پھر آنکھیں برستیں تھیں اور پھر ’’اللہ جی ! ہماری سن لے‘‘ کا راگ الاپ بنتا تھا‘میں پریشانی‘ استعجاب اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ انھیں دیکھ رہا تھا‘ وہ دعا کرتے جاتے تھے‘ روتے جاتے تھے اور سسکیاں بھرتے جاتے تھے‘میں نے پھر وہاں ایک عجیب منظر دیکھا‘ مجھے ہوا ٹھنڈی ہوتی ہوئی محسوس ہوئی‘ آسمان پر اسی طرح گرم سورج چمک رہا تھا لیکن جنگل کی ہوا میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی‘ میری پیشانی‘ سر اور گردن کا پسینہ خشک ہو گیا‘ میرے سینے اور کمر پر رینگتے ہوئے قطرے بھی غائب ہو گئے‘میں ٹھنڈی ہوا کو محسوس کر رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا‘ میرے دیکھتے ہی دیکھتے پتوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں‘ .

شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے لگیں‘ پودے ہوا کی موسیقی پر ناچنے لگے اور پھر بادل کا ایک ٹکڑا کہیں سے آیا اور سورج اور ہمارے سر کے درمیان تن کر ٹھہر گیا‘ وہ رکے‘ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور شکر ادا کرنے لگے۔

.

وہ دیر تک ''اللہ جی! آپ کا بہت شکر ہے' اللہ جی! آپ کی بہت مہربانی ہے'' کہتے رہے' وہ دعا سے فارغ ہوئے' ذرا سا اوپر اٹھے' ٹانگیں سیدھی کیں اور منہ میری طرف کر کے بیٹھ گئے' ان کی سفید داڑھی آنسوؤں سے تر تھی' انھوں نے کندھے سے رومال اتارا' داڑھی خشک کی اور پھر بولے ''دیکھ لو! اللہ نے اپنے دونوں بندوں کی بات مان لی'' میں نے ان کا ہاتھ پکڑا' چوما اور پھر عرض کیا'' باباجی لیکن اللہ سے بات منوانے کا فارمولہ کیا ہے' اللہ کب' کیسے اور کیا کیا مانتا ہے؟'' وہ مسکرائے' شہادت کی دونوں انگلیاں آنکھوں پر رکھیں اور پھر بولے ''یہ دو آنکھیں فارمولہ ہیں'' میں خاموشی سے ان کی طرف دیکھتا رہا' وہ بولے ''میں نے یہ فارمولہ اپنی ماں سے سیکھا' میں بچپن میں جب بھی اپنی سے کوئی بات منوانا چاہتا تھا تو میں رونے لگتا تھا' ماں سے میرا رونا برداشت نہیں ہوتا تھا' وہ تڑپ اٹھتی تھی' وہ مجھے گود میں بھی اٹھا لیتی تھی' مجھے چومتی بھی تھی' میری آنکھیں بھی صاف کرتی تھی اور میری خواہش' میری ضرورت بھی پوری کرتی تھی۔

میں ماں کی اس کمزوری کا جی بھر کر فائدہ اٹھاتا تھا' میں رو رو کر اس سے اپنی پسند کے کھانے بھی بنواتا تھا' اس سے نئے کپڑے اور نئے جوتے بھی لیتا تھا اور کھیلنے کے لیے گھر سے باہر بھی جاتا تھا'' وہ رکے اور پھر آہستہ سے بولے ''میں نے جب مولوی صاحب سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو مولوی صاحب نے ایک دن فرمایا ''اللہ تعالیٰ انسان سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے' یہ فقرہ سیدھا میرے دل میں لگا اور میں نے سوچا' میں رو کر اپنی ایک ماں سے سب کچھ منوا لیتا ہوں' اللہ اگر مجھ سے ستر ماؤں جتنی محبت کرتا ہے

.

تو پھر میں رو رو کر اس سے کیا کیا نہیں منوا سکتا'' وہ رکے اور بولے ''بس وہ دن ہے اور آج کا دن ہے' میں روتا ہوں' اللہ کی ذات میں ستر ماؤں کی محبت جگاتا ہوں اور میری ہر خواہش' میری ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

Thursday, November 24, 2016 at 12:15am UTC+05

گناہ اور معافی

حوالہ: ڈاکٹر شہناز مزمل



موسیٰ علیہ السلام نےقارون کو زکٰوۃ کا کہا تو قارون برا مان گیا۔ قارون سوچ میں پڑ گیا کہ اتنی رقم میں زکٰوۃ آخر کیوں دوں؟ قارون نے زکٰوۃ سے بچنے کے لیے عورت کو پیسے دیئے کہ تم موسیٰ علیہ السلام پہ بدکاری کا الزام لگاؤ. موسیٰ علیہ السلام ایک مجمعے میں لوگوں سے وعظ فرما رہے تھے کہ وہاں وہ عورت بھی پہنچی ۔موسیٰ علیہ السلام سے مجمع میں ایک پوچھنے والے نے پوچھا " کہ جو انسان کسی عورت سے زنا کرے اسکی کیا سزا ہے " موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ انسان شادی شدہ ہے تو اسکو پتھر مار کر قتل کیا جائے " اس نے کہا یہ عورت کچھ کہنا چاہتی ہے اس نے عورت کو کھڑا کیا ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا " کیا کہتی ہو بی بی کیا مسئلہ ہے آپکا " اسکی نظر پڑی نور نبوت پہ تو اس نے کہا " میں کچھ نہیں کہتی قارون نے مجھے پیسے دیئے تھے کہ آپ پہ بدکاری کا الزام لگا دوں " موسیٰ علیہ السلام فورا سجدے میں گرے اللّٰہ نے فرمایا

موسیٰ آج تو زمین کو جو حکم دے گا وہ اسکی تعمیل کرے گی .موسیٰ علیہ السلام جلال میں کھڑے ہوئے اور زمین کو کہا " پکڑو اسے " جب زمین نے ایک دم قارون کو کھینچا اور پیروں تک زمین میں چلا گیا تو قارون نے کہا " اے موسیٰ مجھے معاف کرو " موسیٰ علیہ السلام نے کہا " اسکو اور پکڑو " کہ زمین نے اسکو مزید کھینچا اور پیٹ تک چلا گیا ۔ قارون نے چیخ کر کہا کہ موسیٰ مجھے معاف کرو ۔ قارون کہتا ہے معاف کردو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اور پکڑو اور یوں زمین نے اسکو پورا کھینچ لیا ۔ کچھ وقت بعد اللّٰہ نے جبرائیلؑ کو اتارا۔ فرمایا. " موسیٰ بڑا مضبوط ہے تیرا دل اس نے تیری اتنی منتیں کی اور یہ نرم نہ ہوا میری عزت کی قسم اگر قارون مجھے ایک بار بھی پکارتا تو میں اسکو زمین سے واپس نکال لیتا " اللّٰہُ اکبر جو قارون کو معاف کرنے کے لیے تیار ہے پھر ہم تو اسکے محبوب کی امت ہیں کیا وہ ہمیں معاف نہ کرے گا ؟ لیکن ہم بھی اس کو پکاریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تو تب ناں...!

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

Thursday, November 24, 2016 at 12:02am UTC+05

توبہ اور بارش

حوالہ: خالد خان



بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا، مدتوں سے بارش نہیں ہو رہی تھی۔ لوگ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے پاس گے اور عرض کیا: یا کلیم اللہ ! رب تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش نازل فرمائے۔ چنانچہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہمراہ لیا اور بستی سے باہر دعا کے لیے آ گئے۔ یہ لوگ ستر ہزار یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بڑی عاجزی سے دعا کرنا شروع کی: "میرے پروردگار ! ہمیں بارش سے نواز، ہمارے اوپر رحمتوں کی نوازش کر...... چھوٹے چھوٹے معصوم بچے، بے زبان جانور اور بیمار سبھی تیری رحمت کے امیدوار ہیں، تو ان پر ترس کھاتے ہوئے ہمیں اپنی دامنِ رحمت مین جگہ دے۔" دعائیں ہوتی رہیں مگر بادلوں کا دور دور تک پتا نہ تھا، سورج کی تپش اور تیز ہو گئی۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو وحی نازل ہوئی: " تمہارے درمیان ایک ایسا شخص ہے جو گزشتہ چالیس سالوں سے مسلسل میری نافرمانی کر رہا ہے اور گناہوں پر مصر ہے۔ اے موسیٰ! آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ وہ نکل جائے، کیوں کہ اس آدمی کی وجہ سے بارش رُکی ہوئی ہے اور جب تک وہ باہر نہیں نکلتا بارش نہیں ہو گی۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: باری تعالیٰ! میں کمزور سا بندہ، میری آواز بھی ضعیف ہے، یہ لوگ ستر ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہیں، میں ان تک اپنی آواز کیسے پہنچاؤں گا؟ جواب ملا: " تیرا کام آواز دینا ہے، پہنچانا ہمارا کام ہے۔" حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آواز دی، اور کہا: " اے رب کے گناہگار اور نافرمان بندے! جو گزشتہ چالیس سال سے اپنے رب کو ناراض کر رہا ہے اور اس کو دعوتِ مبارزت دے رہا ہے....

لوگوں میں سے باہر آ جا، تیرے ہی کالے کرتوتوں کی پاداش میں ہم بارانِ رحمت سے محروم ہیں۔" اس گناگار بندے نے نے اپنے دائیں بائیں دیکھا، کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہی مطلوب ہے۔ سوچا کہ اگر میں تمام لوگوں کے سامنے باہر نکلا تو بے حد شرمندگی ہو گی اور میری جگ ہنسائی ہو گی۔ اور اگر میں باہر نہ نکلا تو محض میری وجہ سے تمام لوگ بارش سے محروم رہیں گے۔ اب اس نے اپنا چہرہ اپنی چادر میں چھپا لیا، اپنے گزشتہ افعال و اعمال پر شرمندہ ہوا اور یہ دعا کی: " اے میرے رب! تو کتنا کریم ہے اور بردبار ہے کہ میں چالیس سال تک تیری نافرمانی کرتا رہا اور تو مجھے مہلت دیتا رہا۔ اور اب تو میں یہاں تیرا فرمانبردار بن کر آیا ہوں، میری توبہ قبول فرما اور مجھے معاف فرما کر آج ذلت و رسوائی سے بچا لے۔" ....

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ آسمان بادلوں سے بھر گیا اور موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کیا: یاالٰہی! آپ نے بارش کیسے برسانا شروع کر دی، وہ نافرمان بندہ تو مجمع سے باہر نہیں آیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جس کی بدولت میں نے بارش روک رکھی تھی اسی کی بدولت اب بارش برسا رہا ہوں، اس لیے کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یااللہ! اس آدمی سے مجھے بھی ملا دے تاکہ میں اس کو دیکھ لوں؟ فرمایا: " اے موسیٰ! میں نے اس کو اس وقت رسوا اور خوار نہیں کیا جب وہ میری نافرمانی کرتا رہا، اور اب جب کہ وہ میرا مطیع اور فرمانبردار بن چکا ہے تو اسے کیسے شرمندہ اور رسوا کروں؟" ☆.... وہ ایک گناہگار اور نافرمان شخص تھا اور اس کی بدولت بارش کا نزول نہیں

ہو رہا تھا اور چند کو چھوڑ کر تمام اُمت ہی گناہگار اور غفلت میں ہو تو پھر کیا حشر ہو گا؟ سورۃ الجن آیت نمبر 16 میں رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: "لوگ اگر راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی دیتے.

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Saturday, November 5, 2016 at 12:24pm UTC+05

بوڑھے ماں باپ



ایک 50 سال کی اماں نے اپنے بوڑھے شوھر کو آواز دی کہ اے جی سنئیے گا یہ الماری کا شیشہ نہیں کھل رہا،،،،،،،،،،،،،،بوڑھا شوھر آگے بڑھا اور کھولنے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیاب نہ ھو سکا، جوان بیٹا آگے بڑھا، ذرا سا زور لگایا آسانی سے کھل گیا اور بولا» لو جی، یہ بھی کوئی مشکل کام تھا« باپ مسکرایا اور بولا بیٹا یاد ہے جب تو بچہ تھا اور گھر کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا تھا تو میں جان بوجھ کر آہستہ آہستہ تیرے دروازے کھولنے میں اس طرح مدد کرتا تھا کہ تو سمجھے کہ دروازہ تو نے خود کھولا ہے تا کہ تیرے اندر اعتماد آئے، تیرا دل نہ ٹوٹنے پائے اور تیری ہمت بڑھے باپ کی بات سننا تھی کہ جوان بیٹا متوجہ ہو گیا اور اسکی آنکھ سے آنسو جاری ہونا شروع ہو گئے اسی طرح ایک دفعہ بوڑھے باپ نے بیٹے سے پوچھا یہ جو تو نے نئی گاڑی خریدی ہے اس کا نام کیا ہے؟ بیٹا بولا ہنڈا"

چند گھنٹوں بعد بوڑھے باپ نے دوبارہ سوال کیا؟بیٹا حیران ھو کر بولاابو ہنڈا "رات کو سونے سے پہلے باپ نے پھر سوال کیا کہ کیا نام بتایا تھا؟اب توجوان بیٹا کنٹرول نہ کر سکااور غصے میں بولاآپ کو کتنی مرتبہ بتاؤں ہنڈا، ہنڈا، ہنڈ ! باپ خاموش ہو گیا الماری سے 30 سالہ پرانی نوٹ بک نکالی اور بیٹے سے کہاذرااس کا یہ والا صفحہ توپڑھنا بیٹے نے بادل ناخواستہ صفحہ پڑھناشروع کیا جس میں لکھاتھا» آج میری خوشی کا بہت بڑادن ھے کیونکہ میرے بیٹے نے پہلی دفعہ لفظ چڑیا بولااور مجھ سے 25 مرتبہ کہا باباوہ کون ہےاور میں نے خوشی اور مسرت کے ساتھ 25 مرتبہ جواب دیابیٹا بولوچڑیاچڑیاچڑیا جوان بیٹا حیرانگی سے ایک ایک پڑھتا جاتا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری» " کروڑوں سلام ھوں اس ماں پر کہ جو دستر خوان پر جب بھی غذا کم پڑنے لگتی سب سے پہلا بندہ جو کہتا کہ مجھے توآج بھوک ہی نہی تھی وہ ہے ماں» "

حاملگی کے دوران جب جب بچہ ماں کے پیٹ میں زور سے کہنی یالات مارتا، توخوشی سے سب کو بتاتی، لیکن آج رات کو سونے سے پہلے اسکے پاؤں دبانے کیلئے وقت نہیں رہا» "اے کاش کہ ایسا ممکن ہوتا کہ زندگی آخر سے شروع ہوتی کہ مرتے وقت ماں کی آغوش ملتی اور جان نکلتے ہوئے اسکی میٹھی میٹھی لوری» "ماں باپ جو بچوں کو خلوص عشق کے ساتھ انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتے ہیں ، لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ بچے انکی ویل چیئر پکڑتے ہوئے شرماتے ہیں» "واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ایک ماں باپ دس بچوں کو سنبھال سکتے ہیں لیکن دس بچے ایک ماں باپ کو نہیں۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

Friday, November 4, 2016 at 3:17pm UTC+05

ایک لفظ "تنہائی" اور دوسرا "سچائی" ہے

تحریر: ڈاکٹر شہناز مزمل



ایک لفظ "تنہائی" اور دوسرا "سچائی" ہے۔ جب سے یہ دو لفظ سیکھے ہیں تو سیکھنے کا مفہوم بھی تبدیل ہو گیا ہے کہ سیکھنا کسے کہتے ہیں؟ ان الفاظ کو وہ جملے میں عام طور یوں استعمال کرتے تھے کہ "اپنی تنہائی کو بہتر بنالو" اور "سچے بن جاو"۔ اب کہنے کو تو یہ عام سے جملے ہیں، آپ ان جملوں پر لمبا چوڑا وعظ سن لیں یا کہہ لیں، یہ سب سیکھنے میں شامل نہیں ہے۔ "تنہائی" کے لفظ کو سیکھ لینا یہ ہے، چاہے آپ ایک دن میں سیکھیں یا سال میں، کہ جب جب آپ کو تنہائی میسر ہو تو دل نماز کی طرف لپک لپک کر جائے۔ جس طرح تنہائی میں فلم دیکھنے کی رغبت محسوس ہوتی تھی، اب نماز پڑھنے کی رغبت ایسے ہی محسوس ہونے لگے۔ پہلے تنہائی میں گناہ سے روکنے کے لیے نفس سے مجاہدہ کرنا پڑتا تھا تو اب تنہائی کی نیکی چھوڑنے کے لیے مجاہدہ کی ضرورت محسوس ہو۔ اور پھر تنہائی،

صرف بیڈ روم کی تنہائی، تنہائی محسوس نہ ہو بلکہ اگر کہیں گاڑی میں اکیلے سفر میں ہے تو بھی تنہائی میں ہے حتی کہ جب جب خاموش ہے تو حالت تنہائی میں ہی ہے۔ جس طرح بیڈ روم کی خلوت میں انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہوئے اپنی تنہائی کی حفاظت کرنی ہے، اسی طرح بازار کی مجلس میں نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی تنہائی کو بہتر بنانا ہے کہ چاہے کوئی اور تو نہ دیکھ رہا ہو لیکن وہ تو دیکھ رہا ہے کہ جو نظروں کی خیانت کا بھی حساب رکھتا ہے۔ اور سچا بننا صرف اپنے قول میں نہیں بلکہ حال میں بھی ہے۔ سچ صرف یہ نہیں ہے کہ جھوٹ نہ بولو بلکہ سچ یہ بھی ہے کہ سچ کو چھپاؤ نہ۔ سچا بننا یہ بھی ہے کہ جتنا نیک ہو، اتنا ہی نظر آئے۔ آپ کی بات چیت، گفتگو، حلیے اور وضع قطع سے کوئی آپ کو اتنا عالم فاضل اور متقی پرہیزگار نہ سمجھ لے کہ جتنا کہ آپ نہیں ہیں۔ اور آپ کیا ہیں، آپ صرف وہی ہیں جو آپ اپنی تنہائی میں ہوتے ہیں نہ کہ مجلس میں۔ بھئی، سچا بننا یہ بھی نہیں کہ "عاجز"، "فقیر"، "حقیر پر تقصیر" اور "طویلب" جیسے القابات استعمال کرنا شروع کردیں، سچا بننا یہ ہے کہ جو ہیں، بس اس کا اظہار کریں اور وہی ہم اپنے قال اور حال سے نظر آئیں۔ اگر تو عالم دین ہیں تو اپنے آپ کو طویلب کہنے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی علامہ کہے جانے پر خوشی محسوس کریں، بس یہی کہیں کہ عالم دین ہوں۔ تکلیف اور بیماری میں ہیں، تو کوئی حال احوال پوچھے تو بتلا دیں کہ تکلیف میں ہیں اور کچھ کھانے کو دل کر رہا ہے اور میزبان نے تکلفاً پوچھ لیا ہے تو بتلا دیں کہ کھانے کو دل کر رہا ہے۔ تاجر ہیں تو اپنے مال کا عیب بھی بتلائیں، چاہے گاہک نہ بھی پوچھے، پھر بھی بتلائیں کہ اسی کا مطلب ہے کہ سچ نہ چھپائیں۔ اللہ عزوجل مجھے بھی اور آپ کو بھی ان دو جملوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

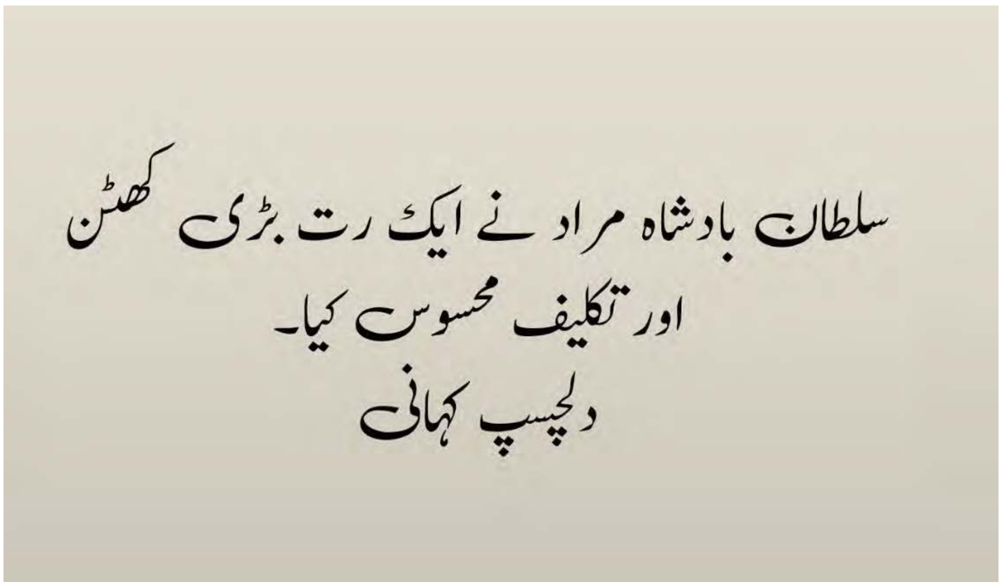
مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

جنازہ، بادشاہ اور میت ! !

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



بادشاہ سلطان مراد نے ایک رات بڑی گھٹن اور تکلیف میں گزاری، لیکن وہ اس کا سبب نہ جان سکا،اس نے اپنے سیکورٹی انچارج کو بلایا اس کو اپنی بے چینی کی خبر دی، بادشاہ کی عادت تھی، کہ وہ بھیس بدل کر عوام کی خفیہ خبر گیری کرتا تھا، کہا چلو چلتے ہیں اور کچھ وقت لوگوں میں گزارتے ہیں، شہر کے ایک کنارے پر پہنچے تو دیکھا ایک آدمی گرا پڑا ہے۔

بادشاہ نے اسے ہلا کر دیکھا تو مردہ انسان تھا،لوگ اس کے پاس سے گزرے جا رہے تھے، بادشاہ نے لوگوں کو آواز دی کہ ادھر آؤ بھئی لوگ جمع ہوگئے اور وہ بادشاہ کو پہچان نہ سکے، پوچھا کیا بات ھے بادشاہ نے کہا آدمی مرا ہوا ہے اس کو کسی نے کیوں نہیں اٹھایا کون ہے یہ اور اس کے گھر والے کہاں ہیں لوگوں نے کہا یہ زندیق شخص ہے۔بڑا شرابی اور زانی آدمی تھا، بادشاہ نے کہا کیا یہ امت محمدیہ میں سے نہیں ہے؟ چلو اس کو اٹھاؤ اور اس کے گھر لے چلو، لوگوں نے میت گھر پہنچا دی۔

اس کی بیوی نے خاوند کی لاش دیکھی تو رونے لگی۔ لوگ چلے گئے بادشاہ اور اس کا سیکورٹی انچارج وہیں کھڑے عورت کا رونا سنتے رہے وہ کہہ رہی تھی، میں گواہی دیتی ہوں بیشک تو اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور نیک لوگوں میں سے ہے۔

مراد بڑا متعجب ہوا یہ کیسے ولی ہو سکتا ہے لوگ تو اس کے متعلق یہ یہ باتیں کر رہے تھے اور اس کی میت کو ہاتھ لگانے کو تیار نہ تھے ،اس کی بیوی نے کہا مجھے بھی لوگوں پر یہی توقع تھی اصل حقیقت یہ ہے کہ

میرا خاوند ہر روز شراب خانہ جاتا جتنی ہو سکے شراب خریدتا اور گھر لا کر گڑھے میں بہا دیتا اور کہتا کہ چلو کچھ تو گناھوں کا بوجھ مسلمانوں سے ہلکا ہولا، اسی طرح رات کو ایک طوائف کے پاس جاتا اور اس کو ایک رات کی اجرت دے دیتا اور اس کو کہتا کہ اپنا دروازہ بند کر لے کوئی تیرے پاس نہ آئے، گھر آ کر کہتا الحمد للہ آج اس عورت کا اور نوجوان مسلمانوں کے گناہوں کا میں نے کچھ بوجھ ہلکا کر دیا ہے، لوگ اس کو شراب خانے اور طوائف کے گھر آتا جاتا دیکھتے تھے، میں اسے کہتی تھی یاد رکھ جس دن تو مر گیا لوگوں نے نہ تجھے غسل دینا ہے نہ تیری نماز جنازہ پڑھنی ہے اور نہ تجھے دفنانا ہے، وہ مسکرا دیتا اور مجھے کہتا کہ

گھبر امت تو دیکھے گی کہ میرا جنازہ وقت کا بادشاہ، علماء اور اولیاء پڑھیں گے۔

بادشاہ رو پڑا اور کہنے لگا میں سلطان مراد ہوں، کل ہم اس کو غسل دیں گے ہم اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ہم اس کی تدفین کریں گے چنانچہ اس کا جنازہ بادشاہ وقت، علماء، اولیاء اور کثیر عوام نے پڑھا، آج ہم بظاہر کچھ دیکھ کر یا محض دوسروں سے سن کر اہم فیصلے کر بیٹھتے ہیں، اگر ہم دوسروں کے دلوں کے بھید جان لیں تو ہماری زبانیں گونگی ہو جائیں....

اللہ پاک ہمیں صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

تمہیں جو کچھ بھی ملا ہے , لاہور سے ملا ہے، پھر لاہور کے خلاف کیوں لکھتے ہو !

تحریر : میاں وقارالاسلام



میرے بہت سے دوست یہ پوچھتے ہیں کہ میاں صاحب آپ کو جو کچھ بھی ملا ہے، وہ لاہور سے ملا ہے، پھر آپ لاہور کے خلاف کیوں لکھتے ہیں۔

نہ میں لاہور کے خلاف ہوں نہ میں لاہوریوں کے خلاف، مجھے لاہور سے بہت محبت ملی ہے، تعلیم بھی یہیں سے ملی ہے، ملازمت بھی یہیں سے ملی ہے اور بزنس بھی یہیں سے ملا ہے، یہ بات میرے لیے جتنی خوشی کا باعث ہے اتنے دکھ کا باعث ہے کہ میرے ساتھ ہزاروں لوگ ایسے تھے جو مجھ سے کہیں زیادہ قابل اور ذہین تھے مگر ان ساری چیزوں سے محروم رہ گئے جو مجھے لاہور آ کر ملیں، وجہ صرف یہی تھی کہ وہ لاہور آنے کی طاقت یا وسائل نہیں رکھتے تھے۔ انہیں معلوم بھی نہیں کہ ان کے حقوق پر ڈاکے مارنے والے کون ہیں۔ ان لوگوں کے حالات آج بھی وہی ہیں جو آج سے 20 یا 30 سال پہلے تھے۔ ان کے لیے زندگی آج بھی وہیں رُکی ہوئی ہے۔

مسئلہ صرف میرے آبائی شہر کا نہیں ہے بلکہ پاکستان کر ہر محروم شہر کا ہے۔ سومنات کے پجاریوں کو لاہور سے باہر کے لوگوں کے مسائل مسائل ہی نہیں لگتے۔ یہ کہتے ہیں ہم نے میٹرو بنائی، موٹروے بنائی، پھر بھی کسان ہمیں گالیاں کیوں دیتے ہیں۔ ان پاگلوں کو کوئی سمجھائے کہ کسانوں کو تم نے کیا دیا ہے سوائے ان کے معاشی قتل کے۔ لاہور کی ترقی پہ کسی کو کوئی دکھ نہیں ہے، مگر یہ کیسا انصاف ہے کہ کسان بھوکا مرے اور انڈسٹریل اسٹ 10 فیکٹریاں اور لگالے۔ لاہور میں سڑکوں کا جال بچھیں اور چھوٹے شہرے کے روڈ جوہڑ بن کر بیماریاں پھلا رہے ہوں۔ لاہور میں یونیوسٹیاں بنیں اور چھوڑے شہرے کو سکولوں میں گائے اور بھینس بندھی ہو۔

جیسے لاہور کے پنڈتوں کے لاہور سے باہر کچھ نظر نہیں آتا ایسے ہی کچھ دوستوں نے بھی پنڈتوں کے ہاتھوں پر بیت کی ہوئی ہے، اس لیے انہیں یہ باتیں سمجھ نہیں آئیں گی۔ مگر جو انصاف سے کام لیتے ہیں وہ اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہیں۔ پاکستان کی بقا چند شہروں کو مضبوط کر لینے میں نہیں، بلکہ چھوڑے شہروں کی محرومیاں دور کرنے میں ہے۔ مگر جاہل پنڈتوں کو کوئی کیا سمجھائے۔ ان کی عقل کے مطابق، " گو نواز گو" بالکل ٹھیک ہے، مگر ان کو یہ تین لفظ بھی سمجھ نہیں آتے۔ انہوں نے پاکستان کا سیاسی گراؤنڈ خراب کر دیا ہے، یہ کہتے ہیں انہیں سیاست آتی ہے۔ انہیں سیاسی گراؤنڈ سے اُٹھا کر باہر پھینکنا بنتا ہے، یہ کہتے ہیں ہمیں کھیلنے دیا جائے۔ ہر بار ان کی سیاسی باری کے بعد جیل یا ملک بدری کی باری آتی ہے، لگتا ہے اس دفعہ بھی دلہن میکے جائے گی!

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

ملتان ایک صاف ستھرا شہر

تحریر: میاں وقارالاسلام



ملتان میرا اپنا شہر ہے، مگر میں گذشتہ 20 سالوں سے ملتان میں نہیں رہا، حال ہی میں اپنے ہی شہر کا ایک چھوٹا سا سروے کرنے کا موقع ملا تو کلی کھلی کے سامنے آ گئی۔ ہر شخص کو اپنا شہر بھلا معلوم ہوتا ہے خواہ وہ دنیا کر سب سے بدترین شہر ہی کیوں نہ ہو۔

صفائی اور ستھرائی کا مطلب کیا ہوتا ہے شائید ملتان لوگوں کو معلوم ہی نہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی، انڈسٹریل ایئراز، پبلک مارکیٹس، ہوٹلز اور ہسپتال، گویا شہر میں ہے تو سب کچھ، مگر کوڑے کے ڈھیر پر۔ زہریلی ویسٹ کو ویسٹ کرنے کا انتظام تو دور کی بات عام انسان کو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کس بلا کا نام ہے۔ لوگ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہیں جیسے آنکھوں میں جلن، سکن کی بیماریاں اور طرح طرح کی الرجیز اور جانے کیا کیا۔

جب عام آدمی سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ آپ بات تو ٹھیک کر رہے ہیں مگر یہ سب تو قدرتی ہوتا ہے جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں ملتان شہر کو ایسے ہی دیکھ رہے یہ ایسے ہی رہے گا اس میں محکمہ کیا کرے، گورنمنٹ کیا کرے، سول سوسائٹی کی کرے اور لوگ کیا کریں، گویا انہیں معلوم ہی نہیں کہ صحت مند آب و ہوا کیسے کہتے ہیں۔ سارا شہر ان مسائل کو قدرتی سمجھ کر برداشت کر رہا اور اُف تک بھی نہیں کر رہا، سوچل سوچل۔

ہم کچھ دوستوں سے ملے جو سعودی عرب میں 15 سے 20 سال ملازمت کرنے کے بعد، اپنی فیملیز میں واپس آنے کی خواہش سے، ملتان میں کچھ کاروبار کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ اپنے حالات کچھ یوں بتاتے ہیں کہ جب سے بچے ملتان آئے ہیں بیمار رہنا شروع ہو گئے ہیں، اور ہماری اپنی حالت تو بچوں سے بھی بری ہے، بڑی مشکل سے 2 یا 3 ماہ گزارنے کے ہم سوچ رہیں ہیں کہ ملتان میں کام کیا جائے یا ملتان سے جان بچا کر بھاگا جائے۔ کچھ لوگوں کا رہنا اس لیے مجبوری ہے کہ ان کے والدین یہاں رہتے ہیں یا پھر عزیز و اقارب اور وہ اپنا شہر نہیں چھوڑنا چاہتے کیوں کہ بیماریاں ان میں رچ بس گئی ہیں اور وہ اسے مسئلہ نہیں سمجھتے، مگر ہم جو کہ باہر رہ کر آئے ہیں ہمارا یہاں رہنا موت کو دعوت دینے سے کم نہیں۔

میں نے یہ سارے واقعات بہت قریب سے سنے بھی اور دیکھے بھی۔ تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ بھی سارے لوگوں کی طرح شہر چھوڑ دیں گے تو شہر کا بنے گا کیا۔ آپ کو اس سلسلے میں کچھ کام کرنا چاہیے تاکہ شہر کا کچھ بھلا ہو۔ انہوں نے فوراً میری بات مان لی اور اس سلسلے میں میری خدمات بھی مانگ لیں۔

ملتان کتنا صاف ستھرا شہر ہے یہ تو مجھے پہلے بھی معلوم ہی تھا کیوں کہ کبھی کبھی ملتان کا چکر تو لگ ہی جاتا تھا، مگر باقاعدہ رہنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا تھا۔ سو اس دفعہ یہ اتفاق بھی ہو گیا۔ ملتان کے رہائشی اور انڈسٹریل منصوبوں کے ساتھ ساتھ، شہر کے تقریباً تمام علاقوں کا سروے کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ملتان شہر کو انتہائی گندا شہر کہنا بھی انتہائی کم ہے۔ کیوں کہ صورتِ حال اس سے کہیں بدتر ہے۔ یہ صورتِ حال شہر کو دیکھ کر یا رپورٹ مکمل کر کے نہیں بلکہ سروے کے بعد ایک ہفتہ باجماعت بیمار رہنے کے بعد معلوم ہوئی۔

سروے مکمل کرنے کے ایک دن بعد ہی میرا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا، مجھے لگا شائید عمر کا تقاضا ہے، تھوڑا ویٹ گین کیا ہے، یا پھر کافی دنوں سے جِم نہیں گیا۔ پھر ڈاکٹر نے کہا کہ شروع میں یہ پرابلم سٹریس سے بھی ہو سکتی ہے تو فکر نہ کریں اور سٹریس کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ خیر میں ایک عجیب طرح کی صورت حال کا شکار رہا اور بہتری اسی میں جانی کے سارے ٹیسٹ مکمل کروا لیے جائیں۔ ہر طرح سے تسلی کر لینے کے بعد مجھے صرف ایک وجہ نظر آئی کہ میں نے ملتان کا چکر لگا لیا، سو مجھے ہسپتالوں کے درجنوں چکر لگانے پڑ گئے۔ اور میں مان گیا ملتان شہر کی صفائی اور ستھرائی کو۔

اگر آپ ملتان میں رہتے ہیں تو آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ آپ آلودہ ماحول کے عادی ہو چکے ہیں اور آپ کو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اور اگر آپ کسی دوسرے شہر سے ملتان گئے ہیں اور جاتے ہی بیمار ہو گئے ہیں تو فکر نہ کریں واپس اپنے شہر جائیں کچھ دن تک ملتان کے اثرات رہیں گے اور پھر آپ ٹھیک ہو جائیں گیں، اپنا ٹوور لمبا نہ کریں ورنہ ہسپتال میں داخل بھی ہونا پڑ سکتا ہے۔

ملتان کے لوگوں کو یہ پوسٹ پڑھ کر ہنسی آ رہی ہو گی، وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں کیوں کہ انہیں آلودگی سے پاک ماحول کبھی ملا ہی نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ گلیوں سڑکوں اور پارکوں کو صاف کر دینا ہی صفائی ہوتی ہے۔ دراصل انہیں بہت زیادہ آگاہی کی ضرورت ہے کہ شہروں کے ویسٹ کو روزانہ کی بنیاد پر مختلف چھوٹے اور بڑے کنٹینرز میں جمع کیا جاتا ہے اور پھر شہر سے باہر ڈیمپ کر کے پراسس کیا جاتا ہے تاکہ اس کا مکمل خاتمہ کیا جاسکے۔ اگر ویسٹ کو ہوا ملتی رہے تو سارے شہر کہ ہوا زہریلی ہو جاتی ہے جس سے صرف بیماریاں ہی نہیں قیمتی جانیں بھی جا سکتی ہیں۔

ملتان جیسے کئی شہر اس صورتِ حال کا شکار ہیں، ترس آتا ہے لوگوں کی زندگیوں پر جن کے شہروں کے ہسپتال پر ہسپتال چڑھا دیے گئے مگر شہروں کو بیماریوں کی آرام گاہ بنا دیا گیا۔ ملتان کے لوگ جب شکائت بھی کرتے ہیں تو یہ کرتے ہیں کہ مزید ہسپتال چاہیں، مزید ہسپتال چاہیں، مگر اس سے ہو گا کیا۔ سارے کے سارے شہر کو ہی ہسپتال جانیں، جس کو ہسپتال مل گیا وہ ہسپتال میں داخل اور جس کو ہسپتال نہیں ملا ہوا اپنے گھر میں داخل ہے تو سارے کے سارے مریض کے مریض۔ ہسپتالوں کی ضرورت اپنی جگہ مگر جس طرح سے شہر کے شہر گندے ہوتے جا رہے ہیں، ضرورت ہسپتالوں سے زیادہ شہروں کو صاف ستھرا کرنے کی ہے۔ ایکو کیئر کی ٹیم ملتان شہر کے سروے کے بعد بیمار ہو گئی جس کی وجہ سے ہمارے سارے پلان دو ہفتے تاخیر کا شکار ہو گئے۔ اب ہم اپنے سارے میڈکل ٹیسٹ کروانے کے بعد دوبارہ ملتان جانے کا سوچ رہے ہیں، اور یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ جب ہماری ٹیم ملتان جائے تو اپنے بچاؤ کا مکمل انتظام کر کے ہی جائے۔

اس پیپر کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ملتان والو اپنی فکر کرو، اُٹھو اور اپنے بنیادی حقوق کی حفاظت کرو، ملتان کے لوگ تو بڑے ہی مہمان نواز ہیں، گویا کسی بھی شہر سے زیادہ مہمان نواز، مگر بھائیو آپ کے شہر کی ہوا مہمان نواز نہیں رہی، اس سے پہلے کہ

مہمان آنا چھوڑ دیں یا پھر آپ کے اپنے لوگ کہیں اور منتقل ہو جائیں ، اپنے شہر کی خاطر خواہ صفائی اور اپنے بنیادی حقوق کے لیے لڑیں۔ تاکہ جو آپ نے ساری زندگی برداشت کیا ہے آپ کے بچوں کو وہ سب برداشت نہ کرنا پڑے۔ جب آپ یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کہ سکیں گے "ملتان ایک صاف ستھرا شہر" وقتی صورتِ حال تو پوچھیں بھی مت۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 3

پاکستان میں جمہوریت کے وارثین

تحریر : میاں وقارالاسلام



جمہوریت کے وارثین کہتے ہیں کے ہم نے پاکستان کے لئے بڑی قربانیاں دیں ہیں، ہم نے جیلیں کاٹی ہیں صعوبتیں برداشت کی ہیں، جانیں دی ہیں، ماریں کھائی ہیں سو اب ہم جمہوریت کے حقدار ہیں۔

جمہوریت کے وارثو سنو !

تم لوگوں کی نااہلیوں کی وجہ سے عوام بدحال ہوئی، پاکستان کی معشیت تباہ ہوئی، ملک دو ٹکڑے ہوا، پوری دنیا میں پاکستان کی جگ ہسائی اور رسوائی ہوئی، بین القوامی تعلقات اور معاملات تباہ ہوئے، ملک دہشت گردی کی جنگ میں بری طرح ملوث ہوا، تم

لوگ ایک دوسرے کو چور کہتے رہے اور عوام کا پیسہ چوری کرتے رہے، تم لوگوں نے اپنی جو دنیا بنائی ہے وہ عوام کے پیسوں کو لوٹ کر اور ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کر بنائی ہے۔

تم کہتے ہو جمہورت پر تمہارا حق ہے!

حق تو سارا عوام کا ہے کہ تمام جمہوری وارثوں کے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر ملک کی خشک سالی کو دے دیا جائے۔ تم روزِ اول سے لاتوں کے بھوت تھے اور لاتیں کھا کھا کر مذید لاتیں کھانے کے عادی ہو گئے ہو۔ تم لوگ ذلت کی انتہا تک پہنچ کر یہ کہتے ہو کے یہ کامیابی کا مقام ہے۔ تم کرپشن در کرپشن کرتے ہوئے کرپشنوں کے اعلیٰ مقام پر پہنچے ہو۔ اور اب تم کہتے ہو کہ تم سے حساب نہ لیا جائے کیوں کہ تم نے تو بہت محنت سے کام کیا ہے۔

تم کہتے ہو پاکستان کو چلنے دیا جائے۔

مطلب پاکستان چلتا رہے اور تم لوگ اپنی اپنی چوریوں میں لگے رہو! تم سے کوئی پوچھنے والا نہ ہو، عوام کی حالت بد سے بد اور تمہاری حالت بہتر سے بہتر ہوتی جائے اور تمہیں کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو!

تم نے لاہور کو سومنات کا مندر بنا دیا۔

تم نے لاہور کو سومنات کا مندر بنا دیا، اور خود اس کے پنڈت بن گئے، کیا پاکستان صرف لاہور کی حدود میں محدود ہے، پاکستان کا ہر چھوٹا شہر تمہاری نظروں سے ایسے اوجھل ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگھ، ادھا پاکستان بیمار ہو کر علاج کے لیے لاہور پہنچتا ہے، تعلیم کے لیے خوار ہو کر بھی لاہور پہنچتا ہے اور روزگار کے لیے بھی خوار ہو کر لاہور پہنچتا ہے۔ تم نے چھوڑے شہروں کو کیا دیا سوائے ذلت اور رسوائی کے۔ ہمت ہے تو لاہور سے باہر نکلو اور دیکھو

تمھیں پاکستان کے ہر چھوٹے شہر سے گو نواز گو کی آواز سنائی نہ دے تو پھر کہنا

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 3

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 03

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھاتو کیا محسوس کیااور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں،کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔پھر کچھ مولانارومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنمااصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں،جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے،جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی،معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔جن میں گوادر سی پورٹ،پاک چین اکنامک کوریڈور،پاک چین سیاسی،عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ان میں سے اکثر نوٹس،میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

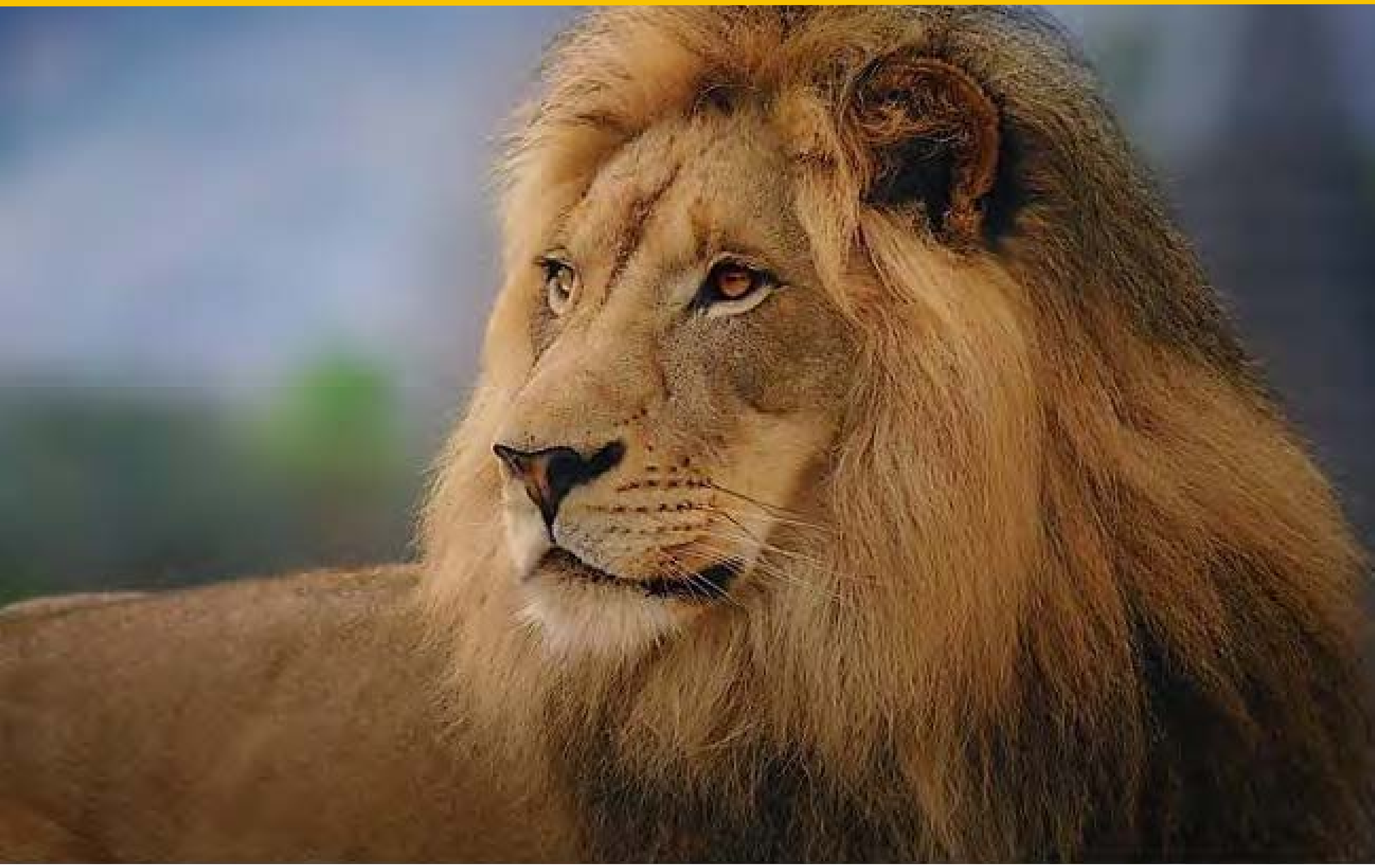
www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

VOL. 04



تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

Friday, January 20, 2017 at 5:43pm UTC+05

صلاح الدین ایوبی

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



وہ ابھی نو عمر ہی تھے، عیسائی فوجیں، "رہا" پر قبضہ کرکے مال واسباب لوٹ کر عورتوں کو پکڑ کر لے جاتی ہیں۔ یہ ظلم دیکھ کر وہ نو عمر لڑکا ایک ترکی بوڑھے کو لے کر سلطان عمادالدین زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے۔ عیسائیوں کے مظالم سے بادشاہ کو آگاہ کرتا ہے۔ اس کی اسلامی حمیت وغیرت کو بیدار کرتا ہے اور رو رو کر (مدد کے لئے) فریاد کرتا ہے۔ نیک دل بادشاہ نورالدین زنگی کو ان حالات کا علم ہوتا ہے تو تمام فوجیوں کو جمع کرتا ہے۔ انہیں "رہا" کے حالات سناتا ہے اور جہاد پر ابھارتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ: "کل صبح میری تلوار "رہا" کے قلعے پر لہرائے گی، تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا؟" یہ اعلان سن کر تمام فوجی حیران

رہ جاتے ہیں کہ یہاں سے "رہا" 90 میل کی دوری پر ہے، راتوں رات وہاں کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن نہیں۔ تمام فوجی ابھی غور ہی کر رہے تھے کہ ایک نوعمر لڑکے کی آواز گونجتی ہے: "ہم بادشاہ کا ساتھ دیں گے۔" لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نوعمر لڑکا کھڑا تھا، بعضوں نے فقرے کسے کہ: "جاؤ میاں کھیلو کودو! یہ جنگ ہے بچوں کا کھیل نہیں۔" سلطان نے یہ فقرے سنے تو غصّے سے چہرہ سرخ ہوگیا، بولا: "یہ بچہ سچ کہتا ہے اس کی صورت بتاتی ہے کہ یہ کل میرا ساتھ دے گا۔ یہی وہ بچہ جو "رہا" سے میرے پاس فریاد لے کر آیا ہے۔" یہ سن کر فوجیوں کو غیرت آتی ہے، سب تیار ہو جاتے ہیں اور اگلے روز دوپہر تک "رہا" پہنچ کر حملہ کر دیتے ہیں۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، عیسائی سپہ سالار بڑی آن وبان کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلا۔ سلطان زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کاری ضرب لگائی، مگر لوہے کی زرہ نے وار کو بے اثر بنادیا۔ عیسائی سپہ سالار نے پلٹ کر سلطان زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا اور نیزہ تان کر سلطان کی طرف پھینکنا ہی چاہتا تھا کہ نوعمر لڑکے کی تلوار فضا میں بجلی کی طرح چمک اٹھی اور زرہ کے کٹے ہوئے حصّے پر گر کر عسائی سپہ سالار کے دو ٹکڑے کرکے رکھ دیئے۔ عیسائی سپہ سالار کے موت کے گھاٹ اترتے ہی عیسائی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور "رہا" پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ آج ہر شخص کی زبان پر نوعمر کی شجاعت کے چرچے ہیں اور یہ واقعہ تاریخ اسلام میں سنہرے الفاظ سے لکھا جاتا ہے۔ اس نوعمر لڑکے کا نام صلاح الدین ایوبی تھا جس پر آج بھی سب مسلمانوں کو فخر ہے۔۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 20, 2017 at 5:29pm UTC+05

تنخواہ

انتخاب: عمران واحد

تحریر: نا معلوم



ایک غلام تھا، ایک دن وہ کام پر نہ گیا تو اس کے مالک نے سوچا کہ مجھے اس کی تنخواہ میں کچھ اضافہ کر دینا چاہیئے تا کہ وہ اور دلجمعی سے کام کرے اور آئندہ غائب نہ ہو. اگلے دن مالک نے اس کی تنخواہ سے زیادہ پیسے اسے دیے جو اس نے خاموشی سے رکھ لیے،، لیکن کچھ دنوں بعد وہ دوبارہ غیر حاظر ہوا تو اس کے مالک نے غصے میں آ کر اس کی تنخواہ میں کیا گیا اضافہ ختم کر دیا.. اور اس کو پہلے والی تنخواہ ہی دی، غلام نے اب بھی خاموشی اختیار کی،، تو مالک نے کہا "جب میں نے اضافہ کیا تو تم خاموش رہے اور اب جب کمی کی تو پھر بھی خاموش ہو کیوں؟" تب غلام نے جواب دیا؛ جب میں پہلے دن غیر حاظر تھا تو اس کی وجہ بچے کی پیدائش تھی

اور آپ کی طرف سے تنخواہ میں اضافے کو میں نے وہ رزق خیال کیا جو وہ اپنے ساتھ لے کے کر آیا،، اور جب میں دوسری مرتبہ غیر حاظر تھا تو اس کی وجہ میری ماں کی وفات تھی اور آپ کی طرف سے تنخواہ میں کمی کو میں نے وہ رزق خیال کیا جو وہ اپنے ساتھ واپس لے گئی،، پھر میں اس رزق کے خاطر کیوں پریشان ہوں جس کا ذمہ خود اللہ نے اٹھایا ہوا ہے..

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 20, 2017 at 5:09pm UTC+05

سبزی کی ریڑھی والا

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



وہ چھلی والا اب سبزی کی ریڑھی لگاتا ہے۔ جس نے اپنے بچوں کو چھلیاں خرید کر نہ دے سکنے پر دوسرے بچوں کے لئے چھلی کی قیمت دس روپے لگائی تھی جب کہ ارد گرد بیس روپے کی چھلی فروخت ہو رہی تھی۔ چند روز قبل میں یونہی چلتے چلتے اس چھلی والے کے سامنے رک گئی۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھا ریڑھی پر دو تین لوگ سبزی خرید رہے تھے۔ میں دیکھتی رہی، ایک خاتون نے اس سے آلو خریدے، ساتھ دھنیا مرچ بھی لی اور اسے پچاس کا نوٹ دیا اس نے آلو کے ساتھ از خود دھنیا مرچ مفت دی۔ وہ آلو اٹھا کر پہلے یوں دیکھتا جیسے اس کا ایکسرے کر رہا ہو۔ گاہک کی نظر سے سبزی کو دیکھنا دوکاندار کے معاشی مفادات کے

خلاف جاتا ہے لیکن وہ ہر ہر آلو کا بغور معائنہ کرنے کے بعد اسے شاپنگ بیگ میں ڈالتا جا رہا تھا۔ جس آلو پر کوئی معمولی سا داغ بھی ہوتا اسے ایک طرف کر دیتا۔ جو آلو ٹھیک ہوتا صرف اسے ڈالتا۔ اسی طرح ایک اور شخص نے ٹماٹر لیئے اس نے ٹماٹر بھی ویسے ہی دیکھ بھال کر اچھے اچھے دیئے، اور معمولی نوعیت کی خرابی بھی اگر کسی ٹماٹر میں اسے محسوس ہوئی تو اسے ایک طرف کر دیا۔ حالانکہ اس خرابی کو گاہک بھی تلاش نہ کر پاتا۔ جب گاہک رخصت ہو چکے تو میں نے اس سے کہا کہ آپ ریڑھی مین روڈ پر کیوں نہیں لگاتے یہاں سائیڈ پر اور وہ بھی نسبتاً ایک ویران جگہ کا انتخاب آپ نے کیوں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ مین روڈ پر ریڑھی کھڑی نہیں کرنے دی جاتی اور مختلف ٹیکسوں کی صورت میں اچھے خاصے اخراجات ہو جاتے ہیں یہاں ویران جگہ ہے یہاں کوئی کرایہ نہیں دینا پڑتا اگر کسی دوکان کے سامنے لگاؤں تو پھر کرایہ الگ سے دینا پڑے گا۔ یہاں کھڑا ہوں بس اللہ سے حلال رزق مانگتا ہوں تاکہ بچوں کے پیٹ کو حرام لقمے سے بچا سکوں۔ میں نے اگلا سوال کیا کہ آپ کا اس ریڑھی کے علاوہ بھی کوئی ذریعہ آمدن ہے اس نے کہا صبح منڈی میں کام کرتا ہوں گاڑیوں سے سبزی وغیرہ اتارتا ہوں۔ صبح سویرے اس کام سے فارغ ہو کر اپنے لئے سبزی لیتا ہوں اور دن کو اس ریڑھی پر فروخت کر دیتا ہوں۔ پچھلے سیزن میں مونگ پھلی لگا رکھی تھی اس سے پہلے ایک مرتبہ چھلی لگائی تھی۔ رات کو ریڑھی گھر لے جا کر کھڑی کر دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس قلیل آمدنی میں گزارا ہو جاتا ہے، اس نے کہا کہ قسم لے لیں اگر میں دس بیس روپے بھی شام کو گھر لے کر جاتا ہوں تو مزید پیسے آنے تک وہ مجھ سے ختم نہیں ہوتے۔ خواہ مزید پیسے کتنے ہی دن بعد کیوں نہ آئیں۔ اور کسی چیز کی قلّت بھی نہیں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر بھی ادا کروں کم ہے وہ مجھ ناچیز کو بھی رزق دے رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ خراب آلو اور ٹماٹروں کا آپ کیا کرتے ہیں اس نے کہا کہ یہ میں خود اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہوں۔ کسی گاہک کو نہیں دیتا۔ اس سے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری بھی نہیں ہوتی اور میں بھی حرام کھانے سے بچ جاتا ہوں، میں اس کے سراپے کا جائزہ لینے لگی تو میری نظر اس کے کپڑوں پر لگے پیوند پر جا کر رک گئی، اس نے کپڑوں پر پیوند لگا رکھے تھے جنہیں خود سوئی دھاگہ لے کر سیا گیا تھا لگتا یوں تھا کہ کپڑے صاف مگر انتہائی بوسیدہ ہیں۔ اس نے میری نظروں کے تعاقب میں اس پیوند کو دیکھ لیا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ بہن سچ کہوں اگر ہم جیسے اس دنیا میں نہ ہوں تو رب کے حبیب ﷺ کی اس سنت کو کون زندہ رکھے گا اس نے یہ بات پیوند لگی جگہ کو ہاتھ میں پکڑ کر کہی۔ میرے لیئے ضبط مشکل ہو رہا تھا میں بوجھل قدموں سے گھر کی جانب چل پڑی۔ میرا دماغ الجھ کر رہ گیا۔ کیا اب بھی کسی کو شک ہے کہ اللہ نے دولت کی تقسیم درست نہیں کی؟ میرا دل گواہی دینے لگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی ہر ہر سنت کو زندہ رکھنے پر قادر ہے۔ مجھے وہ سارے فلسفے اس چھلی والے کے پیوند لگے کپڑوں سے بھی بودے لگنے لگے جن میں کہا جاتا ہے کہ اگر تم پیدا ہوتے وقت دولت مند نہیں تھے تو اس میں تمہاری کوئی غلطی

نہیں اگر تم مرتے وقت دولتمند نہیں ہو تو اس میں ضرور تمہاری غلطی ہے۔اس چھلی والے نے اپنے کردار سے اس ساری فلاسفی کو ایک لایعنی مفروضہ بناڈالا۔ میں سوچتی رہ گئی۔اس دور میں بھی پیوند لگے کپڑے پہننے والا مجھ سے بہت بلند اور عظیم تھا، اس کے کپڑوں کے پیونداس کے لئے نہیں مجھے اپنے لیئے آزمائش لگنے لگے۔ان بوسیدہ کپڑوں سے اس چھلی والے کو نہیں بلکہ ہم سب کو آزمایا جارہاہے جن کے کپڑوں پر کوئی پیوند نہیں لگا ہوا۔ یہ پیوند لگانے والے کے نہیں بلکہ ان معاشی فلاسفروں کے منہ پر طمانچہ ہے جو دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے ذمہ دار بھی ہیں اور کمزور طبقات کا دھڑلے سے استحصال بھی کرتے ہیں۔اس ریڑھی والے کی طرح اگر کامل یقین سے کوئی غربت کا عذاب خاموشی سے سہہ رہاہے تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول نبی کریم ﷺ کے معلمانہ اور کریمانہ اخلاق کے وسیلے سے اتنی قوت برداشت دی ہوئی ہے۔ ورنہ وہ کبھی کا اخلاقی قدروں پر سمجھوتہ کرچکا ہوتا۔ اختتام پر ایک مغربی مفکر کا قول پیش کرتے ہیں غالباً گوئٹے نے کہا تھا کہ اگر تم کسی کے پاس دو کوٹ دیکھو تو جان لو کہ دوسرا کوٹ اس شخص کا ہے جس کے پاس کوئی کوٹ نہیں..

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 20, 2017 at 3:33pm UTC+05

حضرت خضر علیہ اسلام کا واقعہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام



حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ علم کو اللہ کی طرف منسوب کیوں نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کی بحرین جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں کس طرح اس کے پاس پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ کر چل دو جہاں وہ کھو جائے گی وہیں وہ شخص آپ کو ملے گا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لیا اور زنبیل میں مچھلی رکھ کر چل دیئے یہاں تک کہ ایک ٹیلے کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ

السلام اور ان کے خادم دونوں لیٹ گئے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں کودنے لگی۔ یہاں تک کہ نکل کر دریا میں گر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہاؤ وہیں روک دیا اور وہاں طاق سا بن گیا اور اس کا راستہ ویسا ہی بنا رہا۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بھول گئے کہ انہیں مچھلی کے متعلق بتائیں، صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کھانا طلب کیا اور فرمایا کہ اس سفر میں ہمیں بہت تھکن ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اسی وقت تھکے جب اس جگہ سے تجاوز کیا جس کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھی نے کہا۔ دیکھئے جب ہم ٹیلے پر ٹھہرے تو میں مچھلی بھول گیا تھا اور یقینا یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں کہ اس نے عجیب طریقے سے دریا کا راستہ اختیار کیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے وہی جگہ تم تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے چٹان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چادر سے اپنے آپ کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اس زمین میں سلام کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں زمین میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے جسے میں نہیں جانتا اور میرے پاس اللہ کا عطا کردہ ایک علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں اس شرط پر آپ کے پیچھے چلوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے مجھے وہ بات سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی۔ نے فرمایا آپ صبر نہیں کر سکیں گے اور اس چیز پر کیسے صبر کر سکیں گے جس کا آپ کی عقل نے احاطہ نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا اگر میری پیروی کرنا ہی چاہتے ہو تو جب تک کوئی بات میں خود نہ بیان کروں آپ مجھے نہیں پوچھیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گذری، انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی سوار کرلو انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرائے کے دونوں کو بٹھالیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا حضرت موسیٰ بول پڑھے کہ آپ نے کشتی کو توڑ دیا تاکہ اس کشتی والے غرق ہو جائیں آپ نے بڑا عجیب کام کیا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسیٰ! کیا میں تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے حضرت موسیٰ نے فرمایا جو بات میں بھول گیا ہوں آپ اس پر میرا مؤاخذہ نہ کریں اور مجھے تنگی میں نہ ڈالیں۔ پھر وہ کشتی پر سے اتر کر ابھی ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اسے ہاتھ سے جھٹکا دے کر قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ قتل کر دیا۔ آپ نے بڑی بے جا حرکت کی۔ وہ

کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات پہلی بات سے زیادہ تعجب خیز تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر اس کے بعد بھی میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی کے پاس سے گذرے اور ان سے کھانے کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں وہاں انہیں ایک دیوار ملی جو گرنے کے قریب تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری ضیافت تک نہیں کی اور ہمیں کھانا کھلانے سے بھی انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب یہ وقت ہماری اور آپ کی جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ کا کپڑا پکڑ کر فرمایا کہ میں اب آپ کو ان کاموں کا راز بتاتا ہوں کہ جن پر تم صبر نہ کر سکے کشتی تو ان مسکینوں کی تھی کہ جو سمندر میں مزدوری کرتے تھے اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ظلماً کشتیوں کو چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کہ میں اس کشتی کو عیب دار کر دوں تو جب کشتی چھیننے والا آیا تو اس نے کشتی کو عیب دار سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ کشتی آگے بڑھ گئی اور کشتی والوں نے ایک لکڑی لگا کر اسے درست کر لیا اور وہ لڑکا جسے میں نے قتل کیا ہے فطرۃً کافر تھا اس کے ماں باپ اس سے بڑا پیار کرتے تھے تو جب وہ بڑا ہوا تو وہ اپنے ماں باپ کو بھی سرکشی میں پھنسا دیتا تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس لڑکے کے بدلہ میں دوسرا لڑکا عطا فرما دے جو کہ اس سے بہتر ہو اور وہ دیوار جسے میں نے درست کیا وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جس کے نیچے خزانہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری چاہت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام (اللہ ان پر رحمت کرے) کچھ دیر اور صبر کرتے تاکہ ہمیں ان کی عجیب و غریب خبریں سننے کو ملتیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے پہلا سوال تو بھول کر کیا تھا۔ پھر ایک چڑیا آئی جس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی، پھر حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے صرف اسی قدر کم کیا جتنا اس چڑیا نے دریا سے۔ یہ واقعہ قران پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے: ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں جب ان کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنالیا جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہو گئی ہے (اس نے) کہا کہ بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے ساتھ آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا۔ اور مجھے (آپ سے) اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ اور اس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا (موسیٰ

نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا موسیٰ نے ان سے (جن کا نام حضر تھا) کہا کہ جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں (حضر نے) کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے اور جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر کر بھی کیوں کر سکتے ہو (موسیٰ نے) کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پایئے گا۔ اور میں آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا (حضر نے) کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کروں تو دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (حضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اس لئے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کر دیں یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی (حضر نے) کہا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے (موسیٰ نے) کہا کہ جو بھول مجھ سے ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجیئے اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالئے پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ (رستے میں) ایک لڑکا ملا تو (حضر نے) اُسے مار ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو ناحق بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بری بات کی (حضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کہ آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی۔ حضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو ان سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تاکہ کھانے کا کام چلتا) حضر نے کہا اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی۔ (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کر سکے میں ان کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں (کہ وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت (کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گذارہ) کرتے تھے۔ اور ان کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں (تاکہ وہ اسے غصب نہ کر سکے) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دنوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ (وہ بڑا ہو کر بدکردار ہوتا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچّہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں اور محبت میں اس سے بہتر ہو اور وہ جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں

اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے۔ اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ یہ ان باتوں کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے سورۃ الکہف: آیات: 60-

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 20, 2017 at 3:25pm UTC+05

حضرت مریم علیہا السلام

انتخاب : میاں وقارالاسلام



حضرت مریم علیہا السلام وہ خاتون ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو جنم دیا۔ رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ " شیطان سب بچوں کو پیدا ہوتے وقت چھیڑتا ہے مگر حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں چھیڑ سکا۔ ان کی والدہ نے بھی اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ ان کو ان کی اولاد کو شیطان سے بچائیو۔ چناچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ علیہا السلام کے والد کا نام عمران علیہ السلام اور والدہ کا نام حنہ علیہا السلام تھا۔ جب حضرت حنہ علیہا السلام والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو حمل ہوا تو انہوں نے اللہ سے منت مانی کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اسے ہیکل کی خدمت کے لیے آزاد چھوڑ دیں گی۔ یعنی دنیا کے کام ان سے نہ لیں گی۔ ان کے ہاں لڑکی یعنی حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئی تو ان کو تاسف ہوا کہ ان

کی منت پوری نہ ہو سکی کیونکہ لڑکی ہیکل کی خدمت پوری طرح نہ کر سکتی۔ جب حضرت مریم علیہا السلام سن شعور کو پہنچیں تو سوال اٹھا کہ مقدس ہیکل کی امانت کس کے سپرد کی جائے تو ہر ایک نے خواہش ظاہر کی کہ مقدس امانت اس کے سپرد کی جائے۔ چناچہ قرعہ ڈالا گیا، چناچہ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام کا نکلا۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور حضرت مریم علیہا السلام کے خالو بھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ہیکل کے قریب ہی ایک حجرہ حضرت مریم علیہا السلام کے لئے مخصوص فرما دیا تا کہ دن کے وقت وہ حضرت مریم علیہا السلام وہاں عبادت کر سکیں۔

رات کے وقت وہ حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی خالہ ایشاع یعنی اپنی زوجہ کے پاس لے جاتے اور حضرت مریم علیہا السلام رات وہاں بسر فرماتیں۔ حضرت مریم علیہا السلام اپنے شب و روز عبادت میں صرف کرتیں۔ ان کا زہد و تقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا اور ان کی مثالیں دی جانے لگیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم علیہا السلام کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں اکثر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے گئے پھل اور دیگر نعمتیں دیکھتے جن سے ان کو حضرت مریم علیہا السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا اندازہ ہو جاتا۔ ایک دن حضرت مریم علیہا السلام ہیکل کی مشرقی جانب بیٹھی تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آپ علیہا السلام کے سامنے نمودار ہوئے۔

ایک اجنبی شخص کو دیکھ کر آپ گھبرائیں۔ انہوں نے کہا مریم خوف نہ کھا، میں انسان نہیں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھ کو ایک بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا میرا لڑکا کیسے ہو سکتا ہے۔ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ میں بری ہوں۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قدرت کی جانب اشارہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور نبوت کی بشارت دی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام پر کچھ پھونک دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ علیہا السلام نے خود کو حاملہ محسوس کیا اور جب بچہ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو حضرت مریم علیہا السلام نے بدنامی کے خیال سے شہر میں رہنا مناسب خیال نہ کیا اور بیت المقدس کے شہر سے نو میل دور بیت اللحم کے مقام پر تشریف لے گئیں۔

وہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہر میں لے گئیں۔ جو کوئی بچے کی ولادت کے متعلق سوال کرتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام محض شیر خوار ہوتے ہوئے بھی خود جواب دیتے، یوں اللہ تعالیٰ کا معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کے خیال سے حضرت مریم علیہا السلام ان کو شہر سے باہر لے گئیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ سال کے ہو گئے تو واپس تشریف لے آئیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی شادی یوسف نامی ایک شخص سے ہوئی اور ان کی دیگر اولاد بھی تھی۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

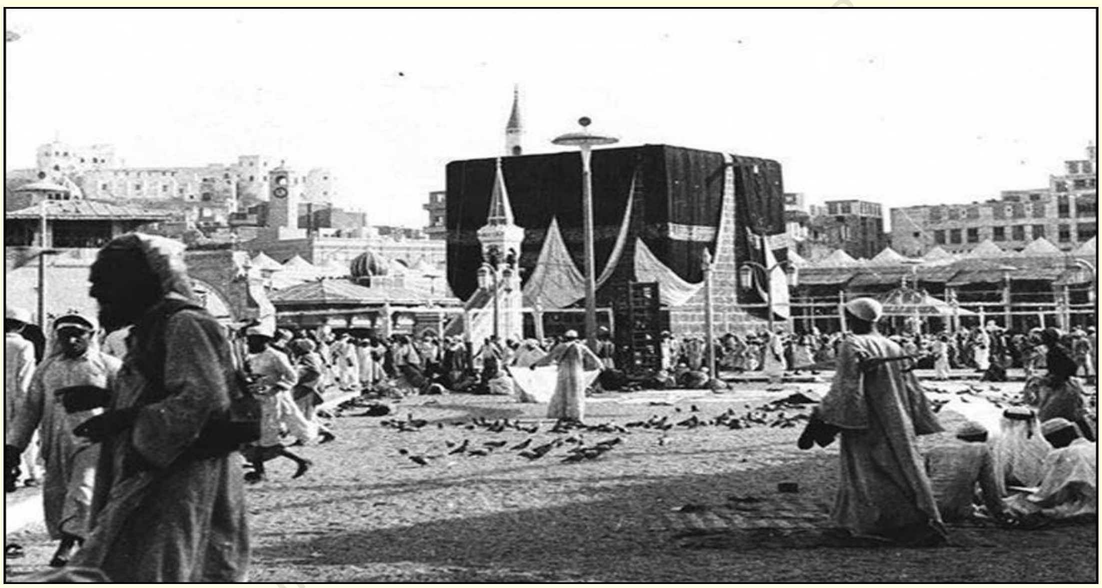
تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 20, 2017 at 3:21pm UTC+05

حضرت اسماعیل علیہ السّلام

انتخاب: میاں وقارالاسلام



حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے ہی ہم ہر سال 10 ذوالحجہ کو بکرے، دنبے، اونٹ یا گائے کی قربانی کرتے ہیں جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اے اللہ آج تو ہم علامت کے طور پر یہ جانور تیری بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں لیکن اگر تو ہماری جان بھی مانگے گا تو وہ بھی ہم اسی طرح پیش کر دیں گے جس طرح ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی صورت میں تیری بارگاہ میں پیش کی...اے اللہ! ہماری نماز، ہماری قربانی، ہماری زندگی اور موت سب تیرے لئے ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے عرض کی "فافعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصّابرین" (ابّا جان آپ کر گزریں وہ کام جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے) حضرت ابراہیم علیہ

السّلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔آپ علیہ السّلام دین حنفی کے پیروکاراور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نبی تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السّلام کوجب بھی کسی آزمائش میں ڈالا آپ علیہ السّلام اس میں پورے اترے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اطاعت وفرمانبرداری کی قرآن مجید میں بہت ستائش کی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے دنیاوالوں کاامام بنا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا قبول فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دونوں بیٹوں کی اولادوں میں بھی نبوت اور رسالت کو جاری فرمادیا۔پہلے نبوت کا سلسلہ حضرت اسحاق علیہ السّلام کی اولاد میں رہا پھر حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مبعوث فرما کر نبوت کو مکمل فرمادیا۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بڑھاپے تک کوئی اولاد نہیں تھی۔آپ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کے لیے بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السّلام کی دعا کو قبول فرمایااور سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام سے انھیں حضرت اسماعیل علیہ السّلام جیسے پیغمبر کی صورت میں عظیم اور تابعدار بیٹا عطافرمایا۔ پانی اتنی تیزی سے نکلا کہ سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام نے فی البدیہہ کہا ''زمزم زمزم'' یعنی رک جارک جا...

حضرت اسماعیل علیہ السّلام ابھی بہت چھوٹے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم ملا کہ انھیں مکہ مکرمہ کی بے آب وگیاہ وادی اور حضرت اسحاق علیہ السّلام کو کنعان میں آباد کریں تاکہ نبوت کا پیغام ہر طرف پھیلے۔مکہ،بے آب وگیاہ وادی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی آزمائش تھی کہ جس علاقے میں نہ پانی کی بوند تھی اور نہ ہی سبزے کا تنکا وہاں آپ علیہ السّلام کو اپنی اولاد کو بسانے کا حکم ملا۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے پلٹ کر نہ تو سوال کیااور نہ ہی کوئی اندیشہ ظاہر کیا بلکہ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو لے کر مکہ چلے آئے۔''زمزم زمزم'' مکہ پہنچنے کے بعد صفااور مروہ کی پہاڑیوں کے نزدیک حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو پیاس کی شدت تڑپانے لگی لیکن وہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں تھا دریں اثنا سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام اپنے لخت جگر کی پیاس کو سیراب کرنے کے لئے پانی کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھاگتی رہیں لیکن کہیں بھی پانی نہ ملا اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ رونما ہوا جسے آج بھی دیکھا جاسکتا ہے اور وہ ہے آب زمزم کا نکلنا۔۔۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے پیاس کی شدت میں زمین پر ایڑھیاں ماریں تو وہاں سے پانی ابل پڑا۔ پانی اتنی تیزی سے نکلا کہ سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام نے فی البدیہہ کہا ''زمزم زمزم'' یعنی رک جارک جا۔۔۔آج بھی یہ وہی پانی ہے جس سے روزانہ لاکھوں لوگ استفادہ کرتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں مگر اس کنوے کا پانی ختم نہیں ہوتا۔اکثر غیر مسلموں نے اس پانی کی شفافیت کو پرکھنے کے لیے اس پر تحقیق بھی کی ہے ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ یہ پانی انتہائی شفاف اور صحت افزاء نمکیات سے بھرپور، اس سے زیادہ شفاف پانی دنیا میں اور کہیں موجود نہیں۔اس پانی

کی خاصیت کو بدلنا ناممکن ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی...جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام بھاگنے دوڑنے کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خواب دکھایا کہ گویا وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ یہاں بھی آپ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اس خواب کی کوئی اور تعبیر نہیں کی بلکہ فوراً اُس خواب کا تذکرہ اپنے فرمانبردار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے کیا۔ عظیم مطیع و فرمانبردار بیٹے نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جواباً عرض کی "فافعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصّابرین" (ابّا جان آپ کر گزریں وہ کام جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے) حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو پیشانی کے بل لٹادیا۔۔۔بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی ہمت سے زیادہ اس پر آزمائش نہیں ڈالتا۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے چھری چلا کر جب اپنی آنکھوں سے پٹی اتاری تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سامنے ذبح شدہ مینڈھا پڑا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حیران ہونے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قد صدقت الرویا" اے ابراہیم (علیہ السّلام) تو نے تو خواب بھی سچا کر دکھایا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو مکہ مکرمہ میں بسانے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں ایک قبلہ بنایا جائے جو تمام امت کی عبادتوں کا مرکز بنے اور مسلمان اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں جس کا ذکر قرآن مجید کے دوسرے پارے میں بار بار آیا ہے۔ "حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) اور حضرت اسماعیل (علیہ السّلام) نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تاکہ وہ امت مسلمہ کی عبادت اور رجوع کا مرکز بن سکے" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے لیے دعا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اے اللہ ! تو اسماعیل (علیہ السّلام) کی اولاد میں ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو پاک کرے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے" اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد میں ہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبی آخرالزماں بنا کی مبعوث فرمایا حتیٰ کہ نبوت کا سلسلہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر مکمل فرمادیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے دادا ابراہیم (علیہ السّلام) کی دعا کے نتیجے میں بھیجا گیا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی شادی اور اولاد حضرت اسماعیل علیہ السّلام جب جوان ہوئے تو انھوں نے قبیلہ جرہم کی زبان سیکھ لی۔ اپنے سیرت و کردار کی وجہ سے قبیلہ جرہم کے لوگ انہیں بے حد پسند کرتے تھے لہٰذا اسی قبیلے کے سردار مضاض بن عمرو نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے کر دی۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو بارہ بیٹے عطا فرمائے اور ان سے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ ان سب قبیلوں نے مکہ ہی میں سکونت اختیار کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) کی اولاد میں حضرت اسماعیل (علیہ السّلام) کا انتخاب کیا اور پھر حضرت

اسماعیل (علیہ السّلام) کی اولاد میں کنانہ کو منتخب کیااور کنانہ کی نسل سے قریش کو چنااور قریش میں بنو ہاشم کاانتخاب کیااور بنو ہاشم سے پھر مجھے چنا" بے مثل ذات و صفات اور عمل و کردار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو منتخب کیااور ان کی اولاد میں خاتم النبیّین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مبعوث فرمایااور ان کی قربانی کی یاد کو ابد تک کے لئے زندہ کر دیا تاکہ رہتی دنیاتک ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی یہ عظیم مثال قائم رہے۔ اللہ رب العزت ہمیں ان کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین پانی اتنی تیزی سے نکلا کہ سیدہ ہاجرہ علیہاالسّلام نے فی البدیہہ کہا "زمزم زمزم" یعنی رک جا رک جا...

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 20, 2017 at 3:02pm UTC+05

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ



سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکم محرم الحرام اور بعض روایات کے مطابق 2 محرم الحرام کو جام شہادت نوش فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے سے ہی نہایت جید علماء میں ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست پر ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پردہ کا حکم نازل فرمایا: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہونے کی وہ مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک زندہ اور حکمرانوں کے لئے مشعلِ راہ رہے گی نام ونسب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عطا فرمایا۔ اسی نسبت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں حق کو باطل سے جدا کرنے والا۔۔۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جاملتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشرافِ قریش میں سے تھے،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان سفارت سے منسوب تھا یعنی جب بھی قریش کی کسی قبیلے سے لڑائی ہوتی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے بزرگوں کو معاملات سنبھالنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ابو جہل کی بہن تھیں اس طرح ابو جہل آپ کے ماموں تھے۔علم اور پیشہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑکپن میں اونٹ چرانے کا شوق تھا۔جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے مطابق سپہ سالاری، شہسواری اور پہلوانی کی تعلیم حاصل کی۔رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے وقت قریش میں صرف 17 آدمی پڑھنا لکھنا جانتے تھے جن میں سے ایک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلوانی کا شوق تھا اور اتنی مہارت تھی کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار عرب کے بڑے پہلوانوں میں ہوتا تھے۔پورے عرب میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رعب اور دبدبہ اتنا تھا کہ بڑے بڑے دلیر انسان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقابلے پر کانپنے لگتے تھے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھڑسواری میں بھی کمال حاصل تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورِ جاہلیت اور اس کے بعد بھی تجارت کا پیشہ جاری رکھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 539 احادیث مبارکہ مروی ہیں۔حلیہ مبارک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پہ غالب تھی۔قد نہایت لمبا تھا۔رخساروں پہ گوشت کم تھا اور داڑھی گھنی تھی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحت منداور توانا نوجوان تھے۔بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ 40 مردوں اور 11 عورتوں کے بعد اسلام لائے۔بعض روایات کے مطابق 39 مردوں اور 33 عورتوں کے بعد اسلام قبول فرمایا۔سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سابقون الاولون" اور "عشرہ مبشرہ" میں سے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے سے ہی نہایت جید علماء میں ہوتا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست پر ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پردہ کا حکم نازل فرمایا۔آپ نہایت غیرت منداور دلیر تھے۔آپ کے دبدبے کے بارے میں صحیح بخاری میں حدیث نقل کی ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کے تو شیطان بھی رستہ بدل لیتا ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آنے کی اجازت مانگی جب کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قریش کی خواتین تشریف فرما تھیں۔وہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اونچی آواز کے ساتھ بات کر رہی تھیں۔جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنے کی اجازت طلب کی تو وہ اٹھیں اور پردے میں دوڑیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ میں

داخل ہوئے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرا رہے تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔" آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "مجھے حیرت ہے ان عورتوں پر جو میرے پاس تھیں، انھوں نے جب تیری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں ہو گئیں۔" سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "اے اپنی جان کی دشمنو، کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہیں ڈرتیں؟" انھوں نے کہا: "ہم تجھ سے ڈرتی ہیں کیونکہ تو سخت گیر اور نہایت سخت گو ہے۔" آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اے خطاب کے بیٹے تو کلام کر۔" اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہر گز تجھے اس راستے پر شیطان نہیں ملتا جس پر تو ہوتا ہے وہ دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔" (متفق علیہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے بھی فضیلت حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود خاص الخاص دعا فرمائی کہ اے اللہ! دونوں (ابو جہل اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں سے کسی ایک کو ہدایت عطا فرما اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول فرما لیا۔ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اے اللہ، اسلام کو عزت عطا فرما۔ ابو جہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے اسلام کو عزت عطا فرما۔" سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی اور علی الصبح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے پھر انھوں نے ظاہری طور پر مسجد میں نماز پڑھی۔" (سنن احمد / جامع ترمذی) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ کا اسلام لانا تھا کہ اسلام عزت ہی پاتا چلا گیا۔ گویا کہ آپ کا اسلام فتح تھی آپ کی ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت۔۔۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو مسلمانوں نے کھلے عام نماز پڑھنا شروع کی اور کفارِ مکہ میں سے کسی کی اتنی جرات نہ تھی کہ کچھ کہتا۔ اسی لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے پہ کفار نے کہا کہ مسلمانوں نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دبدبے کی جھلک اس بات سے بھی عیاں ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار اور دوسرے ہاتھ میں تیر اور پشت پہ کمان کو لگا کر خانہ کعبہ میں آئے، تلوار کو زمین میں گاڑا، سات مرتبہ طواف کیا اور مقامِ ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر قریش کے سرداروں (خصوصاً ابو سفیان اور ابو جہل) کو مخاطب کر کے کہا، جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو اور جس کو میری عبادت کرنے پہ اعتراض ہے وہ میرے مدمقابل ہو۔۔۔ لیکن ان شیطان کے چیلوں کو کیا ہمت ہوتی جو جذبہ ایمان سے خالی تھے، کسی میں چوں چراں کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوئی۔ یہی نہیں آپ رضی اللہ عنہ کا مشرکین پہ اتنا رعب و دبدبا تھا کہ مشرکین کو مسلمانوں کو بھی

خانہ کعبہ میں نماز کی ادائیگی کی اجازت دینا پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنت اور شہادت کی بشارت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”میں پہلا ہوں گا جس پر زمین پھٹے گی پھر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر، پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر، پھر میں جنت البقیع کی طرف آؤں گا۔ وہ آئیں گے اور میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے پھر میں اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ حرمین شریفین کے درمیان جمع کیا جاؤں گا۔“ (جامع ترمذی) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”میں جنت میں داخل ہوا۔ رمیضا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کو ملا اور میں نے پاؤں کی آواز سنی۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔“ ”میں نے ایک محل دیکھا۔ جس میں ایک نوجوان عورت ہے۔ میں نے کہا کہ یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا۔ میں نے چاہا کہ میں اس میں داخل ہوں تاکہ میں اس میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھوں پس مجھے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غیرت یاد آ گئی۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قربان کیا میں آپ کے داخل ہونے پر غیرت کروں گا؟“ (متفق علیہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہنے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا احد! ٹھہر رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ (نبی سے مراد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، صدیق سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو شہیدوں سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) بحیثیت حکمران سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے پہلے دو سال میں ہی اپنی قابلیت کا سکہ جما دیا حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی رعب، دبدبے اور غصے کے تیز شخص مانے جاتے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے قبل ہی سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پہ بیعت لے لی تھی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سختی میری نرمی کی بدولت تھی جب خلافت کا بوجھ ان کے کندھوں پہ پڑے گا، وہ سخت نہیں رہیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے کس کو اپنا جانشین مقرر کیا؟ تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں میں سے بہترین آدمی کو مقرر کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نےخلیفہ وقت بنتے ہی ایسا نرم رویہ اختیار کیا کہ نہ صرف مسلمان بلکہ کفار بھی آج تک داد و تحسین پیش کرتے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

کسی شخص کو کسی علاقے کا حکمران بناتے تو اس پر مختلف پابندیاں عائد فرما دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کسی کو کسی علاقے کا حکمران بنا کر بھیجتے تو اس پر شرط لگاتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو، میدہ کی روٹی نہ کھائے، باریک کپڑے نہ پہنیں اور لوگوں کی ضروریات کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرے۔ (سنن بیہقی) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کسی کو کسی علاقے کا حکمران بنا کر بھیجتے تو اس پر شرط لگاتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو، میدہ کی روٹی نہ کھائے، باریک کپڑے نہ پہنیں اور لوگوں کی ضروریات کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرے۔ (سنن بیہقی) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل اصلاحات فرمائیں ☆بیت المال کا قیام ☆ مالی تجاویز وایجادات ☆ معاشرتی نظام کی تجاویز ☆ سیاسی کابینہ کا قیام ☆ سنہ ہجری کا آغاز ☆ امیر المومنین کا لقب ☆ فوج کے اور مختلف حکومتی شعبہ جات کے باقاعدہ دفاتر کا قیام ☆ رضاکاروں کی تنخواؤں کا تقرر ☆ ملک کی حدود کا قاعدہ ☆ مردم شماری ☆ نہریں کھدوانا ☆ راستے میں مسافروں کے لئے کنوئیں اور سرائے کا انتظام ☆ راستوں کو ڈاکوؤں سے محفوظ کروانا ☆ رات کو رعایا کی خبر گیری اور حفاظتی گشت کا قیام ☆ شہر آباد کروانا مثلاً کوفہ، بصرہ، جزیرہ فساط (قاہرہ)، رصامشرک ☆ خانہ کعبہ کے صحن کی توسیع ☆ صوبہ داری کا نظام اور اسکے حکام کا تقرر ☆ جیل خانہ کا قیام ☆ پولیس کا باقاعدہ محکمہ ☆ مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے کا تقرر ☆ نماز تراویح با جماعت پڑھانے کا اہتمام ☆ تجارت کے گھوڑوں پہ زکوۃ کا تقرر ☆ نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا اجماع ☆ بیرونی تجارت کی اجازت (جسے آج کل امپورٹ ایکسپورٹ کہتے ہیں) ☆ پرچہ اور قانونی دستاویزات کے نویس مقرر کرنا ☆ درہ کا استعمال صرف یہی نہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فتوحات کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ 22 لاکھ اور کچھ مؤرخین کے مطابق 255 لاکھ مربع میل تک اسلام کی دعوت اور آپ کی خلافت پہنچی۔ ان میں فارس، عراق جزیرہ خراسان، بلوچستان، شام، فلسطین، مصر اور آرمینیا شامل ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 220 ہجری میں اسلامی سلطنت کے جو صوبے بنائے تھے وہ کچھ یوں تھے۔۔۔ مکہ، مدینہ، شام، مصر (بالائی مصر، زیریں مصر) فلسطین (ایلیا اور رملا) خراسان، آذربائیجان، فارس، عراق (بصرہ، کوفہ) دجلہ کا بالائی حصہ (جزیرہ، فرات)۔۔۔ ان میں بعض ایسے صوبے تھے جو دو دو صوبوں کے برابر سمجھے جاتے اور دو دو صدر مقام تھے۔ ہر صوبے میں ایک کاتب، منشی، صاحب الخراج یا کلکٹر، ایک پولیس کا افسر، افسر خزانہ اور ایک قاضی ضرور ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرزِ زندگی جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں عظیم اسلامی سلطنت اور جاہ وجلال کا تذکرہ آتا ہے تو ایک لمحے کو یہ سوچ ذہن میں ضرور آتی ہے کہ اس وقت امیر المومنین کی زندگی تو انتہائی شاہانہ ہو گی۔ جس کو دین میں بھی زہد حاصل، جنت کی بشارت، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت اور اللہ کا راضی نامہ بھی ملا ہو تو وہ شخص تو شاید خوابوں جیسی شاہانہ زندگی کا نمونہ

ہو۔۔۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاہانہ زندگی دیکھنے کی سوچ لے کے دوسری سلطنتوں کے ایلچی بھی آیا کرتے تھے کہ شاید وہ عالی شان دربار میں بٹھائے جائیں گے لیکن جب وہ اس جاہ و جلال کے پیکر کو درخت کے نیچے بلا خوف و خطر کسی حفاظتی انتظامات کے بغیر پتھر پہ سر رکھے پھٹے پرانے اور پیوندوں سے بھرے ہوئے کپڑوں میں دیکھتے یا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انتہائی سادہ خوراک یا کئی دنوں کے فاقوں کے ساتھ دیکھتے تو وہ حیران ہی نہیں مبہوت ہو کے رہ جاتے کہ یہی وہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو خلیفہ وقت اور اتنی وسیع و عریض اسلامی سلطنت کے مالک ہیں؟ وہ یقیناً پکار اٹھتے ہوں گے کہ جس اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے جانشین چھوڑے اس نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت کا کیا حال ہوگا؟۔۔۔ ایسے خلیفۃالمسلمین جو راتوں کو محلوں اور گلیوں میں رعایا کی خیر و خبر گیری کے لئے گھوما کرتے اور حتیٰ الامکاں رعایا کی مدد فرماتے۔ انسان تو انسان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جانوروں کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرتے۔ ایک دن اپنے ایک زخمی اونٹ پر وزن ڈھو رہے تھے لیکن کہتے جاتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے کہ کہیں قیامت کے دن اس بابت بھی سوال نہ ہو جائے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جانوروں کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرتے۔ ایک دن اپنے ایک زخمی اونٹ پر وزن ڈھو رہے تھے لیکن کہتے جاتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے کہ کہیں قیامت کے دن اس بابت بھی سوال نہ ہو جائے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مجوسی غلام فیروز تھا جو کہ ابو لولو کی کنیت سے مشہور تھا۔ ایک دن وہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت لے کر آیا کہ میرا مالک مجھ سے زیادہ محصول لیتا ہے آپ کم کرائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رقم دریافت کی تو اس نے جواب دیا دو درھم روزانہ۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا پیشہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آہن گری اور نقاشی کا کام کرتا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر تو یہ رقم زیادہ نہیں۔ ابو لولو یہ سن کے بہت غصے میں آیا اور وہاں سے چل دیا۔ دوسرے دن جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز کی امامت شروع کی تو اس ملعون ناعاقبت اندیش نے آگے بڑھ کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خنجر سے اوپر تلے 6 وار کئے۔ جس میں سے ایک وار مہلک ثابت ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھینچ کے آگے امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور خود زخموں کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ملعون ابو لولو مسجدِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھاگا، لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی جس میں بعض صحابی زخمی بھی ہوئے جبکہ ایک صحابی حضرت کلیب بن ابی بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ ملعون ابو لولو گرفتار ہوتا، اس نے خودکشی کر لی اور یوں نامراد ٹھرا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے فوری بعد طبیب کو بلایا گیا سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کہیں ان پر کسی مسلمان نے تو حملہ نہیں کیا؟ بتلایا

گیا کہ نہیں، ملعون مجوسی ابو لولو نے حملہ کیا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً فرمایا الحمد للہ مجھے کسی مسلمان نے نہیں مارا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنے والے زخموں کی شدت کچھ ایسی تھی کے جب کچھ کھلایا پلایا جاتا تو ناف والے زخم سے خوراک انتڑیوں سے باہر نکل جاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہ حالت دیکھ کے لوگ غمزدہ ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا جانشین مقرر کرنے کو بھی کہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر کے جانشین کی تقرری کی ذمہ داری سونپی۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز کی امامت شروع کی تو اس ملعون ناعاقبت اندیش نے آگے بڑھ کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خنجر سے اوپر تلے 6 وار کئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھینچ کے آگے امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور خود زخموں کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پیغام بھجوایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات پہ ترجیح دیتی ہوں یہ خبر سن کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کی خواہش پوری ہوئی اور آخر یکم محرم الحرام اور بعض روایات کے مطابق 2 محرم الحرام کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جام شہادت نوش کر گئے اور ہمیشہ کے لئے حیات ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لحد میں اتارا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات کو جنت الفردوس میں اور بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں بھی ایسا بنا دے کہ ہم اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں۔ آمین ثم آمین عدل وانصاف کی انوکھی مثالیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی سے بہت ڈرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا دور حکومت آج بھی حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ افریقی ملک سوڈان میں تو عدل وانصاف پر مبنی قوانین لاء عمر (Umer Laws) کے نام سے رائج ہیں۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں زلزلہ آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر کوڑا مار کر کہنے لگے کہ کیوں ہلتی ہو؟ کیا میں نے

تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا؟ روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی غریب گھر کے لیے اپنے کندھوں پر بوجھ لاد کر لے جا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملازم نے عرض کی یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑا سا بوجھ مجھ دے دیجیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کیا قیامت کے دن بھی تم میرے بوجھ کو بانٹو گے؟

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 20, 2017 at 2:49pm UTC+05

حدیث نبوی ﷺ

انتخاب: میاں وقارالاسلام



قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردیں

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران نے پوچھا: "اے میرے رب، تیرے نزدیک تیرے بندوں میں سب سے عزت والا کون ہے؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردے۔" (حدیث نبوی ﷺ)

اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، کوئی ایسا عمل بتایئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ مجھ سے محبت کریں؟'' آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''دنیا سے نفرت کرو (بے رغبتی)، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبتی اختیار کرو، لوگ تم سے محبت کریں گے'' (جامع ترمذی / سنن ابن ماجہ)

کس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''کوئی آدمی نہیں جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو اور اس کی عزت کو نقصان پہنچایا جارہا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسی جگہ اس کی مدد چھوڑ دے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کو پسند کرے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اس کی (اللہ کی) مدد کو پسند کرے گا۔'' (سنن ابو داؤد)

عیب جوئی کرنے کا نتیجہ

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص کسی کی عیب جوئی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب ظاہر کر دے گا اور جو ریا کے لیے کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاروں جیسا بدلہ دے گا۔'' (متفق علیہ)

دولت آزمائش ہے

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ہر امت کے لیے ایک آزمائش ہے اور میری امت کی آزمائش مال (یعنی دولت) ہے۔“ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ کا غضب دوسروں پر نہ ڈالو

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”آپس میں اللہ کی لعنت اور اللہ کا غضب ایک دوسرے پر نہ ڈالا کرو اور نہ اس طرح کہا کرو کہ تو جہنم میں جائے۔“ ایک روایت میں ہے ”آگ میں جائے“ (جامع ترمذی / سنن ابو داؤد)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تحفہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ”اے میرے اللہ! مجھ کو ایسی چیز سکھلا کہ میں اس کے ساتھ تمھیں یاد کروں اور تجھ سے دعا کروں“۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے موسیٰ (علیہ السلام)، تم ”لا الہ الاّ اللہ“ کہو۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ’اے میرے پروردگار، یہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں، مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جو میرے ساتھ خاص ہو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر ساتوں آسمان اور جو ان کو آباد کرنے والی چیزیں ہیں اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک طرف رکھ دی جائیں اور ”لا الہ الاّ اللہ“ کو دوسری طرف رکھ دیا جائے تو ”لا الہ الاّ اللہ“ ان پر بھاری ہو گا۔“ (بغوی نے شرح السنہ میں اس کو روایت کیا ہے)

جنت کا خزانہ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے تھا۔ میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ”لا حول ولا قوّۃ الاّ باللہ“ کہتا تھا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”اے عبد اللہ بن قیس، کیا میں بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانے سے آگاہ نہ کروں؟“ میں نے کہا: ”ضرور فرمایئے، اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔“ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”وہ خزانہ ”ولا حول ولا قوّۃ الّا باللہ ہے۔“ (متفق علیہ)

فرشتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا کلمہ

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا: ”کون سا کلام سب سے افضل ہے۔“ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے چن لیا ہے (وہ یہ ہے) ”سبحان اللہ وبحمدہ“ (صحیح مسلم)

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 20, 2017 at 2:40pm UTC+05

تمہاری عزت کا سائبان تمہارا اسلام ہے

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



ایکسکیوز می! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں، برقعے میں ملبوس خاتون نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا جی فرمایئے! میں نے نہایت شائستگی سے کہا میرے پاس وقت بہت کم ہے وہ لوگ مجھے مار دینا چاہتے ہیں، کون لوگ آپ کو مار دینا چاہتے ہیں؟ میں نے نہایت نرمی سے پوچھا اب اس کا وقت گزر چکا وہ بہت جلد مجھ تک پہنچ جائیں گے میں آپ کو کچھ اہم باتیں بتانا چاہتی ہوں براہ مہربانی ان باتوں کو غور سے سنیں اور اسے امانت سمجھ کر آگے بڑھا دیجیے گا۔ جی! فرمایئے میں نے اُن سے کہا یہ میری زندگی کی داستان ہے میں نے صوم و صلوۃ کے ایک پاکیزہ خاندان میں آنکھ کھولی تھی میری تربیت مکمل ایک مشرقی ماحول میں ہوئی

وقت گزرتا یہاں تک کہ میں جوان ہو گئی، عام مسلم گھرانوں کی طرح ہی ہمارا خاندان تھا نہ زیادہ مذہبی اور نہ زیادہ ماڈرن میٹرک کے امتحان کے بعد کالج جانے لگی تو گھر میں انٹرنیٹ کی سہولت موجود تھی جلد ہی فیس بک پر دانش نامی ایک لڑکے سے محبت ہو گئی۔ کالج کے بہانے ریسٹورینٹس میں ملاقاتیں طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئیں دانش بلاشبہ ان وجیہ لڑکوں میں شمار ہوتا تھا جن پر کوئی بھی لڑکی مر مٹے۔ آہستہ آہستہ دانش مجھے اپنے دوستوں جن میں مرد و خواتین دونوں شامل تھا ملوانے لگا گاڑی بنگلہ اور اونچے خواب جو میں نے دیکھے تھے دانش کے پاس میرے ہر خواب کی تعبیر تھی اونچے اسٹیٹس کا بخار مجھے بھی چڑھ چکا تھا اپنے گھر کا ماحول مجھے دقیانوسی سا لگنے لگا تھا نقاب سے مجھے الجھن ہوتی تھی۔ جب میں پہلی دفعہ عبایا میں دانش کے دوستوں سے ملی تو مجھے اپنا آپ بہت میلا سا دکھائی دیا اس کے بعد میں گھر سے تو عبایا پہن کر جاتی لیکن نقاب لینا چھوڑ دیا تھا اور امی نے پوچھا تو میں نے کہا مجھے سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے اور امی میرے اس بہانے سے مطمئن ہو گئیں۔ دانش کے دوستوں سے جب میں ملنے جاتی تو عبایا دانش ہی کی گاڑی میں اتار پھینکتی تھی وقت کی گاڑی گزرتی رہی، میں دانش سے شادی کے لیے کہنا چاہتی تھی مگر اس کا طرزِ عمل بہت عجیب تھا وہ مجھے ایک دوست کی حیثیت سے ٹریٹ کر رہا تھا۔ میرا حلقہ احباب دانش کے توسط سے وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور پھر اسی سول سوسائیٹی میں میری ملاقات نوید سے ہوئی اور آہستہ آہستہ میں دانش سے دور اور نوید سے قریب ہوتی چلی گئی اور پھر یہ ماڈرن صحبت رنگ لائی اور میں نے نے حدود و قیود کو توڑ ڈالا میں نے اپنے اللہ کا ناراض کر دیا۔ لیکن اس وقت مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی میں خدا کا انکار کر چکی تھی اس دنیا میں کوئی خدا نہیں یہ کیسا خدا ہے جو لوگوں کو امیر غریب میں تقسیم کرتا ہے (معاذاللہ) اور ملحدین کے تمام افکار میرے دل و دماغ میں بس چکے تھے لبرل ازم کا نشہ سر پر سوار تھا۔ اس مصنوعی آزادی کی فضا میں سانس لینا بہت اچھا لگ رہا تھا نوید کے بعد پھر کوئی گنتی نہیں رہی میں مکمل ملحدہ ہو چکی تھی گھر بار کو خیر باد کہہ کر ایک اور دوست کے ساتھ اس کا کمرہ شئیر کر لیا تھا ان کی ایک آرگنائزیشن تھی۔ جس کا کام الحاد کی نشر و اشاعت تھی انہوں نے مجھے اس آرگنائزیشن میں ایک اچھا عہدہ دیا اچھی تنخواہ دی اور میں نے اس آرگنائزیشن میں رہتے ہوئے تقریباً تمام ہی دنیا کی سیر کی کبھی ہالینڈ، کبھی انگلینڈ، سنگاپور، ترکی وہ کون سا ملک ہو گا جو میں نے نہیں دیکھا ہو اس آرگنائزیشن کے تحت ہی میں نے متعدد حقوقِ نسواں کانفرنسز کرائیں اور خود بھی شرکت کی۔ ان خواتین کو ہم اس بات پر بر انگیختہ کرتے تھے کہ مرد کی غلامی سے نکلو تم زندگی بھر بچے ہی پالو گی، اپنے ٹیلنٹ کو آزماؤ دنیا بہت وسیع ہے۔ کسی کے گھر میں اگر کوئی معمولی خانگی مسئلہ ہوتا تو ایسی عورت تو ہمارا اولین شکار ہوتی بجائے اس کو سمجھانے کے ہم اس کو خوب ورغلاتے اور پھر طلاق کے بعد وہ ہماری اس بے حیا سوسائٹی کی ایک روشن خیال ممبر بن جاتی تھی ناجائز پیسہ اور عیاشی کی راہ میں ہمارا سب سے بڑا

مخالف مذہب اور وہ بھی بالخصوص اسلام ہے ہم نے اپنے اس راستے کے کانٹے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کر دیا نہ ہم خدا کو مانتے اور نہ ہی کسی اخلاقی شرم کو محسوس کرتے ہیں۔ مولویوں، ڈاڑھی، برقع اور اسلام پر تنقید میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ اخلاقیات کو مجھ سے رخصت ہوئے زمانہ ہو چکا تھا اب تو میں یہ سوچتی تھی کہ ایک وہ لڑکی ہوتی تھی جو صبح فجر کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتی تھی رمضان کے روزے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ میں آزاد تھی اب، اور چاہتی تھی دنیا کی ہر لڑکی اس آزاد فضا میں سانس لے میں کسی لڑکی کو جینز اور شرٹ میں دیکھتی تو بہت خوش ہوتی اور اس کو اپنی فتح قرار دیتی اور برملا کہتی تھی آج کی لڑکی بیدار ہو رہی ہے یہ اس دنیا کی خوبصورتی ہے اس چمن کی رونق اسی سے ہے میں دن بدن ان الحادیوں میں رہتے رہتے اخلاقیات کا ہر سبق بھول چکی تھی خواہشاتِ نفس میری زندگی کا اولین مقصد تھا سائنس میرا خدا اور آزادی میرا ایمان تھا گروپ ڈسکشن میں بے حیائی کی تمام حدود کو میں نے توڑا تھا۔ مجھے یاد ہے پہلی دفعہ جب گروپ میں ایک بے حیائی کے عنوان پر بات ہو رہی تھی میں نے چاہا کہ اس عنوان پر ان باکس میں بات ہو تو میرے سینیئر نے مجھ سے کہا: مہمل ! تم مکمل atheist ہو تمہیں شرمانا نہیں چاہیے اگر تم ایسا کرو گی تو اور عام لوگ کیا کہیں گے اور پھر اس دن رہی سہی جھجک بھی ختم ہو گئی میں اس آرگنائزیشن کی سب سے زیادہ فعال ممبر تھی میں نے کئی لڑکیوں کو اس آرگنائزیشن کا ممبر بنایا تھا گھروں سے بھاگ کر آنے والی لڑکیوں کے لیے ہماری آرگنائزیشن خصوصی سہولت فراہم کرتی تھی جب بھی کسی ایسی لڑکی کا ذکر ہوتا آرگنائزیشن کے صدر خصوصی دلچسپی لے کر اس معاملے کو ہینڈل کرتے تھے اور یہ مجھے ہی معلوم تھا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ وقت تیز رفتار طائر کی طرح اڑتا رہا اور پھر مجھے محسوس ہونے لگا کہ اب میری جانب توجہ کم ہو گئی ہے آرگنائزیشن میں کئی عہدے اور نکل گئے جہاں کئی اور خوبصورت لڑکیاں آ چکی تھی میری جوانی کی رعنائیاں ختم ہو رہی تھی لیکن میں اس آرگنائزیشن کے تمام رازوں سے واقف تھی۔ پھر اب تو ویسے بھی حقوقِ نسواں کی بڑی بڑی کانفرنسز میں میری شرکت لازم و ملزوم کی تھی میرا ایک نام تھا روشن خیال، لبرل سوسائیٹیز میں لوگ میری مثالیں دیا کرتے تھے۔ پھر میری ملاقات ایک دن ائیر پورٹ کے لاؤنج میں ایسی لڑکی سے ہوئی جو نقاب میں موجود تھی۔ میں اسے اپنا اگلا شکار قرار دے کر اس سے بہت محبت سے ملی اس نے مجھے ایک نظر دیکھا اور کہا مہمل ! زندگی کی ہر چیز تمہاری تھی تمہارے لیے ہی بنی تھی یہ خوشیاں جن کی تلاش میں تم یہاں تک پہنچی ہو تمہارا نصیب تھیں۔ بہت جلدی کی تم نے، دنیا تو تباہ کی ہی اور آخرت بھی برباد کر لی، واٹ نان سینس؟ میں نے غصے میں کہا تم ہو کون؟ اگلے ہی لمحے میرے دماغ نے اس کی آواز کو پہچان لیا تم ربیعہ تو نہیں ہو؟ ہاں، مہمل ! میں ربیعہ ہی ہوں تم نے درست پہچانا۔ میرے سامنے میری بچپن کی سہیلی ربیعہ تھی میری پڑوسن ہمارا بچپن ساتھ ساتھ گزرا تھا میں اسے اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر بہت خوش ہوئی یہاں کیسے

آنا ہوا؟ میں نے ربیعہ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ واپس پاکستان جا رہی تھی۔ امی کیسی ہیں ربیعہ ! سب لوگ کیسے ہیں میں نے اپنے گھر کے ایک ایک فرد کا نام لے لے کر پوچھا میری آنکھوں نے چھلکنا شروع کر دیا تھا۔ تمہارے والد تمہارے غم میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے بہنوں کی شادی ہو گئی وہ تمہیں ایسے بھول گئے جیسے کہ تم کبھی تھی ہی نہیں اور خدارا ! اب ان کی پرسکون زندگی کو جا کر دوبارہ کسی طوفان سے آشنا نہ کر دینا اُن کے لیے تم مر چکی ہو بس ایک تمہاری ماں ہے جو ایک اُمید سی رکھتی ہے تم سے کہ تم ضرور پلٹو گی وہ کہتی ہیں میں نے نعتوں کی لوری دے کر اسے پالا ہے اسے میں جب دودھ پلاتی تھی تو درود شریف کا ورد میری زبان پر ہوتا تھا میری بیٹی ملحدہ کیسے ہو سکتی ہے بس ان کی بوڑھی آنکھوں میں آج بھی اُمید کی کرن ہے۔ مہمل ! یہ جو تمہارے ساتھ ہیں یہ سب درندے ہیں یہ عورت کی آزادی کے نام پر عورت تک پہنچنا چاہتے ہیں یہ عزت اور غیرت کو الحاد کی شراب پلا کر مدہوش کر دیتے ہیں۔ وش مہمل ! ایک عام عورت تک پہنچنا کسی بھی لبرل درندے کے لیے مشکل کام ہے لیکن تم تک یہ باآسانی پہنچ سکتے ہیں آزادی کے نام پر۔ میں جانتی ہوں ربیعہ ! مجھ سے بہتر انہیں کون جانتا ہو گا یہ یہودیوں کے لیے کام کرتے ہیں ان کا کام بس اسلام کے خلاف بکواس کرنا ہوتا ہے ان کے فیس بک پیج پر مذہب کی مخالفت سب سے زیادہ اسلام کی ہوتی ہے یہودیت کی تو صرف دکھاوے کے طور پر مخالفت ہوتی ہے اصل ہدف ان کا اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ ہیں۔ یہاں آنے والی لڑکیوں کو دوسرے ممالک میں وزٹ ایسے ہی نہیں کرائے جاتے ان سے بزنس کرایا جاتا ہے اور الحاد کی شراب انہیں مدہوش رکھتی ہے پیسہ ، سیر و تفریح ان کی بنیادی ضروریات سے لے کر عیش و عشرت کے تمام سامان انہیں مہیا کیے جاتے ہیں اور پھر انہی لڑکیوں کو مسلم لڑکوں کے لیے کانٹے کا چارہ بنایا جاتا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ربیعہ کے شوہر علم الدین بھی آ گئے آج تک مجھے ڈاڑھی سے سخت نفرت تھی ہمیشہ ہی ڈاڑھی پر شدید تنقید کی آج اس باوقار انسان کو دیکھ کر اپنی رائے تبدیل کر لی علم الدین نے مجھے ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا میں مردوں کی فطرت سے بخوبی آگاہ تھی علم الدین کو عورت کی عزت کرنا آتی تھی اور عورتوں کی عزت کرنا اسلام نے ہی تو سکھایا تھا ورنہ ان روشن خیالوں نے تو عورت کو مال تجارت بنا دیا ہے مہمل ! دیر نہیں ہوئی واپس پلٹ جاؤ ! سچی توبہ کر لو وہ بہت پیارا ہے وہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے تمہارے لیے راہیں کھول دے گا تم واپس آ جاؤ کہیں بہت دیر نہ ہو جائے اور میں اس دن اس کے کندھے سے لگ کر بہت روئی۔

میرے اندر آنے والی تبدیلی کو جلد ہی میری آرگنائزیشن نے نوٹ کر لیا اور ایک دن میں نے جذبات میں آ کر ان کو خوب سُنائی میں نے ان سے کہا تم ہی وہ ظالم ہو جنہوں نے میرے بچپن کو پامال کیا تم ساری زندگی میری قیمت وصول کرتے رہے ، تم وحشی ہو درندے ہو انسانیت کے دشمن تم ہو اسلام نہیں ، میں بہت برے طریقے سے چیخ رہی تھی۔ مہمل ! تمہیں کیا ہو گیا ہے تم پاگل

تو نہیں ہو گئیں پھر مجھے بے ہوشی کا انجیکشن لگا کر ایک کمرے میں قید کر دیا گیا آج وہاں سے جان بچا کر نکلی ہوں۔ خدارا ! آپ یہ میسیج ہر لڑکی تک پہنچا دیجیے گا ہر گھر تک پہنچا دیجیے گا تمہاری عزت کا سائبان تمہارا اسلام ہے تم جس آزادی کو دیکھتی ہو وہ آزادی نہیں ایک قید ہے دنیا کی بھی قید اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی قید وہ باپ جو تمہارے لیے کماتا ہے وہ بھائی جو تمہاری عزت کا رکھوالا ہے وہ شوہر جس کی مملکت کی تم ملکہ ہو تمہاری جنت تمہارے بچے ہیں تم آزاد ہو خدارا ! اس قید کا شکار نہ ہونا یہ باہر سے بہت خوب صورت ہے لیکن اندر سے بہت گندی، گھناؤنی ہے۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 20, 2017 at 2:22pm UTC+05

مسجدِ نبوی کی تعمیر دنیا میں محبت اور عقیدت کی معراج

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



لوگ تاج محل کو محبت کی علامت قرار دیتے ھیں مگر یقین کریں کہ عثمانی دور میں مسجد نبویﷺ کی تعمیرات کی دنیا میں محبت اور عقیدت کی معراج ھے،ذرا پڑھئے اور اپنے دلوں کو عشق نبیﷺ سے منور کریں ۔ ترکوں نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی وسیع عریض ریاست میں اعلان کیا کہ انھیں عمارت سازی سے متعلق فنون کے ماہرین درکار ھیں، اعلان کرنے کی دیر تھی کہ ھر علم کے مانے ھوۓ لوگوں نے اپنی خدمات پیش کیں،سلطان کے حکم سے استنبول کے باہر ایک شہر بسایا گیا جس میں اطراف عالم سے آنے والے ان ماہرین کو الگ الگ محلوں میں بسایا گیا، اس کے بعد عقیدت اور حیرت کا ایسا باب شروع ھوا جس کی نظیر ملنا مشکل ھے، خلیفہ وقت جو دنیا کا سب سے بڑا فرمانروا تھا ، وہ نئے شہر میں آیا اور ھر شعبے کے ماہر کو تاکید کی کہ اپنے ذھین ترین بچے کو اپنا

فن اس طرح سکھائے کہ اسے یکتا و بیمثال کر دے، اسی اثنا میں ترک حکومت اس بچے کو حافظ قرآن اور شہسوار بنائے گی، دنیا کی تاریخ کا یہ عجیب و غریب منصوبہ کئی سال جاری رہا ۔ 25 سال بعد نوجوانوں کی ایسی جماعت تیار ہوئی جو نہ صرف اپنے شعبے میں یکتا ئے روزگار تھے بلکہ ہر شخص حافظ قرآن اور با عمل مسلمان بھی تھا، یہ لگ بھگ 500 لوگ تھے، اسی دوران ترکوں نے پتھروں کی نئ کانیں دریافت کیں، نئے جنگلوں سے لکڑیاں کٹوائیں، تختے حاصل کیئے گئے ، اور شیشے کا سامان بہم پہنچایا گیا، یہ سارا سامان نبی کریم‌صلی الله علیه وسلم کے شہر پہنچایا گیا تو ادب کا یہ عالم تھا کہ اسے رکھنے کے لیئے مدینہ منورہ سے دور ایک بستی بسائی گئ تا کہ شورسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ و سلم کی بارگاہ کی بے ادبی اور مدینہ منورہ کا ماحول خراب نہ ہو، نبی‌صلی الله علیه وسلم کے ادب کی وجہ سے انہیں حکم تھااگر کسی کٹے پتھر کو اپنی جگہ بٹھانے کے لئے چوٹ لگانےکی ضرورت پیش آئے تو موٹے کپڑے کو پتھر پرتہ بتہ یعنی کئی بار فولڈ کر کے رکھیں پھر لکڑی کے ہتھوڑے سے آہستہ آہستہ سے چوٹ لگائیں تاکہ آواز پیدا نہ ہو اور اگر ترمیم کی ضرورت ہو تو اسے واپس اسی بستی بھیجا جائے وہاں اسے کاٹ کر درست کیا جائے۔ ماھرین کو حکم تھا کہ ہر شخص کام کے دوران با وضو رھے اور درود شریف اور تلاوت قرآن میں مشغول رھے، ھجرہ مبارک کی جالیوں کو کپڑے سے لپیٹ دیا گیا کہ گرد غبار اندر روضہ پاک میں نہ جائے، ستون لگائے گیے کہ ریاض الجنۃ اور روضہ پاک پر مٹی نہ گرے ، یہ کام پندرہ سال تک چلتا رہا اور تاریخ عالم گواہ ھے ایسی محبت ایسی عقیدت سے کوئی تعمیر نہ کبھی پہلے ہوئیاور نہ کبھی بعد میں ھوگی .

مصنف و مرتب: میاں و قارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Monday, January 16, 2017 at 12:42am UTC+05

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایک چرواہا

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن جنگل جا رہے تھے، کہ اُنھوں نے ایک چرواہے کی آواز سنی، وہ اونچی اونچی کہہ رہا تھا" اے میرے جان سے پیارے خدا.. تُو کہاں ہے..؟ میرے پاس آ، میں تیرے سر میں کنگھی کروں، جوئیں چنوں، تیرا لباس میلا ہو گیا ہے تو دھوؤں، تیرے موزے پھٹ گئے ہوں تو وہ بھی سیئوں، تجھے تازہ تازہ دُودھ پلاؤں، تو بیمار ہو جائے تو تیری تیمارداری کروں، اگر مجھے معلوم ہو کہ تیرا گھر کہاں ہے تو تمھارے لیے روز گھی اور دُودھ لایا کروں.. میری سب بکریاں تم پر قربان، اَب تو آ جا" حضرت موسیٰ علیہ السلام اِس کے قریب گئے.. اور کہنے لگے.. "ارے احمق.. تُو یہ باتیں کس سے کر رہا ہے..؟" چرواہے

نے جواب دیا.. "اُس سے کر رہا ہوں جس نے تجھے اور مجھے پیدا کیا اور یہ زمین آسمان بنائے.. "یہ سن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غضب ناک ہو کر کہا.. "ارے بد بخت.. تو اِس بیہودہ بکواس سے کہیں کا نہ رہا.. بجائے مومن کے تُو تو کافر ہو گیا.. خبر دار ایسی بے معنی اور فضول بکواس بند کر.. تیرے اِس کفر کی بدبو ساری دُنیا میں پھیل گئی.. ارے بے وقوف.. یہ دُودھ ' لسی ہم مخلوق کے لیے ہے ' کپڑوں کے محتاج ہم ہیں ' حق تعالیٰ ان حاجتوں سے بے نیاز ہے.. نہ وہ بیمار پڑتا ہے نہ اِسے تیمارداری کی ضرورت ہے نہ اِس کا کوئی رشتہ دار ہے.. توبہ کر اور اِس سے ڈر.. " حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیظ و غضب میں بھرے ہوئے یہ الفاظ سن کر چرواہے کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا ' چہرہ زرد پڑ گیا اور بولا.. "اے اللہ کے جلیل القدر نبی ! تُو نے ایسی بات کہی کہ میرا منہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور مارے ندامت کے میری جان ہلاکت میں پڑ گئی.. " یہ کہتے ہی چرواہے نے سرد آہ کھینچی ' اپنا گریبان تار تار کیا اور دیوانوں کی طرح اپنے سر پر خاک اُڑاتا ہوا غائب ہو گیا.. حضرت موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لیے کوہِ طور پر گئے تو اللہ پاک نے فرمایا.. "اے موسیٰ ! تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کیوں کیا.. ؟ تو دُنیا میں جدائی کے لیے آیا ہے یا ملاپ کے لیے.. ؟ خبر دار ! اِس کام میں احتیاط رکھ.. ہم نے اپنی مخلوق میں ہر شخص کی فطرت الگ بنائی ہے اور ہر فرد کو دوسروں سے جدا عقل بخشی ہے.. جو بات ایک کے حق میں اچھی ہے وہ دوسرے کے لیے بُری ہے.. ایک کے حق میں تریاق کا اثر رکھتی ہے وہی دوسرے کے لیے زہر ہے.. ایک کے حق میں نور اور دوسرے کے حق میں نار.. ہماری ذات پاکی و ناپاکی سے مبریٰ ہے.. اے موسیٰ ! یہ مخلوق ہم نے اِس لیے پیدا نہیں فرمائی کہ اِس سے ہماری ذات کو کوئی فائدہ پہنچے.. اِسے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اِس پر ہم اپنے کمالات کی بارش کریں.. جو شخص جس زبان میں بھی ہماری حمد و ثناء کرتا ہے اِس سے ہماری ذات میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی.. مدح کرنے والا خود ہی پاک صاف ہوتا ہے.. ہم کسی کے قول اور ظاہر پر نگاہ نہیں رکھتے ہم تو باطن اور حال دیکھتے ہیں.. اے موسیٰ ! خردمندوں کے آداب اور ہیں دل جلوں اور جان ہاروں کے آداب اور.. " حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ پاک کا یہ عتاب آمیز خطاب سنا تو سخت پشیمان ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں نہایت ندامت اور شرم ساری سے معافی مانگی.. پھر اِسی اضطراب اور بے چینی میں اِس چرواہے کو ڈھونڈنے جنگل میں گئے.. صحرا و بیابان کی خاک چھان ماری پر چرواہے کا کہیں پتا نہ چلا.. اِس قدر چلے کہ پیروں میں چھالے پڑ گئے لیکن تلاش جاری رکھی آخر آپ اِسے پا لینے میں کامیاب ہوئے.. چرواہے نے انھیں دیکھ کر کہا.. "اے موسیٰ علیہ السلام ! اب مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ یہاں بھی آ پہنچے.. ؟ " حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا.. "اے چرواہے ! میں تجھے مبارک دینے آیا ہوں.. تجھے حق تعالیٰ نے اپنا بندہ فرمایا اور اِجازت عطا کی کہ جو تیرے جی میں آئے ' بلا تکلف کہا کر.. تجھے کسی ادب و آداب ' قاعدے و

ضابطے کی ضرورت نہیں.. تیرا کفر اصل دین ہے اور دین نورِ جاں.. تجھے سب کچھ معاف ہے بلکہ تیرے صدقے میں تمام دُنیا کی حفاظت ہوتی ہے.. "چرواہے نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا.. "اے پیغمبر خدا! اب میں اِن باتوں کے قابل ہی کہاں رہا ہوں کہ کچھ کہوں.. میرے دِل کا خون ہو چکا ہے.. اب میری منزل بہت آگے ہے.. تُو نے ایسی ضرب لگائی کہ ہزاروں' لاکھوں سال کی راہ طے کر چکا ہوں.. میرا حال بیان کے قابل نہیں اور یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اِسے بھی میرا احوال مت جان.. " مولانا رومی رح اِس حکایت سے ماحاصل یہ نکالتے ہیں کہ "اے شخص جو تو حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے کیا سمجھتا ہے.. ؟تُو تو ابتداء سے اِنتہا تک ناقص اور تیرا حال و قال بھی ناقص.. یہ محض اِس پروردگار رحمٰن و کریم کا کرم ہے کہ وہ تیرے ناقص اور گندے تحفے کو قبول فرماتا ہے...

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Saturday, January 14, 2017 at 3:00am UTC+05

روزِ قیامت

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



صور پھونکا جائے گا، ونفخ فی الصور، ہر جاندار شے حیران وپریشان ہو گی۔۔ صور پھونکتے ہی ہر جاندار شے کی موت واقع ہو جائے گی، قرآن نے ان الفاظ میں سب بیان کیا ہے:۔اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بر حق پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا حق اور باثر ہے۔ اور ساری حکومت خاص اسی کی ہو گی جب کہ صُور میں پھونک ماری جائے گی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ (الانعام)۔ اس دن ہم انہیں آپس میں ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا کر کے ہم جمع کر لیں گے۔ (الکھف)۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہ گاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے

ساتھ گھیر لائیں گے۔ (طہ)۔ پس جب کہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے دار ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ۔ (المومنون)۔ جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے، اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ (النمل)۔ تو صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔ (یٰس)۔ اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ (الزمر)۔ اور صور پھونک دیا جائے گا۔ وعدۂ عذاب کا دن یہی ہے۔ (ق)۔ پس جب کہ صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی۔ (الحاقہ)۔ جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔ (النباء)۔ قیامت کے قائم ہوتے ہی ہر شے فنا ہو جائے گی، پہاڑ پھٹ پڑیں گے، سمندر آگ بن جائیں گے، چاند، ستارے، سیارے اپنے اپنے مدار سے نکل کر گرنا شروع ہونگے، آسمان میں دروازے نمودار ہونگے، پیروں کے نیچے زمین ہل رہی ہو گی، لوگ ایسے بھاگیں گے جیسے وہ مدہوش ہوں، اس دن کی دہشت اتنی زیادہ ہو گی کہ ایک چھوٹا بچہ اس دن کے خوف سے بوڑھا ہو جائے گا، اس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اپنے باپ کو نہیں پہچانے گا، پس جب کہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے دار ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ۔۔ اس دن ہر انسان کے پاس اتنا کچھ ہو گا جس کے خوف اور جس کی فکر اسے ہر رشتے سے بے گانہ کر دے گی۔ آج سے 1400 برس پہلے جب آپ ﷺ معراج کے لئے تشریف لیکر گئے، تب آپ ﷺ نے حضرت اسرافیلؑ کو دیکھا تھا، انکا ایک پاؤں دوسرے کے آگے تھا، ان کے منہ میں صور تھا اور انہوں نے ایسے سانس کھینچی ہوئی تھی جیسے سیٹی بجانے کے لئے ہم کھینچتے ہیں اور وہ اپنی نظریں اللہ کی طرف لگائے ہوئے تھے۔ یہ 1400 برس پہلے کی حالت تھی۔ قیامت کس دن قائم ہو گی؟ احادیث میں جمعہ کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ ہفتے کے تمام دن مجھے دکھائے گئے، ان میں جمعہ کا دن ایسا تھا جیسے ایک صاف شفاف آئینہ لیکن اس میں ایک سیاہ نکتہ تھا، میں نے پوچھا یہ نکتہ کیا ہے اور مجھے بتایا گیا یہی وہ دن ہے۔ جمعہ کے روز جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق صبح سے شام تک گھبرائی ہوئی رہتی ہے اس لئے کہ قیامت اسی دن قائم ہونی ہے۔ جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے، بارے میں مختلف علماء کی مختلف آراء ہیں، کچھ کے نزدیک یہ جنت کی حوریں ہیں جو اس دن نہیں گھبرائیں گی، کچھ کے نزدیک یہ شہداء ہیں، کچھ کے نزدیک جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں، کچھ کے نزدیک وہ فرشتے ہیں جو اللہ کا عرش تھامے ہوئے ہیں، کچھ کے نزدیک کچھ اور لیکن یہ کہیں بھی واضح نہیں کہ یہ نہ گھبرانے والے کون لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت کے فرشتے سے پوچھیں گے، کون زندہ ہے؟

اسرافیلؑ کی روح قبض کی جائے گی، میکائیلؑ کی روح قبض کی جائے گی، جبرائیلؑ کی روح قبض کی جائے گی اور پھر ان فرشتوں کی جو اللہ کا عرش تھامے ہوئے کھڑے ہونگے، سب کی روح قبض کرلی جائے گی۔ پھر اللہ فرمائے گا، کون باقی ہے؟ عزرائیلؑ جواب دیں گے، یا اللہ میں اور آپ اور آپ لافانی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیلؑ کو حکم دے گا کہ جاؤ اور اپنی روح بھی قبض کرو۔ پھر اللہ فرمائے گا، کون باقی ہے؟ جواب میں خاموشی، کون باقی ہے؟ ایک بار پھر خاموشی۔ آج کے دن کس کی بادشاہت ہے؟ کوئی جواب نہیں۔ بالکل ایسے ہی سب شروع ہوا تھا، بالکل ایسے ہی سب ختم ہوگا۔ کوئی باقی نہیں رہے گا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یہ حالت کب تک رہے گی اس کے بارے صرف ایک عدد ہے اور وہ ہے چالیس، چالیس روز، چالیس سال، چالیس مہینے کوئی نہیں جانتا۔ پھر حضرت اسرافیلؑ کو حکم ہوگا اور وہ دوبارہ زندہ ہونگے، اسی طرح حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اللہ کا عرش تھامنے والے فرشتوں کو دوبارہ زندہ ہونے کا حکم ہوگا، کُن۔ دوبارہ صور پھونکا جائے گا، حساب کتاب کا دن شروع ہونے کو ہے، تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ لیکن ایک انسان کو جگانے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کی کنجیاں دے کر حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ کو بھیجیں گے اور وہ ایک شخص کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ (سبحان اللہ)، یہ ایک خاص کام ہوگا، ایک خاص مشن، مدینہ میں آپ ﷺ کا روزہ مبارک کھولا جائے گا، آپ ﷺ سوال کریں گے، آج کیا دن ہے؟ جبرائیلؑ جواب دیں گے، آج حساب کتاب کا دن ہے، دوسرا سوال جو آپ ﷺ کریں گے وہ ہوگا، میری امت کا کیا بنا؟ باعث تخلیق کائنات اس دن اپنے خاندان، اپنے بچوں حتیٰ کہ خود اپنے بارے میں بھی پریشان نہیں ہوگا، وہ ہمارے بارے میں پریشان ہوگا، میری امت کا کیا بنا؟ اس دن کائنات کی ہر جاندار شے میدانِ حشر کی طرف جائے گی، اور اس دن زمین تبدیل کردی جائے گی، اولادِ آدم کے پاس جہاں وہ کھڑی ہوگی اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہوگی، جہاں وہ جاسکیں۔ ایک بہت طویل دن ہوگا، پچاس ہزار برس جتنا طویل، اس دن ہر ذہ روح پیاسی ہوگی جب ان کی نظر ایک خوبصورت حوض پر پڑے گی، وہ پوچھیں گے وہ کیا ہے؟ جواب ملے گا، یہ حوضِ کوثر ہے، رسول اللہ ﷺ کا حوض جس سے جو ایک بار پانی پی لے پھر کبھی پیاس نہیں لگتی۔ لیکن کیا ایسا ہوگا کہ کنویں سے یہودیوں کو اسلام کے دشمنوں کو پانی دینے والی ذات کسی کو حوضِ کوثر سے پانی پینے کی اجازت نہ دے۔ وہ انتظار بہت طویل ہوگا، لوگ بھاگے بھاگے حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے آدمؑ آپ اللہ کے بنائے ہوئے پہلے انسان ہیں، اللہ سے درخواست کریں کہ وہ حساب کتاب شروع کرے، حضرت آدمؑ انکار کریں گے کہ نہیں، اللہ آج کے دن بہت غصے میں ہے میں نے اللہ کو آج سے پہلے اتنا غصہ میں نہیں دیکھا، کسی اور کے پاس جاؤ میں نے گناہ کیا تھا، میں نے اس درخت سے کھایا تھا میں یہ کام نہیں کرسکتا، لوگ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ آپ انبیاء کرام میں سب سے زیادہ عمر والے نبی تھے آپ اللہ سے درخواست

کریں کہ دن شروع کرے، حضرت نوح بھی انکار کریں گے کہ نہیں اللہ آج بہت غصے میں ہے اور میں نے اس کو وہ کہا تھا جو مجھے کہنا نہیں چاہئے تھا، کسی اور کے پاس جاؤ، لوگ ایسے ہی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کو کہیں گے کہ ہمارے پاس کیوں آتے ہو؟ اس کے پاس جاؤ جو تمہاری مدد بھی کر سکتا ہے، محمد ﷺ کے پاس جاؤ وہ تمہاری مدد کریں گے، اور رسول اللہ ﷺ اللہ کے عرش کے پاس جائیں گے، اور سجدہ کریں گے، اور ان باتوں کے لئے اللہ کی حمد و ثناء کریں گے جو آج تک کسی نے نہ کی ہو نگی۔ اللہ فرمائیں گے، اے محمد ﷺ! سر اٹھاؤ اور مانگوں جو مانگنا ہے، شفاعت کرو اور شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ ﷺ فرمائیں گے، اے اللہ حساب کتاب شروع کریں، لیکن یہ کہہ کر وہاں سے جائیں گے نہیں، پھر فرمائیں گے، اے اللہ! میری امت کا کیا بنا؟ ان کے ساتھ کیا ہوگا؟ اللہ فرمائیں گے، اے محمد ﷺ اپنی امت سے 70000 افراد کا انتخاب کرو جن کو ابھی جنت میں داخل کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے اے اللہ مجھے مزید چاہئے۔ اور اللہ فرمائیں گے، اے محمد، ہر ایک ہزار جنتیوں کے ساتھ ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہونگے۔ پھر حساب کتاب شروع ہوگا، آسمان میں دروازے نمودار ہونگے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے صف باندھ کر اللہ کے سامنے حاضر ہونگے۔ پھر جہنم کو لایا جائے گا جس کو ستر ہزار زنجیروں سے باندھا گیا ہوگا اور ہر زنجیر پر ستر ہزار فرشتے مامور ہونگے، اب خلقت گھٹنوں کے بل زمین پر ہوگی اور اللہ سے مدد مانگ رہی ہوگی، تمام امتیں، انبیاء، شہداء سب کے سب۔ ایک کافر کو سامنے لایا جائے گا، اور پوچھا جائے گا اگر ساری زمین سونے کی بنا کر تم کو دے دی جائے تو کیا تم وہ دیکر اس آگ سے چھٹکارا پانا چاہو گے؟ وہ جواب دے گا ہاں میں دیکر چھٹکارا پالوں گا۔ اور اللہ فرمائیں گے، دنیا میں اس سے کتنا تھوڑا سا مانگا تھا میں نے؟ لا الہ اللہ پر ایمان لانے کا کہا تھا، ذکر و دعا کا کہا تھا، روزے رکھنے کا کہا اور اب تم پوری سونے کی زمین دے کر خود کو بچانا چاہتے ہو؟ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ جانوروں کو لایا جائے گا ان کے درمیان برابر فیصلے کئے جائیں گے اور اس کے بعد اللہ حکم دے گا اور تمام جانور دھول میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اب ایک کافر کہے گا اے کاش میں یہ یہ دھول ہوتا۔ یہ دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا اور دنیاوی زندگی اس کے مقابلے میں ایک گھڑی کے برابر ہوگی۔ اس کے بعد فیصلے شروع ہونگے، ترازو رکھا جائے گا اور جس امت کا حساب سب سے پہلے ہوگا وہ امتِ محمد ﷺ ہے، انسانوں میں سب سے آخر میں آنے والے لوگ، سب سے آخر میں کھڑے ہونگے، رسول اللہ ﷺ ہماری قیادت کرتے ہوئے ہمیں اللہ کے عرش تک لے کر جائیں گے، تمام امتیں دیکھ رہی ہونگی، ایک امت سب سے آخر سے نکل کر سب سے آگے جا رہی ہے، لوگوں کی زبانوں پر سوال ہونگے، یہ لازمی طور پر تمام انبیاء کی امتیں ایک ساتھ ہیں، کاش ہم اس امت سے ہوتے، یہ کون لوگ ہیں جو سب سے پہلے اللہ کے عرش تک جا رہے ہیں؟ مختلف سوالات ہونگے جب حساب شروع ہوگا۔ لوگوں کو ان کے اعمال دکھائے

جائیں گے، جو کچھ وہ کرتے رہے، جو کچھ وہ دیکھتے رہے تو کہیں گے اے اللہ، فرشتوں سے اعمال لکھنے میں غلطی ہوئی ہے، ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ان کے ہونٹ سی دیئے جائیں گے اور ان کی آنکھوں سے پوچھا جائے گا، کیا یہ سب دیکھا تھا؟ وہ گواہی دیں گی کہ دیکھا تھا، ہاتھوں سے پوچھا جائے گا کیا یہ سب کیا تھا؟ وہ گواہی دیں گے کہ کیا تھا۔ ایک پردہ ہوگا جس میں ایک شخص کھڑا ہوگا جس کو اس کا اعمال نامہ دکھایا جائے گا، وہ اپنے گناہ دیکھے گا اور پشیمان ہوگا کہ میں نے ایسا کیا تھا، پھر دوبارہ دیکھے گا تو گناہ کی جگہ نیکی آچکی ہوگی، وہ خوشی میں اللہ کو سجدہ کرے گا، پھر دیکھے گا تو ایک نیا گناہ ہوگا، پھر پشیمان ہوگا اور پھر اس کا گناہ نیکی میں بدل دیا جائے گا وہ پھر سجدہ کرے گا۔ میدانِ حشر میں موجود لوگ کہیں گے یہ کوئی بہت نیک انسان ہے بہت متقی انسان اسی لئے بار بار سجدہ کرتا ہے۔ اللہ فرمائیں گے، تم نے دنیا میں مجھ سے توبہ کی تھی، یہ اس کا صلہ ہے اب جاؤ تم جنت کے حقدار ہو۔ اس کے بعد پل صراط ہے، جو بال سے باریک ہے، تلوار سے تیز ہے، کچھ لوگ اس کو پلک جھپکنے میں پار کر جائیں گے، کچھ بجلی کی سی رفتار سے اور کچھ رک رک کر، اس کے نیچے جہنم ہے جو پار نہیں کر سکے گا وہ اس آگ میں گر جائے گا۔ اللہ نے ہمیں کاروانِ محمد ﷺ میں شامل کر دیا ہے، ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارے سالار اور کوئی نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ ہونگے، ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارے پاس توبہ کا راستہ موجود ہے اور ہم خوش نصیب ہیں کہ اللہ کی رحمت مغفرت کے بہانے تلاش کرتی ہے۔ پھر رمضان کا مہینہ ہے، حج ہے، دعائیں ہیں آنسوؤں کے کچھ قطرے ہیں جو ہمارے کام آسکتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے اللہ ان دعاؤں اور توبہ استغفار کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہماری چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بدلے ہمیں جنت عطا کر دے۔ آمین۔ واللہ اعلم بالثواب۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

وفاتِ نبوی ﷺ

انتخاب: میاں وقار الاسلام

تحریر: نامعلوم



فتح مکہ اور پھر سورۃ النصر کا نازل ہونا بعض صحابہ کرام کو اطلاع دے چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہونے کا زمانہ قریب ہے، دین کی تکمیل کا اعلان تو حجۃ الوداع کے موقع پر کر دیا گیا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ہی آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو اپنے فیضِ دیدار سے مشرف فرمایا، غزوہ احد کے شہداء کا غم آپ ﷺ کے دل میں ہر وقت زندہ تھا، آپ ﷺ نے احد کے شہداء کو بھی دیدا سے محروم نہیں رکھا اور ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی، دعا بھی ایسی جیسے کوئی اپنے بہت ہی عزیز کو رخصت

کرتا ہے۔علالت سے ایک روز پہلے حضرت زید کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر جائیں اور والد کا بدلہ لیں۔صفر 11 ہجری میں آدھی رات کے وقت جنت البقیع میں تشریف لے گئے، وہاں سے واپس آئے تو طبیعت ناساز تھی۔یہ حضرت میمونہ کی باری کا دن تھا، پانچ روز تک آپ ﷺ نے اسی حالت میں ازراہِ عدل باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں جانا جاری رکھا، پھر طبیعت مزید ناساز ہو گئی۔اگلا روز حضرت عائشہ کی باری کا تھا، آپ ﷺ نے اجازت مانگی کہ کل کس کے ہاں رہوں؟ تو ازواج مطہرات نے مرضی سمجھ کر عرض کی کہ جہاں آپکا دل کرے۔آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔مرض کی شدت بڑھ گئی اور جہاں تک ممکن ہوا آپ ﷺ نے نماز کی امامت کروائی، آخری نماز جو آپ ﷺ نے پڑھائی وہ مغرب کی تھی، عشاء کے لئے تین بار دریافت فرمایا کہ نماز ہو گئی؟ ہر بار یہی جواب ملا کہ آپ ﷺ کا انتظار ہے، آپ ﷺ ہر بار جسم پر پانی ڈالتے اور اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن غش آجاتا، پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، حضرت عائشہ نے حضرت ابو بکر کے ضعف کے بارے میں کہا تو آپ ﷺ نے کہا، نہیں وہی نماز پڑھائیں۔پھر کئی دن تک حضرت ابو بکر نے امامت کی۔اگلے روز دوات اور قلم طلب کی جس پر مختلف رائے سامنے آئیں۔کچھ کا خیال تھا کہ دی جائے کچھ کا کہنا تھا کہ قرآن موجود ہے رہنے دی جائے۔اسی روایت کی بنا پر مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف چلا آرہا ہے۔اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں جن میں سے دو روایات میں موجود ہیں تیسری راوہ کو یاد نہیں۔پہلی یہ کہ کوئی مشرک عرب میں نہ رہنے پائے، دوسری یہ کہ سفراء کا احترام ویسے ہی کیا جائے جیسے آپ ﷺ کے وقت میں ہوتا آیا ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپ پر ڈالی جائیں، طبیعت کچھ بحال ہوئی تو آپ ﷺ حضرت علی اور حضرت عباس کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے، جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکر امامت فرما رہے تھے۔
آہٹ پا کر ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا اور پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔حضرت ابو بکر، رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اور باقی مسلمان حضرت ابو بکر کو دیکھ کر نماز کے ارکان ادا کرتے جاتے تھے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے زندگی کا آخری خطبہ دیا جو کچھ یوں تھا۔خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا کو قبول کرے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے وہ قبول کرے۔لیکن اس نے خدا ہی کے پاس کی چیز کو قبول کیا۔یہ سن کر حضرت ابو بکر رونے لگے، لوگوں نے تعجب سے دیکھا کہ آپ ﷺ کو ایک شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں لیکن حضرت ابو بکر سمجھ چکے تھے کہ وہ شخص خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ جس کی دولت اور صحبت کا ممنون ہوں وہ ابو بکر ہیں، اگر میں دنیا میں کسی کو دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کے لئے کافی ہے۔مسجد کے رخ کوئی دریچہ ابو بکر کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ہاں تم

سے پہلی قوموں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا، دیکھو تم ایسا نہ کرنا میں منع کر جاتا ہوں۔ انصار کی نسبت آپ ﷺ نے خاص تاکید کی کہ عام مسلمان بڑھتے جائیں گے انصار ایسے کم ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک۔ وہ اپنا فرض ادا کر چکے اب تمہیں ان کا فرض ادا کرنا ہے۔ دوا کھانا آپ ﷺ کو نگوار تھا، ایک بار بیماری کے دوران آپ ﷺ کو دوا دی گئی آپ نے انکار کیا تو منہ کھول کر آپ ﷺ کو دوا پلا دی، افاقہ کے بعد احساس ہوا تو فرمایا کہ سب کو دوا پلائی جائے۔ یہ آپ ﷺ کا لطفِ طبع تھا۔ جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس دن طبیعت کو کافی سکون تھا۔ حجرہ چونکہ مسجد سے ملا ہوا تھا، آپ ﷺ نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو مسلمان فجر کی نماز میں مشغول تھے، دیکھ کر مسرت سے ہنس پڑے، مسلمان خوشی سے بے قابو ہوئے، حضرت ابو بکر نے جگہ سے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارے سے منع فرمایا اور دوبارہ پردہ برابر کر دیا۔ یہ آخری موقع تھا جب صحابہ نے جمالِ اقدس کا دیدار کیا۔ پھر جیسے جیسے دن چڑھتا گیا طبیعت ناساز ہوتی گئی، حضرت فاطمہ یہ دیکھ کر بولیں کہ ہائے میرے باپ کی بے چینی، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ کے سینے پر سر ٹیکے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابو بکر کے صاحبزادے عبد الرحمان خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ ﷺ نے مسواک کی جانب دیکھا، حضرت عائشہ سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبد الرحمان نے دانتوں سے مسواک نرم کر کے دی اور آپ ﷺ نے تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ مسواک کا وقت قریب آ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے لب ہلے اور لوگوں نے سنا: الصلوۃ وماملکت ایمانکم یعنی نماز اور غلام۔ ساتھ ہی پانی کی لگن موجود تھی اس میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر پھیرتے جاتے تھے پھر فرمایا: بل الرفیق الاعلیٰ یعنی اب کوئی نہیں بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے۔ یہ کہتے کہتے ہاتھ لٹک گئے اور آنکھیں چھت سے لگ گئیں۔ روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی تھی۔ تجہیز کا کام اگلے روز 2 ربیع الاول کو ہوا۔ فضل بن عباس اور اسامہ بن زید نے پردہ کیا، حضرت علی نے غسل دیا۔ حجرت عباس بھی موجود تھے۔ چونکہ اس کام میں ہر کوئی شریک ہونا چاہتا تھا اس لئے حضرت علی نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے کہا کہ خدا کے لئے ہمارا بھی خیال کریں رسول اللہ ﷺ پر ہمارا بھی حق ہے۔ حضرت ابو بکر نے منع فرمایا لیکن حضرت علی اوس ابنِ خولی انصاری جو بدر میں بھی شریک ہوئے تھے کو اندر بلا لیا۔ قبر کی کھدائی میں دو افراد پر اختلاف تھا، حضرت عمر کی رائے پر عمل کیا گیا اور دونوں جگہ آدمی بھیجا گیا۔ اتفاق سے حضرت ابو طلحہ ہی آسکے اور انہوں نے مدینہ کے رواج کے مطابق لحدی یعنی بغلی قبع کھودی۔ زمین نم تھی اس لئے آپ ﷺ نے جس بستر پر وفات پائی اسی کو زمین پر بچھا دیا گیا۔ جنازہ کی تیاری کے بعد باری باری خواتین، مرد اور بچوں نے نماز پڑھائی۔ کوئی امام

نہیں تھا۔ جسم مبارک کو حضرت علی، اسامہ بن زید، عبد الرحمان بن عوف اور فضل بن عباس نے قبر میں اتارا۔ واللہ عالم بالثواب

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Saturday, January 14, 2017 at 2:20am UTC+05

رسول اللہ ﷺ کا خط اور ہرقل کا ابوسفیان سے مکالمہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام



ابوالیمان، حکم بن نافع، شعیب، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سفیان بن حرب نے بیان کیا کہ ہرقل نے ان کے پاس ایک شخص کو بھیجا (اور وہ اس وقت قریش کے چند سرداروں میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ شام میں تاجر کی حیثیت سے گئے تھے (یہ واقعہ اس زمانے میں ہوا) جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور دیگر کفار قریش سے ایک محدود عہد کیا تھا، غرض! سب قریش ہرقل کے پاس آئے، یہ لوگ اس وقت ایلیا میں تھے، تو ہرقل نے ان کو اپنے پاس دربار میں طلب کیا اور اس کے گرد سرداران روم (بیٹھے ہوئے) تھے، پھر ان (سب قریشیوں) کو اس نے (اپنے قریب بلایا) اپنے ترجمان کو طلب کیا قریشیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا قریب النسب

کون ہے، جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں، میں نے کہا میں ان سب سے زیادہ ان کا قریبی رشتہ دار ہوں، یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ ابوسفیان کو میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس کے قریب رکھو اور ان کو ابوسفیان کی پس پشت کھڑا کر دو، پھر ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں (جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اگر مجھ سے جھوٹ بیان کرے، تو تم فوراً اس کی تکذیب کر دینا (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کی غیرت نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا، غرض سب سے پہلے جو ہرقل نے مجھ سے پوچھا، وہ یہ تھا کہ اس نے کہا کہ اس کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں بڑے نسب والے ہیں، پھر ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس سے پہلے بھی اس بات (نبوت) کا دعوی کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر ہرقل نے) کہا، کہ کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر ہرقل نے) کہا کہ امیر لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا نہیں، بلکہ کمزور (پھر) ہرقل بولا آیا ان کے پیروکار (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں، میں نے کہا (کم نہیں ہوتے بلکہ) زیادہ ہوتے جاتے ہیں، ہرقل بولا، آیا ان میں سے کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد دین کی شدت کے باعث اس دین سے خارج بھی ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں (پھر ہرقل نے) کہا کہ کیا وہ کبھی وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں اور اب ہم ان کی مہلت میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ) میں کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا ایفائے عہد)، ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوائے اس کلمہ کے مجھے اور کوئی موقع نہ ملا کہ میں کوئی بات آپ ﷺ کے حالات میں داخل کر دیتا، ہرقل نے کہا آیا تم نے (کبھی) اس سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو بولا تمہاری جنگ ان سے کیسی رہتی ہے، میں نے کہا کہ لڑائی ہمارے اور ان کے درمیان ڈول (کے مثل) رہتی ہے، کہ کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے لے لیتے ہیں (کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی وہ) ہرقل نے پوچھا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور شرک کی باتیں جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے اور سچ بولنے اور پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان میں اعلی نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات (اپنی نبوت کا دعوی) تم میں سے کسی اور نے بھی کیا تھا، تو تم نے بیان کیا کہ نہیں میں نے (اپنے دل میں) سمجھ لیا کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کوئی کہہ چکا ہو تو میں کہہ دوں گا کہ وہ ایک شخص ہے جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے اور میں نے

تم سے پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا، تو تم نے بیان کیا کہ نہیں، پس میں نے (اپنے دل میں) سمجھ لیا کہ ان کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا، تو میں کہہ دوں گا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے ان پر کبھی جھوٹ کی تہمت لگائی گئی ہے، تو تم نے کہا کہ نہیں، پس (اب) میں یقینا جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگوں پر جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ بولے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا بڑے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے، تو تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے، (دراصل) تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ (ہوتے رہے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں، تو تم نے بیان کیا کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں (درحقیقت) ایمان کا کمال کو پہنچنے تک یہی حال ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس کے بعد ان کے دین میں داخل ہو جائے ان کے دین سے ناخوش ہو کر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور ایمان کی یہی صورت ہے، جب کہ اس کی بشاشت دلوں میں بیٹھ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ نہیں (بات یہ ہے کہ) اسی طرح تمام پیغمبر وعدہ خلافی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کی شریک نہ کرو اور تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور تمہیں نماز پڑھنے اور سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں، پس اگر تمہاری کہی ہوئی بات سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے اور بے شک میں (کتب سابقہ سے) جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں، مگر میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے، پس اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا، تو یقینا میں ان سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقینا میں ان کے پیروں کو دھوتا، پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا (مقدس) خط جو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی کے ہمراہ امیر بصری کے پاس بھیجا تھا اور امیر بصری نے اس کو ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، منگوایا اور اس کو پڑھوایا، تو اس میں یہ مضمون تھا اللہ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم کی طرف، اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ گے تو (قہر الہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں تمہارا دوگنا ثواب دے گا اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا

پروردگار بنائے، اللہ فرماتا ہے کہ پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دنیا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ ہم اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں، ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہرقل نے جو کچھ کہا کہہ چکا اور (آپکا) خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے ہاں شور زیادہ ہوا، آوازیں بلند ہوئیں اور ہم لوگ (وہاں سے) نکال دیئے گئے، تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ (دیکھو تو) ابوکبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا کام ایسا بڑھ گیا کہ اس سے بنی اصفر (روم) کا بادشاہ خوف رکھتا ہے، پس اس وقت سے مجھے ہمیشہ کے لئے اس کا یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ ضرور غالب ہو جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ نے مجھے اسلام میں داخل فرمایا اور ابن ناطور ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصرانیوں کا سردار تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اٹھا، تو اس کے بعض خواص نے کہا کہ ہم (اس وقت) آپ کی حالت خراب پاتے ہیں؟ ابن ناطور کہتا ہے کہ ہرقل کاہن تھا، نجوم میں مہارت رکھتا تھا اس نے اپنے خواص سے جب کہ انہوں نے پوچھا، یہ کہا کہ میں نے رات کو جب نجوم میں نظر کی، تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ غالب ہو گیا تو (دیکھو کہ) اس زمانہ کے لوگوں میں ختنہ کون کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سوائے یہود کے کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو یہود کی طرف سے آپ اندیشہ نہ کریں اور اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لکھ بھیجئے کہ جتنے یہود وہاں ہیں سب قتل کر دیئے جائیں، پس وہ لوگ اپنی اس تدبیر میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جسے غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی خبر بیان کی، جب ہرقل نے اس سے یہ خبر معلوم کی، تو کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے کہ نہیں، لوگوں نے اس کو دیکھا تو بیان کیا کہ وہ ختنے کئے ہوئے ہیں اور ہرقل نے اس سے عرب کا حال پوچھا، تو اس نے کہا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں، تب ہرقل نے کہا کہ یہی (نبی ﷺ) اس زمانہ کے لوگوں کا بادشاہ ہے، جو روم پر غالب آئے گا، پھر ہرقل نے اپنے دوست کو رومیہ (یہ حال) لکھ کر بھیجا اور وہ علم (نجوم) میں اسی کا ہم پایہ تھا اور (یہ لکھ کر) ہرقل حمص کی طرف چلا گیا، پھر حمص سے باہر نہیں جانے پایا کہ اس کے دوست کا خط (اسکے جواب میں) آ گیا وہ بھی نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے کی موافقت کرتا تھا اور یہ (اس نے لکھا تھا) کہ وہ نبی ہیں اس کے بعد ہرقل نے سرداران روم کو اپنے محل میں جو حمص میں تھا، طلب کیا اور حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر لئے جائیں تو وہ بند کر دیئے گئے اور ہرقل (اپنے گھر سے) باہر آیا تو کہا کہ اے روم والو کیا ہدایت اور کامیابی میں (کچھ حصہ) تمہارا بھی ہے اور (تمہیں) یہ منظور ہے کہ تمہاری سلطنت قائم رہے (اگر ایسا چاہتے ہو) تو اس نبی کی بیعت کر لو، تو (اسکے سنتے ہی) وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے، تو کواڑوں کو بند پایا بالآخر جب ہرقل نے اس درجے ان کی نفرت دیکھی اور (ان کے) ایمان لانے سے مایوس ہو گیا، تو بولا کہ ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ (جب وہ آئے تو ان سے) کہا میں نے یہ بات ابھی جو کہی تو اس سے تمہارے دین کی

مضبوطی کا امتحان لینا تھا وہ مجھے معلوم ہو گئی تب لوگوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے، ہرقل کی آخری حالت یہی رہی ابو عبداللہ کہتا ہے کہ اس حدیث کو (شعیب کے علاوہ) صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے (بھی) زہری سے روایت کیا ہے۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 13, 2017 at 7:22pm UTC+05

روح نکلنے کا وقت یعنی عالم نزع...**

انتخاب: رخشندہ جبیں

تحریر: نامعلوم



روح نکلنے کا وقت یعنی عالم نزع...* یہ وہ سخت مرحلہ ہوتا ہے جب انسان۔۔۔ اس جہاں سے۔۔۔ اپنے پیاروں سے۔۔۔ اپنی تعلیمی قابلیت سے۔۔۔ اپنی تمام ذاتی صفات سے۔۔۔ اپنی جمع شدہ دولت اور جائیداد سے۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہاتھ جھاڑ کر ایک طویل سفر پر روانہ ہوتا ہے اور اپنے ساتھ صرف نیک و بد اعمال کا پشتارا لے چلتا ہے۔۔۔ تو اس مرحلے کی کیفیات کو مرنے

والا تو بیان کرنے کے قابل نہیں ہوتا... اس لیے اللہ تعالی بیان فرماتا ہے۔۔۔*"جب روح سارے بدن سے کھینچ کر ہنسلی کی ہڈی میں آ کر اٹک جائے گی۔ اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا، کوئی دوا دارو کرنے والا؟ (Collarbone) حالانکہ مرنے والا تو سمجھ جاتا ہے کہ اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ روح نکلنے کی شدت کے باعث اس کی پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ رہی ہوتی ہے۔ یہی تو اپنے رب سے ملاقات کا وقت ہے"*(سورۃ القیامۃ-26-30)*"جب روح نکل کر گلے تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم مرنے والے کو اپنی آنکھوں سے مرتا دیکھ رہے ہوتے ہو۔ اس وقت ہم تم سے زیادہ اس کے نزدیک ہوتے ہیں۔ مگر تم دیکھ نہیں سکتے۔ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو کہ تمہیں جزا و سزا کچھ نہیں ملنے والی تو تم اس کی روح کو پلٹا کیوں نہیں دیتے؟"* (سورۃ الواقعۃ۔83۔87)*"کاش تم دیکھ سکو کہ جب ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے (عذاب کے لیے) اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ لاؤ نکالو اپنی جانیں"*(سورۃ الانعام۔93) رحمۃ للعالمین ﷺ نے موت کے اس انتہائی ہولناک مرحلے سے نمٹنے کا نہایت آسان نسخہ بیان فرمایا ہے۔۔۔*"بے شک صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے"* اور اللہ تعالی فرماتا ہے۔۔۔*"اور خیرات کرو اس مال میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔"*(سورۃ المنافقون۔11۔100) -*-

*- وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ نصیحت ایمان لانے والوں کو فائدہ دیتی ہے۔ (سورۃ الذاریات -55)

Friday, January 13, 2017 at 7:08pm UTC+05

کیوں کہ "تمہارا" اور "یوسف" کا خدا ایک ہی ہے.

فارسی سے اردو میں ترجمہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



چاہا کہ یوسف کو مار دیں، یوسف بچ گئے. چاہا کہ ان کی نشانیوں کو مٹا دیں، وہ اور بھی قیمتی ہو گئیں. چاہا کہ انکو بیچ دیں تا کہ غلام ہو جائے، بادشاہ بن گئے. چاہا کہ باپ کے دل سے انکی محبت نکل جائے، محبت اور زیادہ ہو گئی. لوگوں کی چال سے کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے.... کیوں کہ خدا کا ارادہ ہر ارادے سے بلند ہے. یوسف جانتے تھے کہ سبھی دروازے بند ہیں، لیکن اسکے باوجود خدا کی

خاطر؛ بند کیئے ہوئے دروازوں کی طرف دوڑے.... اور سبھی بند دروازے انکے لئے کھل گئے. *اگر دنیا کے سبھی دروازے تمہارے لئے بند کر دئے جائیں، بند دروازوں کی طرف بڑھو.... * کیوں کہ " تمہارا " اور " یوسف " کا خدا ایک ہی ہے.

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Sunday, January 8, 2017 at 4:45pm UTC+05

صدقہ سے متعلق

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



اگر صدقہ کرنے والا جان لے اور سمجھ لے کہ اس کا صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے تو یقینا دینے والے کو لذت، لینے والے سے کہیں زیادہ ہو گی. کیا آپ کو صدقہ کے فوائد معلوم ہیں؟ فوائد نمبر 17، 18، 19 کو خاص توجہ سے پڑھیے گا۔ تو سن لیں! صدقہ دینے والے بھی اور جو اس کا سبب بنتے ہیں وہ بھی!!! 1. صدقہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے 2. صدقہ اعمال صالحہ میں افضل عمل ہے، اور سب سے افضل صدقہ کھانا کھلانا ہے. 3. صدقہ قیامت کے دن سایہ ہوگا، اور اپنے دینے والے کو آگ سے خلاصی دلائے گا 4. صدقہ اللہ جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور قبر کی

گرمی کی ٹھنڈک کا سامان ہے 5. میت کے لیے بہترین ہدیہ اور سب سے زیادہ نفع بخش چیز صدقہ ہے، اور صدقہ کے ثواب کو اللہ تعالی بڑھاتے رہتے ہیں 6. صدقہ مصفی ہے، نفس کی پاکی کا ذریعہ اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے 7. صدقہ قیامت کے دن صدقہ کرنے والے کے چہرے کا سرور اور تازگی کا سبب ہے 8. صدقہ قیامت کی ہولناکی کے خوف سے امان ہے، اور گزرے ہوئے پر افسوس نہیں ہونے دیتا 9. صدقہ گناہوں کی مغفرت کا سبب اور سیئات کا کفارہ ہے 10. صدقہ خوشخبری ہے حسن خاتمہ کی، اور فرشتوں کی دعا کا سبب ہے 11. صدقہ دینے والا بہترین لوگوں میں سے ہے، اور اس کا ثواب ہر اس شخص کو ملتا ہے جو اس میں کسی طور پر بھی شریک ہوں 12. صدقہ دینے والے سے خیر کثیر اور بڑے اجر کا وعدہ ہے 13. خرچ کرنا آدمی کو متقین کی صف میں شامل کر دیتا ہے، اور صدقہ کرنے والے سے اللہ کی مخلوق محبت کرتی ہے 14. صدقہ کرنا جود و کرم اور سخاوت کی علامت ہے 15. صدقہ دعاوں کے قبول ہونے اور مشکلوں سے نکالنے کا ذریعہ ہے 16. صدقہ بلاء (مصیبت) کو دور کرتا ہے، اور دنیا میں ستر دروازے برائی کے بند کرتا ہے 17. صدقہ عمر میں اور مال میں اضافے کا سبب ہے، کامیابی اور رزق کا سبب ہے 18. صدقہ علاج بھی ہے دوا بھی اور شفاء بھی 19. صدقہ آگ سے جلنے، غرق ہونے، چوری اور بری موت کو روکتا ہے 20. صدقہ کا اجر ملتا ہے، چاہے جانوروں اور پرندوں پر ہی کیوں نہ ہو

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

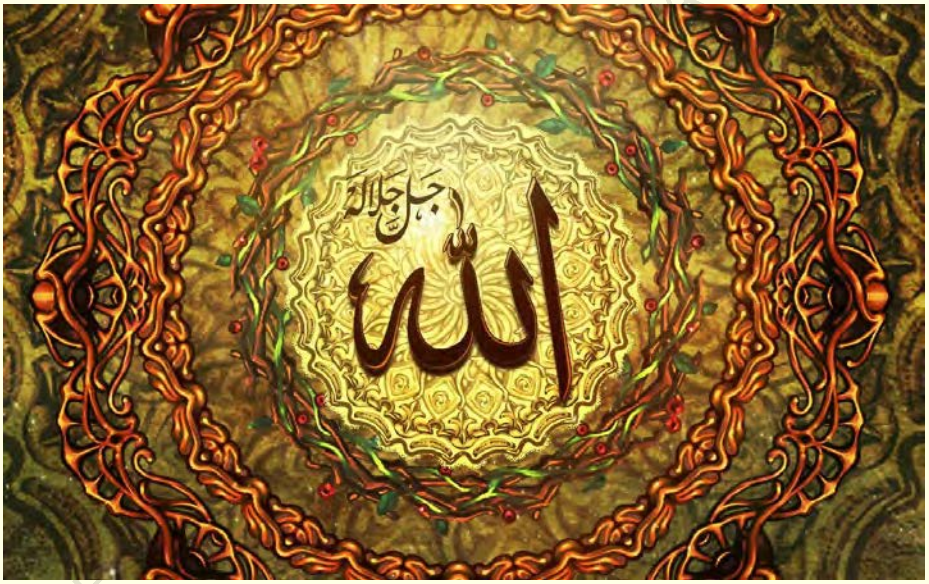
جلد : 4

Sunday, January 8, 2017 at 4:44pm UTC+05

موسی علیہ السلام کی سرگوشی

انتخاب : ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر : نامعلوم



موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا: اے پروردگار ! تیرا چہرہ کدھر ہے؟ شمال یا جنوب کی جانب؟ تاکہ میں اس طرف منہ کرکے تیری عبادت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ ! آپ آگ جلائیں، پھر اس کے ارد گرد چکر لگا کر دیکھیں کہ آگ کا رُخ کس جانب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آگ روشن کی اور اس کے ارد گرد چکر لگایا، دیکھا تو آگ کی روشنی ہر چہار سو یکساں ہے۔ چنانچہ دربارِ الٰہی میں عرض کیا: پروردگار ! میں نے آگ کا رُخ ہر جانب یکساں ہی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ ! میری مثال بھی ویسی ہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ! اے

پروردگار! تو سوتا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ لو۔ پھر میرے سامنے کھڑے رہو اور نیند کی آغوش میں مت جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہلکی سی اونگھ ڈالی، پیالہ اُن کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اور پانی بہہ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے چیخ نکلی اور گھبرا گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں آنکھ کی ایک جھپک بھی سو جاؤں تو یہ آسمان زمین پر دھڑام سے گر پڑے جیسے تیرا پیالہ زمین پر گر پڑا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: "یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا، وہ حلیم و غفور ہے۔" (سورۃ فاطر: 41) موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: میرے پروردگار! تو نے مخلوق کی تخلیق کیوں کی جبکہ ان سے تجھے کوئی ضرورت نہیں پڑتی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ان کی تخلیق اس لیے فرمائی ہے تاکہ یہ مجھے پہچانیں، مجھ سے اپنی مرادیں مانگیں اور میں ان کی مرادیں پوری کروں، اور میری نافرمانی کے بعد مغفرت کی درخواست لے کر میری خدمت میں حاضر ہوں اور میں ان کے لیے مغفرت کا پروانہ جاری کروں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: میرے رب! کیا تو نے کوئی ایسی چیز بھی پیدا کی ہے جو تیری ہی جستجو میں رہتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! مومن بندے کا دل جو میرے لیے خالص ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: یہ کیسے اے پرودگار؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب مومن بندہ مجھے نہیں بھولتا تو اس کا دل میری یاد سے لبریز رہتا ہے اور میری عظمت اس پر محیط ہوتی ہے اور مجھے جو یاد کرتا ہے میں اس کا ساتھی بن جاتا ہوں۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Sunday, January 8, 2017 at 4:21pm UTC+05

دوسری ماں کہاں سے ملے گی

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



ابن قیم رحمه الله نے ایک عجیب بات لکھی ہے... فرماتے ہیں میں گلی میں جارہا تھا میں نے دیکھا ایک دروازہ کھلا ماں اپنے بچے کو مار رہی ہے ۔ تھپڑ لگا رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ تو نے مجھے بڑا ذلیل کیا.بڑا پریشان کیا.نافرمان ہے۔ کوئی بات نہیں مانتا۔ نکل جا میرے گھرسے، وہ بچہ رو رہا تھا، دھکے کھا رہا تھا۔ جب گھر سے باہر نکلا، ماں نے کنڈی لگا دی۔ فرماتے ہیں میں کھڑا ہوگیا کہ ذرا منظر تو دیکھوں.بچہ روتے روتے ایک طرف کو چل پڑا ذرا آگے گیا رک کر پھر واپس آگیا۔ میں نےپوچھا بچے تم واپس کیوں آگئے۔ کہنے لگا، سوچا کہیں اور چلا جاوں۔ پھر خیال آیا کہ مجھے دنیا کی ہر چیز مل سکتی ہے۔ مجھے ماں کی محبت نہیں مل سکتی.میں اسی لیے واپس آگیا ہوں۔ محبت ملے گی اسی در سے ملے گی۔ کہتے ہیں بچہ بات کرکے وہیں بیٹھ گیا۔ میں بھی وہیں بیٹھا. بچے کو نیند آئی.اس نے دہلیز پر سر رکھا سو گیا۔ کافی دیر گزری ماں نے کسی وجہ

سے دروزہ کھولا۔ ضرورت کے لیے باہر جانا چاہتی تھی۔ بیٹے کو دیکھا دہلیز پر سر رکھے سو رہا ہےاٹھایا۔ کیوں دہلیز پر سر رکھے سو رہے ہو؟؟ امی مجھے دنیا میں دوسری ماں نہیں مل سکتی۔ میں اس دہلیز کو چھوڑ کر کیسے جاوں۔ فرمایا بچے کی بات سے ماں کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ بچے کو سینے سے لگا لیا۔ میرے بیٹے جب تیرا یقین ہے کہ اس گھر کے سوا تیرا گھر کوئی نہیں میرے در کھلے ہیں آجا میں نے تیری غلطیوں کو معاف کردیا۔ فرماتے ہیں: جب گناہگار بندہ اپنے رب کے دروازے پر اس طرح آتا ہے رب کریم میری خطاوں کو معاف کردے۔ میرے گناہوں کو معاف کردے۔ اے بے کسوں کے دستگیر۔ اے ٹوٹے دلوں کوتسلی دینے والے۔ اے پریشانیوں میں سکون بخشنے والی ذات۔ اے بے سہارا لوگوں کا سہارا بننے والی ذات۔ اے گناہوں کو اپنی رحمت کے پردوں میں چھپا لینے والی ذات۔ تو مجھ پر رحم فرما دے۔ مجھے در در دھکے کھانے سے بچا لے۔ اللہ اپنی ناراضگی سے بچا لے۔ پروردگار آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطافرما۔ جب بندہ اس طرح اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔ اللہ تعالی اس بندے کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالي ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Sunday, January 8, 2017 at 12:14am UTC+05

کھڑکی

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



ایک شادی شدہ جوڑے کے گھر کے سامنے نئے پڑوسی آئے۔ اِن کی کھڑکی سے نئے پڑوسیوں کا گھر صاف دکھائی پڑتا تھا۔ یہ شادی شدہ جوڑے کی عورت اپنے نئے ہمسائیوں کی ہرچھوٹی چھوٹی بات کو کھڑکی سے نوٹ کرتی اور اپنے شوہر سے شیئر کرتی۔ ایک دن جب وہ دونوں ناشتہ کر رہے تھے تو بیوی نے کھڑکی میں سے دیکھا کہ سامنے والوں نے کپڑے دھو کر پھیلائے ہوئے ہیں۔ " یہ لوگ کتنے خراب اور گندے کپڑے دھوتے ہیں "، بیوی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے اپنے شوہر سے بولی، " ذرا صاف کپڑے نہیں دُھلے، اِن کی خواتین کو کپڑے دھونے آتے ہی نہیں ہیں، ان کو چاہیے کہ اپنا صابن تبدیل کرلیں، یا کم از کم کسی سے سیکھ ہی لیں کہ کپڑے کس طرح دھوئے جاتے ہیں" ۔ شوہر نے نظریں اُٹھا کر کھڑکی کی طرف دیکھا، زیرِ لب مسکرا کر پھر ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اسی طرح ہر بار جب بھی اُن کے پڑوسی کپڑے دھو کر پھیلاتے، اِس

عورت کے اُن کے کپڑوں اور دُھلائی کے بارے میں یہی تاثرات ہوتے۔ وہ ہمیشہ ہی اپنے شوہر کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتی کہ "آج پھر ان لوگوں نے کپڑے اچھے نہیں دھوئے ," "دل چاہتا ہے خود جا کر ان کو بتا دوں کہ کس طرح یہ اپنے کپڑوں کی دھلائی بہتر کر سکتے ہیں" ۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ ! الغرض اُن کے پڑوسیوں کا گھر اور اُن کے کپڑوں کی دھلائی ہمیشہ ہی اِس عورت کی تنقید کا نشانہ بنے رہتے۔ ایک صبح جب یہ عورت ناشتے کی میز پر بیٹھی تو پڑوسیوں کے صاف سُتھرے دُھلے ہوئے کپڑے دیکھ کر حیران رہ گئی اور اپنے شوہر سے بولی، "دیکھا! بالآخر انہوں نے سیکھ ہی لیا کہ کپڑے کیسے دھوئے جاتے ہیں، شکر ہے کہ آج اُن کے کپڑے صاف ہیں، لیکن مجھے حیرت ہے کہ آخر یہ عقل اُن کو آئی کیسے۔۔۔؟" پھر شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے بولی " شاید انہوں نے کپڑے دھونے کا طریقہ تبدیل کر لیا ہے یا پھر اپنا صابن بدل دیا ہے " اور چپ ہوتے ہی اپنے شوہر کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔ شوہر جو ناشتہ کرنے میں مصروف تھا بیوی کی باتیں سن کر مسکراتے ہوئے، کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "بیگم ! آج صبح میں جلدی اُٹھ گیا تھا اور میں نے اِس گرد سے بھری ہوئی کھڑکی کو اچھی طرح صاف کر دیا تھا، جہاں سے تم سامنے والوں کو دیکھتی تھی" ! بالکل ایسا ہی ہماری روزمرہ زندگی میں بھی ہوتا ہے۔ ہماری اپنی کھڑکی صاف نہیں ہوتی اور ہم دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہوتے ہیں۔ اصل مسئلہ خود ہمارے اندر ہوتا ہے لیکن ہمارا اُس طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔ کسی کو پرکھنے کا یہ انتہائی بہترین طریقہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنی کھڑکی کو دیکھیں، کیا وہ صاف ہے؟ کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہیں اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں تو اس بات کا انحصار اُس کھڑکی یا ذریعے کی شفافیت پر ہوتا ہے جس سے ہم کسی کو جانچ رہے ہوتے ہیں.

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Saturday, January 7, 2017 at 5:44pm UTC+05

گھر کا دروازہ

انتخاب : یاسمین کنول



ایک پرانے اور بوسیدہ مکان میں ایک غریب مزدور رہتا تھا، مکان کیا تھا، بس آثار قدیمہ کا کھنڈر ہی تھا۔ غریب مزدور جب سر شام گھر لوٹتا اس کی بیوی معصومیت سے کہتی، اب تو گھر کا دروازہ لگوا دیں۔ کب تک اس لٹکے پردے کے پیچھے رہنا پڑے گا۔ اور ہاں اب تو پردہ بھی پرانا ہو کر پھٹ گیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہیں چور ہی گھر میں نہ گھس جائے شوہر مسکراتے ہوئے جواب دیتا، میرے ہوتے ہوئے بھلا تمہیں کیا خوف؟ فکر نہ کرو میں ہوں نا تمہاری چوکھٹ غرض کئی سال اس طرح کے بحث ومباحثے میں گزر گئے، ایک دن بیوی نے انتہائی اصرار کیا کہ گھر کا دروازہ لگوا دو بالآخر شوہر کو ہار ماننا پڑی اور اس نے ایک اچھا سا درازہ لگا دیا۔ اب بیوی کا خوف کم ہوا اور شوہر کے مزدوری پر جانے کے بعد گھر میں خود کو محفوظ تصور کرنے لگی، ابھی کچھ سال گزرے تھے کہ

اچانک شوہر کا انتقال ہو گیا، اور گھر کا چراغ بجھ گیا، عورت گھر کا دروازہ بند کیے پورا دن کمرے میں بیٹھی رہتی، ایک رات اچانک چور دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو گیا، اس کے کودنے کی آواز پر عورت کی آنکھ کھل گئی، اس نے شور مچایا، محلے کے لوگ آگئے، اور چور کو پکڑ لیا۔ جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ چور پڑوسی ہے۔ اس وقت عورت کو احساس ہوا کہ چور کے آنے میں اصل رکاوٹ دروازہ نہیں میرا شوہر تھا۔ اس چوکھٹ سے زیادہ مضبوط وہ چوکھٹ (شوہر) تھی۔ شوہر میں لاکھ عیب ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ مضبوط چوکھٹ یہی شوہر ہیں، ہماری شادی شدہ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو چاہیے کہ ان چوکھٹوں کی خوب دیکھ بھال کیا کریں۔ اور اللہ کا شکر ادا کیا کریں۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Saturday, January 7, 2017 at 5:20pm UTC+05

اصفہان کا ایک بڑا رئیس

انتخاب : یاسمین کنول



اصفہان کا ایک بہت بڑا رئیس اپنی بیگم کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا ہوا تھا دستر خوان اللہ کی نعمتوں سے بھرا ہوا تھا اتنے میں ایک فقیر نے یہ صدا لگائی کہ اللہ کے نام پر کچھ کھانے کے لیے دے دو اس شخص نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سارا دستر خوان اس فقیر کی جھولی میں ڈال دو عورت نے حکم کی تعمیل کی جس وقت اس نے اس فقیر کا چہرہ دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگی، اس کے شوہر نے اس سے پوچھا، جی بیگم آپ کو ہوا کیا ہے ؟ اس نے بتلایا کہ جو شخص فقیر بن کر ہمارے گھر پر دستک دے رہا تھا وہ چند سال پہلے اس شہر کا سب سے بڑا مالدار اور ہماری اس کوٹھی کا مالک اور میرا سابق شوہر تھا- چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہم دونوں دستر خوان پر ایسے ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے جیسا کہ آج کھا رہے تھے اتنے میں ایک فقیر نے صدا لگائی کہ میں دو دن سے بھوکا

ہوں اللہ کے نام پر کھانا دے دو یہ شخص دستر خوان سے اٹھا اور اس فقیر کی اس قدر پٹائی کی کہ اسے لہولہان کر دیا نہ جانے اس فقیر نے کیا بد دعا دی کہ اس کے حالات دگر گوں ہو گئے کاروبار ٹھپ ہو گیا اور وہ شخص فقیر وقلاش ہو گیا اس نے مجھے بھی طلاق دے دی اس کے چند سال گذرنے کے بعد میں آپ کی زوجیت میں آ گئی شوہر بیوی کی یہ باتیں سن کر کہنے لگا: بیگم کیا میں آپ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتلاوں؟ اس نے کہا ضرور بتائیں کہنے لگا جس فقیر کی آپ کے سابق شوہر نے پٹائی کی تھی۔ وہ کوئی دوسرا نہیں بلکہ میں ہی تھا گردش زمانہ کا ایک عجیب نظارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدمست مالدار کی ہر چیز، مال، کوٹھی، حتیٰ کہ بیوی بھی چھین کر اس شخص کو دے دیا جو فقیر بن کر اس کے گھر پر آیا تھا اور چند سال بعد پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو فقیر بنا کر اسی کے در پر لے آیا۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

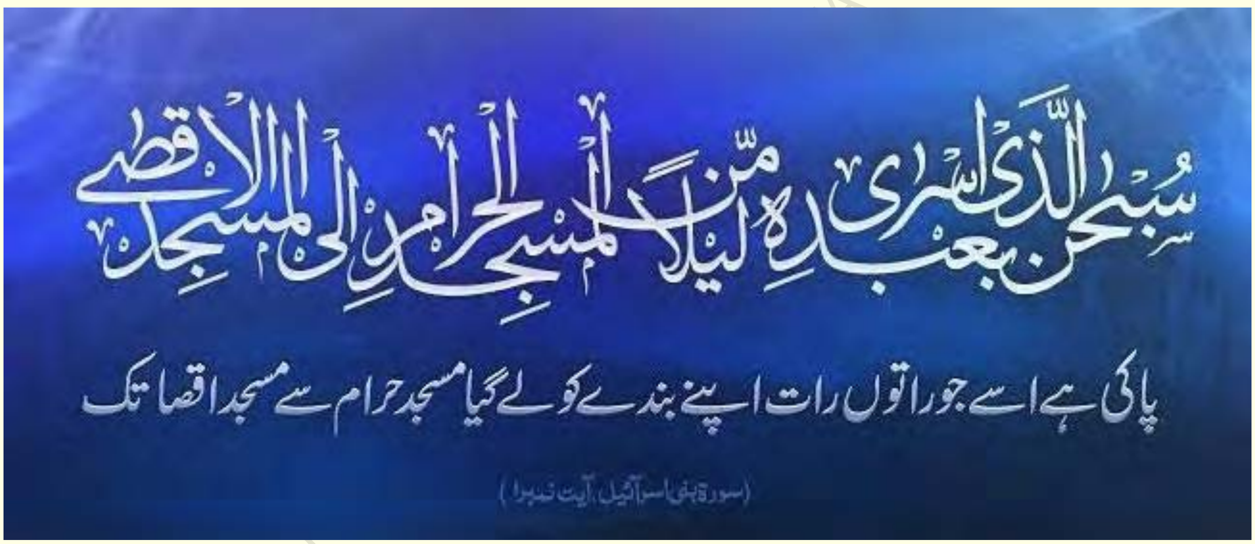
جلد: 4

Saturday, January 7, 2017 at 5:08pm UTC+05

معراج کی رات

انتخاب: یاسمین کنول

مرتب: میاں وقارالاسلام



معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلبِ انور کو نکال کر آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان وحکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے۔ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ

نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ بوقتِ ملاقات ہر پیغمبر نے "خوش آمدید! اے پیغمبر صالح" کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پر تو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حق جل جلالہٗ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرمادیا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔ (۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (۲) یہ خوشخبری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔ (۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا لہٰذا آپ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی۔ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معاینہ و مشاہدہ فرما کر آسمان

سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا۔ ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے چونکہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب الانبیاء، کتاب التوحید، باب المعراج وغیرہ مسلم باب المعراج و شفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ و تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ص ۴ تا ص ۱۰ وغیرہ کا خلاصہ)

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Saturday, January 7, 2017 at 4:58pm UTC+05

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے

انتخاب: یاسمین کنول



ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس بالا خانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا اس میں قرض درخت کے پتوں کی ایک ڈھیری چمڑے کا مشکیزہ اور جو کی ایک ڈھیری تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے چٹائی کی رسیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر نشان ڈال دیئے تھے یہ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے کیا ہوا'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق سے منتخب (چنے ہوئے) ہیں۔ اور کسریٰ و قیصر کیسی عیش و تجمل اور نعمتوں سے لطف اندوز ہیں! یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ تھا۔ فرمانے لگے: ''کیا تو کسی شک میں ہے؟ ان لوگوں کی

پسندیدہ اور عمدہ چیزیں جلدی دنیوی زندگی ہی میں دے دی گئی ہیں"۔ کیا تو پسند نہیں کرتا کہ وہ نعمتیں ان کے لئے دنیا ہی میں ہوں اور ہمارے لئے آخرت میں ہوں"۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "کیوں نہیں اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میں اسے پسند کرتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر اللہ تعالی کی تعریف کر"۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے تو چٹائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد پر نشان ڈال دیئے میں نے ان نشانات کو پونچھتے ہوئے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے لئے ایسی چیز بچھائیں جو ان نشانات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائے...؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے دنیا کے عیش و راحت سے کیا سروکار؟ دنیا کے ساتھ میرا معاملہ اس سوار کی طرح ہے جو کسی درخت کے سائے تلے کچھ دیر ٹھہرے پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہی بات اچھی لگے گی کہ تین راتیں گذارنے تک میرے پاس اس میں سے کچھ باقی نہ ہو البتہ قرض اتارنے کے لئے میں کچھ سونا بچالوں گا' سیدنا عمرو ابن الحارث رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کے وقت دینار درہم غلام لونڈی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی البتہ ایک سفید خچر چھوڑی تھی جس پر سوار ہوتے تھے اپنے ہتھیار چھوڑے تھے اور کچھ زمین تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کے لئے بطور صدقہ وقف کر دیا تھا۔ (آج مسلمان ہتھیاروں پر خرچ کرنے اور انہیں تیار رکھنے کو رجعت پسندی اور عیب سمجھتے ہیں جس کا واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے) دشمنوں کے مقابلے کے لئے اپنی قوت اور گھوڑے (جنگی ساز و سامان) تیار رکھو اس سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوفزدہ کروگے"۔ نام نہاد مسلمان دشمن کے آرڈر پر جنگی تیاری کو دہشت پسند قرار دیتے ہیں اور سارا زور اقتصادی ترقی حاصل کرنے پر صرف کر رہے ہیں حالانکہ تاریخ اسلامی اس امر پر شاہد ہے جہاد اور سامان جنگ کے ذریعے جزیرۃ العرب میں مال و زر کی ایسی فراوانی ہوئی تھی کہ کوئی زکاۃ لینے والا نہیں ملتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے" اسرائیل کی وزیر یہ عظمیٰ گواڈا میئر نے ایک دفعہ اپنے وزراء اور مشیروں سے کہا: ٹیکس (جنگی) میں اضافہ کرکے سامان جنگ پر خرچ کرو۔ انہوں نے کہا جنگی ٹیکسوں سے رعایا کی معیشت تنگ ہو جائے گی وہ بھوکے مریں گے گولڈا میئر نے کہا: مجھے علم ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ان کے گھر میں تھوڑے جو تھے اور نو تلواریں زریں وغیرہ لٹک رہی تھیں انہی کے ذریعے انہیں ایسی معاشی ترقی حاصل ہوئی تھی کہ ان میں زکاۃ لینے والا کوئی نہیں۔

حالانکہ جزیرۃالعرب میں نہ زراعت تھی نہ فیکٹریاں تھیں افسوس کہ ہمارے مسلم حکمرانوں کی اکثریت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گولڈا میئر جتنا بھی علم نہیں رکھتی (یہ احادیث امام بخاری مسلم اور ترمزی سے روایت کی گئ ہیں)

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

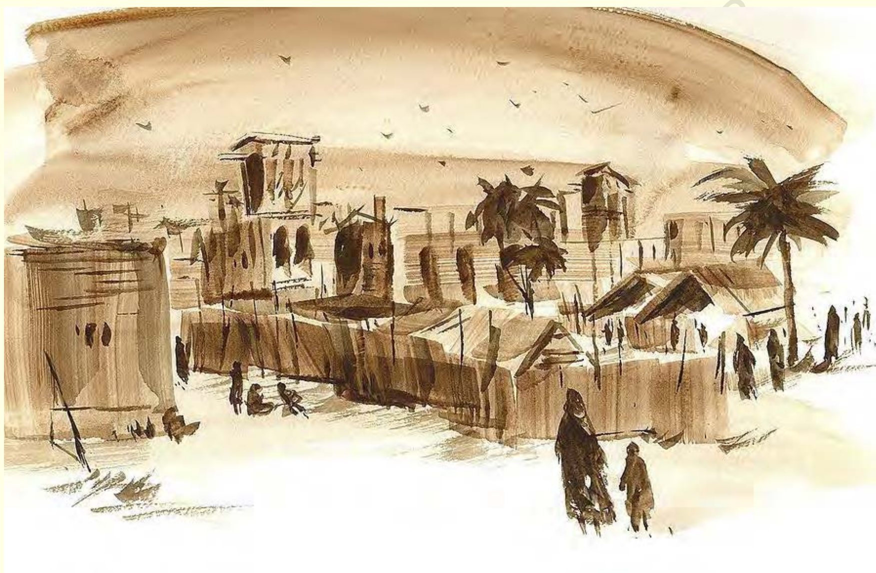
تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Saturday, January 7, 2017 at 4:33pm UTC+05

ایثار وخلوص کا مظاہرہ

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں-ایک مرتبہ ایک شخص حضور اکرم صل اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کیامیں بھوک سے بیتاب ہوں آپ صل اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس پیغام بھیجاکہ کھانے کو کچھ ہو تو بھیج دو وہاں سے جواب آیا خدا کی قسم کہ جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے گھر میں پانی کے سواکچھ موجود نہیں ہے-آپ نے دوسری زوجہ محترمہ کے پاس پیغام بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا یہاں تک کہ تمام ازواج مطہرات کے کاشانہ ہائے مقدسہ میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی-اب آپ صل اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے استفسار فرمایا: "آج رات کے لئیے کون اس مہمان کو قبول کرتا ہے؟ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سعادت

مجھے عنایت فرمائیے- چنانچہ وہ صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور جا کر اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا یہ جناب رسالت مآب کے مہمان ہیں ان کی خاطر مدارت کرنی ہے-اہلیہ نے کہا میرے پاس تو صرف اتنا کھانا ہے جو بمشکل بچوں کے لائق ہو سکے گا-انہوں نے کہا بچوں کو کسی طرح بہلا پھسلا کر سلا دو اور کھانا مہمان کو پیش کر دو جب کھانا اس کے سامنے رکھ دو تو کسی بہانے چراغ کو بھی بجھا دینا اور ھم خود وہیں بیٹھ جائنگے تا کہ مہمان کو محسوس نہ ہو کہ ھم اس کھانے میں شریک نہیں ہیں، سو اسی طرح کیا گیا، کھانا مہمان کے آگے رکھا گیا تو چراغ کو مرمت کے بہانے بجھا دیا گیا اس طرح مہمان نے تو شکم سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن اہل خانہ نے وہ ساری رات فاقے سے گزاری- جب یہ صحابی صبح فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آئے اور حضور اکرم صل اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے پہنچے تو آپ نے بڑی بشاشت سے ان کا استقبال فرمایا، اور ارشاد فرمایا: "رات تم نے اپنے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے وہ اللہ رب العزت کو بہت ہی پسند آیا ہے-" ایثار و خلوص کا مظاہرہ کرنے والے یہ صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں- سورہ الحشر کی آیت نمبر 9 اسی موقع پر نازل ہوئی....... "اور وہ ان (مستحقین) کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو اور جسے اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا وہی لوگ بامراد ہیں-"

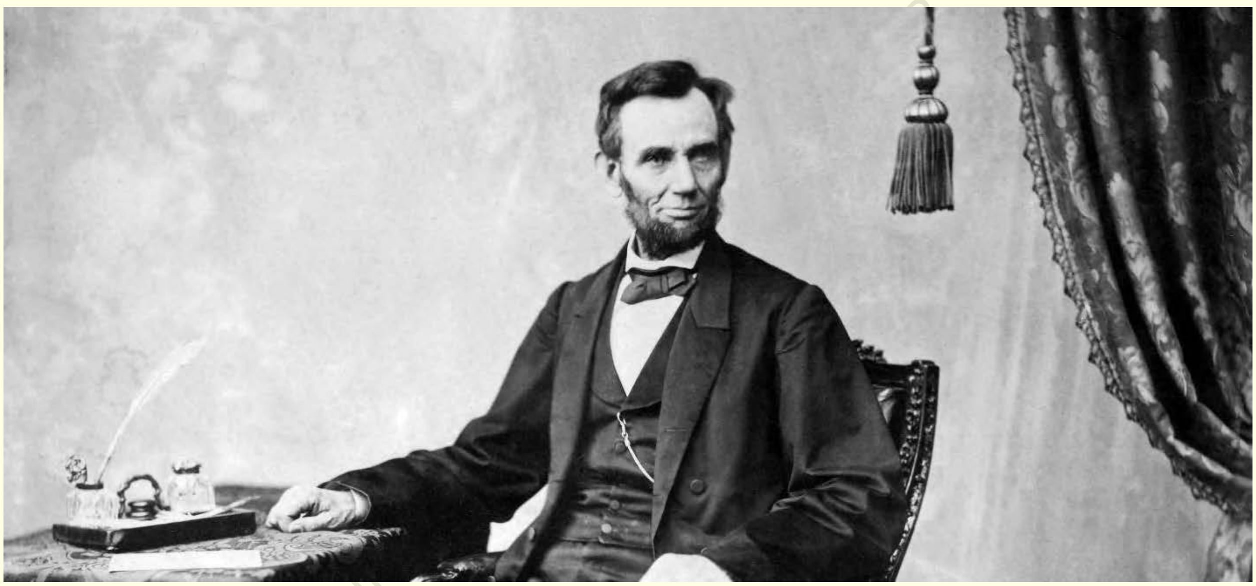
مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

ابراہام لنکن امریکہ کا صدر بن گیا

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



ابراہم لنکن کا والد ایک کاریگر انسان تھا، یہ کسان بھی تھا، جولاہا بھی اور موچی بھی، یہ جوانی میں کارڈین کاؤنٹی کے امراء کے گھروں میں جاتا تھا اور ان کے خاندان کے جوتے سیتا تھا، 1861ء میں ابراہام لنکن امریکہ کا صدر بن گیا، اس وقت امریکی سینٹ میں جاگیرداروں، تاجروں، صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں کا قبضہ تھا، یہ لوگ سینٹ میں اپنی کمیونٹی کے مفادات کی حفاظت کرتے تھے۔ ابراہم لنکن صدر بنا تو اس نے امریکہ میں غلامی کا خاتمہ کر دیا، اس نے ایک فرمان کے ذریعے باغی ریاستوں کے غلاموں کو آزاد کر کے فوج میں شامل کر لیا، امریکی اشرافیہ لنکن کی اصلاحات سے براہ راست متاثر ہو رہی تھیں چنانچہ یہ لوگ ابراہم لنکن کیخلاف ہو گئے، یہ ابراہم لنکن کی شہرت کو بھی نقصان پہنچاتے تھے اور اس کی کردار کشی کا بھی کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے، یہ لوگ

سینٹ کے اجلاس میں عموماً ابراہم لنکن کا مذاق اڑاتے تھے لیکن لنکن کبھی اس مذاق پر دکھی نہیں ہوا، وہ ہمیشہ کہتا تھا۔ میرے جیسے شخص کا امریکہ کا صدر بن جانا ان تمام لوگوں کے ہزاروں لاکھوں اعتراضات کا جواب ہے چنانچہ مجھے جواب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ابراہم لنکن کس قدر مضبوط اعصاب اور حوصلے کا مالک تھا آپ اس کا اندازہ اس واقعے سے لگا لیجئے، یہ اپنے پہلے صدارتی خطاب کیلئے سینٹ میں داخل ہوا، یہ صدر کیلئے مخصوص نشست کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک ایک سینیٹر اپنی نشست سے اٹھا اور ابراہم لنکن سے مخاطب ہو کر بولا، "لنکن صدر بننے کے بعد یہ موت بھولنا تمہارا والد میرے خاندان کے جوتے سیتا تھا"۔ یہ فقرہ سن کر پورے سینٹ نے قہقہہ لگایا۔ لنکن مسکرایا اور سیدھا ڈائس پر چلا گیا اور اس رئیس سنیٹر سے مخاطب ہو کر بولا "سر! میں جانتا ہوں میرا والد آپ کے گھر میں آپ کے خاندان کے جوتے سیتا تھا اور آپ کے علاوہ اس ہال میں موجود دوسرے امراء کے جوتے بھی سیتا رہا لیکن آپ نے کبھی سوچا امریکہ میں ہزاروں موچی تھے مگر آپ کے بزرگ ہمیشہ میرے والد سے جوتے بنواتے تھے کیوں؟ اس لئے کہ پورے امریکہ میں کوئی موچی میرے والد سے اچھا جوتا نہیں بنا سکتا تھا، میرا والد ایک عظیم فنکار تھا، اس کے بنائے ہوئے جوتے محض جوتے نہیں ہوتے تھے، وہ ان جوتوں میں اپنی روح ڈال دیتا تھا، میرے والد کے پورے کیریئر میں کسی نے ان کے بنائے ہوئے جوتے کی شکایت نہیں کی، آپ کو آج بھی میرے والد کا بنایا جوتا تنگ کرے تو میں حاضر ہوں، میں بھی جوتا بنانا جانتا ہوں، میں آپ کو اپنے ہاتھوں سے نیا جوتا بنا کر دوں گا لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے کوئی میرے والد کے کام کی شکایت نہیں کرے گا کیونکہ پورے امریکہ میں میرے والد سے اچھا موچی کوئی نہیں تھا۔ وہ ایک عظیم فنکار، ایک جینئس اور ایک عظیم کاریگر تھا اور مجھے اس عظیم موچی کا بیٹا ہونے پر فخر ہے" ابراہم لنکن نے تقریر ختم کی اور صدارت کی کرسی پر بیٹھ گیا، پورے ہال کو سانپ سونگھ گیا، لنکن پر فقرہ کسنے والے سینیٹر نے شرمندگی کے عالم میں سر جھکایا اور اس کے بعد کسی امریکی سیاستدان نے لنکن کو موچی کا بیٹا نہیں کہا۔ ابراہم لنکن نے اپنے بیٹے کے استاد کو ایک شہرہ آفاق خط لکھا، جو پاکستان کے تمام والدین کو ضرور پڑھنا چاہئیے، ابراہم لنکن نے اپنے بیٹے کے استاد کو لکھا۔ میرے بیٹے کو وہ طاقت عطا کرنے کی کوشش کیجئیے کہ یہ ہر شخص کی بات سنے لیکن یہ بھی بتایئے کہ جو کچھ سنے اسے سچ کی کسوٹی پر پرکھے اور درست ہو تو عمل کرے۔ اسے دوستوں کیلئے قربانی دینا سکھایئے۔ اسے بتایئے کہ اداسی میں کیسے مسکرایا جاتا ہے، اسے بتایئے کہ آنسوؤں میں کوئی شرم نہیں۔ اسے سمجھایئے کہ منفی سوچ رکھنے والوں کو خاطر میں مت لائے اور خوشامد اور بہت زیادہ مٹھاس سے ہوشیار رہے۔ اسے سکھایئے کہ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کا بہترین معاوضہ وصول کرے لیکن کبھی بھی اپنی روح اور دل کو بیچنے کی کوشش نہ کرے۔ اسے بتایئے کہ شور مچاتے ہوئے ہجوم کی باتوں پر کان نہ دھرے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح ہے تو اپنی جگہ پر قائم رہے، ڈٹا رہے۔

آپ اس کے استاد ہیں اس سے شفقت سے پیش آیئے مگر پیار اور دلاسہ مت دیجیئے۔ کیونکہ یاد رکھیئے، خام لوہے کو بھڑکتی ہوئی آگ ہی فولاد بنایا کرتی ہے۔ اسے سیکھنا ہوگا کہ ہر شخص کھرا نہیں ہوتا۔ لیکن اسے یہ بھی بتایئے کہ ہر غنڈے کے مقابلے میں ایک ہیرو بھی ہوا کرتا ہے۔ ہر خود غرض سیاستدان کے مقابلے میں ایک دوست بھی ہوا کرتا ہے۔ آپ اسے حسد سے دور کر دیں۔ اگر آپ کر سکیں تو اسے خاموش قہقہوں کے راز کے بارے میں بھی بتایئے۔ اس کو یہ سیکھ لینا چاہئے کہ بدمعاشوں کا مقابلہ کرنا سب سے آسان کام ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ بتا سکیں تو اسے کتابوں کے سحر کے بارے میں بتایئے، لیکن اسے اتنا وقت ضرور دیجیئے کہ وہ آسمانوں پر اڑنے والے پرندوں کے دائمی راز، شہد کی مکھیوں کے سورج سے تعلق اور پہاڑوں سے پھوٹنے والے پھولوں پر بھی غور کر سکے۔ اسے بتایئے کہ سکول میں نقل کر کے پاس ہونے سے فیل ہو جانا زیادہ باعزت ہے۔ اسے بتایئے کہ جب سب کہتے بھی رہیں کہ وہ غلط ہے تو اپنے خیالات پر پختہ یقین رکھے۔

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Saturday, January 7, 2017 at 4:15pm UTC+05

ایک حاجی صاحب کافی بیمار تھے

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



ایک حاجی صاحب کافی بیمار تھے۔ کئی سالوں سے ہر ہفتے پیٹ سے چار بوتل پانی نکلواتے تھے۔ اب ان کے گردے واش ہوتے ہوتے ختم ہو چکے تھے۔ ایک وقت میں آدھا سلائس ان کی غذا تھی۔ سانس لینے میں بہت دشواری کا سامنا تھا۔ نقاہت اتنی کہ بغیر سہارے کے حاجت کیلئے نہ جا سکتے تھے۔ ایک دن چوہدری صاحب ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور انہیں سہارے کے بغیر چلتے دیکھا تو بہت حیران ہوئے انہوں نے دور سے ہاتھ ہلا کر چوہدری صاحب کا استقبال کیا۔ چہل قدمی کرتے کرتے حاجی صاحب نے دس چکر لان میں لگائے۔ پھر مسکرا کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان کی گردن میں صحت مند لوگوں جیسا تناؤ تھا۔ چوہدری صاحب نے ان سے پوچھا کہ یہ معجزہ کیسے ہوا؟ کوئی دوا' کوئی دعا' کوئی پیتھی' کوئی تھراپی۔ آخر یہ کمال کس نے دکھایا۔ حاجی صاحب نے فرمایا میرے

ہاتھ میں ایک ایسا نسخہ آیا ہے کہ اگر دنیا کو معلوم ہو جائے تو سارے ڈاکٹر' حکیم بیروزگار ہو جائیں۔ سارے ہسپتال بند ہو جائیں اور سارے میڈیکل سٹوروں پر تالے پڑ جائیں۔ چوہدری صاحب مزید حیران ہوئے کہ آخر ایسا کونسا نسخہ ہے جو ان کے ہاتھ آیا ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ میرے ملازم کی والدہ فوت ہو گئی۔ میرے بیٹوں نے عارضی طور پر ایک چھ سات سالہ بچہ میری خدمت کیلئے دیا۔ میں نے ایک دن بچے سے پوچھا کہ آخر کس مجبوری کی بنا پر تمہیں اس عمر میں میری خدمت کرنا پڑی۔ بچہ پہلے تو خاموش رہا پھر سسکیاں بھر کر بولا کہ ایک دن میں گھر سے باہر تھا۔ میری امی' ابو' بھائی' بہن سب سیلاب میں بہہ گئے۔ میرے مال مویشی ڈھور ڈنگر' زمین پر رشتہ داروں نے قبضہ کرلیا۔ اب دنیا میں میرا کوئی نہیں۔ اب دو وقت کی روٹی اور کپڑوں کے عوض آپ کی خدمت پر مامور ہوں۔ یہ سنتے ہی حاجی صاحب کا دل پسیج گیا اور پوچھا بیٹا کیا تم پڑھو گے بچے نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ حاجی صاحب نے منیجر سے کہا کہ اس بچے کو شہر کے سب سے اچھے سکول میں داخل کراؤ۔ بچے کا داخل ہونا تھا کہ اس کی دعاؤں نے اثر کیا۔ قدرت مہربان ہو گئی۔ میں نے تین سالوں کے بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ سارے ڈاکٹر اور گھر والے حیران تھے۔ اگلے روز اس یتیم بچے کو ہاسٹل میں داخلہ دلوایا اور بغیر سہارے کے ٹائلٹ تک چل کر گیا' میں نے منیجر سے کہا کہ شہر سے پانچ ایسے اور بچے ڈھونڈ کر لاؤ جن کا دنیا میں کوئی نہ ہو۔ پھر ایسے بچے لائے گئے۔ انہیں بھی اسی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور آج میں بغیر سہارے کے چل رہا ہوں۔ سیر ہو کر کھا پی رہا ہوں اور قہقہے لگا رہا ہوں۔ حاجی صاحب سینہ پھلا کر گلاب کی کیاریوں کی طرف چل دیئے۔ اور فرمایا میں اب نہیں گروں گا جب تک کہ یہ بچے اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو جاتے۔ حاجی صاحب گلاب کی کیاریوں کے قریب رک گئے اور ایک عجیب فقرہ زبان پر لائے۔ قدرت' یتیموں کو سائے دینے والے درختوں کے سائے لمبے کر دیا کرتی ہے

مصنف و مرتب : میاں و قار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Saturday, January 7, 2017 at 4:02pm UTC+05

کشتی لڑنے کا فن

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



ایک شخص کشتی لڑنے کے فن میں مشہور تھا۔ وہ تین سو ساٹھ داؤ پیچ جانتا تھا اور ہر روز ان میں سے ایک داؤ کے ساتھ کشتی لڑتا تھا۔ ایک شاگرد پر وہ بہت مہربان تھا۔ اس کو تین سو انسٹھ داؤ سکھا دیے اور صرف ایک داؤ اپنے پاس رکھا یعنی وہ اسے نہ سکھایا - وہ نوجوان کچھ عرصہ میں زبردست پہلوان بن گیا اور دور دور تک اس کی شہرت پھیل گئی۔ ملک بھر میں کسی پہلوان کو اس کے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ تھی۔ ایک دفعہ اس نوجوان نے اپنی طاقت کے زعم میں بادشاہِ وقت سے کہا کہ استاد کو مجھ پر جو فوقیت حاصل ہے وہ اس کی بزرگی اور تربیت کے حق کی وجہ سے ہے ورنہ مَیں قوت اور فن میں اس سے کم نہیں ہوں۔ بادشاہِ وقت کو اس کا تکبر پسند نہ آیا۔ اس نے استاد اور شاگرد میں کشتی کرانے کا حکم دیا۔ مقررہ دن کو اس دَنگل کے لئے شاہانہ انتظامات کئے گئے اور اسے دیکھنے کے لئے بادشاہ، حکومت کے عُہدے دار، دربارکے افسران اور ملک بھر کے پہلوان جمع ہوئے۔ نوجوان مست ہاتھی کی طرح دَنگل میں آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ

پہاڑ کو بھی اکھاڑ سکتا ہے۔ بوڑھا اُستاد سمجھ گیا کہ نوجوان شاگرد قوت میں اس سے بڑھ چکا ہے۔ تا ہم نوجوان اس آخری داؤ کا توڑ نہیں جانتا تھا۔ استاد نے وہی داؤ استعمال کیا اور نوجوان کو دونوں ہاتھوں سے سر پر اٹھا لیا اور پھر زمین پر پٹخ دیا۔ ہر طرف واہ واہ کا شور مچ گیا، اور نوجوان کا تکبر خاک میں مِل گیا - (حکایاتِ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ سے ماخوذ) اس حکایت سے ہمیں دو نصیحتیں ملتی ہیں۔ پہلی یہ کہ انسان کے پاس دولت، شہرت، عزت اور نام جو کچھ بھی ہو اسے ہمیشہ عاجزی اختیار کرنی‌چاہیئے کیونکہ یہ وقتی چیزیں ہیں اور اللہ کی عطا کردہ ہیں اس لئے ان کے ملنے پر جب انسان تکبر میں آ جاتا ہے تو وہ اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اس لیےاس تکبر سے ہر حال میں بچنا چاہئیے۔ دوسری نصیحت یہ کہ انسان مرتبہ میں جتنا بھی‌بڑھ جائے لیکن اپنے استاد سے بڑھ جانے کا دعوٰی‌کرے یا اپنے استاد سے مقابلہ کرے تو وہ گستاخ اوربے ادب کہلائے گا۔ اور جو کسی بھی شُعبہ میں اپنے استاد کی عزت نہیں کرتا وہ زندگی میں کبھی کسی مُقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ کسی شخص کا علم آپ سے کہیں زیادہ ہے تو اس سے سیکھنا چاہیئے نہ کہ مقابلہ کرنا چاہیئے

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 4

Friday, January 6, 2017 at 11:16pm UTC+05

جنتی قبریں

تحریر: ندیم جاوید عثمانی



وہ قبرستان میں بنے ہادی شاہ کی درگاہ کے احاطے میں لگے نیم کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھا تھا۔ گزشتہ 12 سال سے یہی درگاہ اس کا ٹھکانہ تھا اور ابھی مزار کے احاطے میں نیم کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھا وہ آج کی گرمی کا سوچ رہا تھا کہ اس سال جیسی گرمی پڑ رہی ہے، پہلے کبھی نہیں پڑی اور اس کا اندازہ اسے یوں مزید درست ثابت ہو رہا تھا کہ نیم کے گھنے درخت تلے بیٹھنے کے باوجود وہ خود کو گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچا نہیں پا رہا تھا، دوسری جانب سورج کی تپش کسی کنواری نار کے جوبن کی طرح سر پر چڑھے

جارہی تھی۔ اُس نے حسرت زدہ سی ایک نظر اپنے قریب پڑی پانی کی دونوں خالی بوتلوں پر ڈالی، دوپہر تک جن کا پانی گرم ہی سہی مگر اس کے حلق کو تر کرنے میں مددگار تو تھا، رہ رہ کر نگاہ تیس چالیس قدم دور بنے کنویں پر جاتی تو کبھی اپنے پیروں میں پڑی ہوئی آدھی گھسی ہوئی ربر کی چپلوں پر اور ان چپلوں کے سہارے درگاہ سے کنویں تک جانا دنیا کا دشوار ترین کام لگ رہا تھا۔ مہینوں سے اس کا ساتھ نبھاتی ان چپلوں کا تلا اب اس قدر گھس چکا تھا کہ اُس کے پیروں سے زیادہ زمین سے دوستی نبھانے لگا تھا اور اس دوستی کی قیمت اب کچھ دنوں سے اُس کے تلوؤں کو ادا کرنا پڑ رہی تھی۔ اُس کی نظر درختوں پر بیٹھے گرمی سے ہانپتے ہوئے، مُنہ کھولے پرندوں پر گئی تو اُس کے حلق میں پانی کے لئے چبھتے ہوئے کانٹوں کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ بلاآخر اُس نے اپنے قریب پڑی دونوں بوتلیں اُٹھائیں اور کنویں کی جانب بڑھنے لگا۔ بوتلیں بھر کر ابھی وہ پلٹا ہی تھا کہ اس کی نظر ایک بار پھر اُن دو اجنبیوں پر پڑی جن کو وہ کافی دیر سے قبرستان میں دیکھ رہا تھا۔ اُس نے سوچا پتہ نہیں بیچارے کون لوگ ہیں جو اتنی دیر سے اس شدید گرمی سے بے نیاز پورے قبرستان میں ادھر سے اُدھر پھر رہے ہیں، لگتا ہے کسی قریبی عزیز کی قبر ڈھونڈ رہے ہیں۔

اُس کی بوڑھی آنکھوں میں اس کڑکتی دھوپ میں ہمدردی کے سائے اُتر آئے۔ اپنی بوتلیں بھر کر وہ ایک بار پھر درگاہ کے احاطے میں آکر نیم کے زیر سایہ دیوار کے ساتھ اپنی دری درست کرکے بیٹھ گیا۔ ابھی اُسے بیٹھے ہوئے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اُس نے دیکھا کہ وہ دونوں اجنبی درگاہ کی جانب چلے آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی نیم کی چھاؤں کے نیچے بیٹھے کسی جھگڑے نما بحث میں اُلجھے ہوئے دکھائی دینے لگے اور قریب ہونے کے سبب اُن کی اس بحث کا ایک ایک لفظ اُسے سُنائی دے رہا تھا۔ تبھی اُن میں سے ایک کی آواز مزید تیز ہو گئی اور شاید اس کا سبب غصہ تھا۔ دیکھ لیا منظور! میں تو تجھ سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ ہم یہاں وقت برباد کر رہے ہیں، اب تو بتا، دو گھنٹے ہو گئے ہمیں اس قبرستان میں یوں قبروں کی خاک چھانتے، کوئی ایسی قبر ملی جو جنتی دکھائی دیتی ہو؟ ان دو اجنبیوں کی گفتگو کے اس آخری جملے نے اس کی بوڑھی سماعت کی تمام تر توجہ اپنی جانب کھینچ لی، اور وہ ان کے اس جملے پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک اُن دو میں سے ایک نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے پاس دھری پانی کی بوتلوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا، بابا پانی ملے گا؟ اُس نے ایک بوتل اُٹھا کر انہیں تھما دی۔ بوتل واپس کرتے ہوئے دوسرے اجنبی نے پتہ نہیں کس خیال کے تحت اُس سے پوچھا، بابا اس مزار پر کب سے ہو؟ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، بیٹا دن گزارنے والے بھلا سالوں کا حساب کب رکھتے ہیں؟ تم لوگ بتاؤ کافی دیر سے میں تم دونوں کو یوں قبرستان میں ادھر سے اُدھر بھٹکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کیا کسی عزیز کی کھوئی ہوئی قبر کی تلاش میں ہو؟ بوڑھے کے اس سوال پر اُن دونوں اجنبیوں کی آنکھوں میں کچھ

بتانے یا نہ بتانے کی ایک الجھن اتر آئی پھر نجانے کس خیال کے تحت ان دونوں میں سے ایک نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ بابا میرا نام منظور ہے اور یہ میرا ساتھی سعید ہے، اب آپ سے کیا چھپانا ہم دونوں کا برسوں پرانا یارانہ ہے اور برسہا برس سے ہم دونوں ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ سعید سے 15 سال پہلے میری دوستی ایک جیل میں ہوئی جہاں میں زنا کے جرم میں سزا کاٹ رہا تھا اور سعید ایک چوری کے جرم میں آیا تھا۔ اپنی اپنی سزائیں پوری کرکے رہا ہونے کے بعد ہماری دوستی جیل کے دنوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئی اور دوستی کے اِس عرصے میں ایسا کونسا گناہ یا جرم تھا جو ہم دونوں نے مل کر ساتھ نہ کیا ہو۔ اب میری عمر 45 برس ہو چکی ہے اور تقریباً اتنی ہی عمر سعید کی بھی ہے، مگر اب جیسے جیسے زندگی بڑھاپے کی طرف بڑھ رہی ہے کچھ عرصے سے ہم دونوں پر اپنی موت کا خوف سوار ہو گیا ہے۔ منظور کی بات کو سعید نے آگے بڑھایا، میری دادی بتاتی تھیں کہ قبرستان میں بہت سی زمین جنتی ہوتی ہے اور زمین کے اُس حصے پر بننے والی قبریں بھی جنتی ہو جاتی ہیں۔ بوڑھے کے لبوں پر ایک تبسم اُبھر آیا، اُس کو یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوئی کہ ابھی چند لمحے قبل منظور نامی شخص نے اپنی جس 45 برس کی عمر کا ذکر کیا تھا وہ 45 سال انہوں نے زندگی گزاری ہے زندگی جی نہیں ہے۔ بوڑھے کو ان کے ذہن میں چلتی ہوئی سوچ کو سمجھنے میں ذرا دیر نہیں لگی، تبھی اُس نے اُسی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا کہ اچھا تو جنتی قبروں کے حوالے سے تمہاری دادی نے اور کیا کیا نشانیاں بتائیں تھیں؟ بس اتنا ہی کہ جنتی قبروں پر کوئی نہ کوئی درخت سایہ فگن رہتا ہے اور ان پر بیٹھے پرندوں کی چہچہاہٹ جو ہم سمجھتے ہیں، درحقیقت وہ پرندے اُس صاحب قبر کے لئے فاتحہ خوانی کر رہے ہوتے ہیں۔ اب بوڑھے کے ہونٹوں سے جہاں مسکراہٹ غائب ہوئی، وہیں آنکھوں میں گہری سنجیدگی نے ڈیرہ جما لیا، بوڑھے پر ان دونوں کی نفسیات واضح ہو چکی تھی۔ لہٰذا ان کے دماغوں میں چھائے اس موت اور مرنے کے خوف کو دور کرنے کی ضرورت تھی۔ بوڑھے نے دونوں کے چہروں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

ذرا اس قبرستان میں بنی قبروں پر نظر دوڑاؤ۔ بوڑھے کی بات پر دونوں نے قبرستان میں چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھا اور اُن کی نگاہوں کا رخ جب واپس بوڑھے کے چہرے کی جانب ہوا تو اُس نے پھر پوچھا۔ کتنی قبروں پر درخت نظر آئے؟ منظور تیزی سے بولا۔ درخت تو کافی قبروں کے سرہانے موجود ہیں۔ بوڑھا بولا، اس کا مطلب ہے اُن درختوں پر کچھ پرندے بھی یقیناً ہونگے جو صاحب قبر کے لئے فاتحہ خوانی کر رہے ہونگے۔ اس بار سعید نے جواب دیا، ظاہر سی بات ہے۔ اکثر و بیشتر قبروں پر درخت موجود ہیں پرندے بھی چہچہا رہے ہیں تو پھر تم دونوں جنتی قبر ڈھونڈنے میں کیوں ناکام رہے؟ منظور جھینپے جھینپے لہجے میں بولا، دراصل قبروں کی حالتیں ہی ایسی ہیں کہ جو اچھی حالت میں ہیں اُن پر درخت نہیں اور جو درخت کے سائے میں ہیں کہ اُن کی

حالت دیکھتے ہوئے یقین کرنے کو دل ہی نہیں مانتا کہ یہ جنتی بھی ہو سکتی ہیں۔ اب بوڑھے کی آنکھوں میں بیک وقت غصہ اور افسوس دونوں کی ملی جُلی کیفیت تھی اور وہ سوچ رہا تھا پہلے ان کی عقل پر ماتم کرے یا اُس وقت پر افسوس کرے جو یہ دونوں اپنی غفلت میں برباد کر بیٹھے ہیں۔ وہ ان دونوں کو بتانا چاہتا تھا کہ بیٹا وقت انسان کی وہ دولت ہے جس کی سرمایہ کاری لوگ اگر بے کاری کے کاروبار میں کر دیں تو ماسوائے خسارے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا اور تم دونوں تو اب خسارہ اُٹھانے کے بعد آ رہے ہو لیکن وہ چاہ کر بھی یہ نہ کہہ سکا، کیونکہ اس نے ان دونوں کو واپسی کی راہ دکھانے کی ٹھان لی تھی جس سے یہ دونوں بھٹک چکے تھے۔ اسی خیال سے بوڑھا بولا، بیٹا یہ انسان کے بس کی بات ہی نہیں کہ وہ کسی قبر کے جنتی یا جہنمی ہونے کا تعین کر سکے۔ اسی باعث قبر اور مردے کے حال کا پردہ رکھا گیا ہے، اور بہترین ہے کہ زمین میں سوئے ہوئے شخص کے حال کو زمین کے اوپر چلتے پھرتے لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ورنہ ایک لمحے کو سوچو اگر کسی انسان کی قبر کو عیاں کر دیا جاتا تو قبرستانوں میں دن رات کیا تماشہ ہو رہا ہوتا۔ کیا لوگ اپنے جنتی عزیزوں کی قبروں کے ارد گرد کسی جہنمی شخص کی قبر برداشت کر پاتے؟ دن رات قبرستانوں میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہوتے، جو لوگ اپنے سے کمتر انسانوں کو اپنے قریب بھی برداشت نہیں کر سکتے بھلا وہاں کون چاہتا کہ اُس کے باپ یا ماں کی قبر کسی جہنمی انسان کی قبر کے برابر میں ہو؟ بوڑھے شخص نے منظور اور سعید کی آنکھوں میں مزید جاننے کی لگن دیکھتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھا، دیکھو جہاں بہت سی چیزوں کا حساب کتاب روز محشر پر رکھا گیا ہے، تب تک یہ قبر ہی صاحب قبر کے لئے جنت بھی ہے دوزخ بھی۔ اب اندر کا حال نہ تمہیں معلوم ہے نہ مجھے۔ یہاں یہ جو تم اتنی قبریں دیکھ رہے ہو بتا سکتے ہو یہ سب قبریں کس نے کھودی ہیں؟ بوڑھے کے سوال پر منظور بولا کوئی قبر بھلا ایک گورکن کے علاوہ کون کھود سکتا ہے؟ بوڑھے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا، نہیں اسی سوچ کو ہماری کم عقلی یا کم علمی کہا جا سکتا ہے۔ ہ

ر قبر گورکن نہیں کھودتا بلکہ کچھ لوگوں کی قبریں اُن کے اعمال بھی کھود دیتے ہیں۔ خیر چھوڑو، تم کو ایک قصہ سناتا ہوں ایک دن جس وقت ایک بادشاہ کے محل پر ملک الموت نے دستک دی اُسی وقت اجل نے ایک فقیر کا در بھی کھٹکھٹایا، اور یوں دونوں کی زندگیوں کا قصہ تمام ہوا۔ جب اُن دونوں کی اپنی اپنی قبر میں واپس آنکھیں کھلیں تو بتاؤ کس کا مرتبہ کیا تھا؟ سعید نے جواب دیتے ہوئے کہا، ظاہر سی بات ہے کہ بادشاہ کی قبر سے بادشاہ اُٹھا ہو گا اور فقیر کی قبر سے فقیر۔ یہ سن کر بوڑھے کے ہونٹوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ کھلنے لگی اور وہ بولا، نہیں قبر میں آنکھ کھلنے کی صورت میں بادشاہ فقیر تھا اور فقیر بادشاہ کے رتبے پر، درحقیقت دنیاوی مرتبے اور آخرت میں ملنے والے مقام کے درمیان بس یہی ایک فرق ہے جو یہاں ہے ضروری نہیں کہ وہاں بھی ہو، اور جو

وہاں ہوگا ضروری نہیں کہ یہاں بھی رہا ہو۔ منظور اور سعید کی آنکھوں کی چمک بڑھتی جارہی تھی جو اس بات کی نشانی تھی کہ بوڑھے کی یہ باتیں سن کر اُن کے ذہنوں میں دنیا اور آخرت سے متعلق پڑی گرہوں کو ڈھیلا کرنا شروع کر چکی ہیں۔ بس اب ان گرہوں کا کھلنا باقی تھا اسی خیال سے بوڑھے نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا، تم دونوں نے یہ تو سن ہی رکھا ہوگا کہ سکندر کے ساتھ کیا ہوا۔ سعید فوراً بولا ہاں میں نے ایک قوالی میں سنا تھا جس میں اس واقعہ کا ذکر تھا کہ جب سکندر دنیا سے گیا تو اُس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ یہ سن کر سعید کی بات کاٹتے ہوئے منظور الجھے ہوئے لہجے میں گویا ہوا، یہی فکر تو اب عمر کے اس حصے میں ہمیں ڈرا رہی ہے کہ ہم بھی خالی ہاتھ واپس نہیں جانا چاہتے مگر بس یہی سمجھ نہیں آرہا اپنے ہاتھوں میں ایسا کیا لے جائیں کہ ہماری بخشش ہو جائے۔

بوڑھے نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے جواب دیا کہ کون کہتا ہے سکندر جب دنیا سے گیا تو اُس کے دونوں ہاتھ خالی تھے؟ انسان کو خالی ہاتھ دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جب اُس کی واپسی ہو تو یہ دونوں ہاتھ خالی نہ ہوں یعنی وہ اعمال کی دولت سے بھرے ہوئے ہوں۔ عرش پر رکھی گئی جنت اور دوزخ کے ملنے کا فیصلہ بھی انہی اعمالوں کی بدولت ہی ہوگا۔ یعنی ہر انسان اپنی حقیقی جنت اور جہنم اس جہاں سے کما کر جاتا ہے۔ جب تک انسانی دل دنیاوی خواہشات سے بھرا ہوا ہے وہ آخرت کے لئے زادِ راہ جمع کر ہی نہیں سکتا، ایک موت کے سامنے تمام کی تمام خواہشات دھری رہ جاتی ہیں۔ اُن دونوں کو خاموش دیکھ کر بوڑھے کو اندازہ ہو گیا کہ برسوں سے گناہوں کی بھٹی میں پکتے ہوئے اس لوہے پر آخری ضرب لگانے کا وقت آگیا ہے۔ تمہیں پتہ ہے جلتے ہوئے چراغ کی روشنی میں سب سے اہم کردار کس شے کا ہوتا ہے؟ اور بوڑھے کو وہی جواب ملا جس کی وہ ان دونوں سے توقع کر رہا تھا، "تیل کا"، بوڑھے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا، نہیں کسی بھی جلتے ہوئے چراغ میں حقیقی کردار تو ماچس کی اُس تیلی کا تھا جسے چراغ جلانے کے بعد حقیر سمجھتے ہوئے ایک کونے میں پھینک دیا جاتا ہے۔

بعض اوقات حقیر سمجھی جانے والی چیزیں ہی درحقیقت آپ کی روشنی کی ضامن ہوتی ہیں لہٰذا کسی نیکی کو چھوٹا مت سمجھنا۔ دریا اپنے بہتے ہوئے پانی پر غرور کرنے لگے اور خود میں گرنے والی چھوٹی چھوٹی بوندوں کو حقیر جان کر اپنے دامن میں جگہ نہ دے تو وقت گواہ ہے ایسے دریا بڑی جلد خشک ہو جاتے ہیں۔ یا اس کو یوں کہہ لو کہ ایک عالیشان عمارت کی خوبصورتی دراصل اُس کی

بلندی کی مرہون منت نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی اُن ہزاروں اینٹوں کے باعث ہوتی ہے جو بنیاد سے اُٹھا کر اُسے اوپر تک لے گئیں۔ اُن دونوں کی حالت بتارہی تھی کہ اب ایک دستک کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ ان دونوں کے چہروں پر ایک مایوسی چھائی ہوئی محسوس ہورہی تھی اور یہی مایوسی سعید کے لہجے میں اُتر آئی جب وہ بوڑھے سے کہنے لگا، بابا ہمارے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ ہماری بخشش کی تو شاید ہی کوئی راہ نکلے۔ بوڑھے نے تعجب سے پوچھتے ہوئے کہا، یہ تم سے کس نے کہا؟ ہمارا پروردگار اتنا غفور و رحیم ہے کہ جب بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے تمام راہیں بند ہو چکی ہوتی ہیں تب بھی وہ ایک راہ کھلی رکھتا ہے اور یہی راہ کسی بھی انسان کو وہیں واپس لے آتی ہے جہاں سے وہ چلا تھا۔ یعنی ہر گناہ اور بُرے عمل سے پاک، منظور نے بے قراری سے پوچھا، وہ کونسی راہ ہے ہمیں بتائیں۔ بوڑھے نے زیرِلب مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا 'توبہ' کی۔ ہمارے گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں سچی توبہ کی ایک ہلکی سی ضرب بھی اُن کی بخشش کا باعث بن سکتی ہے۔ بہت سے افراد کو بعض اوقات زندگی بھر کی عبادت اور ریاضت وہ کچھ عطا نہیں کرتی جو ایک سچی توبہ کے طفیل ان کو مل جاتا ہے۔ لہٰذا اپنی جنتی قبر اس قبرستان میں نہیں اپنی اُسی سچی توبہ کے اندر ڈھونڈو۔ اور جو تم یہ کہتے ہو کہ اپنی عمروں کے باعث کسی عبادت اور نیک عمل کمانے کے لائق نہیں رہے ہو تو یاد رکھو، نیک اعمال کمانا عمر سے وابستہ نہ کبھی رہا ہے نہ رہے گا۔ آخری سانس تک تمہارے پاس وقت ہی وقت ہے اور مہلت ہی مہلت، بعض اوقات ہم اپنے نفس کی کمزوری کو ابلیس ملعون سے منسوب کردیتے ہیں کہ وہ ہماری توبہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ بندہ ہمیشہ شیطان کے شر سے بچنے کو پناہ مانگے، کبھی کبھی انسان کو اپنے آپ کے شر پناہ مانگنی چاہئیے۔

منظور اور سعید کے چہروں پر اُبھرنے والی چمک بوڑھے پر یہ بات عیاں کرچکی تھی کہ ان دونوں کو وہ راہ سمجھ آچکی ہے جو اس نے بتائی ہے۔ باہر پھیلتے ملگجے سے اندھیرے کو دیکھ کر منظور نے بوڑھے سے پوچھا، بابا دن کی تو خیر ہے رات کو تمہیں اس قبرستان میں اتنی قبروں اور مردوں کے درمیان رہتے ہوئے ڈر نہیں لگتا؟ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بالکل ڈر لگتا تھا لیکن اُس وقت تک جب میں بھی تمہاری طرح انہیں مردہ سمجھتا تھا۔ بوڑھے کی بات پر منظور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچھا بابا اب اجازت دیں بس جانے سے پہلے ایک سوال کا جواب دے دیجئیے۔ آپ کو دنیا اور محفلوں سے دور اس قبرستان میں قبروں کے درمیان بیٹھ کر معرفت کی اتنی باتوں کا علم کیسے ہوا؟ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

کچھ عرصے پہلے تک میری غفلت کا بھی یہی عالم تھا کوئی سمجھانے اور سکھانے والا نہیں تھا، لہٰذا آج تم دونوں کو بھی وہ راز بتا دیتا ہوں جس کو سمجھنے کے بعد یہاں تک پہنچا۔ جب بولتے ہوئے زندہ لوگوں کی محفلیں تمہیں کچھ عطا کرنے میں مسلسل ناکام ہو رہی ہوں تو کچھ وقت اس خاموش قبرستان میں بھی آکر گذار لیا کرو۔ بعض چیزیں جو زندہ لوگ نہیں سکھا پاتے اُسے اپنی اپنی قبروں میں پڑے ہوئے یہ سوئے ہوئے لگ سکھا دیتے ہیں۔

قبروں کی اس خاموشی کو سنو، یقین کرو کہ جتنا یہ بول رہی ہوتی ہے اتنا کوئی شے نہیں بول سکتی، یہاں تک کہ زندہ لوگ بھی نہیں اور جس دن تم نے اس خاموشی کو سمجھ لیا تو پھر تمہیں بھی نہ کسی مردے سے ڈر لگے گا نہ مرنے سے ! اب بوڑھے کی نظریں قبرستان سے باہر جاتے ہوئے منظور اور سعید کے قدموں پر تھیں اور ان کی چال کے انداز سے بوڑھے کو یقین ہو چلا تھا کہ یہ قدم اب نہیں بھٹک سکتے۔ اُس نے ایک نظر آسمان پر بڑھتے ہوئے اندھیرے پر ڈالی اور اس کے قدم مزار سے قبروں کی درمیان بڑھنے لگے، کیونکہ ان خاموش قبروں سے اُسے ابھی مزید سیکھنا تھا تاکہ کل پھر اپنی بخشش کے لئے بھٹکتے ہوئے کسی شخص کو جنتی قبر کے حصول کی راہ دکھا سکے !

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 4

Friday, January 6, 2017 at 11:13pm UTC+05

بچوں کے اقوالِ زریں

تحریر: گل نوخیز اختر



میں ایک دوست کے ہاں ڈنر پر مدعو تھا' ڈنر تھوڑا لیٹ تھا اس لیے مجھے سخت بوریت ہو رہی تھی۔ اتنے میں اُن کی 6 سالہ بیٹی کھیلتے کھیلتے میرے قریب آئی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ٹافی میری طرف لہرا کر بولی ''کھائیں گے ؟'' میں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور منہ کھول دیا۔۔۔ اُس نے اطمینان سے ٹافی کا ریپر کھولا اور ٹافی میرے منہ میں ڈالنے کی بجائے اپنے منہ میں ڈال کر چٹخارے لیتے ہوئے بولی ''مزیدار ہے ناں؟''۔۔۔ سیچوایشنل کامیڈی کے اتنے اچھے مظاہرے نے مجھے ایک دم فریش کر دیا۔ میں جب بھی کسی بچے سے گفتگو کرتا ہوں تو ایسے ایسے تخلیقی جملے سننے کو ملتے ہیں کہ ہنس ہنس کر برا حال ہو جاتا ہے۔ میرے ہمسائے میں ایک صاحب ہیں جن کے سر پر 60 سال کی عمر میں بھی گھنے بال ہیں' ایک دن ان کی پوتی مجھ

سے پوچھنے لگی ''انکل۔۔۔ میرے دادا امیر ہیں کہ غریب؟'' میں نے پیار سے کہا'' بھئی آپ کے دادا بہت امیر ہیں''۔ منہ بنا کر بولی ''سر سے تو نہیں لگتے''۔۔۔!!! ایک دفعہ میری چھوٹی بھانجی کہنے لگی ''ماموں۔۔۔ میں نے میکڈونلڈ جانا ہے''۔ میں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ ''ٹھیک ہے' لے جاتا ہوں لیکن پہلے میکڈونلڈ کے سپیلنگ بتاؤ''۔۔۔ کچھ دیر سوچ کر بولی ''رہنے دیں۔۔۔ کے ایف سی چلتے ہیں۔۔۔!!!'' بچے چونکہ من کے سچے ہوتے ہیں لہٰذا ان کی باتیں اتنی بے ساختہ ہوتی ہیں کہ سڑیل سے سڑیل انسان بھی دانت نکالنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بچے بعض اوقات اتنا خالص اور بے ساختہ جملہ کہتے ہیں کہ شاید بڑے سے بڑا مزاح نگار بھی ایسا جملہ تخلیق نہ کر سکے۔ ایک دن میرا بڑا بیٹا ثمریز لیپ ٹاپ پہ کوئی گیم کھیل رہا تھا اور چھوٹا بیٹا مہروز بار بار اُسے تنگ کرنے کے لیے چارجر کی پن نکال رہا تھا۔ کچھ دیر تو ثمریز نے برداشت کیا' پھر غصے سے بولا ''تم اُلو ہو''۔ میں پاس ہی بیٹھا تھا' میں نے ثمریز کو گھورا ''خبردار! اگر تم نے بھائی کو دوبارہ ایسے کہا''۔ ثمریز نے منہ بنایا اور دوبارہ گیم کھیلنے لگا۔ میں اتنی دیر میں کسی کام سے باہر چلا گیا' واپس آیا تو چھوٹا پھر ثمریز کو تنگ کر رہا تھا' ثمریز پھر اُسے غصے سے اُلو کہنے لگا تھا کہ اچانک مجھ پر نظر پڑتے ہی دانت پیس کر اُس سے بولا ''وہی ہو تم۔۔۔ وہی ہو۔۔۔!!!'' موصوف ایک دفعہ چودہ اگست کے موقع پر جھنڈا خریدتے ہوئے دکاندار سے یہ بھی فرما چکے ہیں کہ ''انکل کوئی پرپل کلر والا جھنڈا ہے؟؟؟'' مجھے اعتراف ہے کہ مجھ میں اگر جملہ کہنے کی کوئی تھوڑی بہت صلاحیت ہے تو وہ میں نے بچوں سے سیکھی ہے' آج سے دو سال پہلے میں ایک رشتہ دار کی شادی میں گیا ہوا تھا' اُن کے ایک چھوٹے بچے نے مجھ سے پوچھا ''انکل آپ رائٹر ہیں؟'' میں نے کہا ''ہاں''۔۔۔ یہ سنتے ہی وہ جھٹ سے بولا ''میرے پاپا بھی رائٹر ہیں''۔ میں الجھن میں پڑ گیا' کیونکہ میں اُس کے پاپا کو بچپن سے جانتا تھا' وہ تو جنم جنم کے آڑھتی تھے' تاہم اپنے اطمینان کے لیے پوچھ ہی لیا کہ ''بیٹا آپ کو کیسے پتا چلا؟''۔۔۔ بچہ انتہائی معصومیت سے بولا ''وہ روز ماما کو کہتے ہیں کہ میں تمہارے خاندان کو جوتی پر لکھتا ہوں''۔ میں نے ایک ٹھنڈی آہ بھری' کاش میں بچے کو بتا سکتا کہ جوتی پر لکھنے والا عموماً رائٹر نہیں لینکر پرسن ہوتا ہے۔ میری ایک کولیگ کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے' ان کے چھوٹے بیٹے نے سکول میں پہلی بار لفظ ''پیشہ'' سنا تو ماں سے پوچھنے لگا کہ امی پیشہ کسے کہتے ہیں؟ ماں نے بتایا کہ بیٹا پیشے کا مطلب ہے کام کاج۔ بچے نے بات ذہن نشین کر لی۔ کچھ دنوں بعد سکول میں اس کی ٹیچر نے پوچھا کہ بیٹا آپ کی ماما گھر میں کیا کرتی ہیں؟ اطمینان سے بولا۔۔۔ ''سارا دن پیشہ کرتی ہیں''۔ میرے بھتیجے نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا کہ چاچو ''حضرت'' کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ میں نے کہا ''حضرت کا لفظ کسی کو احترام سے بلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے' یوں سمجھ لو کہ اس کا مطلب ہے جناب' محترم وغیرہ''۔ اس نے سر ہلایا اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر بیل ہوئی' بھتیجا دوڑتا ہوا میرے کمرے میں داخل ہوا اور جلدی سے

بولا" چاچو۔۔۔ حضرت دادا ابو آئے ہیں۔۔۔" گود میں اٹھانے والے بچے بھی اپنے پیار کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے ہیں' اِنہیں جس سے زیادہ پیار ہوتا ہے اُسی کو اپنی محبت میں "شرابور" کرتے رہتے ہیں۔ عقل و دانش کی باتیں سیکھنی ہوں تو بچوں سے بہتر کوئی اُستاد نہیں' یہ بھول کر بات کو الٹ بھی کر دیں تو بعض اوقات وہی بہترین جملہ بن جاتا ہے۔ قاسمی صاحب نے ایک دفعہ ایک بچے سے پوچھا کہ بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ مزے سے بولا "مریض بن کر ڈاکٹروں کی خدمت کروں گا"۔ یہ سچ ہے کہ آج کی جدید دنیا کا بچہ بہت تیز ہو چکا ہے' اب دس سال کا بچہ 'بچہ نہیں رہتا' کیبل اور انٹرنیٹ کی بدولت اسے "بلاتکار' گود بھرائی' آتما ہتھیا' دوسری شادی اور ناجائز تعلقات" جیسے الفاظ سے واقفیت ہو چکی ہے لیکن وہ ان کے مفہوم اور پیچیدگیوں سے آج بھی ناواقف ہے۔ ایسے بچوں کے سوالات کچھ کچھ بڑوں والے ہوتے ہیں لیکن وہ بچے جو ابھی "ننھے" ہیں ان کی حیرت انگیز اور قہقہہ بار باتیں آج بھی دل و دماغ معطر کر دیتی ہیں۔ بڑوں کے اندر کا کارٹون سب سے پہلے بچے ہی دریافت کرتے ہیں' سنجیدہ سے سنجیدہ انسان بھی کسی بچے کو اپنی ڈیسنٹ پرسنیلٹی سے متاثر نہیں کر سکتا' بچے کا دل جیتنے کے لیے اوٹ پٹانگ منہ بنانا ضروری ہے' آپ نے کئی ایسے باپ دیکھے ہوں گے جو اپنی جوان اولادوں کے سامنے مسکرانے سے بھی گریز کرتے ہیں' اِن کے چہروں پر ہر وقت ایک کرختگی چھائی رہتی ہے' اِن کی اولادیں بھی باپ کے سامنے سہمی سہمی رہتی ہیں' کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اتنی سخت گیر شخصیت کے مالک نے کبھی اوٹ پٹانگ منہ بھی بنایا ہوگا۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔۔۔ یہ بھی اپنی اولاد کے بچپن میں اُن کے ساتھ کارٹون بن کر کھیلتے ہیں تاہم اولاد جوان ہونا شروع ہوتی ہے تو یہ فوراً خود پر بردباری کا نقاب چڑھا لیتے ہیں اور اولاد کو یاد ہی نہیں رہتا کہ ان کا باپ بھی کبھی مسکرایا تھا۔۔۔ یہ لوگ اپنی اس کیفیت کو تاعمر برقرار رکھنا چاہتے ہیں لیکن جونہی اِن کا کوئی پوتا' پوتی پیدا ہوتا ہے' اِن کو شکست فاش ہو جاتی ہے۔۔۔ یہ اپنے اندر کا کارٹون دبانے کی بڑی کوشش کرتے ہیں لیکن اولاد کی اولاد ایک ہی دن میں اِن کے اندر خودکش حملہ کر کے ساری مصنوعی دیواریں پاش پاش کر دیتی ہے۔ مجھے یقین ہے آپ کے بچے بھی پُر لطف جملوں سے مالا مال ہوں گے' اِن کی باتیں بھی شیئر کیجئے ناں۔۔۔ ! ! !

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 4

Wednesday, December 28, 2016 at 12:11am UTC+05

راستے کا انعام** ○

انتخاب : رخشندہ جبین ✤



ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک شاہراہ بنوائی اور اِس کے افتتاح کے لئے ایک ریس کا اعلان کیا اور کہا کہ " اس ریس میں تمام شہری حصہ لیں اور اِسکے اختتام پر شاہراہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار بھی کریں، اور جس کا نقطۂ نظر بادشاہ کو پسند آئے گا اُسے انعام سے نوازا جائے گا۔۔ ✤ سب نے بڑے جوش و خروش سے ریس میں حصہ لیا۔ ✤ شاہراہ کے دوسرے سِرے پر بادشاہ ریس کے شرکاء کے تاثرات پُوچھتا رہا۔ ✤ کسی نے شاہراہ کی تھوڑی، کسی نے زیادہ تعریف کی، مگر سب نے بتایا کہ " شاہراہ پر ایک جگہ بجری پڑی ہے۔ ✤ اگر اُسے اُٹھوا دیا جائے تو راہ چلنے اور دوڑنے والوں کے لیے بہت اچھا ہوگا۔۔۔ ✤ شام تک سب لوگ چلے گئے تو بادشاہ اُٹھ کر جانے لگا۔ ✤ ایک سپاہی نے خبر دی کہ " ریس میں حصہ لینے والوں میں سے ایک آدمی

جو شاہراہ میں صبح سویرے داخل ہوا تھا ابھی آنا باقی ہے۔" کچھ دیر بعد ایک درمیانی عمر کا شخص دھول میں لت پت تھکا ہارا ہاتھ میں ایک تھیلی پکڑے پہنچا اور ہانپتے ہوئے بادشاہ سے مخاطب ہوا۔۔: *" جناب عالی ! *میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ دراصل راستے میں کچھ بجری پڑی تھی، میں نے سوچا اِس کی وجہ سے گزرنے والے لوگوں کو تکلیف ہو گی، لہٰذا اُسے ہٹانے میں کافی وقت لگ گیا۔ *لیکن حضور ! **بجری کے نیچے سے یہ تھیلی ملی ہے، اس میں شاید کچھ سونے کے سکے ہیں۔* ہو سکتا ہے سڑک بنانے والے مزدوروں میں سے کسی کے ہوں گے۔ اُسے دے دیجئے گا۔ وہ شخص اپنی بات ختم کرکے چلنے لگا تو بادشاہ نے کہا" بوڑھے میاں ! یہ تھیلی اب آپکی ہے۔ کیونکہ یہ میں نے ہی وہاں رکھوائی تھی، اور یہ تمہارا انعام ہے۔۔۔ ! *" پھر بادشاہ دوسرے حاضرین کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے بولا، بہترین شخص وہ ہوتا ہے، جو گلے شکوے کرنے کی بجائے اپنے عمل سے کچھ کرکے دیکھائے۔**اگر دیکھا جائے تو ہم سب بھی مجموعی طور پر راستے کی اِس "بجری" پر تو نالاں رہتے ہیں جو ہمارے راستے میں حائل ہے مگر اسکو ہٹانے کی کوشش نہیں کرتے۔ *ہم میں سے ہر کوئی گفتار کا غازی تو بن جاتا ہے، **مگر کوئی بھی کردار کا غازی بننے کو تیار نہیں ہے۔* اللہ کرے اب ہم لوگ بھی صرف باتیں بنانے کے بجائے ارد گرد موجود چھوٹی موٹی "بجریاں" بھی ہٹانا شروع کردیں۔ *ایسا کرنے پر مجھے یقین ہے کہ ایک دِن ہم اُس حقیقی بادشاہ کی بارگاہ سے دنیا و آخرت میں انعام ضرور پائیں گے۔**ان شاء اللہ۔*

تصنیف: لائف بیسٹ نوٹس

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 4

BEST LIFE NOTES

VOL. 04

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھاتو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 05



تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

Tuesday, April 25, 2017 at 1:52pm UTC+05

بابرکت درخت

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں دیار بکر میں ایک امیر آدمی کے گھر مہمان تھا۔ مال ودولت کے علاوہ خدا نے اس شخص کو ایک خوبرو بیٹا بھی دیا تھا۔ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں دیار بکر میں ایک امیر آدمی کے گھر مہمان تھا۔ مال ودولت کے علاوہ خدا نے اس شخص کو ایک خوبرو بیٹا بھی دیا تھا۔ ایک رات وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ سعدی

رحمتہ اللہ علیہ شاید تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے گھر بیٹا ایک مدت کی دعاؤں اور تمناؤں کے بعد پیدا ہوا ہے فلاں مقام پر ایک بابرکت درخت ہے لوگ اس درخت کے قریب جا کر دعائیں مانتے ہیں اور ان کی مرادیں مل جاتی ہیں میں نے اس بابرکت درخت کے پاس جا کر دعا مانگی اور اللہ نے میری مراد پوری کر دی۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت امیر باپ اپنے بیٹے کے بارے میں یہ باتیں کر رہا تھا بیٹا اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہا اے کاش ! مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ بابرکت درخت کس جگہ ہے میں آج ہی وہاں جاؤں اور یہ دعا مانگوں کہ میرا باپ جلد مر جائے تا کہ سارا مال اور جائیداد میرے قبضے میں آئے۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Sunday, April 23, 2017 at 2:21pm UTC+05

بیوی اور ماں

انتخاب : ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر : نامعلوم



شوہر کے گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی کا غصہ پھوٹ پڑا: سارا دن کہاں رہے؟ آفس میں پتہ کیا، وہاں بھی نہیں پہنچے! معاملہ کیا ہے؟ "وہ-وہ... میں ..." شوہر کی ہکلاہٹ پر بیوی پھر برسی، بولتے نہیں؟ کہاں چلے گئے تھے؟ اور یہ گندا باکس اور کپڑوں کی پوٹلی کس کی اٹھالائے ہیں؟ وہ میں ماں کو لانے گاؤں چلا گیا تھا. شوہر تھوڑی ہمت کرکے بولا کیا کہا؟ آپ ماں کو یہاں لے آئے؟ شرم نہیں آئی آپ کو؟ تمہارے بھائیوں کے پاس انہیں کیا تکلیف ہے؟ بیوی چراغ پا تھی! اس نے پاس کھڑی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بیمار اور شکستہ بیمار بوڑھی کی طرف دیکھا تک نہیں. انہیں میرے بھائیوں کے پاس نہیں چھوڑا جاسکتا تم سمجھ کیوں نہیں

رہی. شوہر نے دبی زبان سے کہا. کیوں؟ یہاں قارون کا خزانہ رکھا ہے؟ تمہاری 20 ہزار روپے کی تنخواہ میں بچوں کی پڑھائی اور گھر کا خرچ کس طرح چلا رہی ہوں، میں ہی جانتی ہوں! بیوی کا لہجہ اتنا ہی شدید تھا اب یہ ہمارے پاس ہی رہے گی شوہر نے سختی سے پیروی کی میں کہتی ہوں، انہیں اسی وقت واپس چھوڑ کر آؤ. ورنہ میں اس گھر میں ایک لمحہ بھی نہیں رہوں گی اور ان مہارانی صاحبہ کو بھی یہاں آتے ذرا سی بھی شرم نہیں آئی؟ یہ کہتے ہوئے بیوی نے بوڑھی عورت کی طرف دیکھا، تو پاؤں تلے زمین ہی سرک گئی! جھپٹتے ہوئے بیوی بولی: "امی آپ؟" ہاں بیٹی! تمہارے بھائی اور بھابھی نے مجھے گھر سے نکال دیا. داماد جی کو فون کیا تو یہ مجھے یہاں لے آئے .بڑھیا نے کہا، تو بیوی نے چہکتی نظروں سے شوہر کی طرف دیکھا اور بولی. ڈارلنگ آپ بھی نا بڑے وہ ہیں! پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میری امی کو لانے گئے تھے؟ آئی لو یو___________________ کاش ہمیں یہ بات سمجھ آ سکے کہ ماں تو ماں ہوتی ہے! کیا میری اور کیا تیری؟

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Sunday, April 23, 2017 at 12:39am UTC+05

ایک معلّمہ

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



ایک سبق آموز سچا واقعہ جو کہ قرآن کی ایک معلّمہ کے ساتھ مصر میں پیش آیا اور اس کی ایک ساتھی نے اپنے شاگردوں کو سنایا. وہ معلّمہ ہمیشہ اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتی تھی کہ قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق زندگی گزاریں "وعجلت الیک رب لترضی" (اے پروردگار میں نے تیری طرف آنے میں جلدی کی تاکہ تو خوش ہو) وہ کہا کرتی تھی کہ میں اس آیت سے بہت متاثر ہوں جب بھی میں اذان کی آواز سنتی ہوں اور اگر میں کسی بھی کام میں مصروف ہوں، میں اپنے آپ کو یہ آیت یاد دلاتی ہوں اور سب کچھ چھوڑ کر نماز ادا کرنے کھڑی ہو جاتی ہوں رات کو 2:00 بجے جب تہجد کا الارم بجتا ہے اور میں گہری نیند میں مزید

سونا چاہتی ہوں تو یہ آیت مجھے یاد آتی ہے اور مجھے جگاتی ہے. اس خاتون کے شوہر کی عادت تھی کہ کام سے واپس گھر آتے وقت وہ اسے فون پر کھانے کے متعلق ہدایات دیتا تاکہ اس کے گھر پہنچنے پر گرما گرم کھانا تیار ملے اور وہ کھانا کھا کر سو جائے. ایک دن اس نے فون پر محشی کھانے کی فرمائش کی (انگور کے پتوں میں چاول بھرے جاتے ہیں اور پھر ان کو ہلکی آنچ پر پکنے رکھا جاتا ہے بہت وقت طلب ڈش ہے) اتنی دیر میں اذان کی آواز سنائی دی تو اس کے صرف تین رولز رہ گئے تھے (جن کے بھرنے میں زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ لگتے)

لیکن اس نے حسب عادت سب کام چھوڑے اور نماز ادا کرنے کھڑی ہو گئی، اس خاتون کا شوہر اسے بار بار فون کرتا رہا لیکن کوئی جواب موصول نہیں ہوا جب وہ گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی سجدے میں ہے اور کھانا ابھی تک تیار نہیں ہے اس نے دیکھا کہ صرف تین رولز بھرنے رہ گئے ہیں تو اسے شدید غصہ آیا اور اسی غصے کے عالم میں اس نے اپنی بیوی کو ڈانٹنا شروع کر دیا "تم اپنا کام ختم کرکے دیگچی چولہے پر رکھ کر بھی نماز ادا کر سکتی تھی، تین رولز بنانے میں کتنی دیر لگتی ہے"، لیکن اس کی بیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا جب وہ اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں اس کا انتقال ہو چکا ہے. سبحان اللہ، اگر اس نے ہماری طرح یہ سوچا ہوتا کہ چلو کوئی بات نہیں پہلے اپنا کام ختم کر لیتے ہیں پھر نماز پڑھ لیں گے تو اس کا انتقال کچن میں ہوتا.
لیکن ایک شخص کا انتقال اسی حالت میں ہوتا ہے جس پر وہ ساری زندگی گزارتا ہے اور اسی حالت میں وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا.

ہمارے آقا حضرت محمد صل اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس میں وہ فوت ہوا آیئے آج ایک عہد کریں بہنوں کے لئے : جیسے ہی اذان کی آواز سنائی دے سب کام ایک طرف رکھیں اور نماز کے لئے اٹھ کھڑی ہوں (زیادہ سے زیادہ 20 منٹ تک جو کہ اقامہ ٹائم بھی ہے) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نماز کو اس کے اولین وقت میں ادا کرنا. بھائیوں کے لئے : جیسے ہی آپ اذان کی آواز سنیں فوراً وضو کریں اور مسجد چلے جائیں.

اپنے آپ کو یہ آیت بار بار یاد دلاتے رہیں "وعجلت الیک رب لترضی" یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور جس خاتون نے یہ بیان کیا ہے انہوں نے ہی بہنوں اور بھائیوں کے لئے یہ عہد تجویز کیے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے ان خاتون کے لئے اور ہم سب کے لیے اسے صدقہ جاریہ بنائے آمین ثم آمین

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Sunday, April 23, 2017 at 12:29am UTC+05

مرغی فروش

انتخاب: مومی خان

تحریر: نامعلوم



ایک شخص ایک ذبح کی ہوئی مرغی لے کر مرغی فروش کی دوکان پر آیا اور کہا کہ " بھائی ذرا اس مرغی کو کاٹ کر مجھے دے دو " مرغی فروشنے کہا " مرغی رکھ کرچلے جاؤ اور آدھ گھنٹے بعد آ کر لے جانا " اتفاق سےشہر کا قاضی مرغی فروش کی دوکان پر آ گیا اور دوکاندار سے کہا کہ" یہ مرغی مجھے دے دو" دوکاندار نے کہا کہ " یہ مرغی میری نہیں بلکہ کسی اور کی ہے اور میرے پاس بھی ابھی کوئی اور مرغی نہیں جو آپ کو دے سکوں" قاضی نے کہا کہ کوئی بات نہیں ، یہی مرغی مجھے دے دو مالک آئے تو کہنا کہ مرغی اڑ گئیھے " دوکاندار نے کہا کہ" ایسا کہنے کا بھلا کیا فائدہ ہو گا ؟ مرغی تو اس نے خود ذبح کر کے مجھے دی تھی پھر ذبح کی ہوئی مرغی کیسے اڑ سکتی ھے" ؟ قاضی نے کہا- " میں جو کہتا ہوں اسے غور سے سنو ! بس یہ مرغی مجھے دے دو اس کے مالک سے یہی کہو کہ تیری مرغی اڑ گئی ھے - وہ زیادہ سے زیادہ تمہارے

خلاف مقدمہ لے کر میرے پاس آئے ہی گا " دوکاندار نے کہا کہ " اللہ سب کا پردہ رکھے" اور مرغی قاضی کو پکڑا دی -

قاضی مرغی لے کر نکل گیا تو مرغی کا مالک بھی آ گیا اور دکاندار سے کہا کہ مرغی کاٹ دی ھے ؟ دوکاندار نے کہا " میں نے تو کاٹ دی تھی مگر آپ کی مرغی اڑ گئی ھے" مرغی والے نے حیران ھو کر پوچھا : بھلا وہ کیسے ؟ "میں نے خود ذبح کی تھی اڑ کیسے گئی ھے ؟ دونوں میں پہلے نوک جھونک شروع ھوئی اور پھر بات جھگڑے تک جا پہنچی جس پر مرغی والے نے کہا کہ" چلو عدالت قاضی کے پاس چلتے ھیں " اور چل پڑے - دونوں نے عدالت جاتے ھوئے رستے میں دیکھا کہ دو آدمی لڑ رھے ہیں ، ایک مسلمان ھے جبکہ دوسرا یہودی -

چھڑانے کی کوشش میں دوکاندار کی انگلی یہودی کی آنکھ میں جا لگی اور یہودی کی آنکھ ضائع ہو گئی - لوگوں نے دوکاندار کو پکڑ لیا اور کہا کہ عدالت لے کر جائیں گے - دوکاندار پر دو مقدے بن گئے - لوگ مرغی فروش کو لے کر جب عدالت کے قریب پہنچ گئے تو مرغی فروش اپنے آپ کو چھڑا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ، مگر لوگوں کے پیچھا کرنے پر قریبی مسجد میں داخل ھو کر مینار پر چڑھ گیا - لوگ جب اس کو پکڑنے کے لئے مینار پر چڑھنے لگے تو اس نے چھلانگ لگائی تو ایک بوڑھے آدمی پر گر گیا جس سے وہ بوڑھا مر گیا - اب اس بوڑھے کے بیٹے نے بھی لوگوں کے ساتھ مل کر اس کو پکڑ لیا اور سب اس کو لے کر قاضی کے پاس پہنچ گئے - قاضی مرغی فروش کو دیکھ کر ہنس پڑا کیونکہ اسے مرغی یاد آ گئی مگر باقی دو کیسوں کا علم اسے نہیں تھا - جب قاضی کو تینوں کیسوں کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے سر پکڑ لیا - اس کے بعد چند کتابوں کو الٹا پلٹا اور کہا کہ "ھم تینوں مقدمات کا یکے بعد دیگرے فیصلہ سناتے ھیں" سب سے پہلے عدالت میں مرغی کے مالک کو بلایا گیا -

قاضی نے پوچھا تمہارا دوکاندار پر دعوی کیا ھے ؟ مرغی والا: "جناب والا اس نے میری مرغی چرائی ھے کیونکہ میں نے ذبح کر کے اس کو دی تھی یہ کہتا ھے کہ مرغی اڑ گئی ھے" - قاضی صاحب ! مردہ مرغی کیسے اڑ سکتی ہے؟؟ قاضی: " کیا تم اللہ اور اس کی قدرت پر ایمان رکھتے ہو؟ مرغی والا: "جی ہاں کیوں نہیں قاضی صاحب" قاضی: " کیا اللہ تعالیٰ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں--- تمہاری مرغی کا زندہ ہو کر اڑنا بھلا کیا مشکل ھے" یہ سن کر مرغی کا مالک خاموش ھو گیا اور اپنا کیس واپس لے لیا - قاضی: " دوسرے مدعی کو لاؤ " - یہودی کو پیش کیا گیا تو اس نے عرض کیا کہ " قاضی صاحب اس نے میری آنکھ میں انگلی ماری ھے جس سے میری آنکھ ضائع ہو گئی میں بھی اس کی آنکھ میں انگلی مار کر اس کی آنکھ ضائع کرنا چاہتا ہوں " قاضی نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا: " مسلمان پر غیر مسلم کی دیت نصف ہے ، اس لیئے پہلے یہ

مسلمان تمہاری دوسری آنکھ بھی پھوڑے گا اس کے بعد تم اس کی ایک آنکھ پھوڑ دینا " یہودی: " بس رھنے دیں میں اپنا کیس واپس لیتا ہوں" قاضی: " تیسرا مقدمہ بھی پیش کیا جائے" -

مرنے والے بوڑھے کا بیٹا آگے بڑھا اور عرض کیا کہ " قاضی صاحب اس نے میرے باپ پر چھلانگ لگائی جس سے وہ مرگیا " قاضی تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا: " ایسا کروکہ تم لوگ اسی مینار پر جاؤ اور مدعی اس مینار پر چڑھ کر اس مدعی علیہ (مرغی فروش) پر اسی طرح چھلانگ لگا دے جس طرح مرغی فروش نے اس کے باپ پر چھلانگ لگائی تھی" نوجوان نے کہا: " قاضی صاحب اگر یہ دائیں بائیں ہو گیا تو میں زمین پر گر کر مرجاؤں گا " قاضی نے کہا " یہ میرا مسئلہ نہیں ، میرا کام عدل کرنا ھے - تمہارا باپ دائیں بائیں کیوں نہیں ہوا ؟؟؟

نوجوان نے اپنا دعوی واپس لے لیا - ** نتیجہ اگر آپ کے پاس قاضی کو دینے کے لئے مرغی ھے تو پھر قاضی بھی آپ کو بچانے کا ہر ھنر جانتا ھے - ** اُمید ہے پاکستانی نظامِ عدل کے تناظر میں آپ اس کہانی کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے ؟

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Tuesday, April 18, 2017 at 11:13pm UTC+05

ایک چوہا

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



ایک چوہا کسان کے گھر میں بل بنا کر رہتا تھا، ایک دن چوہے نے دیکھا کہ کسان اور اس کی بیوی ایک تھیلے سے کچھ نکال رہے ہیں،چوہے نے سوچا کہ شاید کچھ کھانے کا سامان ہے - خوب غور سے دیکھنے پر اس نے پایا کہ وہ ایک چوھےدانی تھی - خطرہ بھانپنے پر اس نے گھر کے پچھواڑے میں جا کر کبوتر کو یہ بات بتائی کہ گھر میں چوھےدانی آ گئی ہے - کبوتر نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ مجھے کیا؟ مجھے کون سا اس میں پھنسنا ہے؟ مایوس چوہا یہ بات مرغ کو بتانے گیا - مرغ نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ ... جا بھاییے میرا مسئلہ نہیں ہے - مایوس چوہے نے دیوار میں جا کر بکرے کو یہ بات بتائی ... اور بکرا ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہونے لگا - اسی رات چوھےدانی میں کھٹاك کی آواز ہوئی جس میں ایک زہریلا سانپ پھنس گیا تھا - اندھیرے میں اس کی دم کو چوہا سمجھ کر کسان کی بیوی نے اس کو نکالا اور سانپ نے اسے ڈس لیا - طبیعت بگڑنے پر کسان نے حکیم کو بلوایا، حکیم نے اسے کبوتر کا سوپ پلانے کا مشورہ دیا، * کبوتر ابھی برتن میں ابل رہا تھا * خبر سن کر کسان کے کئی رشتہ دار ملنے آ پہنچے جن کے کھانے کے انتظام کیلئے اگلے دن مرغ کو ذبح کیا گیا کچھ دنوں کے بعد کسان کی بیوی مر گئی ... جنازہ اور موت ضیافت میں بکرا پروسنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا ......

چوہا دور جا چکا تھا ... بہت دور .... اگلی بار کوئی آپ کو اپنے مسئلے بتائے اور آپ کو لگے کہ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے تو انتظار کیجئیے اور دوبارہ سوچیں .... ہم سب خطرے میں ہیں .... سماج کا ایک عضو، ایک طبقہ، ایک شہری خطرے میں ہے تو پورا ملک خطرے میں ہے .... ذات، مذہب اور طبقے کے دائرے سے باہر نکلیے -

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Sunday, April 16, 2017 at 2:25pm UTC+05

پاؤں کے تلوے

قیامت کے نشانات انتخاب : شہناز مزمل

تحریر : نامعلوم



ایک نوجوان کہتا ہے میرا کسی بات پر اپنے والد سے کچھ ایسا اختلاف ہوا کہ ہماری آوازیں ہی اونچی ہو گئیں۔ میرے ہاتھ میں کچھ درسی کاغذات تھے جو میں نے غصے میں ان کے سامنے میز پر پٹخے اور دروازہ دھڑام سے بند کرتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گیا۔ بستر پر گر کر، ہونے والی اس بحث پر ایسا دماغ الجھا کہ نیند ہی اڑ گئی۔ صبح یونیورسٹی گیا تو بھی دماغ کل والے واقعے پر اٹکا رہا۔ ندامت اور خجالت کے مارے، دوپہر تک صبر جواب دے گیا، میں نے موبائل نکالا اور اپنے ابا جی کو یوں پیغام بھیجا: "میں نے کہاوت سن رکھی ہے کہ پاؤں کا تلوہ پاؤں کے اوپر کے حصے سے زیادہ نرم ہوتا ہے، گھر آ رہا ہوں، قدم بوسی کرنے دیجیئے گا تاکہ

کہاوت کی تصدیق ہو سکے۔" میں جب گھر پہنچا تو ابا جی صحن میں کھڑے میرا ہی انتظار کر رہے تھے، اپنی نمناک آنکھوں سے مجھے گلے سے لگایا اور کہا: قدم بوسی کی تو میں تمہیں اجازت نہیں دیتا، تاہم کہاوت بالکل سچی ہے کیونکہ جب تم چھوٹے سے تھے تو میں خود جب تیرے پاوں چوما کرتا تھا تو مجھے پاؤں کے تلوے اوپر والے حصے سے زیادہ نرم لگا کرتے تھے۔ یہ سن کر رونے کی اب میری باری تھی۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Wednesday, April 12, 2017 at 2:11pm UTC+05

قیامت کے نشانات

انتخاب : شہناز مزمل

تحریر : نا معلوم



اللہ کے رَسُول صَلَّی اللہ عَلیہِ وَسَلَّم نے قیامت کے نشانات بتلاتے ہوئے فرمایا کہ : "اُونٹوں اور بکریوں کے چَرواہے جو بَرہَنَہ بَدَن اور ننگے پاؤں ہونگے وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے لمبی لمبی عمارتیں بنوائیں گے اور فخر کریں گے ..." (صحیح مسلم 8)

ریاض شہر میں عمارتوں کا یہ مقابلہ آج اپنے عُروج پر پہنچ گیا، دبئ میں "برج خلیفہ" کی عمارت دنیا کی سب سے اُونچی عمارت بن گئ تو ساتھ ہی شہزادہ ولید بن طلال نے جَدَّہ میں اس سے بھی بڑی عمارت بنانے کا اعلان کر دیا ہے جو دھڑا دھڑ بنتی چلی جا رہی

ہے، عرب کی عمارتیں سارے جہان سے اونچی ہو چکی ہیں...! عرض کرنے کا مقصد صرف یہ کہ میرے پیارے رسول حضرت مُحمّد صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم نے جو فرمایا وہ پُورا ہو چکا ہے اور پیشگوئی پُوری ہو کر اپنے نُکتہِ کمال کو پہنچ چکی ہے...! عرب کا سب سے زیادہ تیل خریداری کرنے والے امریکہ نے صَدّام کو ختم کر کے تیل کی دولت سے سیراب مُلک عِراق کے کنوؤں پر قبضہ جما لیا ہے اور لاکھوں بیرل مُفت وصول کر رہا ہے تو پھر تیل کی گِرتی مانگ نے تیل کی قیمتوں کو نچلی سطح پر پہنچا دیا جس سے عرب ممالک کا سُنہرا دَور خاتمے کے قریب ہے...! ■ سوال پیدا ہوتا ہے اس زوال کے بعد کیا ہے...؟ اللّٰہ کے رَسُول صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم کی ایک اور حدیث ہے کہ : " قیامت سے پہلے سَرزمینِ عرب دوبارہ سَرسَبز ہو جائیگی" (صحیح مسلم) سعودی عرب اور امارات میں بارشیں شروع ہو چکی ہیں، مَکّہ اور جَدّہ میں سَیلاب آ چکے ہیں۔ عرب سرزمین جسے پہلے ہی جدید ٹیکنالوجی کو کام میں لا کر سرسبز بنانے کی کوشش کی گئی ہے وہ قدرتی موسم کی وجہ سے بھی سرسبز بننے جا رہی ہے۔ سعودی عرب گندم میں پہلے ہی خود کفیل ہو چکا ہے، اب وہاں خشک پہاڑوں پر بارشوں کی وجہ سے سبزہ اُگنا شروع ہو چکا ہے، پہاڑ سرسبز ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ بارشوں کی وجہ سے آخر کار حکومت کو ڈیم بنانا ہوں گے جس سے پانی کی نہریں نکلیں گی، ہریالی ہو گی، سبزہ مزید ہو گا، فصلیں لہلہائیں گی، یُوں یہ پیشگوئی بھی اپنے تکمیلی مَراحِل سے گزرنے جا رہی ہے اور جو میرے حضور صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم نے فرمایا اسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے جا رہے ہیں...! اگر احادیث پر غور کریں تو مَشرقِ وُسطیٰ کے زوال کا آغاز مُلکِ شام سے شروع ہوا لیکن شاید عرب حکمران یا تو یہود و نصاریٰ کی چال سمجھ نہ سکے یا بے رخی اختیار کی لیکن وجہ جو بھی ہو یا نہ ہو، سرکار صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم کی بتائی ہوئی علامات کو تو ظاہر ہونا ہی تھا حدیث کے مطابق...! چُنانچہ حدیث پاک میں ارشاد ہے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم نے فرمایا : " جب اہلِ شام تباہی و بربادی کا شکار ہو جائیں تو پھر تم میں کوئی خیر باقی نہ رہے گی " (سنن الترمذی 2192 :باب ماجاء فی الشام، حدیث صحیح) میرے محترم و مکرم قارئین کرام یاد رکھیں...! احادیثِ مُبارکہ کی رُو سے شام و اہلِ شام سے اُمّتِ مُسلمہ کا مُستقبل وابستہ ہے، اگر مُلکِ شام ایسے ہی برباد ہوتے رہا تو پُوری اُمّتِ مُسلمہ کی بھی خیر نہیں، ویسے تو 90 فیصد برباد ہو چکا.........! اب جبکہ پانچ سالہ خُونریزی میں 8 لاکھ بے گناہ بچّے، بُوڑھے، عَورتیں شہید اور لاتعداد دُوسرے مُلک کی سرحدوں پر زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے شہید ہو رہے ہیں اور اتنے ہی تعداد میں زخمی یا معذور ہو چکے، لہٰذا شام مکمّل تباہی کے بعد اب نزع کی حالت میں ہے...! اس حدیث کے حساب سے عرب ممالک کے سُنہرے دَور کے خاتمہ کی اہم وجہ مُلکِ شام کے مَوجُودہ حالات ہیں، گویا نبی صَلَّی اللّٰہ عَلیہِ وَسَلَّم کی ایک اور پیشگوئی کی علامَت ظاہر ہو رہی ہے یا ہو چکی.........! یاد رکھیں...! کہ مُلکِ شام کے مُتعلّق اِسرائیل، رُوس، ایران و امریکہ جو بھی جھوٹے بہانے

بنائے، لیکن ان سب کا اَصل ہَدَف جَزِیرَۃُ العَرَب ہے کیونکہ کُفّار کا عقیدہ ہے کہ دَجّال مَسِیحا ہے اس وجہ سے یہ لوگ دَجّال کے اِنتظامات مُکمّل کر رہے ہیں جس کے لیے عرب ممالک میں عَدمِ اِستحکام پیدا کرنا ہے کیونکہ مُلکِ شام پر یہود و نصاریٰ قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہو کر رہیگا حضرت مہدی عَلَیہِ السَّلام کے ظہور سے قبل..... ! چُنانچہ کتابِ فِتَن میں ہے کہ : "آخری زمانے میں جب مُسلمان ہر طرف سے مَغلوب ہو جائیں گے، مُسلسل جنگیں ہوں گی، شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی، عُلماء کرام سے سُنا کہ سَعُودی، مِصر، ترکی بھی باقی نہ رہیگا ہر جگہ کُفّار کے مظالم بڑھ جائیں گے، اُمّت آپسی خانہ جنگی کا شِکار رہے گی. عرب (خلیجی ممالک سعودی عرب وغیرہ) میں بھی مسلمانوں کی باقاعدہ پُر شوکت حکومت نہیں رہے گی، خَیبَر (سعودی عرب کا چھوٹا شہر مدینۃُ المُنوَّرہ سے 170 کم فاصلے پر ہے) کے قریب تک یہود و نصاریٰ پہنچ جائیں گے، اور اس جگہ تک ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، بچے کھچے مسلمان مدینۃُ المُنوَّرہ پہنچ جائیں گے، اس وقت حضرت امام مہدی عَلَیہِ السَّلام مدینہ منورہ میں ہوں گے" دُوسری طرف دریائے طبریہ بھی تیزی سے خُشک ہو رہا ہے جو کہ مہدی عَلَیہِ السَّلام کے ظہور سے قبل خُشک ہو گا... !

اسلئے جب مَشرقِ وُسطیٰ کے حالات کو خُصُوصاً مُسلمانوں اور ساری دُنیا کے حالات کو دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ دُنیا ہولناکیوں کی جانب بڑھ رہی ہے، فرانس میں حملوں کے بعد فرانس اور پوپ بھی عالمی جنگ کی بات کر چکے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے اس عالمی جنگ کا مرکز کون ساخطہ ہو گا... ؟ وَاضح نظر آ رہا ہے، مَشرقِ وُسطیٰ ہی مُتوَقّع ہے.... ! یہاں بھی ہند و پاک کی رَنجِشیں اور کشمکش کے بڑھتے حالات سے بھی لگتا ہے کہ غَزوۂ ہند کی طرف رُخ کر رہے ہیں کیونکہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : " میری قوم کا ایک لشکر وَقتِ آخر کے نزدیک ہند پر چڑھائی کرے گا اور اللّٰہ اس لشکر کو فتح نصیب کرے گا، یہاں تک کہ وہ ہند کے حکمرانوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اللّٰہ اس لشکر کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ پھر وہ لشکر وَاپس رُخ کرے گا اور شام میں موجود عیسیٰ ابنِ مَریَم عَلَیہِ السَّلام کے ساتھ جا کر مِل جائے گا" حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عَنہ نے فرمایا : "اگر میں اُس وقت تک زندہ رہا تو میں اپنا سب کچھ بیچ کر بھی اُس لشکر کا حِصّہ بَنُوں گا، اور پھر جب اللّٰہ ہمیں فتح نصیب کرے گا تو میں ابوہریرہ (جہنم کی آگ سے) آزاد کہلاؤں گا۔ پھر جب میں شام پہنچوں گا تو عیسیٰ ابنِ مَریَم عَلَیہِ السَّلام کو تلاش کر کے انہیں بتاؤں گا کہ میں مُحمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا ساتھی رہا ہوں" رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرمایا اور کہا : "بہت مشکل، بہت مشکل" (کتاب الفتن۔ صفحہ ۴۰۹) (واللہ تعالیٰ اعلم) آنے والے اَدوَار بڑے پُر فتن نظر آتے ہیں اور اس کے مُتعلّق بھی سَرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ میری اُمّت پر ایک دَور ایسے آیگا جس میں فتنے ایسے تیزی سے آئیں گے جیسے تسبیح ٹوٹ جانے سے تسبیح کے دانے تیزی سے زمین کی طرف آتے ہیں، لہٰذا اپنی نَسلوں کی ابھی سے تربیت اور ایمان کی

فِکر فرمایئے، موبائل کے بے جا استعمال سے، دیر رات تک جاگنے، فیشن اور یہودی انداز اپنانے سے، نمازوں کو تَرک کرنے سے روکئے... ورنہ آزمائش کا مقابلہ دُشوار ہو گا..... ! اللہ تعالیٰ مجھ گناہ گار و بدکار سمیت ہم سب مسلمانان عالم کو عین صراط مستقیم پر چلنے کی کامل توفیق عطا فرمائے اور اس کڑے دور کے سخت امتحان میں شیطان کے مکر و فریب سے بچا کر مکمل اپنی پناہ میں رکھے ... آمین ثم آمین یارب العالمین ... ! دوستوں چلتے، چلتے ایک آخری بات عرض کرتا چلوں کے اگر کوئی ایسی نایاب ویڈیو، قول، واقعہ، کہانی یا تحریر وغیرہ اچھی لگے، تو مطالعہ کے بعد مزید تھوڑی سے زحمت فرما کر اپنے دوستوں سے بھی شئیر کر لیا کیجئے، یقین کیجئے کہ اس میں آپ کا بمشکل ایک لمحہ صرف ہو گا لیکن ہو سکتا ہے اس ایک لمحہ کی اٹھائی ہوئی تکلیف سے آپ کی شیئر کردا تحریر ہزاروں لوگوں کے لیے سبق آموز ثابت ہو.... ! جزاک اللہ خیرا کثیرا

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Tuesday, April 11, 2017 at 6:23pm UTC+05

رانگ نمبر

انتخاب : فرح خان

تحریر : نا معلوم



ایک گھر کے موبائل نمبر پر رانگ نمبر سے کال آئی۔۔ گھر میں ایک عورت نے موبائل کو رسیو کیا تو آگے سے غیر انجانی آواز سن کر عورت نے کہا سوری رانگ نمبر ھے۔ اور فون بند کر دیا۔ لڑکے نے جب ہیلو کی آواز سن لی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ کسی لڑکی کا نمبر ھے۔ اب اس رانگ نمبر کو ملانے والا لڑکا مسلسل اسی نمبر پر کال کرتا رہتا، لیکن وہ عورت فون نہ اٹھاتی۔ پھر وہ میسج کرتا کہ جانو بات کرو ناں۔ موبائل کیوں نہیں رسیو کرتی؟ عورت کی ساس بڑی مکار اور لڑائی جھگڑے والی خاتون تھی اس واقے کے ایک دن بعد

موبائل پر رنگ ٹون بجی تو ساس نے موبائل رسیو کیا آگے سے لڑکے کی آواز سن کر ساس خاموش ہو گئی' لڑکا بار بار کہتا رہا کہ جانی مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی میری بات تو سنو پلیز، تمہاری آواز نے مجھے پاگل کر دیا ھے. بلاہ بلاہ ساس نے خاموشی سے سن کر موبائل بند کر دیا۔۔ اب جب رات کو عورت کا شوہر گھر آیا تو ساس نے علیحدہ بلا کر اپنے بہو پر بد چلنی اور نامعلوم لڑکے سے یارانے کا الزام لگایا۔۔ شوہر نے اسی وقت جاہلیت کا کردار ادا کرکے بیوی کی ایک بھی نہیں سنی اور بیوی کو رسی سے باندھ کر بے انتہا تشدد کا نشانہ بناڈالا۔ جب وہ تشدد سے فارغ ہوا تو ساس نے موبائل ہاتھ میں تھمادی اور کہا کہ یہ نمبر ھے تمہاری بیوی کے یار کا۔۔ شوہر نے موبائل کالز چیک کیں اور اس کے بعد میسج چیک کیئے تو لڑکے کے تمام میسجز موجود تھے جس میں کہا گیا تھا کہ جانی کیسی ہو جانی بات کرو ناں جانی تمہاری آواز نے مجھے پاگل کر دیا ھے. جاہل شوہر تمام میسج پڑھ کر اور بھی سیخ پا ہوا اور ادھر ساس نے بہو کے بھائی کو فون کرکے بتایا کہ تمہاری بہن کو ہم نے اپنے یار کے ساتھ موبائل پر بات کرتے ہوئے اور میسج کرتے ہو پکڑ لیا ہیں۔۔ جس نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ھے. اسی وقت اس لڑکی کی بھائی اور ماں فوراََ اپنی بیٹی کی گھر آئے ادھر لڑکی کی ساس اور شوہر نے اس کے بھائی اور ماں کو طعنے دے کر کہ تمہاری بہن بد چلن ھے زانی ھے اور یہ اپنے یار کے ساتھ موبائل پر گپ شپ لگاتی اور ہماری عزت خاک میں ملاتی ھے. اس لڑکی کی بھائی نے بھی زمانہ جاہلیت کو مات دی اور اپنے بہن کو بالوں سے پکڑ کر خوب زدو کوب کیا۔۔ لڑکی قسمیں کھا کر اپنے صفائی پیش کرتی رہی لیکن جاہل اور شیطان ساس اور شوہر کے آگے بے بس رہی۔۔ لڑکی کی ماں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ نہادو کر قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اپنی صفائی پیش کرو لڑکی نے نہادھو کر قران پاک پر بھی سب کے سامنے ہاتھ رکھ لیا لیکن شیطان ساس نے اس کو بھی ٹھکرادیا اور کہا کہ جو لڑکی اپنے شوہر سے غداری کر سکتی ھے تو اس کے لئے قرآن پاک پر ہاتھ رکھنا بھی کوئی مشکل کام نہی ھے. اور اس کے ساتھ لڑکی کے جاہل شوہر نے وہ سارے میسجز لڑکی کے بھائی کو دکھا دیئے جو لڑکے نے لڑکی کو ایمپریس کرنے کے لئے کیئے تھے۔۔ لڑکی کی ساس نے جلتی پر تیل چھڑکا کر کہا کہ تمہاری بہن چالاک اور مکار ھے. جس پر لڑکی کے بھائی کو غیرت آئی اور اس نے طیش میں آکر اپنی بہن کی ایک بھی نہ سنی اور پستول نکال کر اپنے بہن کے سر میں چار گولیاں پیوست کر دیں. اور یوں ایک رانگ نمبر کی وجہ سے ایک خاندان اجڑ گیا 6 بچے یتیم ہو گئے۔۔ جب لڑکی کے دوسرے بھائی کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے بھائی اور بھابی اور بہن کی شوہر اور ساس پر اور نامعلوم نمبر پر ایف آئی آر کٹوادی. جب پولیس نے اس موبائل کے ڈیٹا کو چیک کیا۔ تو معلوم ہوا کہ لڑکی نے صرف ایک دفعہ رانگ نمبر کو رسیو کیا تھا۔۔ اور پھر وہ رانگ نمبر مسلسل میسجز اور کالز کے ذریعئے سے اس لڑکی کو پھنسانے کے چکر میں لگا رہا۔۔ موبائل فون کی ڈیٹا رپورٹ منظر عام پر آنے سے لڑکی کے جس بھائی نے بہن کو گولی ماری تھی اس نے اسی وقت جیل میں خود کشی کی اور رانگ نمبر

ملانے والے لڑکے کو پولیس نے گرفتار کرکے جیل میں ڈالا۔۔یوں ایک رانگ نمبر نے 3 دنوں کے اندر ایک پاک دامن عورت کو اس کے 6 بچوں سے پوری زندگی کے لئے جدا کر دیا. اور 10 دنوں کے بعد لڑکی کے بھائی نے خودکشی کرکے ایک اور عورت کو بیوہ اور اس کے 4 بچوں کو یتیم کر دیا۔۔یوں 13 دنوں کے اندر 9 بچے یتیم اور 2 خاندان تباہ و برباد ہو گئے. ذرا سوچیئے اور بتائیں قصوروار کون۔۔؟ 1 : بے غیرت رانگ کال والا 2 : مکار ساس 3 : شکی و جاھل خاوند 4 : نام نہاد غیرت مند بھائیَ-----یا----- ہمارا معاشرہ؟؟

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Saturday, March 25, 2017 at 2:21pm UTC+05

طبیعت کی موافقت

انتخاب: شہزاد صاحب

تحریر: نامعلوم



کسی بادشاہ کے دربار میں ایک بھنگی کو پیش ہونے کا موقع ملا تو عجیب بات رونما ہوئی. دربار میں داخل ہوتے ہی وہ دھڑام سے فرش پر گرا اور بےہوش ہوگیا. اسے ہوش میں لانے کی سر توڑ کوشش کی گئی مگر بےسود... آخر ایک دانا درباری نے ایک گندگی سے آلودہ جوتا لانے کا مشورہ دیا، جوتا لایا گیا تو دانا نے کہا کہ؛ اس بھنگی کو یہ جوتا سونگھایا جائے. بظاہر اس بے سروپا دکھائی دینے والےحکم پر بادل نخواستہ عمل درآمد کیا گیا تو یہ دیکھ کر درباریوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بھنگی بےہوشی کو خیر باد کہہ کر ہوش میں آگیا یعنی جو کام شاہی حکیم کی اعلی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ قیمتی دوائیں نہ کر سکیں، غلاظت سے بھرا جوتا وہ کمال دکھا گیا. سب لوگ دانا درباری سے ہوچھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ تب اس نے حکمت

بتائی؛ اس نے کہا کہ اس بھنگی کی عمر گندگی اور غلاظت کی رفاقت میں بسر ہوئی اور اب یکایک اسے شاہی دربار کی نفیس خوشبوؤں میں دھکیل دیا گیا جس کی اس کو عادت نہیں تھی چونکہ اس کی طبیعت میں اس نفاست کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہ تھی تو یہ برداشت نہ کرسکا اور اپنے حواس کھو بیٹھا. اور جب اس کو اس کی طبیعت کے موافق ماحول دیا گیا تو فورا اس کو قبول کرتے ہوئے ہوش میں آگیا. اب میرے چند سوال خود سے بھی اور آپ سے بھی..... ہم ٹی وی کے سامنے بیٹھ جائیں تو بلامبالغہ گھنٹوں کے گزر جانے کا احساس تک نہیں ہوتا جبکہ نماز شروع کر دیں تو پانچ منٹ گزارنے محال ہوجاتے ہیں. آخر کیوں؟ ناول پڑھنا شروع کریں تو لگاتار بہت سا ٹائم اسے پڑھنے میں گزارنا بے حد سہل معلوم ہوتا ہے اور اگر تلاوت قرآن کی توفیق مل بھی جائے تو سر سے اتارنے کی کوشش ہوتی ہے. آخر کیوں؟ محافل دینیہ میں شمولیت کا وقت نہیں ملتا جبکہ بازاروں میں وقت کے گزرنے کا پتہ نہیں چلتا. آخر کیوں؟؟؟؟ کہیں ایسا تو نہیں جیسا اوپر کہانی میں بیان ہوا ہے.

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 25, 2017 at 2:07pm UTC+05

ننھی دکان

انتخاب : شہناز مزمل

تحریر : نا معلوم



میں ایک گھر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے گھر کے اندر سے ایک دس سالہ بچے کے رونے کی آواز آئی۔آواز میں اتنا درد تھا کہ مجھے مجبوراً گھر میں داخل ہو کر معلوم کرنا پڑا کہ یہ دس سالہ بچا کیوں رو رہا ہے۔اندر داخل ہو کر میں نے دیکھا کہ ماں اپنے بیٹے کو آہستہ سے مارتی اور بچے کے ساتھ خود بھی رونے لگتی۔ میں نے آگے ہو کر پوچھا بہن کیوں بچے کو مار رہی ہو جبکہ خود بھی روتی ہو۔۔۔۔اس نے جواب دیا کہ بھائی آپ کو تو معلوم ہے کہ اس کے والد اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور ہم بہت غریب بھی ہیں۔ میں لوگوں کے گھروں میں مزدوری کرتی ہوں اور اس کی پڑھائی کا مشکل سے خرچ اٹھاتی ہوں۔ یہ کم بخت سکول روزانہ دیر

سے جاتا ہے اور روزانہ گھر دیر سے آتا ہے۔ جاتے ہوئے راستے میں کہیں کھیل کود میں لگ جاتا ہے اور پڑھائی کی طرف ذرا بھی توجہ نہی دیتا۔ جس کی وجہ سے روزانہ اپنی سکول کی وردی گندی کرلیتا ہے۔ میں نے بچے اور اس کی ماں کو تھوڑا سمجھایا اور چل دیا۔۔۔

ایک دن صبح صبح سبزی منڈی کچھ سبزی وغیرہ لینے گیا تو اچانک میری نظر اسی دس سالہ بچے پر پڑی جو روزانہ گھر سے مار کھاتا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بچہ منڈی میں پھر رہا ہے اور جو دوکاندار اپنی دوکانوں کے لیے سبزی خرید کر اپنی بوریوں میں ڈالتے تو ان سے کوئی سبزی زمین پر گر جاتی اور وہ بچہ اسے فوراً اٹھا کر اپنی جھولی میں ڈال لیتا۔ میں یہ ماجرہ دیکھ کر پریشانی میں مبتلا ہو رہا تھا کہ چکر کیا ہے۔ میں اس بچے کو چوری چوری فالو کرنے لگا۔ جب اس کی جھولی سبزی سے بھر گئی تو وہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر اونچی اونچی آوازیں لگا کر اسے بیچنے لگا۔ منہ پر مٹی گندی وردی اور آنکھوں میں نمی کے ساتھ ایسا دونکاندار زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔۔ دیکھتے دیکھتے اچانک ایک آدمی اپنی دوکان سے اٹھا جس کی دوکان کے سامنے اس بچے نے ننھی سی دکان لگائی تھی۔ اس شخص نے آتے ہی ایک زور دار پاؤں مار کر اس ننھی سی دکان کو ایک ہی جھٹکے میں ساری سڑک پر پھیلا دیا اور بازو سے پکڑ کر اس بچے کو بھی اٹھا کر دھکا دے دیا۔

ننھا دکاندار آنکھوں میں آنسو لیے دوبارہ اپنی سبزی کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اپنی سبزی کسی دوسری دکان کے سامنے ڈرتے ڈرتے لگالی۔ بھلا ہو اس شخص کا جس کی دکان کے سامنے اب اس نے اپنی ننھی دکان لگائی اس شخص نے اس بچے کو کچھ نہی کہا۔ تھوڑی سی سبزی تھی جلد ہی فروخت ہو گئی۔ اور وہ بچہ اٹھا اور بازار میں ایک کپڑے والی دکان میں داخل ہوا اور دکان دار کو وہ پیسے دیکر دکان میں پڑا اپنا سکول بیگ اٹھایا اور بنا کچھ کہے سکول کی جانب چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ بچہ سکول گیا تو ایک گھنٹا دیر ہو چکی تھی۔ جس پر اس کے استاد نے ڈنڈے سے اسے خوب مارا۔ میں نے جلدی سے جا کر استاد کو منع کیا کہ یتیم بچہ ہے اسے مت مارو۔ استاد فرمانے لگے کہ سر یہ روزانہ ایک گھنٹا دیر سے آتا ہے میں روزانہ اسے سزا دیتا ہوں کہ ڈر سے سکول ٹائم پر آئے اور کئی بار میں اس کے گھر بھی پیغام دے چکا ہوں۔ بچہ مار کھانے کے بعد کلاس میں بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ میں نے اس کے استاد کا موبائل نمبر لیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ گھر جا کر معلوم ہوا کہ میں جو سبزی لینے گیا تھا وہ تو بھول ہی

گیا ہوں۔ حسب معمول بچے نے سکول سے گھر آ کر ماں سے ایک بار پھر مار کھائی ہو گی۔ ساری رات میرا سر چکراتا رہا۔ اگلے دن صبح کی نماز ادا کی اور فوراً بچے کے استاد کو کال کی کہ منڈی ٹائم ہر حالت میں منڈی پہنچے۔ جس پر مجھے مثبت جواب ملا۔ سورج نکلا اور بچے کا سکول جانے کا وقت ہوا اور بچہ گھر سے سیدھا منڈی اپنی ننھی دکان کا بندوبست کرنے نکلا۔ میں نے اس کے گھر جا کر اس کی والدہ کو کہا کہ بہن میرے ساتھ چلو میں تمہیں بتاتا ہوں آپ کا بیٹا سکول کیوں دیر سے جاتا ہے۔ وہ فوراً میرے ساتھ منہ میں یہ کہتے ہوئے چل پڑی کہ آج اس لڑکے کی میرے ہاتھوں خیر نہی۔ چھوڑوں گی نہیں اسے آج۔ منڈی میں لڑکے کا استاد بھی آ چکا تھا۔ ہم تینوں نے منڈی کی تین مختلف جگہوں پر پوزیشنیں سنبھال لیں اور ننھی دکان والے کو چھپ کر دیکھنے لگے۔ حسب معمول آج بھی اسے کافی لوگوں سے جھڑکیں لینی پڑیں اور آخر کار وہ لڑکا اپنی سبزی فروخت کر کے کپڑے والی دکان کی طرف چل دیا۔۔۔۔

اچانک میری نظر اس کی ماں پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت ہی درد بھری سیسکیاں لے کر زار و قطار رو رہی تھی اور میں نے فوراً اس کے استاد کی طرف دیکھا تو بہت شدت سے اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ دونوں کے رونے میں مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے انہوں نے کسی مظلوم پر بہت ظلم کیا ہو اور آج ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہو۔ اس کی ماں روتے روتے گھر چلی گئ اور استاد بھی سسکیاں لیتے ہوئے سکول چلا گیا۔

حسب معمول بچے نے دکان دار کو پیسے دیے اور آج اس کو دکان دار نے ایک لیڈی سوٹ دیتے ہوئے کہا کہ بیٹا آج سوٹ کے سارے پیسے پورے ہوگئے ہیں۔ اپنا سوٹ لے لو۔ بچے نے اس سوٹ کو پکڑ کر سکول بیگ میں رکھا اور سکول چلا گیا۔ آج بھی ایک گھنٹا لیٹ تھا وہ سیدھا استاد کے پاس گیا اور بیگ ڈیسک پر رکھ کر مار کھانے کے لیے پوزیشن سنبھال لی اور ہاتھ آگئے بڑھا دیے کہ استاد ڈنڈے سے اس کو مار لے۔ استاد کرسی سے اٹھا اور فوراً بچے کو گلے لگا کر اس قدر زور سے رویا کہ میں بھی دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آگے بڑھ کر استاد کو چپ کرایا اور بچے سے پوچھا کہ یہ جو بیگ میں سوٹ ہے وہ کس کے لیے ہے۔ بچے نے جواب دیا کہ میری ماں امیر لوگوں کے گھروں میں مزدوری کرنے جاتی ہے اور اس کے

کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔اس کے پاس جسم کو مکمل ڈھانپنے والا کوئی سوٹ نہی ہے اس لیے میں نے اپنی ماں کے لیے یہ سوٹ خریدا ہے۔ یہ سوٹ اب گھر لے جا کر ماں کو دو گے ؟؟؟

میں نے بچے سے سوال پوچھا۔۔۔۔

جواب نے میرے اور اس کے استاد کے پیروں کے نیچے سی زمین ہی نکال دی۔۔۔۔

بچے نے جواب دیا نہیں انکل جی چھٹی کے بعد میں اسے درزی کو سلائی کے لیے دے دوں گا اور روزانہ تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے سلائی دوں گا جب سلائی کے پیسے پورے ہو جائیں گئے تب میں اسے اپنی ماں کو دوں گا۔۔۔۔۔

استاد اور میں یہ سوچ کر روتے جا رہے تھے کہ ابھی اس معصوم کو اور منڈی جانا پڑے گا، اور لوگوں سے دھکے کھانے پڑیں گے اور ننھی دکان لگانی پڑے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر کب تک غریبوں کے بچے ننھی دکانیں لگاتے رہیں گے۔آخر کب تک۔۔۔۔السلام علیکم

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 25, 2017 at 1:27pm UTC+05

میں ہی پاکستان ہوں

تحریر: محسن حدید

انتخاب: ملک شاہد



تم مجھے بتاتے ہو کہ پاکستان میں پانی کے کولر سے گلاس باندھنا پڑتا ہے کیونکہ یہاں کے لوگ بے ایمان ہیں لیکن تم یہ نہیں بتاتے کہ جس کولر کے ساتھ یہ گلاس بندھا ہوا تھا وہ بھی کسی پاکستانی نے کبھی ایصال ثواب کے لئے اپنے کسی عزیز کا نام لکھ کر یا ویسے ہی آخرت میں ثواب کے حصول کے لئے اس چلتی راہ میں لگا دیا تم مجھے بتاتے ہو کہ مسجد سے جوتے اٹھا لئے جاتے ہیں اب تو اللہ کا گھر بھی محفوظ نہیں لیکن تم یہ نہیں بتاتے کہ اس مسجد کی تعمیر میں کتنے پاکستانیوں نے اپنی محدود اور لامحدود آمدنی سے چند سکے جوڑ کر یا لاکھوں کے چیکس کی صورت میں حصہ ڈالا ہے تم یہ نہیں بتاتے کہ وہاں لوگوں کے سکون کی خاطر بجلی کا بل کوئی بھر رہا ہے وہاں پنکھے ہیٹرز اور اے سی سسٹم کے لئے کچھ لوگ خاموش رہ کر مسلسل حصہ ڈالتے ہیں تم مجھے بتاتے ہو کہ کسی ایک جگہ

ایکسیڈنٹ ہوا تو لوگوں نے زخمیوں کے بٹوے تک نکال لئے لیکن تم یہ نہیں بتاتے کہ ان زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے والے بھی اسی دھرتی کے باسی تھے یہی وہ لوگ ہیں جو ہر حادثے کے بعد خون دینے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں پہنچتے ہیں تم یہ تو بتاتے ہو کہ زلزلے میں ملنے والی امداد چند لوگ کھا گئے لیکن یہ نہیں بتاتے کہ لاکھوں لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے گھروں سے بالکل نئے بستر نکال کر 2005 کے زلزلے کے بعد ٹرکوں کے ٹرک بھر کر مسائل زدہ بھائیوں کے لئے بھجوا دئے تھے تم یہ تو بتاتے ہو کہ کسی ناکے پر ایک پولیس والے نے کسی نوجوان کو گولی مار دی لیکن تم بھول جاتے ہو کہ کتنے صفوت غیور ہماری ماوں نے اس دھرتی کے اوپر وار دیئے تم مجھے بل گیٹس کے فلاحی کاموں کی مثالیں دیتے ہو لیکن میرے ایدھی اور چھیپا کو بھول جاتے ہو تم مجھے بتاتے ہو کہ ایک مشرف اور یحییٰ خان تھا لیکن تم بھول جاتے ہو کہ ایک میجر عزیز بھٹی تھا ایک سوار محمد حسین تھا ایک میجر طفیل تھا ایک لالک جان بھی تھا تم مجھے بتاتے ہو کہ ایک بنگلہ دیش بن گیا جس کے ڈاکٹر یونس کو گرامین بنک پر نوبل انعام مل گیا لیکن تم میرے ڈاکٹر امجد ثاقب کو بھول جاتے ہو تم مجھے بتاتے ہو کہ میرے سکولوں کے اساتذہ گنوار اور جاہل ہیں بچوں پر ظلم ڈھاتے ہیں لیکن تم میرے شجیع نصر اللہ کی دریائے کنہار میں لگائی جانے والی چھلانگ بھول جاتے ہو تم میری سمیعہ نورین کو بھول جاتے ہو جو خود جل گئی لیکن بہت سے بچوں کو بچا گئی اور آرمی پبلک سکول کی طاہرہ قاضی کو بھی بھول جاتے ہو لگے رہو تم لگے رہو میں بھی لگا ہوا ہوں تم ہر موقعے پر شور مچاتے رہو میں ان چراغوں کی روشنی میں مزید چراغ جلاتا رہوں گا تم مایوسی پھیلاتے رہو میں امید کی ایک مدھم سی کرن کے پیچھے بھی چلوں گا میں جانتا ہوں کہ اس کرن کے پیچھے کوئی سورج ہے کوئی چاند ہے دیکھ لینا یہ روشنی کسی دن میرا آنگن نور سے بھر دے گی تم تب پلٹو گے جب میں کامیابی کی آخری سیڑھی پر کھڑا مسکرا رہا ہوں گا لیکن میں تمہیں پھر بھی خوش آمدید کہوں گا کہ میں امن سلامتی اور محبت کا داعی پاکستان ہوں میں ہی پاکستان ہوں

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

پیسے کو گھماؤ

انتخاب : طارق معسود صاحب

تحریر : نا معلوم



ایک قصبے کے ہوٹل میں ایک سیاح داخل ہوا اور مالک سے اسکے ہوٹل کا بہترین کمرہ دکھانے کو کہا۔ مالک نے اسے بہترین کمرے کی چابی دی اور کمرہ دیکھنے کی اجازت دے دی۔ سیاح نے کاونٹر پر ایک سو ڈالر کا نوٹ بطور ایڈوانس رکھا اور کمرہ دیکھنے چلا گیا۔ اس وقت قصبے کا قصاب ہوٹل کے مالک سے گوشت کی رقم لینے آگیا۔ ہوٹل مالک نے وہی سو ڈالر اٹھا کر قصاب کو دے دیے کیونکہ اسے امید تھی کہ سیاح کو کمرہ ضرور پسند آجائے گا قصائی نے سو ڈالر لے کر فوراً یہ رقم اپنے جانور سپلائی کرنے والے کو دے دی۔ جانور سپلائی والا ایک ڈاکٹر کا مقروض تھا جس سے وہ علاج کروا رہا تھا تو اس نے وہ سو ڈالر ڈاکٹر کو دے دیے۔ وہ ڈاکٹر کافی دنوں سے

اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھااس لیے اس نے یہی نوٹ ہوٹل کے مالک کو ادا کر دیا۔ وہ سو ڈالر کا نوٹ کاؤنٹر پر ہی پڑا تھا کہ کمرہ پسند کرنے کے لئے سیڑھیاں چڑھ کر گیا ہوا متوقع گاہک واپس آگیا اور ہوٹل کے مالک کو بتاتا ہے کہ مجھے کمرہ پسند نہیں آیا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا سو ڈالر کا نوٹ اٹھایا اور چلا گیا!!!۔ اکنامکس کی اس کہانی میں نہ کسی نے کچھ کمایا اور نہ کسی نے کچھ خرچ کیا لیکن جس قصبے میں سیاح یہ نوٹ لے کر آیا تھا، اس قصبے کے کتنے ہی لوگ قرضے سے فارغ ہو گئے۔ حاصل مطالعہ پیسے کو گھماؤ نہ کہ اس پر سانپ بن کر بیٹھ جاؤ کہ اسی میں عوام الناس کی فلاح ہے!!

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 25, 2017 at 1:02pm UTC+05

اپنے رب سے بہترین حسنِ ظن

انتخاب : طارق معسود صاحب

تحریر : نا معلوم



ایک اعرابی کو کہا گیا کہ تم مر جاؤ گے - اس نے کہاں پھر کہاں جائیں گے ؟ کہا گیا کہ اللہ کے پاس - اعرابی کہنے لگا آج تک جو خیر بھی پائی ھے اللہ کے یہاں سے پائی ھے پھر اس سے ملاقات سے کیا ڈرنا ،، کس قدر بہترین حسنِ ظن ھے اپنے اللہ سے - ✿ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ھیں جس کی دعا قبول کی جاتی ھے ؟ بزرگ نے جواب دیا نہیں، مگر میں اس کو جانتا ھوں جو دعائیں قبول کرتا ھے - کیا ھی بہترین حسنِ ظن ھے - ✿ - ابن عباسؓ سے ایک بدو نے پوچھا کہ حساب کون لے گا ؟ آپ نے فرمایا کہ " اللہ " رب کعبہ کی قسم پھر تو ھم نجات پا گئے ، بدو نے خوشی سے کہا - کیا ھی بہترین حسنِ ظن ھے اپنے

رب سے - ✿ - ایک نوجوان کا آخری وقت آیا تو اس کی ماں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - نوجوان نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر سوال کیا کہ امی جان اگر میرا حساب آپ کے حوالے کر دیا جائے تو آپ میرے ساتھ کیا کریں گی ؟ ماں نے کہا کہ میں تجھ پر رحم کرتے ھوئے معاف کردونگی - اماں جان اللہ پاک آپ سے بڑھ کر رحیم ھے پھر اس کے پاس بھیجتے ھوئے یہ رونا کیسا ؟ کیا ھی بہترین گمان ھے اپنے رب کے بارے میں - اللہ پاک نے حشر کی منظر کشی کرتے ھوئے فرمایا ھے ، { وخشعت الأصوات للرّحمٰن } اور اس دن آوازیں دب جائیں گی رحمان کے سامنے - اس حشر کی گھڑی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ " جبار " کے سامنے بلکہ اپنی صفتِ رحمت کا ھی آسرا دیا ھے ،،

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Monday, March 20, 2017 at 5:30pm UTC+05

یہ آخرت میں حساب کتاب کیسے ہوگا؟

انتخاب: مہر محمد امین

تحریر: نامعلوم



ایک شاگرد نے اپنے استاد سے پوچھا: استاد جی! یہ آخرت میں حساب کتاب کیسے ہوگا؟ استاد نے ذرا سا توقف کیا، پھر اپنی جگہ سے اُٹھے اور سارے شاگردوں میں کچھ پیسے بانٹے انہوں نے پہلے لڑکے کو سو درہم، دوسرے کو پچھتّر، تیسرے کو ساٹھ، چوتھے کو پچاس، پانچویں کو پچیس، چھٹے کو دس، ساتویں کو پانچ، اور جس لڑکے نے سوال پوچھا تھا اسے فقط ایک درہم دیا۔ لڑکے بلاشبہ استاد کی اس حرکت پر دل گرفتہ اور ملول تھا، اسے اپنی توہین محسوس ہو رہی تھی کہ استاد نے آخر اسے سب سے کمتر اور کم مستحق کیونکر جانا؟ استاد نے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھتے ہوئے کہا: سب لڑکوں کو چھٹی، تم سب لوگ جا کر ان پیسوں کو پورا پورا خرچ کرو،

اب ہماری ملاقات ہفتے والے دن بستی کے نانبائی کے تنور پر ہو گی۔ ہفتے والے دن سارے طالبعلم نانبائی کے تنور پر پہنچ گئے، جہاں استاد پہلے سے ہی موجود سب کا انتظار کر رہا تھا۔ سب لڑکوں کے آ جانے کے بعد استاد نے انہیں بتایا کہ تم میں ہر ایک اس تنور پر چڑھ کر مجھے اپنے اپنے پیسوں کو کہاں خرچ کیا ہے کا حساب دے گا۔ پہلے والے لڑکے، جسے ایک سو درہم ملے تھے، کو دہکتے تنور کی منڈیر پر چڑھا کر استاد نے پوچھا؛ بتاؤ، میرے دیئے ہوئے سو دہم کیسے خرچ کیئے تھے۔ جلتے تنور سے نکلتے شعلوں کی تپش اور گرم منڈیر کی حدت سے پریشان لڑکا ایک پیر رکھتا اور دوسرا اٹھاتا، خرچ کیئے ہوئے پیسوں کو یاد کرتا اور بتاتا کہ: پانچ کا گڑ لیا تھا، دس کی چائے، بیس کے انگور، پاچ درہم کی روٹیاں۔۔۔۔ اور اسی طرح باقی کے خرچے۔ لڑکے کے پاؤں حدت سے جل رہے تھے تو باقی کا جسم تنور سے نکلتے شعلوں سے جھلس رہا تھا حتیٰ کہ اتنی سی دیر میں اسے پیاس بھی لگ گئی تھی اور الفاظ بھی لڑکھڑانا شروع۔ بمشکل حساب دیکر نیچے اترا۔ اس کے بعد دوسرا لڑکا، پھر تیسرا اور پھر اسی طرح باقی لڑکے، حتیٰ کہ اس لڑکے کی باری آن پہنچی جسے ایک درہم ملا تھا۔ استاد نے اسے بھی کہا کہ تم بھی تنور پر چھڑھ جاؤ اور اپنا حساب دو۔ لڑکا جلدی سے تنور پر چڑھا، بغیر کسی توقف کے بولا کہ میں نے ایک درہم کی گھر کیلئے دھنیا کی گڈی خریدی تھی، اور ساتھ ہی مسکراتا ہوا نیچے اتر کر استاد کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا، جبکہ باقی کے لڑکے ابھی تک نڈھال بیٹھے اپنے پیروں پر پانی ڈال کر ٹھنڈا کر رہے تھے۔ استاد نے سب لڑکوں کو متوجہ کر کے اس لڑکے کو خاص طور پر سناتے ہوئے کہا: بچو: یہ قیامت والے دن کے حساب کتاب کا ایک چھوٹا سا منظر نامہ تھا۔ ہر انسان سے، اس کو جس قدر عطا کیا گیا، کے برابر حساب ہوگا۔ لڑکے نے استاد کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا کہ: آپ نے جتنا کم مجھے دیا، اس پر مجھے رشک اور آپ کی عطا پر پیار آ رہا ہے۔ تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی مثال تو بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے حساب کی شدت سے بچائے اور ہمارے ساتھ معافی اور درگزر والا معاملہ فرمائے۔ آمین (عرب میڈیا سے لیکر آپ کے نفیس ذوق کیلئے ترجمہ کیا ہے)

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 18, 2017 at 6:21pm UTC+05

یقینِ کامل "

"انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



ایک کوہ پیما سخت سردی کے موسم میں برف کے پہاڑ کے اوپر چڑھ رہا تھا کہ رات ھوگئ' پر وہ رکا نہیں اور اپنی چڑھائی جاری رکھی.. اس بار جب اس نے اپنا کُنڈہ برف میں پھنسانا چاہا تو وہ صحیح طرح سے پھنس نہ سکا اور وہ اپنے ھی زور میں رسی پکڑے کئ فٹ نیچے آگیا.. اب حالت یہ تھی کہ وہ زمین اور آسمان کے درمیان اس طرح معلق ھوگیا کہ اگر اسی طرح لٹکا رھتا تو سردی سے ٹھٹھر کے مر جاتا.. اسی حالت میں وہ بڑے لجاحت سے اللہ سے دعا کرتا ھے.. آسمان سے آواز آتی ھے.. "کیا تجھے مجھ پہ کامل یقین ھے..؟" وہ جواب دیتا ھے.. "یقیناً مجھے تیری ذات پہ مکمل بھروسہ ھے.. "آواز آتی ھے.. "تو پھر اپنی رسی کاٹ دے.. " وہ

تذبذب کا شکار ھوتا ھے پر رسی کاٹنے سے انکار کر دیتا ھے.. صبح لوگ دیکھتے ھیں کہ ایک کوہ پیما سردی سے ٹھٹر کے مر گیا ھے اور زمین سے صرف دو فٹ اوپر ھے..!!کیا ھمیں بھی ایسا ھی یقین ھے..؟؟؟ سوچیے کہ ابھی وقت ھمارے ھاتھ میں ھے..!!

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Saturday, March 18, 2017 at 6:07pm UTC+05

بولے جانے والے چند کفریہ کلمات ⊘✖

انتخاب : ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر : نا معلوم



✍ میں یہاں پر کچھ کفریہ کلمات اپنے دوستوں کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جو عام طور پر ہمارے مسلمان بھائی بہن بول ڈالتے ہیں۔ جن سے ان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ فرائض علوم کو ضرور سیکھئے۔ 1⭕۔ جیسے کوئی مصیبت کے وقت کہے۔ "اللہ نے پتہ نہیں مصیبتوں کے لئے ہمارا گھر ہی دیکھ لیا ہے" 2⭕۔ یا موت کے وقت کوئی کہہ دے۔ "پتہ نہیں اللہ کو اس شخص کی بڑی ضرورت تھی جو اس کو اپنے پاس اتنی کم عمر میں بلا لیا"۔ 3⭕۔ یا کہا۔ نیک لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ جلدی اٹھالیتا ہے کیوں کہ ایسوں کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھی ضَرورت پڑتی ہے 4⭕۔ یا اللہ ! تجھے

بچّوں پر بھی ترس نہیں آیا۔ ←5۔ االلہ ! ہم نے تیرا کیا بِگاڑا ہے ! آخِر ملکُ الموت کو ہمارے ہی گھر والوں کے پیچھے کیوں لگا دیا ہے ←6۔ اچھّا ہے جہنّم میں جائیں گے کہ فلمی اداکارئیں بھی تو وہیں ہوں گی نہ مزہ آ جائے گا۔ ←7۔ اکثر لوگ فیس بک پر اس طرح کے لطائف لکھ ڈالتے ہیں۔ یہ بھی کفر ہے۔ جیسے اگر تم لوگ جنّت میں چلے بھی گئے تو سگریٹ جلانے کیلئے تو ہمارے ہی پاس (یعنی دوزخ میں) آنا پڑے گا۔ ←8۔ آؤ ظہر کی نماز پڑھیں، دوسرے نے مذاق میں جواب دیا : یار ! آج تو چُھٹّی کا دن ہے، نَماز کی بھی چُھٹّی ہے۔ ←9۔ کسی نے مذاق میں کہا : ''بس جی چاہتا ہے یہودی یا عیسائی یا قادیانی بن جاؤں۔ ویزہ تو جلدی مل جاتا ہے نا۔ ←10۔ صبح صبح دعا مانگ لیا کرو اس وقت اللہ فارِغ ہوتا ہے ←11۔ اتنی نیکیاں نہ کرو کہ خُدا کی جزا کم پڑ جائے ←12۔ خُدا نے تمہارے بال بڑی فرصت سے بنائے ہیں ←13۔ زید نے کہا : یار ! ہو سکتا ہے آج بارش ہو جائے۔ بکر نے کہا : ''نہیں یار ! اللہ تو ہمیں بھول گیا ہے۔ ←14۔ کسی نے نبیِّ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا مذاق اڑایا تو کافر ہے۔ ←15۔ دنیا بنانے والے کیا تیرے من میں سمائی؟ تو نے کاہے کو دنیا بنائی؟ (گانا) ←16۔ حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے۔ خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانے (گانا) ←17۔ میری نگاہ میں کیا بن کے آپ رہتے ہیں۔ قسم خدا کی 'خدا بن کے آپ رہتے ہیں ۔ (گانا) اس طرح کے بے شمار گانے جو ہمارے مسلمان اکثر گنگناتے دیکھائی دیتے ہیں۔ ←18۔ نَماز کی دعوت دینے پر کسی نے کہا : ''ہم نے کون سے گُناہ کئے ہیں جن کو بخشوانے کیلئے نَماز پڑھیں۔ ←19۔ ایک نے طبیعت پوچھی تو دوسرے نے مذاق کرتے ہوئے جواب دیا : نصْرٌ مِّنَ اللہِ وَ ٹھیک۔ کہہ دیا۔ کہنے والے پر حکم کفر ہے کہ آیت کو تبدیل کرنے کی کوشش ہے۔ ←20۔ رَحمٰن کے گھر شیطان اور شیطان کے گھر رَحمٰن پیدا ہوتا ہے۔ ←21۔ مسلمان بن کر امتحان میں پڑ گیا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ مزید تفصیل کے لئے "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" نامی کتاب کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ عزوجل فائدہ مند رہے گا۔ رحمت اللعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا ارشادِ مُعظّم ہے : ''ان فِتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو ! جو تاریک رات کے حِصّوں کی طرح ہوں گے، ایک آدمی صُبح کو مومِن ہوگا اور شام کو کافِر ہوگا اور شام کو مومِن ہوگا اور صُبح کو کافِر ہوگا۔ نیز اپنے دین کو دُنیاوی ساز و سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔'' (مُسلِم حدیث 118 ص 73)

درسِ ہدایت :۔ اللہ عزوجل کی شان میں ہرگز ہرگز کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالنا چاہے جن سے ان کا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ آج کل لوگ بہت لاپرواہی کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی شان میں کفریہ الفاظ بول کر ایمان گنوا دیتے ہیں اور وہ دنیا و آخرت میں عذاب کے حق دار بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اور ہمیں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ایمان کی حالت میں اس دنیا سے رخصت فرمائے۔ آمین ✦اس پوسٹ کو ہوسکے تو شئیر کریں۔ اگر ایسا نہ کر سکیں تو یہاں سے کاپی

کر کے اپنی ٹائم لائن پر وفائل پر ضرور لگائیں۔ یہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔ اور جو جو پڑھے گا ان شاء اللہ آپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 18, 2017 at 6:01pm UTC+05

والدین کو عزّت دینے کے 35 طریقے

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



والدین کی موجودگی میں اپنے فون کو دور رکھیئے۔ 💟

انُ کی باتوں کو توجہ سے سنئیے۔ 💟

انُ کی رائے کو مقدم رکھیئے۔ 💟

انُ کی گفتگو میں شامل رہئیے۔ 💟

اُن کو عزّت سے دیکھئے۔

اُن کو ہمیشہ تعظیم دیجئیے۔

اُن کے ساتھ اچھی خبر شیئر کیجئے۔

ان کو بُری خبر بتانے سے پرہیز کیجئے۔

ان کے دوستوں کے بارے میں اچھی باتیں کیجئے، اور ان سے محبت رکھئیے۔

انُکی کی گئی اچھی چیزوں کو اکثر یاد کرتے رہیں۔

اُن کی دہرائی ہوئی باتوں کو اس طرح سنئیے کہ گویا پہلی بار سن رہے ہوں۔

ماضی کی تلخ یادوں کو ان ساتھ کبھی نہ کیجئے

ان کی موجودگی میں کسی دوسری گفتگو سے پرہیز کیجئے۔

ان کے سامنے ادب سے بیٹھئے

اُن کی رائے اور سوچ کے متعلق معمولی سا اختلاف بھی نہ کیجئے۔

جب وہ گفتگو کریں تو انکی بات کو مت کاٹئیے

اُن کی عمر کا احترام کیجئے۔

اُن کے موجودگی میں اپنے بچّوں کو نہ ڈانٹئے نہ مارنے سے گریز کیجئے۔

اُن کے حکم اور مشورے کو قبول کیجئے۔

اُن کی موجودگی میں صرف ان سے ہی راہنمائی لیجئے۔

اُن کے سامنے اپنی آواز کو ہرگز اونچا نہ ہونے دیجئے۔

اُن کے ساتھ چلتے ہوئے اُن سے آگے بڑھنے یا ان کے سامنے چلنے سے پرہیز کیجئیے۔

ان سے پہلے کھانا شروع مت کیجئے۔

اُن کے سامنے خود کو نمایاں مت کیجئے۔

جب وہ خود کو کسی قابل نہ سمجھیں تو ان کو بتایئے کے وہ آپکے لئے قیمتی اور قابلِ احترام ہیں

اُن کے سامنے بیٹھتے ہوئے اپنے پیر اُن کے سامنے مت کیجئے اور نہ ہی اُن کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھیں

اُن کے ساتھ بداخلاقی سے بات مت کیجئے جب دوسرے بھی اُن سے ساتھ بداخلاقی سے بات کر رہے ہوں

کوشش کیجئے کہ اُن کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں شامل رکھئیے

اُن کی موجودگی میں خود کو ہرگز بوُر اور تھکا ہوا ظاہر نہ کیجئے

اُن کی غلطیوں اور بھول پر کبھی مت مسکُرایئے

اُن کی زیارت برابر کرتے رہئیے۔

اُن سے بات کرتے وقت بہترین الفاظ کا چناؤ کیجئیے

اُن کو محبت بھرے ناموں سے پکاریے جو وہ پسند کرتے ہیں۔

اُن کو ہر چیز پر مقدّم رکھئیے اور ترجیح دیجئے

والدین اس کرۂ ارض پر خزانہ ہیں۔ سوچیئے اس سے پہلے کے یہ خزانہ دفن ہو جائے۔ اپنے والدین کو عزّت دیجئیے جب تک وہ ہمارے پاس ہیں 💕

آیئے آج ہی اپنے قابلِ احترام و محبت والدین کے لئے ڈھیروں دعائیں کرتے ہیں 💕

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Saturday, March 18, 2017 at 5:56pm UTC+05

لوگ کہتے ہیں* ! ☜*

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



*مرد عورت برابر ہیں☜ *

مگر !!!!

☟ *اللہ فرماتا ہے *

* لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ "*

" ذکر (مرد) انثی (عورت) جیسا نہیں ہوتا

(آل عمران 31)

*لوگ کہتے ہیں !!☜ *

* آج کے دور کے مطابق دین میں تبدیلی وقت کی ضرورت ہے☜ *

* مگر !!!*

☟ * اللہ فرماتا ہے *

* الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا*

(سال پہلے 1400)"

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا

" اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا

(المائدہ 3)

*لوگ کہتے ہیں!!☜ *

* اپنے وطن کی مٹی کی قسم کھاؤ، اپنی ماں کی قسم کھاؤ☜ *

* مگر !!*

* نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں☜ *

" جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا"

(رواہ ابو داود)

لوگ کہتے ہیں !!☜

آخر اللہ کو ہماری یاد آہی گئی☜

* مگر!!*

☝ *اللہ فرماتا ہے|*

مَاکَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا

تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں

[مریم:64]

لوگ کہتے ہیں!!☜

ایسا کیوں یارب۔۔۔اتنا ظلم کیوں یارب۔۔۔اتنی سختی کیوں یارب؟؟☜

مگر !!!

☝ اللہ فرماتا ہے

لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ

اللہ جو کام کرتا ہے اس کے لیے وہ کسی کے آگے جواب دہ نہیں

اس کی باز پرس نہیں کی جائے گی

[الأنبياء:23]

لوگ کہتے ہیں !!☜

پریشانیوں اور مصیبتوں نے عمر ہی گھٹادی☜

مگر !!!!

☟ اللہ فرماتا ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

اور ہر ایک گروہ کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔

جب وہ آجائے تو نہ تو ایک گھڑی دیر ہو سکتی ہے نہ جلدی

[الأعراف:34]

لوگ کہتے ہیں !!☜

آج کا دن بڑا منحوس تھا، یہ دن میرے لیے بڑا برا دن تھا، زمانہ بڑا غدار ہے☜

مگر!!

☟ اللہ فرماتا ہے

حدیث القدسی

ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے

وہ زمانے (وقت) کو گالی دیتا ہے جب کہ زمانہ "میں" ہوں

ہر حکم میرے ہاتھ میں ہے

اور میں ہی دن رات کو پلٹاتا ہوں

(متفق علیہ)

لوگ کہتے ہیں!!☜

مال جمع کرو یہ تمھارے لیے بہتر ہے☜

مگر !!!

☟ اللہ فرماتا ہے

َ أَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(اللہ کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے۔

اور جو نفس کی حرص سے بچالئے گئے تو وہی ہدایت پانے والے ہیں

[التغابن:16]

لوگ کہتے ہیں!!☜

* تعویذ پہن لو پریشانیوں سے بچ جاؤ گے، کامیاب ہو جاؤ گے☜*

مگر!!

☟ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اگر تو اسے پہنے ہوئے مر جائے تو کبھی کامیاب نہیں ہو گے

(کبھی جنت میں داخل نہیں ہو گے)

(رواہ احمد و ابن حبان)

لوگ کہتے ہیں !!☜

* اولیاء کی قبروں پر تعظیم کے لیے انہیں سجدہ کرنا اور ان سے دعائیں کرنا جائز ہے☜ *

مگر !!

☝ * نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں *

* تم سے پہلے کی قومیں اپنے انبیاء کي قبروں کو مساجد بنا لیتی تھیں،☜ *

* خبر دار قبروں کو سجدہ گاہ نا بنانا*

* میں تمھیں اس چیز سے روک رہا ہوں*

(مشکوۃ)

لوگ کہتے ہیں !!☜

* قبر والوں کو پکارو وہ تمھاری پکار سنتے ہیں☜ *

مگر !!

☝ اللہ فرماتا ہے

جسے تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہی ہیں

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کوئی جواب نہیں دے سکتے

(الاعراف194)(الرعد14)

* آخر میں آپ سے ایک سوال !!!☜ *

* آپ لوگوں کی بات مانتے ہیں یا اپنے اللہ اور رسول کی؟؟ "☜ *

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Saturday, March 18, 2017 at 5:48pm UTC+05

میں۔۔۔۔"" ""

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



تب کسی خارش زدہ شدید زخمی آوارہ کتے کی طرح میری روح زخم زخم تھی ہر زخم سے پیپ ہی پیپ بہتی تھی۔ جب اس نے اپنی زبان سے چاٹ چاٹ کر مجھے دودھ کا دھلا کر دیا تھا۔ اس کی مسیحائی کے لمس کی تاثیر صرف اس کی زبان ہی نہیں بلکہ چمکتی آنکھوں میں بھی ہر دم گویا یہی الاپتی تھیں۔۔۔

""استاد جی ۔۔۔!

آپ بہت پیارے ہو۔

""مرشد! آپ بہت پیارے ہیں۔

یا۔۔

! یار ایک راز تو بتا ""

میں اٹھلا کر ناک بھوں چڑھاتا چیختا۔۔۔ کیا؟ کیا ھے؟ پوچھو۔۔۔؟

"" یار تم اتنے پیارے کیوں ھو؟

میں نخوت سے بکتا۔۔

پتہ نہیں۔

وہ کہتا۔۔

"" اپنے آپ کو پہچانو۔ اپنے آپ سے پیار کرو۔ ""

میں اس جملے سے اکتا کر چل دیتا۔

وہ پھر بھی مسکرائی جاتا۔ اس کی نگاہ میرے آنکھ سے اوجھل ھو جانے کے بعد بھی مجھے چار سو گھیرے رکھتی۔

کبھی وقت تھا مجھے کوئی منہ تک نہ لگاتا تھا گھر والے تک دھتکار چکے تھے کوئی پاگل کوئی نشئی کوئی ڈرامہ سمجھتا کہ میں سب کی سمجھ سے باہر ھو گیا تھا۔ ظلم یہ کہ خود میں ہی مجھے قبول نہ تھا۔ خود اپنے آپ سے تنگ عجب وحشت و بے بسی تھی۔ پہلے گھر والوں نے ڈاکٹر حکیم ھومیو پیتھ آزمائے پھر پیروں اور عاملوں کی باری آئی۔ بات ڈپریشن اختلاج شیز وفرینیا سے ھوتی نشے کے الزام ھڈ حرامی و ہم ڈرامہ سے جادو ٹونہ اور آسیب تک پہنچ گئی لیکن کوئی دوا دارو نہ دعا کام آئی۔ پاگل خانہ و ترک_منشیات کے سینٹر ھوں یا عاملوں کے آستانے یا پولیس کے تازیانے سبھی بھگت بیٹھا تھا۔ اب دن رات سڑکیں تھیں یا قبرستان اور میں لور لور خود کو گھسیٹتا رہتا۔ خود بھی زیادہ دیر کہیں بیٹھ نہ سکتا اور لوگ بھی نہ معافی دیتے۔ جہاں کہیں گھڑی بھر بیٹھ کر زرا وحشت کم ھوتی ایک ہجوم لگ جاتا۔

۔۔کون ھو؟ کہاں جانا ھے ؟ پردے کا خیال کرو؟ دیکھو ننگے ھورہے ھو۔۔ جاوگھر ماں باپ انتظار کرتے ھوں گے ؟ بولتے کیوں نہیں ھو؟ دہشت گرد ہی نہ ھو؟ تلاشی لو ضرور نشئی ھے۔ دیکھو بردہ فروش نہ ھو۔ آ چل میرے ساتھ چکلے پے تیرے ہوش ٹھکانے لاوں !

میں گریبان پھاڑ بلکہ کبھی مکمل برہنہ ھو کر جدھر منہ اٹھتا دوڑ لگا دیتا اور دوڑتا جاتا دوڑتا جاتا۔۔۔ حتی کہ ہلکان ھو کر کہیں بے ہوش ہو کر گر جاتا۔ شروع میں تو گھر والے کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ لاتے۔ کپڑے پہناتے روتے دھوتے ترلے منتیں یا گالم گلوچ مار پیٹ سب حربے آزماتے لیکن بے سود۔ اگر تالہ لگا دیتے تو چھت پر برہنہ ناچتا رہتا۔ ہمسائے اپنے بچوں بڑوں کا اخلاق خراب ھونے کے خوف سے کھڑکیاں دروازے بند کرنے لگتے۔ لیکن کسے پرواہ تھی۔۔۔ بالآخر اب سب نے تج دیا تھا۔ ہم سرٹیفائیڈ جنونی پاگل تھے۔

! جب وہ ملا

کب ؟ کیسے ؟ اب تو یاد نہیں شائد والدین ہی میں سے کوئی اس کے پاس اٹھالایا تھا۔ پہلی بار کسی کے پاس وحشت نہ ھوئی۔

میں "اپنی ہی غلاظت میں لتھڑی اسے گھور رہی تھی۔ یہ کون ھے ؟اس کے پاس اتنا سکون کیوں ھے ؟وہ بھی مسکرائے جارہا تھا۔ " میرے گرد اور جووں سے اٹے بالوں میں پیار سے انگلیاں پھیرے جارہا تھا۔ ایک ہاتھ سے میرے سوکھے پاخانے اور جمی مٹی سے بھرے ہاتھ کی پشت سہلا رہا تھا۔ """کاکی"" تو کتنی پیاری ھے۔

میں تھوڑا حیران ہوا۔۔۔ کاکی یا کاکا۔۔؟

! میں تو کاکا ھوں

اسے کاکی کیوں نظر آرہی ھے ؟

لیکن میری سوکھی ہر دم جلتی آنکھیں آج جانے کیوں موسلا دھار امڈ آئیں تھیں۔

میں "اس کی آغوش میں دبکی دبکی سوگئی۔ اس نے اپنا کمبل مجھے اوڑھا دیا تھا۔ "

وقت کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہا۔ میں اسی کے پاس بھاگ آتا۔ اب تو خوشبو لگاتا۔ کپڑوں کی استری ہی نہیں میچنگ کنٹراسٹ فیشن سب آ گئے تھے۔ تعلیم کا سلسلہ دوبارہ جڑا۔۔

اور بالآخر ایک دن ڈاکٹر بن بیٹھا۔ اور آج بڑے فخر سے اپنے کچھ دوستوں کو بابا سے ملانے لایا تھا۔

لیکن آج بابا نے عجیب حرکت کی ایک غیر محرم لڑکی کو گلے لگا کر سب کے سامنے چومنے لگا۔ وہ مکمل آدھی ننگی تھی اور اتنی بدبو تھی کہ پاس کھڑا ہونا محال تھا۔ اوپر سے بازاری چھوکروں کی مانند عجب ٹھرکی نظروں سے اسے تاڑ تا انگ انگ جانچتا اور سرگوشی میں وہی گھسا پٹا امرت اس کے کانوں میں انڈیلنے کی کوشش کرتا۔۔۔

"" کاکی تو کتنی پیاری ھے۔ ""

ایک بات تو بتا۔۔

تو اتنی پیاری کیوں ھے ؟

اس کی آنکھوں سے بھی رالیں ٹپک رہیں تھیں۔ مجھے کوئی گھٹیا چھو کرا بلکہ خاکروب نہیں چھو کروب لگا۔

میں ""تو اپنے کولیگز کو اپنے عظیم نیک پوتر بابا سے ملوانے لائی تھی کہ بابے نے سرعام اخلاق باختہ حرکتیں شروع کر دیں۔ ""

میں ""شرم سے پانی پانی چیخ اٹھی۔ بابا کچھ شرم وحیاء کرو۔ اللہ رسول شریعت کسی کا تو پاس کرو۔۔۔ اف اللہ مجھے معاف کرے "" ۔ میں آپ سب کو کہاں لے آیا۔ اٹھیں۔ اللہ انہیں ھدایت دے۔ ہم سب اسے چھوڑ آئے۔

بابا کے قہقہے دور تک ہمارا پیچھا کرتے رہے۔ وہ دھمال ڈال رہا تھا۔

آج اجرت وصول ھوئی۔

ملامت ہمارا اعزاز ھے۔

کاکی کتنی پیاری ھے

لیکن "" میں "" کب مرتی ھے ؟

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Saturday, March 18, 2017 at 5:23pm UTC+05

بیوی کا عاشق

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



کسی جگہ ایک بوڑھی مگر سمجھدار اور دانا عورت رہتی تھی جس کا خاوند اُس سے بہت ہی پیار کرتا تھا۔ دونوں میں محبت اس قدر شدید تھی کہ اُسکا خاوند اُس کیلئے محبت بھری شاعری کرتا اور اُس کیلئے شعر کہتا تھا۔ عمر جتنی زیادہ ہو رہی تھی، باہمی محبت اور خوشی اُتنی ہی زیادہ بڑھ رہی تھی۔ جب اس عورت سے اُس کی دائمی محبت اور خوشیوں بھری زندگی کا راز پوچھا گیا کہ آیا وہ ایک بہت ماہر اور اچھا کھانا پکانے والی ہے؟ یا وہ بہت ہی حسین و جمیل اور خوبصورت ہے؟ یا وہ بہت زیادہ عیال دار اور بچے پیدا کرنے والی عورت رہی ہے؟ یا اس محبت کا کوئی اور راز ہے؟ تو عورت نے یوں جواب دیا کہ خوشیوں بھری زندگی کے اسباب اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کی ذات کے بعد خود عورت کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ اگر عورت چاہے تو وہ اپنے گھر کو جنت کی چھاؤں بنا سکتی ہے اور اگر یہی عورت چاہے تو اپنے گھر کو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بھی بھر سکتی ہے۔ مت سوچیئے کہ مال و دولت خوشیوں کا ایک سبب ہے۔ تاریخ کتنی مالدار عورتوں کی کہانیوں سے بھری پڑی ہے جن کے خاوند اُن کو اُنکے مال متاع سمیت چھوڑ کر کنارہ کش ہو گئے۔ اور نا ہی عیالدار اور بہت زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت ہونا کوئی خوبی ہے۔ کئی عورتوں نے دس دس بچے پیدا کئے مگر نا خاوند اُنکے مشکور ہوئے اور نا ہی وہ اپنے خاوندوں سے کوئی خصوصی التفات اور محبت پا سکیں بلکہ طلاق تک نوبتیں جا پہنچیں۔ اچھے کھانا پکانا بھی کوئی خوبی نہیں ہے، سارا دن کچن میں رہ کر مزے مزے کے کھانے پکا کر بھی عورتیں خاوند کے غلط معاملہ کی شکایت کرتی نظر آتی ہیں اور خاوند کی نظروں میں اپنی کوئی عزت نہیں بنا پاتیں۔ تو پھر آپ ہی بتا دیں اس پُر سعادت اور خوشیوں بھری زندگی کا کیا راز ہے؟ اور آپ اپنے اور خاوند کے درمیان پیش آنے والے مسائل اور مشاکل سے کس طرح نپٹا کرتی تھیں؟ اس نے جواب دیا: جس وقت میرا خاوند غصے میں آتا تھا اور بلاشبہ میرا خاوند بہت ہی عصیلا آدمی تھا، میں اُن لمحات میں نہایت ہی احترام کے ساتھ مکمل خاموشی اختیار کر لیا کرتی تھی۔ یہاں ایک بات واضح کر دوں کہ احترام کے ساتھ خاموشی کا یہ مطلب ہے کہ آنکھوں سے حقارت اور نفرت نا جھلک رہی ہو اور نا ہی مذاق اور سخریہ پن دکھائی دے رہا ہو۔ آدمی بہت عقلمند ہوتا ہے ایسی صورتحال اور ایسے معاملے کو بھانپ لیا کرتا ہے۔ اچھا تو آپ ایسی صورتحال میں کمرے سے باہر کیوں نہیں چلی جایا کرتی تھیں؟ اُس نے کہا: خبردار ایسی حرکت مت کرنا، اس سے تو ایسا لگے گا تم اُس سے فرار چاہتی ہو اور اُسکا نقطہ نظر نہیں جاننا چاہتی، خاموشی تو ضروری ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ خاوند جو کچھ کہے اُسے نا صرف یہ کہ سُننا بلکہ اُس کے کہے سے اتفاق کرنا بھی اُتنا ہی اشد ضروری ہے۔ میرا خاوند جب اپنی باتیں پوری کر لیتا تو میں کمرے سے باہر چلی جایا کرتی تھی، کیونکہ اس ساری چیخ و پکار اور شور و شرابے والی گفتگو کے بعد میں سمجھتی تھی کہ اُسے آرام کی ضرورت ہوتی تھی۔ کمرے سے باہر نکل کر میں اپنے روزمرہ کے گھریلو کام کاج میں مشغول ہو جاتی تھی، بچوں کے کام کرتی، کھانا پکانے اور کپڑے دھونے میں وقت گزارتی اور اپنے دماغ کو اُس جنگ سے دور بھگانے کی کوشش کرتی جو میری خاوند نے میرے ساتھ کی تھی۔ تو آپ اس ماحول میں کیا کرتی تھیں؟ کئی دنوں کیلئے لا تعلّقی اختیار کر لینا اور خاوند سے ہفتہ دس دن کیلئے بول چال چھوڑ دینا وغیرہ؟ اُس نے کہا: نہیں، ہرگز نہیں، بول چال چھوڑ دینے کی عادت انتہائی گھٹیا فعل اور خاوند کے ساتھ تعلقات کو بگاڑنے کیلئے دورُخی تلوار کی مانند ہے۔ اگر تم اپنے خاوند سے بولنا چھوڑ دیتی ہو تو ہو سکتا ہے شروع شروع میں اُس کیلئے یہ بہت ہی تکلیف دہ عمل ہو۔ شروع میں وہ تم سے بولنا چاہے گا اور بولنے کی کوشش بھی کرے گا۔ لیکن جس طرح دن گزرتے جائیں گے وہ اِس کا عادی ہوتا چلا جائے گا۔ تم ایک ہفتہ کیلئے بولنا چھوڑو گی تو

اُس میں تم سے دو ہفتوں تک نا بولنے کی استعداد آ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ تمہارے بغیر بھی رہنا سیکھ لے۔ خاوند کو ایسی عادت ڈال دو کہ تمہارے بغیر اپنا دم بھی گھٹتا ہوا محسوس کرے گو یا تم اُس کیلئے آکسیجن کی مانند ہو اور تم وہ پانی ہو جس کو پی کر وہ زندہ رہ رہا ہے۔ اگر ہوا بننا ہے تو ٹھنڈی اور لطیف ہوا بنو نا کہ گرد آلود اور تیز آندھی۔ اس کے بعد آپ کیا کیا کرتی تھیں؟ اُس عورت نے کہا: میں دو گھنٹوں کے بعد یا دو سے کچھ زیادہ گھنٹوں کے بعد جوس کا ایک گلاس یا پھر گرم چائے کا ایک کپ بنا کر اُس کے پاس جاتی، اور اُسے نہایت ہی سلیقے سے کہتی، لیجیئے چائے پیجیئے۔ مجھے یقین ہوتا تھا کہ وہ اس لمحے اس چائے یا جوس کا متمنی ہوتا تھا۔ میرا یہ عمل اور اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو اسطرح ہوتی تھی کہ گویا ہمارے درمیان کوئی غصے یا لڑائی والی بات ہوئی ہی نہیں۔ جبکہ اب میرا خاوند ہی مجھ سے اصرار کر کے بار بار پوچھتا تھا کہ کیا میں اُس سے ناراض تو نہیں ہوں۔ جبکہ میرا ہر بار اُس سے یہی جواب ہوتا تھا کہ نہیں میں تو ہرگز ناراض نہیں ہوں۔ اسکے بعد وہ ہمیشہ اپنے درشت رویئے کی معذرت کرتا تھا اور مجھ سے گھنٹوں پیار بھری باتیں کرتا تھا۔ تو کیا آپ اُس کی ان پیار بھری باتوں پر یقین کر لیتی تھیں؟ ہاں، بالکل، میں اُن باتوں پر بالکل یقین کرتی تھی۔ میں جاہل نہیں ہوں۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں اپنے خاوند کی اُن باتوں پر تو یقین کر لوں جو وہ مجھ سے غصے میں کہہ ڈالتا تھا اور اُن باتوں پر یقین نا کروں جو وہ مجھے پر سکون حالت میں کرتا تھا؟ تو پھر آپکی عزت اور عزت نفس کہاں گئی؟ کاہے کی عزت اور کونسی عزت نفس؟ کیا عزت اسی کا نام ہے تم غصے میں آئے ہوئے ایک شخص کی تلخ و ترش باتوں پر تو یقین کر کے اُسے اپنی عزت نفس کا مسئلہ بنالو مگر اُس کی اُن باتوں کو کوئی اہمیت نا دو جو وہ تمہیں پیار بھرے اور پر سکون ماحول میں کہہ رہا ہے! میں فوراً ہی اُن غصے کی حالت میں دی ہوئی گالیوں اور تلخ و ترش باتوں کو بھلا کر اُنکی محبت بھری اور مفید باتوں کو غور سے سنتی تھی۔ جی ہاں، خوشگوار اور محبت بھری زندگی کا راز عورت کی عقل کے اندر موجود تو ہے مگر یہ راز اُسکی زبان سے بندھا ہوا ہے

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Sunday, February 5, 2017 at 3:15am UTC+05

چوروں کو پکڑنے کے لئے شاہ کی تدبیر

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں شہر میں چوریاں زیادہ ہونے لگیں تو چوروں کو پکڑنے کے لئے شاہ نے یہ تدبیر کی کہ شاہی لباس اتار کر چوروں کا سا پھٹا پرانا لباس پہن لیا اور شہر میں گشت کرنے لگے۔ ایک جگہ دیکھا کہ بہت سے چور اکھٹے بیٹھے ہیں۔ بادشاہ بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ چوروں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔ چوروں نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی چور ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ماہرینِ فن ہیں، کوئی عام چور نہیں ہیں، تم اپنا کوئی ہنر بتاؤ۔ اگر تمھارے اندر کوئی ہنر ہوگا تو تمھیں شریک کریں گے ورنہ نہیں۔ بادشاہ نے کہا: آپ لوگ کیوں گھبراتے ہیں؟ آپ لوگوں میں چوری کی جو صفت، ہنر اور فن ہے میرا ہنر اگر اس سے زیادہ پانا تو مجھے شریک کرنا ورنہ بھگا دینا۔ چوروں نے کہا کہ اچھا اپنا ہنر بتاؤ۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بعد میں بتاؤں گا پہلے تم لوگ اپنا ہنر بیان کرو۔ ایک چور نے کہا کہ میرے اندر یہ فن ہے کہ میں اونچی سے اونچی دیوار پھاند کر مکان میں داخل ہو جاتا ہوں، چاہے بادشاہ کا قلعہ ہی کیوں نہ ہو۔

دوسرے نہ کہا کہ میری ناک میں یہ خاصیت ہے کہ جہاں خزانہ مدفون ہوتا ہے، میں مٹی سونگھ کر خزانہ بتا دیتا ہوں کہ یہاں خزانہ ہے۔ جیسے مجنوں کو خبر نہیں تھی کہ لیلیٰ کی قبر کہاں ہے۔ قبرستان جا کر ہر قبر کو سونگھا، جب لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھی تو بتا دیا کہ لیلیٰ یہاں ہے۔ ہمچو مجنوں بو کنم ہر خاک را خاک لیلیٰ را بیابم بے خطا مولانا فرماتے ہیں کہ جو مولی کے عاشق ہیں وہ بھی مثل مجنوں کے ہر مٹی کو سونگھتے ہیں اور جس خاک میں مولی ہوتا ہے تو وہ سونگھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس کے قلب میں مولی ہے۔

اللہ کے عاشقین اللہ والوں کے چہرہ سے، ان کی آنکھوں سے، ان کی گفتگو سے پتہ پا جاتے ہیں کہ یہ دل صاحبِ نسبت ہے۔ تیسرے چور نے کہا کہ میرے بازو میں ایسی طاقت ہے کہ چاہے کتنی ہی موٹی دیوار ہو میں گھر میں گھسنے کے لئے اس میں ہوں۔ کتنا ہی بڑا خزانہ (Mathematics) سوراخ کر دیتا ہوں۔ چوتھے نے کہا کہ میں ماہرِ حساب ہوں، پی ایچ ڈی میتھمیٹکس ہو چند سیکنڈ میں حساب لگا کر تقسیم کر دیتا ہوں۔ پانچویں نے کہا کہ میرے کانوں میں ایسی خاصیت ہے کہ میں کتے کی آواز سن کر بتا دیتا ہوں کہ کتا کیا کہہ رہا ہے۔ چھٹے نے کہا کہ میری آنکھوں میں یہ خاصیت ہے کہ جس کو اندھیری رات میں دیکھ لیتا ہوں دن میں اس کو پہچان لیتا ہوں۔

اب سب چوروں نے بادشاہ سے پوچھا کہ اے چور بھائی! تمھارے اندر کیا خاص بات ہے؟ شاہ محمود نے کہا کہ بھئی میری داڑھی میں ایک خاصیت ہے کہ مجرماں راچوں بہ جلاداں دہند چوں بجنبد ریش من ایشان رہند جب مجرمین کو پھانسی کے لئے جلادوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اس وقت اگر میری داڑھی ہل جاتی ہے تو مجرمین پھانسی کے پھندے سے چھوٹ جاتے ہیں۔ یہ سن کر چور

مارے خوشی کے کہنے لگے کہ قوم گفتندش کہ قطب ماتوئی روز محنت ہاخلاص ماتوئی آپ تو چوروں کے قطب ہیں۔ جب ہم کسی مصیبت میں پھنسیں گے تو آپ ہی کے ذریعہ ہم کو خلاصی ملے گی۔

لہٰذا فیصلہ ہوا کی آج بادشاہ کے یہاں چوری کی جائے کیونکہ آج سب اراکین نہایت پاور فل ہیں اور مصیبت سے چھڑانے والا داڑھی والا بھی ساتھ ہے۔ لہٰذا سب بادشاہ کے محل کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں کتا بھونکا تو کتے کی آواز پہچاننے والے نے کہا کہ کتا کہہ رہا ہے کہ بادشاہ تمھارے ساتھ ہے لیکن چور پھر بھی چوری کے ارادے سے کیوں نہ باز آئے ؟ بوجہ لالچ اور طمع کے، کیونکہ لالچ آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور عقل و ہوش کو اڑا دیتا ہے جس سے ہنر پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ہر گناہ اسی طرح ہوتا ہے کہ شہوت اور لالچ آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے، پھر بُرے بھلے کی تمیز نہیں رہتی۔ جانتا ہے کہ یہ آنکھوں کا زنا ہے لیکن مغلوب ہو کر گناہ کرتا ہے، اسی لئے نے اسباب گناہ سے دوری کا حکم فرمایا تاکہ لالچ پیدا ہو۔ لہٰذا بادشاہ کے یہاں چوری ہوئی۔

چوروں نے خزانہ لوٹ لیا اور جنگل میں بیٹھ کر ماہر حساب نے سب کا حصہ لگا کر چند منٹ میں تقسیم کر دیا۔ بادشاہ نے کہا: سب لوگ اپنا اپنا پتہ لکھوا دیں تاکہ آئندہ جب چوری کرنا ہو تو ہم لوگ آسانی سے جمع ہو جائیں۔ اس طرح بادشاہ نے سب کا پتہ نوٹ کر لیا۔ اگلے دن شاہ نے عدالت لگائی اور پولیس والوں کو حکم دیا کہ سب کو پکڑ لاؤ۔ جب سب چور ہتھکڑیاں ڈال کر حاضر کئے گئے تو بادشاہ نے سب کو پھانسی کا حکم دے دیا اور کہا کہ اس مقدمہ میں کسی گواہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سلطان خود وہاں موجود تھا۔ [الحدید: 4] جب تم بدکاریاں آوَہُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ آ اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالی کو کسی گواہ کی ضرورت نہیں کیونکہ کر رہے تھے تو میں تو تمھارے ساتھ موجود تھا، لہٰذا اللہ تعالی کو کسی گواہ کی حاجت نہیں۔ پھر قیامت کے دن جو اعضاء کی گواہی ،زمین کی گواہی ،فرشتوں کی گواہی ،اور صحیفہ اعمال کی جو گواہی پیش کی جائی گی وہ بندوں پر حجت تام کرنے کے لئے ہو گی۔ جب چھ کے چھ چور پھانسی کے تختہ پر کھڑے ہو گئے تو وہ چور جس نے بادشاہ کو دیکھا تھا اس نے پہچان لیا کہ یہ وہی بادشاہ جو رات کو ہمارے ساتھ تھا۔ وہ تختہ دار سے چِلّایا کہ حضور کچھ دیر کو ہماری جانوں کو امان دی جائے، میں آپ سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے، تھوڑی دیر کے لئے پھانسی کو موقوف کر دو اور اس کو میرے پاس بھیج دو۔ چور نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہر یکے خاصیتے خود وانمود اے بادشاہ! ہم میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا ہنر دکھادیا لیکن ایں ہنر ہا جملہ بد بختی فزود ہمارے سب کے سب ہنر جن پر ہم کو ناز تھا انہوں نے ہماری بد بختی کو اور بڑھادیا کہ آج ہم تختہ دار پر ہیں۔

اے بادشاہ! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے، آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب مجرموں کو تختہ دار پر چڑھایا جاتا ہے اس وقت غایتِ کرم سے اگر میری داڑھی ہل جاتی ہے تو مجرمین کو پھانسی سے نجات پا جاتے ہیں۔ لہٰذا اپنے ہنر کا ظہور فرمایئے تاکہ ہماری جان خلاصی پا جائے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ سلطان محمود نے کہا تمھارے کمالاتِ ہنر نے تو تمھاری گردنوں کو مبتلاءِ قہر کر دیا تھا لیکن یہ شخص جو سلطان کا عارف تھا اس کی چشمِ سلطان شناس کے صدقہ میں میں تم سب کو رہا کرتا ہوں اس قصہ کو بیان فرما کر مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہر شخص اپنے ہُنر پر ناز کر رہا ہے،بڑے بڑے اہل ہنر اپنی بد مستیوں میں مست اور خدا سے غافل ہیں لیکن قیامت کے دن ان کے یہ ہنر کچھ کام نہ آئیں گے اور ان کو مبتلائے قہر و عذاب کر دیں گے لیکن جز مگر خاصیت آں خوش حواس کہ بشب بود چشم او سلطاں شناس جن لوگوں نے اس دنیا کے اندھیرے میں اللہ کو پہچان لیا، نگاہِ معرفت پیدا کر لی قیامت کے دن یہ خود بھی نجات پائیں گے اور ان کی سفارش گنہگاروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

Sunday, February 5, 2017 at 3:00am UTC+05

ایک سنار

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



ایک سنار کے انتقال کے بعد اس کا خاندان مصیبت میں پڑ گیا کھانے کے بھی لالے پڑ گئے ایک دن اس کی بیوی نے اپنے بیٹے کو نیلم کا ایک ہار دے کر کہا ' بیٹا، اسے اپنے چچا کی دکان پر لے جاؤ کہنا یہ بیچ کر کچھ پیسے دے دیں بیٹا وہ ہار لے کر چچا جی کے پاس گیا چچا نے ہار کو اچھی طرح دیکھا اور پرکھ کر کہا بیٹا، ماں سے کہنا کہ ابھی مارکیٹ بہت مندا ہے تھوڑا رک کر فروخت کرنا ، اچھے دام ملیں گے اسے تھوڑے سے روپے دے کر کہا کہ تم کل سے دکان پر آکر بیٹھنا اگلے دن سے وہ لڑکا روز مرہ دکان پر جانے لگا اور وہاں ہیروں و جواہرات کی پرکھ کا کام سیکھنے لگا ایک دن وہ بڑا ماہر بن گیا لوگ دور دور سے اپنے ہیرے کی پرکھ کرانے آنے لگے ایک دن اس کے چچا نے کہا، بیٹا اپنی ماں سے وہ ہار لے کر آنا اور کہنا کہ اب مارکیٹ میں بہت تیزی

ہے، اس کے اچھے دام مل جائیں گے ماں سے ہار لے کر اس نے پرکھا تو پایا کہ وہ تو جعلی ہے وہ اسے گھر پر ہی چھوڑ کر دکان لوٹ آیا چچا نے پوچھا، ہار نہیں لائے؟ اس نے کہا، وہ تو جعلی تھا تب چچا نے کہا جب تم پہلی بار ہار لے کر آئے تھے، اس وقت اگر میں نے اسے جعلی بتا دیا ہوتا تو تم سوچتے کہ آج ہم پر برا وقت آیا تو چچا ہماری چیز کو بھی جعلی بتانے لگے آج جب تمہیں خود علم ہو گیا تو پتہ چل گیا کہ ہار نقلی ہے سچ یہ ہے کہ علم کے بغیر اس دنیا میں ہم جو بھی سوچتے، دیکھتے اور جانتے ہیں، سب غلط ہے اور ایسے ہی غلط فہمی کا شکار ہو کر رشتے بگڑتے ہیں ذرا سی رنجش پر، نہ چھوڑ کسی بھی اپنے کا دامن زندگی گزر جاتی ہے، اپنوں کو اپنا بنانے میں

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Sunday, February 5, 2017 at 2:46am UTC+05

پیزا کا دوسرا رخ

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نا معلوم



بیوی نے کہا-آج دھونے کے لئے زیادہ کپڑے مت نکالنا۔ کیوں؟ شوہر نے کہا آپ کی کام والی ماسی دو دن نہیں آئے گی، کیوں؟ اپنے نواسی سے ملنے بیٹی کے یہاں جا رہی ہے، کہہ رہی تھی ٹھیک ہے، زیادہ کپڑے نہیں نکالتا اور ہاں، پانچ سو روپے دے دوں اسے؟ کیوں؟ ابھی عید آ ہی رہی ہے، تب دے دیں گے ... اور بھی دے دیں گے - ارے نہیں بابا!! غریب ہے بیچاری، بیٹی- نواسی کے یہاں جا رہی ہے، تو اسے بھی اچھا لگے گا... اور اس مہنگائی کے دور میں اس کی تنخواہ سے کیا ہوگا۔ اپنوں کے پاس جا رہی ہے، کچھ ہاتھ میں ہوگا تو اچھا لگے گا!! - تم بھی نا... ضرورت سے زیادہ ہی جذباتی ہو جاتی ہو - ارے نہیں... فکر مت کرو... میں آج کا پیزا کھانے کا پروگرام منسوخ کر دیتی ہوں... خواہ مخواہ 500 روپے اڑ جائیں گے، باسی پاؤ کے ان آٹھ ٹکڑوں کے پیچھے- واہ، واہ... کیا کہنے!! ہمارے منہ سے پیزا چھین کر ماسی کی پلیٹ میں؟ تین دن بعد... پوچھا لگاتی ہوئی کام والی ماسی سے پوچھا- کیا ماسی؟، کیسی رہی چھٹی؟ - بہت اچھی ہوئی صاحب... باجی جی نے پانچ سو روپے دیے تھے نا- تو ہو آئی بیٹی کے یہاں سے... مل لیں اپنی نواسی سے ...- - جی ہاں بھائی... مزا آیا، دو دن میں 500 روپے خرچ کر دیے - اچھا!! مطلب کیا کیا 500 روپے کا؟ - نواسی کے لئے 150 روپے کی فراک، 40 روپے کی گڑیا، بیٹی کو 50 روپے کے پیڑے دئے، 50 روپے کے پیڑے محلّے کے لوگو میں 60 روپے کرایہ کے لگ گئے.. 25 روپے کی چوڑیاں بیٹی کے لئے اور داماد کے لئے 50 روپے کا بیلٹ لیا اچھا سا... بچے ہوئے 75 روپے نواسی کو دے دیے کاپی- پنسل خریدنے کے لئے... جھاڑو- پوچھا کرتے ہوئے پورا حساب اس کی زبان پر رٹا

ہوا تھا-500روپے میں اتنا کچھ ؟؟؟ وہ حیرت سے دل ہی دل میں غور کرنے لگا اس کی آنکھوں کے سامنے آٹھ ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا بڑا سا پیزا گھومنے لگا، ایک ایک ٹکڑا اس کے دماغ میں ہتھوڑا مارنے لگا... اپنے ایک پیزا کے خرچ کا موازنہ وہ کام والی ماسی کے خرچ سے کرنے لگا... پہلا ٹکڑا بچے کی ڈریس کا، دوسرا ٹکڑا پیڑے کا، تیسرا ٹکڑا محلے کے لوگو کے پیڈے چوتھا کرایہ کا، پانچواں گڑیا کا، چھٹھواں ٹکڑا چوڑیوں کا، ساتواں داماد کے بیلٹ کا اور آٹھواں ٹکڑا بچی کی کاپی-پینسل کا آج تک اس نے ہمیشہ پیزا کا اوپری حصہ ہی دیکھا تھا، کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کہ پیزا پیچھے سے کیسا لگتا ہے... لیکن آج کام والی ماسی نے پیزا کا دوسرا حصہ دکھا دیا تھا... پیزا کے آٹھ ٹکڑے ٹکڑے اسے زندگی کا مطلب سمجھا گئے تھے.. زندگی کے لئے خرچ یا خرچ کے لئے زندگی کا جدید مفہوم ایک جھٹکے میں اسے سمجھ میں آگیا۔

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

Friday, January 20, 2017 at 11:22pm UTC+05

ایک بہترین معمارت

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



کرامت علی ایک بہترین معمار تھا اتنا بہترین کے اس پورے علاقے میں کوئی معمار بھی اس کے مقابلے کا نہیں تھا، اس کے بنائے ہوئے مکان فن تعمیر کا شاہکار ہوا کرتے تھے، وہ اپنے کام میں اتنی محنت کرتا اور اتنی لگن سے کام کرتا کہ اس کی مثال ملنا ممکن نہ تھی، ہر ہر چیز کو اعلی معیار میں کرنے کی کوشش کرتا، یہی وجہ تھی کہ اس کی بہت مانگ تھی اور ہر کوئی اس سے ہی کام کروانا چاہتا تھا، کرامت علی بہت عرصے سے ایک سیٹھ صاحب کے ساتھ کام کر رہا تھا جو خود زمین خریدتے اور پھر کرامت علی کے حوالے کر دیتے اور پھر کرامت علی اپنے ہنر کے جوہر دکھا کر کچھ ہی مہینوں میں اس پر ایک خوبصورت مکان کھڑا کر دیتا جو کہ مہنگے

داموں فروخت ہوتا، ہر کوئی کرامت علی کے بنائے ہوئے مکان کو خریدنے کی کوشش کرتا، کیونکہ اس کا معیار بہت اعلی درجے کا ہوتا تھا، کرامت علی کو یہ کام کرتے ہوئے 40 سال ہوگئے تھے ,اب وہ تھکن سی محسوس کرنے لگ گیا، اور پھر اس نے فیصلہ کیا کہ اب اسے آرام کرنا چاہیے کیونکہ اب اسکی عمر کام کرنے کی نہیں رہی تھی، اس نے سیٹھ صاحب سے درخواست کی کہ اب وہ کام نہیں کرنا چاہتا اس لیے اب اسے فارغ کر دیا جائے ، سیٹھ صاحب نے کام کرنے پر اصرار کیا لیکن کرامت علی نہ مانا، آخر کار سیٹھ صاحب نے اسکی درخواست منظور کر لی اور اسے کہا کہ ٹھیک ہے اب تم باقی زندگی آرام کرو لیکن جانے سے پہلے صرف ایک مکان اور بنادو، یہ آخری مکان ہوگا، کرامت علی چاہتے ہوئے بھی انکار نہ کر سکا لیکن اب اس کا کام میں دل نہیں لگ رہا تھا اس لیے اس نے اس مکان کے معیار پر اتنی توجہ نہ دی، کام بھی بددلی سے کیا اور تعمیر بھی اچھی طرح سے نہ کی، آخر کار جیسا تیسا مکان بن کر تیار ہو گیا، لیکن لگتا ہی نہ تھا کہ یہ مکان کرامت علی کے ہاتھوں سے وجود میں آیا ہے، اتنا غیر معیاری کام اس نے کبھی نہیں کیا تھا، مکان سے فارغ ہو کر کرامت علی سیٹھ صاحب کے پاس سے اجازت لینے گیا، سیٹھ صاحب نے اٹھ کر اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ تم نے اتنا عرصہ میرے ساتھ کام کیا تو میرا حق بنتا ہے کہ اس کا کچھ نا کچھ انعام تمہیں دوں، تو یہ لو چابیاں۔ یہ اس مکان کی ہے جو تم نے اب تیار کیا ہے، یہ میں نے تمہارے لیے ہی بنوایا تھا کہ تمہیں تحفے میں دے سکوں کرامت علی کو یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ اس نے اس مکان کی تعمیر کا خیال کیوں نہ رکھا، لوگوں کے لیے بہترین مکان بنائے لیکن اپنے لیے جو مکان بنایا وہ گھٹیا درجے کا بنالیا، لیکن اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا، ذرا سوچیئے کہ کیا ہمارا بھی یہی حال نہیں کہ ہم اس دنیا میں لوگوں کے لیے محنت کرتے ہیں لیکن مرنے کے بعد جہاں جا کر رہنا ہے اس مکان کو اچھا اور خوبصورت بنانے کا نہیں سوچتے، اور جب وہاں جا کر اس مکان کو دیکھتے ہیں تو افسوس کرتے ہیں لیکن اس وقت افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو کیوں نہ ہم اپنے اس مکان کو خوبصورت بنانے کے لیے ابھی سے محنت شروع کر دیں تا کہ ہمیں وہاں جا کر کوئی افسوس نہ ہو اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 5

ملک مختار احمد اعوان، ڈرائیکٹر، آئیڈیل سٹینڈرڈز، جدہ
چئیر مین، شاہین گروپ آف کمپنیز، جدہ



ملک مختار احمد اعوان صاحب کا تعلق پاکستان فیصل آباد سے ہے،۔ امریکہ سے مکینیکل انجینئرنگ میں گریجوایشن کے بعد سعودی عرب میں رہائش پذیر ہوئے، گذشتہ تقریبا40 سال سے سعودی عرب میں مقیم ہیں اور بنیادی طور پر انڈسٹریل اور کمرشل سینٹرل ائیر کنڈیشن سسٹم کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ گوادر، لاہور اور فیصل آباد میں پراپرٹی کے مختلف پراجیکٹس کی ڈیویلپمنٹ کے حوالے سے بھی ان کی ایک الگ پہچان ہے۔

ملک مختار احمد اعوان صاحب کہتے ہیں کہ تھوڑے سے مزے کے لیے یہ پھر وقتی فائدے کے لیے گناہ مت کریں، مزہ تو وقتی ہے، اور فائدہ بھی جلد ختم ہو جائے گا، مگر گناہ ہمیشہ ساتھ چلتا رہے گا، اسی طرح تھوڑی کاہلی اور سستی کے لیے نماز نہ چھوڑیں، وقت تو

گذر جائے گا مگر نماز چھوڑنے کا گناہ ساتھ چلتا رہے گا اور یہاں تک کے انسان کے ساتھ ہی قبر میں اترے گا۔ اور پھر آخرت میں بھی اس کا حساب ضرور ہو گا۔

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 5

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 05

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 06



تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

Tuesday, May 16, 2017 at 1:52am UTC+05

تعلیم یا تربیت

تحریر: امین کنجاہی



جی جناب آج آپ سے بحث کہہ لیں یا بات کہ لیں جو کرنی ہے وہ ہے ہماری موجودہ دور کی نئ نسل جو کہ میرے ملک کے مستقبل اور میرے ملک کی محافظ ہے ان کی تعلیم و تربیت کے بارے میں ، اچانک بیٹھا ہوا آج میں سوچ رہا تھا کہ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے اور ہمارا تعلیمی نظام بھی اتنا زیادہ مضبوط اور فعال نہیں تھا ہمارے دور کی نسل ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی تھی سرکاری سکولوں میں جن کے اندر نا چار دیواری ہوا کرتی تھی نہ واش روم ہوا کرتے تھے اور نہ ہی کوئی باتھ روم کی سہولت میسر ہوتی تھی چند کتابیں وہ بھی کپڑے میں لپٹی ہوئی یہ بات میں اپنے پرائمری دور کے سکول کی کر رہا ہوں ایک کلاس میں بے شمار بچے ہوا کرتے تھے وہی آدھا گھنٹہ چالیس منٹ کا پیریڈ ہوا کرتا تھا اسی پیریڈ میں استاد بچوں کو پڑھایا بھی کرتا تھا اپنے گھر کے کام

بھی کروایا کرتا تھااور بچوں کے گھروں سے آئی ہوئی موسمی سبزی، اناج، گڑ، چاول اور گنے اپنے گھر بھی بھجوایا کرتا تھاایسے تعلیمی دور میں ہم جے سے بچے سکول میں پڑھنے کے علاوہ گلیوں میں ٹائر چلاے اکرتے تھے، بنٹے کھیلا کرتے تھے، لٹو چلایا کرتے تھے، سگریٹ کی ڈبیوں سے کھیلا کرتے تھے، گلی ڈنڈہ کھیلا کرتے تھے، باندر قلا کھیلا کرتے تھے، کھوہ پر جایا کرتے تھے گائے بھینسوں کا دودھ دھویا کرتے تھے بکریاں چرایا کرتے تھے اور شام کو مغرب کی اذان کے ہوتے ہی اپنے گھروں میں واپس آجایا کرتے تھے کوئی ٹیوشن سے نٹر نہیں تھا، کوئی انگلش میڈیم سکول نہیں ہوا کرتے تھے بس استاد کا ڈر ماں کی جھڑکیاں اور باپ کا خوف ہوا کرتا تھااور زندگی میں کچھ کرنے کی خواہش ہوا کرتی تھی جس کے ہونے کی وجہ سے آج ہمارے دور کی نسل کے تمام ہمارے دوست اچھی اچھی سرکاری اور غیر سرکاری پوسٹوں پر تعینات ہیں مگر آج جب ہم خود والدین بنے ہیں اور آج کے دور کے بچوں کو ہمارے دور کے بچوں سے بہت زیادہ تعلیمی سہولتیں دستیاب ہیں جن کا ہم اپنے دور میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے آج کی دور میں ہر بچہ ویل آپ ٹوڈے ٹ ہو کر سکول وین میں سکول جاتا ہے مہنگاترین یونیفارم اچھے اور خوبصورت سکول کی عمارت میز کرسی والی کلاس رومز اور نہایت ہی شگفتہ لہجے کی ٹیچرز اور اساتذہ کرام جن کو یہ اجازت تک نہیں کہ وہ بچے کو زیادہ زور سے ڈانٹ بھی سکیں اس کے باوجود میرے آج کے دور کے بچے اور وہ بھی بڑے شہروں میں پڑھنے والے، بین القوامی سکول چینز سے منسلک تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے جو ہر گیم اپنے ٹیب پر، آئی پوڈ پر اور موبائیل پر کھیلتے ہیں اور ہر مضمون کے لئے جس میں بھی انھیں کوئی دشواری نظر آتی ہے ٹیوشن سے نٹرز کی بھی سہولیات دستیاب ہیں پورے ملک میں بے شمار کالجز، پروفیشنل یونیورسٹیز بننے کے باوجود ہمارے ملک میں تعلیم کا معیار انتہائی غیر معیاری ہو چکا ہے ملک کے چاروں صوبوں کے اندرونی قصبوں میں تعلیم کی زبو حالی انتہا کو پہنچ چکی ہے سوائے چند بڑے شہروں میں جس تعلیم کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں اور جو کہ میری ذاتی مالیت کے اعتبار سے حاصل کی جارہی ہے جس میں کسی بھی میرٹ کا کوئی تعلق نہیں خاص طور پر پروفیشنلز ڈگری کے لئے جن بچوں کے ماں باپ مالی طور پر خوشحال ہیں اور ان کے بچے تعلیمی طور پر نالائق ہیں ان بچوں کو بہت آسانی سے اپنی من پسند پروفیشنل ڈگری حاصل کرنے کے لئے داخلہ مل جاتا ہے اور جو بچے غریب ہیں مگر لائق ہیں ان کے والدین ذاتی مالیت کے حوالے سے اپنے بچوں کی من پسند تعلیم نہیں دلوا سکتے یہ بات تو تعلیم کی ہو رہی تھی اب بات میں آپ کو کچھ تربیت کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں ہماری نسل کے دور میں تعلیم سے زیادہ تربیت پر توجہ دی جاتی تھی جب بچہ ماں کی گود میں ہوتا تھا تو ماں اپنے بچے کو اپنی تربیت سے پالتی تھی اور اس میں والد بھی برابر کا شریک ہوتا تھا پھر آہستہ آہستہ ملک میں ترقی کا دور شروع ہوا تعلیم عام ہوئی تربیت کم ہوتی گئی ماں باپ کے پاس وقت نہیں رہا ماں باپ دونوں نے یا دونوں میں سے ایک نے پیسہ کمانے

کے لئے نوکریاں شروع کردیں اور اپنے بچوں کو نئے دور کی نئی ایجادات سے متعارف کروانا شروع کردیا بھلے ان کی جیب انھیں اس بات کی اجازت دیتی یا نہ دیتی مگر وہ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلطم میں نمبرون دیکھنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کا تعلیمی معیار تو کسی حد تک بہتر ہوا مگر ان کی تربیت اس معیار کی نہ ہو سکی جس کا تقاضہ ہمارے نبی ﷺ اور ہمارا دین کرتا ہے یہ وہ لمحہ فکریہ ہے جس کے بارے میں ہمیں اور ہمارے دانش وروں اور استاتذہ کو والدین کے ساتھ بیٹھ کر ایک نئے تعلیمی نظام وضع کرنا پڑے گا اور اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو ہماری آنے والی نسلیں نا صرف تعلیمی طور پر بلکہ دینی طور پر، ذہنی طور پر اخلاقی طور پر دیوالی ہو چکی ہوں گیں اور اس کی تمام تر ذمہ داری موجودہ دور کے والدین پر آئذ ہو گی۔ خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 6

Monday, May 15, 2017 at 1:35am UTC+05

اولاد کی اصلاح

انتخاب: عبدالرحمان عثمانی



میں جب بھی کسی سلجھے ہوئے خوش حال نوجوان کو دیکھتا ہوں تو یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا باپ صالح اور نیک آدمی ہوگا۔ فرمان الٰہی { وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا } کی صداقت نظر آنے لگتی ہے۔ باپ اگر نیک ہو تو اس کا فائدہ دنیا ہی میں اس کی اولاد کو ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ "مجھے جب نوافل کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی ہونے لگتی ہے تو مجھے میرے بیٹے اور دنیا کی پریشانیاں یاد آتی ہیں کہ کہیں نوافل کی ادائیگی میں میری سستی اور کاہلی میری اولاد کی پریشانیوں کا سبب نہ بن جائے۔" اپنی اولاد کو خوش حال زندگی اور دنیا کی پریشانیوں سے نجات دلانے کا ایک اہم ذریعہ ہماری صالحیت اور نیک بختی ہے۔ ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک اور فرماں بردار ہو لیکن صرف خواہش سے کچھ نہیں ہوتا اس کے لئے خود بھی نیک اور صالح بننے کی

ضرورت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب رات میں نوافل ادا کر رہے ہوتے تو سامنے اپنے چھوٹے بچے کو سویا ہوا دیکھ کر کہا کرتے تھے "من اجلک یا بنی،، یہ تیرے روشن مستقبل کے لئے ہے اور روتے ہوئے (وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا) کی تلاوت کرتے۔ حضرت سعید بن مسیّب کا بھی یہی حال تہا، فرماتے : "انی لاَصلی فاذکر ولدی فازید فی صلاتی." (نماز پڑھتے ہوئے جب مجھے اپنے بچے یاد آتے ہیں تو نماز لمبی کر دیتا ہوں۔) سورہ کہف کے میں مذکور واقعے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ باپ اگر نیک ہو تو اس کا فائدہ اس کی اولاد کو بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست کویت میں ایک حکومتی ادارے میں اچھے منصب پر فائز ہے، وہ روزانہ چند گھنٹے فلاحی کاموں میں لگاتا ہے۔ میں نے کہا کہ تم اپنے کام میں زیادہ دل چسپی لو تو شاید تمہارا منصب اور مقام اور زیادہ ہو جائے گا۔ کہنے لگا: ''تم جانتے ہو کہ میں چھ بچوں کا باپ ہوں جن میں سے اکثریت میرے بیٹوں کی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں۔ جب سے میں نے {كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا} کی تفسیر پڑھی ہے اپنی زندگی کا ایک حصہ فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے اور میں اس کے بہترین اثرات اپنے بیٹوں میں دیکھ رہا ہوں۔" کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد نیک صالح اور آپ کی فرماں بردار ہو؟ تو پھر اپنے آپ کو صالح اور نیک بنایے اور اپنی زندگی کا ایک حصہ فلاحی کاموں میں لگایے؛ اس لئے کہ ارشاد نبوی کے مطابق اللہ بھی اس بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزاء

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 6

Sunday, May 14, 2017 at 2:18pm UTC+05

ذرا نماز پڑھنا سکھا دیجے

تحریر: ڈاکٹر محمد عقیل

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل○



حضرت، ذرا نماز سے متعلق کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔" "پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" ○یہ بتائیں کہ نماز کی نیت زبان سے کرنی ہے کہ دل میں۔ میاں نیت زبان سے کرو یا دل میں کرو، ہر صورت میں خالص ہونی چاہیے۔" ○جواب کچھ عجیب تھا لیکن اگلا سوال :اچھا ہاتھ کانوں تک اٹھانے ہیں یا کاندھے تک؟ میاں کان اور کاندھے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حقیقت میں تو ہاتھ نفس کی پوجا سے اٹھانے ہیں۔○اچھا ہاتھ کہاں باندھنے ہیں، سینے پر کہ ناف کے نیچے؟ ارے صاحبزادے، ہاتھ ادب سے باندھنے ہیں، جہاں ادب محسوس ہو وہیں رکھ لو۔○سورہ فاتحہ امام کے پیچھے بھی پڑھنی ہے یا چپ رہنا ہے؟ بھائی، جب تمہارا نمائندہ خدا سے سب کے لیے

باآواز بلند بول رہا ہو تو تمہیں بولنے کی کیا ضرورت ؟ اور جب وہ خاموش ہو تو تمہارے چپ رہنے کا کیا مقصد ؟○ اچھا سمجھ گیا لیکن یہ آمین زور سے بولنی ہے کہ آہستہ ؟ میاں، آمین کا مطلب ہے " قبول فرما"۔ تو کبھی یہ آہ زور سے نکلتی ہے تو کبھی آہستہ۔ دعا کی قبولیت آواز کا شور نہیں دل کی تڑپ کا تقاضا کرتی ہے۔○ سنا ہے رکوع میں کمر اتنی سیدھی ہوئی ہو کہ پانی کا پیالہ بھی پشت پر رکھ دیا جائے تو اس کا لیول برقرار رہے ؟ میاں، جب غلام جھکتا ہے تو کیا بادشاہ پیالہ رکھ کر کمر کا تناو چیک کرتا ہے ؟ وہ تو تمہارے بے اختیار سے جھکنے کو دیکھتا ہے اور بس۔○ کیا رکوع سے اٹھ کر دوبارہ رفع یدین کرنا ضروری ہے ؟ جناب من، اصل کام تو تکبیر یعنی خدا کی بڑائی بیان کرنا ہے، اب یہ بڑائی ہاتھ اٹھا کر بیان کرلو یا بنا ہاتھ اٹھائے۔ بس رفع یدین پر رفع یدین [کسی پر ہاتھ اٹھانا] نہ کرنا۔○ حضور، کیا سجدے میں اتنا اونچا ہونا لازمی ہے کہ ایک چھوٹا بکری کا بچہ نیچے سے نکل جائے ؟ میرے دوست، سجدہ تو عاجزی و پستی کی انتہائی علامت ہے۔ بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور ناک رگڑتے وقت کس کو ہوش ہوگا ہے کہ اونچائی اور لمبائی کتنی ہے ؟○ حضرت آپ تو ساری باتوں میں اتنی وسعت اور آپشنز پیدا کر رہے ہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ " صلو کمارائتمونی اصلی " یعنی نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ارے بھائی ہم نے تو نبی کریم کو نماز میں روتے ہوئے دیکھا، گڑگڑاتے دیکھا، ادب و احترام کا پیکر بنے قیام میں دیکھا، قرآن کو سمجھ کر پڑھتے ہوئے دیکھا، اپنے رب کے آگے بے تابی سے جھکتے دیکھا، تڑپتے ہوئے سجدہ کرتے دیکھا، قومہ و قعدہ میں بھی دعائیں مانگتے ہوئے دیکھا، تسبیحات بدل بدل کر پڑھتے ہوئے دیکھا، اپنے رب کو خوف و امید سے پکارتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے یہ یہی دیکھا اور یہی سمجھا کہ نماز کا اصل مغز یہی سب کچھ ہے۔ یہی وہ نماز ہے جس کے لیے نبی نے حکم دیا کہ نماز اس طرح پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔○ بات اس کی سمجھ آچکی تھی کہ آج تک وہ نماز پڑھتا تو رہا، ادا نہ کر پایا۔ موذن حی علی الصلوٰۃ کی صدائیں لگا رہا تھا اور وہ اس حکم پر عمل کرنے کے لیے بے تاب تھا " صلو کمارائیتمونی اصلی "--- " نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے "۔

Sunday, May 14, 2017 at 2:01pm UTC+05

دوستو پڑھنے کے بعد سیاسی مخالفت سے ہٹ کر تبصرہ؟؟؟؟؟

انتخاب: سید کاشف

رضا تحریر: نامعلوم



کون نہیں جانتا کہ جامعہ بریڈفورڈ کا شمار نہ صرف برطانیہ بلکہ دنیا کی معروف ترین جامعات میں ہوتا ہے۔ سنہ ۲۰۰۵ میں اس جامعہ کیلیئے نئے چانسلر کی تلاش در پیش آئی۔ اس عظیم کام کیلیئے پوری دنیا سے سو سے زیادہ دانشوروں (Scholars) اور انتظامی امور کے ماہرین (Business Managers) کو دعوت دی گئی۔ ان میں زیادہ تعداد برطانوی' امریکی اور جرمن دانشوروں اور سائینسدانوں کی تھی۔ فہرست میں برصغیر ہندو پاک سے صرف ایک ہی شخص کو بلایا گیا تھا۔ انتخاب سے پہلے سب کی نظریں ایک جرمن دانشور پر تھیں جسے مظبوط امیدوار قرار دیا جارہا تھا اور غالب گمان یہی تھا کہ وہ سب پر بازی لے جائیگا۔ صورتحال لیکن اس

پر مباحثے (Modern Studies) اور علوم حاضرہ (Leadership) قیادت ' (Talent) وقت تبدیل ہو گئی جب صلاحیت کے دوران پاکستان نژاد امیدوار دیگر تمام امیدواروں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ ہال میں موجود تمام حاضرین ' بشمول جامعہ کے منتظمین اس غیر معمولی صورتحال پر محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور وفور جذبات سے کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ عین اسی وقت جرمن سائنسدان اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانی دانشور کے پاس آیا اور مبارکباد دینے کے بعد بولا کہ اس اسامی کیلئے تم سے بہتر امیدوار واقعی کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ جامعہ کی انتظامیہ نے کثرت رائے کی رسمی کاروائی کے بعد اس امیدوار کو منتخب کر لیا تو مشاہرہ کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر اس امیدوار نے جو الفاظ ادا کے وہ تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور سنہری حروف میں تحریر کے جانے کے لائق ہیں۔ اس نے کہا " میں یہاں کسی کاروبار کی غرض سے نہیں آیا۔ تعلیم اور دولت کا ایک دوسرے سے کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں ایک ایسے ملک سے تعلّق رکھتا ہوں جہاں عام لوگوں کو تعلیم کی بنیادی سہولیات بھی میسّر نہیں۔ ہمارے دولتمند لوگ دوسرے ممالک میں جا کر تعلیم حاصل کر لیتے ہیں ' جبکہ غریب لوگ اپنے دل میں اعلیٰ تعلیم کی حسرت لئے دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ یہی بڑی وجہ ہے جس کے باعث غریب اور امر کا فرق دن بہ دن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ میری عمر بھر کی خواہش ہے کہ میرے جو ہم وطن اعلیٰ تعلیم کی غرض سے دوسرے ممالک نہیں جا سکتے وہ اپنے ملک ہی میں رہ کر حاصل کر سکیں۔ میں جامعہ بریڈفورڈ کے چانسلر کی (Degree) بہتر تعلیم حاصل کریں اور بریڈفورڈ جیسی اچھی جامعہ کی سند ذمیداری اسی صورت میں قبول کر سکتا ہوں جب آپ میرے ملک کیلئے بھی یہی سہولت فراہم کرنے پر آمادہ ہوں " ۔ جامعہ کے منتظمین یہ انوکھا مطالبہ سن کر ششدر رہ گئے اور انکی اکثریت خلاف ہو گئی۔ ان کا موٗقف تھا کہ ایسا ممکن نہیں کہ جامعہ بریڈفورڈ پاکستان میں اپنی ڈگری متعارف کرائے۔

اس پر دانشور نے سوال کیا کہ پھر آپ نے ایک پاکستانی کو اس جامعہ کے چانسلر کی اسامی کیلئے کیوں کر منتخب کیا ہے؟ گفت و شنید Chris کی کیفیت پیدا ہو گئی اور وہ دانشور اٹھ کر چل پڑا۔ لیکن پھر انتظامیہ کے سربراہ Dead Lock یہاں آ کر رک گئی اور نے بگڑتی ہوئی صورتحال سنبھالی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا " اس شخص کو یونہی نہ جانے دو۔ اس میں کچھ کر Morris دکھانے کی صلاحیت موجود ہے۔ جو شخص اپنے ملک کا اتنا وفادار ہو اور کچھ کرنے کا عزم بھی رکھتا ہو وہ ہمیشہ اچھا کام کرتا ہے اور کی بات نے انتظامیہ Chris Morris - " پیسے کی لالچ نہیں کرتا۔ میری رائے ہے کہ آپ لوگ اس کی معصوم سی شرط مان لیں کے ممبران کو متاثر کیا۔ انہوں پاکستانی دانشور کو واپس بلایا اور کہا " ہمیں آپ کی تمام شرائط منظور ہیں۔ آپ پاکستان میں جہاں

چاہیں جامعہ بریڈ فورڈ کا کیمپس بنا سکتے ہیں" - وہ شخص جامعہ بریڈ فورڈ کا نو سال تک چانسلر رہا-۱۹۸۶ کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی شخص اتنی طویل مدّت کیلئے چانسلر رہا ہو- آپ یقیناً سوچ رہے ہونگے کہ پاکستان میں ایسا بے غرض اور مخلص شخص کون ہو سکتا ہے. ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ آیئے میں بتاؤں کہ اس کا نام عمران خان ہے- جامعہ بریڈ فورڈ کی سرپرستی میں اس نے ملک میں تعلیمی جو ادارہ قائم کیا ہے وہ میانوالی میں واقع ہے اور اس کا نمل یونیورسٹی ہے-اس نام کا انتخاب عمران خان نے قرآن پاک کی سورہ نمل سے کیا ہے- نمل عربی زبان میں چیونٹی کو کہتے ہیں جو چھوٹی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذہین ترین اور پختہ ارادہ رکھنے والی مخلوقات میں شامل ہے

✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ ✾ یہ وہی عمران خان ہے جسے سیاسی مخالفین منافق' غدّار اور یہودیوں کے ایجنٹ جیسے خطابات سے نوازتے ہیں- ایک نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار نے تو اسے ووٹ دینا حرام قرار دینے تک کا فتویٰ جاری کر دیا تھا- لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے کتنے منافقین ہوں گے جو دولت کی لالچ نہیں کرتے ہونگے ؟ یا ایسے کتنے غدّار ہونگے جو ملک سے باہر جا کر پیسے کی بجائے ملک اور اپنے غریب ہم وطنوں کے مفاد کو ترجیح دیتے ہونگے ؟ والسّلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

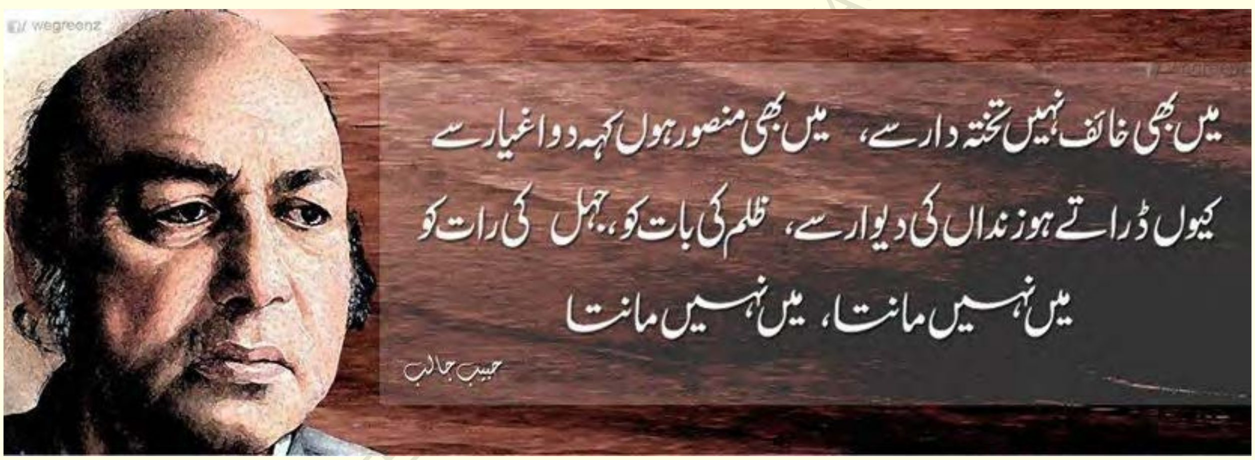
مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:58pm UTC+05

عوامی شاعر کہاں گئے !

تحریر : میاں وقار الاسلام



جب ایوب خان کا دور آیا تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے یہ اس کا پاکستان ہے جو صدرِ پاکستان ہے اقتدار ایوب خان سے جنرل یحییٰ خان کو منتقل ہوا تو حبیب جالب نے اُن کو بھی اسی لب و لہجے سے مخاطب کیا کہ تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا اُس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا حبیب جالب کا بھٹو کو "خراج تحسین" ------

میں قائد عوام ہوں

جتنے میرے وزیر ہیں سارے ہی بے ضمیر ہیں

میں انکا بھی امام ہوں میں قائد عوام ہوں

جنرل ضیاء الحق کا دور آیا تو

حبیب جالب نے نئے آمر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

ظلمت کو ضیاء صر صر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا

اس ظلم و ستم کو لطف و کرم اس دکھ کو دوا کیا لکھنا

آمریت کے بعد جب پیپلز پارٹی کا پہلا دور حکومت آیا اور عوام کے حالات کچھ نہ بدلے تو جالب صاحب کو کہنا پڑا:

وہی حالات ہیں فقیروں کے

دن پھریں ہیں فقط وزیروں کے

ہر بلاول ہے دیس کا مقروض

پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

بے نظیر کے بعد نواز شریف کا دور شروع ہوا اور اُنہوں نے عوام کے لئے اپنے بلند بانگ دعوے شروع کئے تو عوامی شاعر بیماریوں کی پوٹ بن گئے تھے مگر اُن سے رہا نہ گیا۔

میاں نواز شریف نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں عوام کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا مشہور بیان دیا تھا

جس پر جالب نے کہا کہ

نہ جاں دے دو، نہ دل دے دو

بس اپنی ایک مل دے دو

زیاں جو کر چکے ہو قوم کا

تم اس کا بل دے دو

حبیب جالب

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف ں وٹس

جلد: 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:56pm UTC+05

سیدہ زینبؓ اور حضرت ابو العاصؓ، محبت کی لازوال داستان

تحریر: عابدہ رحمانی۔امریکہ

انتخاب: میاں وقار الاسلام



انہوں نے کہا: اللہ کی قسم زینب کے بغیر میں دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا، پھر ایک سال کے بعد ہی سیدنا ابو العاصؓ بھی انتقال کر گئے
ابو العاص بعثت سے پہلے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں اپنے لئے آپ کی بڑی بیٹی زینب کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔'' گھر جا کر رسول اللہ ﷺ نے زینب سے کہا: ''تیرے خالہ کے بیٹے نے تیرا نام لیا ہے کیا تم اس پر راضی ہو؟'' سیدہ زینب کا چہرہ سرخ ہوا اور مسکرائیں۔ رسول اللہ ﷺ اٹھ کر

باہر تشریف لے گئے اور ابو العاص بن الربیع کا رشتہ زینب کیلئے قبول کیا۔ یہاں سے محبت کی ایک داستان شروع ہوتی ہے۔ ابو العاص سے زینب کا بیٹا "علی" اور بیٹی "امامہ" پیدا ہوئے۔ پھر آزمائش شروع ہو جاتی ہے کیونکہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ اللہ کے رسول بن گئے۔ ابو العاص کہیں سفر میں تھے۔ جب واپس آئے تو بیوی اسلام قبول کر چکی تھی۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو بیوی نے کہا: میرے پاس تمہارے لئے ایک عظیم خبر ہے۔ یہ سن کر ابو العاص اٹھ کر باہر نکلتا ہے۔ سیدہ زینب خوفزدہ ہو کر ان کے پیچھے پیچھے باہر نکلتی اور کہتی ہیں: میرے ابو نبی بنائے گئے ہیں اور میں اسلام قبول کر چکی ہوں۔ ابو العاص: تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اب دونوں کے درمیان ایک بڑا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جو کہ عقیدے کا مسئلہ تھا۔ سیدہ زینبؓ: میں اپنے ابو کو جھٹلا نہیں سکتی، نہ ہی میرے ابو کبھی جھوٹے تھے، وہ تو صادق اور امین ہیں۔ میں اکیلی نہیں ہوں، میری ماں اور بہنیں بھی اسلام قبول کر چکی ہیں، میرا چچازاد بھائی (علی بن ابی طالبؓ) بھی اسلام قبول کر چکے ہیں، تیرا چچازاد (عثمان بن عفانؓ) بھی مسلمان ہو چکے ہیں، تیرے دوست ابو بکرؓ بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ابو العاص نے کہا: مگر میں نہیں چاہتا کہ لوگ یہ کہیں کہ اپنی قوم کو چھوڑ دیا، اپنے آباؤاجداد کو جھٹلایا، یوں تیرے ابو کو ملامت نہیں کر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے شوہر اور بچوں کے پاس ہی رہو۔" وقت گزرتا گیا اور دونوں اپنے بچوں کے ساتھ مکہ میں ہی رہے یہاں تک کہ غزوہ بدر کا واقعہ پیش آیا اور ابو العاص قریش کی فوج کے ساتھ اپنے سسر ﷺ کے خلاف لڑنے کیلئے روانہ ہوا۔ زینب خوفزدہ تھیں کہ اس کا شوہر اس کے ابا کیخلاف جنگ لڑے گا اس لئے روتی ہوئی کہتی تھیں: "اے اللہ! میں ایسے دن سے ڈرتی ہوں کہ میرے بچے یتیم ہوں یا اپنے ابو کو کھودوں۔" ابو العاص بن الربیع رسول اللہ ﷺ کیخلاف بدر میں لڑے، جنگ ختم ہوئی تو داماد سسر کے قید میں تھا، خبر مکہ پہنچ گئی کہ ابو العاص جنگی قیدی بنائے گئے۔ سیدہ زینبؓ پوچھتی رہیں کہ میرے والد کا کیا بنا؟ لوگوں نے بتایا کہ مسلمان تو جنگ جیت گئے، اس پر سیدہ زینبؓ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سیدہ زینبؓ پھر پوچھا: میرے شوہر کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اس کو اس کے سسر (ﷺ) نے جنگی قیدی بنایا۔ سیدہ زینبؓ نے کہا: میں اپنے شوہر کا فدیہ (دیت) بھیج دوں گی۔ شوہر کا فدیہ دینے کیلئے سیدہ زینبؓ کے پاس کوئی قیمتی چیز نہیں تھی اس لئے اپنی والدہ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کا ہار اپنے گلے سے اتار دیا اور ابو العاص بن الربیع کے بھائی کو دے کر اپنے والد ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک قیدی کا فدیہ وصول کر کے ان کو آزاد کر رہے تھے کہ اچانک اپنی زوجہ سیدہ خدیجہؓ کے ہار پر نظر پڑی تو پوچھا: "یہ کس کا فدیہ ہے؟" لوگوں نے کہا: یہ ابو العاص بن الربیع کا فدیہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور فرمایا: یہ تو خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے، پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "اے لوگو! یہ شخص بُرا داماد نہیں، کیا میں اس کو رہا کروں؟ اگر تم اجازت دیتے ہو تو میں اس کا ہار بھی اس کو واپس کر دوں؟"

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ!۔ رسول اللہ ﷺ نے ہار ابو لعاص کو تھما دیا اور فرمایا: ''زینب سے کہو کہ خدیجہ کے ہار کا خیال رکھے۔'' پھر فرمایا: ''اے ابو العاص! کیا میں تم سے تنہائی میں کوئی بات کر سکتا ہوں؟'' ان کو ایک طرف لے جا کر فرمایا: ''اے ابو العاص! اللہ نے مجھے کافر شوہر اور مسلمان بیوی کے درمیان جدائی کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے میری بیٹی کو میرے حوالے کروگے؟ ابو العاص نے کہا: جی ہاں۔ دوسر طرف سیدہ زینبؓ شوہر کے استقبال کیلئے گھر سے نکل کر مکہ کے داخلی راستے پر ان کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ جب ابو العاص کی نظر اپنی بیوی پر پڑی تو فوراً کہا: میں جا رہا ہو۔ سیدہ زینبؓ نے کہا: کہاں؟ ابو العاص نے کہا: تم اپنے باپ کے پاس جانے والی ہو۔ سیدہ زینبؓ: کیوں؟ ابو العاص: میری اور تمہاری جدائی کیلئے۔ جاؤ اپنے باپ کے پاس جاؤ۔ سیدہ زینبؓ: کیا تم میرے ساتھ چلوگے اور اسلام قبول کروگے؟ ابو العاص: نہیں۔ سیدہ زینبؓ اپنے بیٹے اور بیٹی کو لے کر مدینہ منورہ چلی گئیں جہاں 6 سال کے دوران کئی رشتے آئے مگر سیدہ زینبؓ نے قبول نہیں کیا اور اسی امید سے انتظار کرنے لگیں کہ شوہر شاید اسلام قبول کر کے آئے گا۔ 6 سال کے بعد ابو العاص ایک قافلے کے ساتھ مکہ سے شام کے سفر پر روانہ ہوا، سفر کے دوران راستے میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے ان کو گرفتار کر کے ساتھ مدینہ لے گئے۔ مدینہ جاتے ہوئے ابو العاص نے سیدہ زینبؓ اور ان کے گھر کے بارے میں پوچھا۔ فجر کی اذان کے وقت وہ سیدہ زینبؓ کے دروازے پر پہنچا۔ سیدہ زینبؓ نے ان پر نظر پڑتے ہی پوچھا: کیا اسلام قبول کر چکے ہو؟ ابو العاص نے کہا: نہیں سیدہ زینبؓ: ڈرنے کی ضرورت نہیں، خالہ زاد کو خوش آمدید، علی اور امامہ کے باپ کو خوش آمدید۔ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو مسجد کے آخری حصے سے آواز آئی: میں ابو العاص بن الربیع کو پناہ دیتی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں نے سن لیا جو میں نے سنا ہے؟'' سب نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ زینبؓ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ابو العاص میرا خالہ زاد ہے اور میرے بچوں کا باپ ہے میں ان کو پناہ دیتی ہو۔ نبی ﷺ نے قبول کر لی اور فرمایا: ''اے لوگو! یہ برا داماد نہیں، اس شخص نے مجھ سے جو بھی بات کی سچ بولا اور جو وعدہ کیا وہ نبھایا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس کو اس کا مال واپس کر کے اس کو چھوڑ دیا جائے یہ اپنے شہر چلا جائے یہ مجھے پسند ہے، اگر نہیں چاہتے ہو تو یہ تمہارا حق ہے اور تمہاری مرضی ہے میں تمہیں ملامت نہیں کروں گا۔'' لوگوں نے کہا: ہم اس کا مال اس کو واپس کر کے اس کو جانے دینا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے زینب! تم نے جس کو پناہ دی ہم بھی اس کو پناہ دیتے ہیں۔'' اس پر ابو العاص سیدہ زینبؓ کے ساتھ ان کے گھر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینبؓ سے فرمایا: ''اے زینب! ان کا اکرام کرو یہ تیرا خالہ زاد ہے اور بچوں کا باپ ہے مگر یہ تمہارے قریب نہ آئے کیونکہ یہ تمہارے لئے حلال نہیں۔'' سیدہ زینبؓ نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدہ زینبؓ نے گھر جا کر ابو العاص بن ربیع سے کہا: اے ابو

العاص جدائی نے تجھے تھکا دیا ہے، کیا اسلام قبول کرکے ہمارے ساتھ رہو گے؟ ابو العاص نے کہا: نہیں، اور اپنا مال لے کر مکہ روانہ ہو گئے، مکہ پہنچے تو کہا: اے لوگو! یہ لو اپنے اپنے مال، کیا کسی کا کوئی مال میرے ذمے ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ تمہیں بدلہ دے، تم نے بہتر وعدہ نبھایا۔ ابو العاص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس کے وہ بعد مدینہ روانہ ہوئے اور جب مدینہ پہنچے تو فجر کا وقت تھا۔ سیدھا نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا: کل آپ ﷺ نے مجھے پناہ دی تھی اور آج میں یہ کہنے آیا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ سیدنا ابو العاص ؓ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا زینب کے ساتھ رجوع کی اجازت دیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے سیدنا ابو العاص ؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: آؤ میرے ساتھ اور سیدہ زینب ؓ کے دروازے پر لے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اور سیدہ زینب ؓ سے فرمایا: ''یہ تمہارا خالہ زاد واپس آیا ہے، تم سے رجوع کی اجازت مانگ رہا ہے کیا تمہیں قبول ہے؟'' سیدہ زینب ؓ کا چہرہ سرخ ہوا اور مسکرائیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس واقعے کے صرف ایک سال بعد سیدہ زینب ؓ کا انتقال ہو گیا جس پر سیدنا ابو العاص ؓ زار و قطار رونے لگے حتیٰ کہ لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر تسلی دیتے تھے، جواب میں سیدنا ابو العاص ؓ کہتے: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم زینب کے بغیر میں دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا اور ایک سال کے بعد ہی سیدنا ابو العاص ؓ بھی انتقال کر گئے۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:37pm UTC+05

ایک 50 سال کی اماں نے اپنے بوڑھے شوھر کو آواز دی کہ

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



"اے جی سنئیے گا یہ الماری کا شیشہ نھی کھل رھا" بوڑھا باپ آگے بڑھا اور کھولنے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیاب نہ ھو سکا، جوان بیٹا آگے بڑھا ذرا سا زور لگایا آسانی سے کھل گیا اور غصے سے بولا: "لو جی، یہ بھی کوئي مشکل کام تھا" باپ مسکرایا اور بولا "بیٹا یاد ھے؟ جب تو بچہ تھا اور گھر کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا تھا تو میں جان بوجھ کر آھستہ آھستہ تیرے دروازے کھولنے میں اس طرح مدد کرتا تھا کہ تو سمجھے کہ دروازہ تو نے خود کھولا ھے تاکہ تیرے اندر اعتماد آئے، تیرا دل نہ ٹوٹنے پائے اور تیری ہمت بڑھے" باپ کی بات سننا تھی کہ جوان بیٹا متوجہ ھو گیا اور اسکی آنکھ سے آنسو جاری ھونا شروع ھو گئے اسی طرح ایک دفعہ بوڑھے باپ نے بیٹے سے پوچھا "یہ جو تو نے نئی گاڑی خریدی ھے اس کا نام کیا ھے؟ بیٹا بولا "ھنڈا" چند گھنٹوں بعد بوڑھے باپ گاڑی کا

نام بھول گیا تو اس نے دوبارہ سوال کیا. بیٹا حیران ہو کر بولا "ابو ھنڈا ہے" رات کو سونے سے پہلے باپ نے پھر سوال کیا کہ کیا نام بتایا تھا؟ اب تو جوان بیٹا کنٹرول نہ کر سکا اور غصے میں بولا "آپ کو کتنی مرتبہ بتاؤں ھنڈا ھنڈا ھنڈا!" باپ خاموش ہو گیا الماری سے 30 سالہ پرانی نوٹ بک نکالی اور بیٹے سے کہا "ذرا اس کا یہ والا صفحہ تو پڑھنا" بیٹے نے بادل ناخواستہ صفحہ پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا "آج میری خوشی کا بہت بڑا دن ھے کیونکہ میرے بیٹے نے پہلی دفعہ لفظ چڑیا بولا اور مجھ سے 25 مرتبہ کہا بابا وہ کون ھے اور میں نے خوشی اور مسرت کے ساتھ 25 مرتبہ جواب دیا بیٹا بولو چڑیا چڑیا چڑیا" جوان بیٹا حیرنگی سے ایک ایک لفظ پڑھتا جاتا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہو گئے ❁ کروڑوں سلام ہوں اس ماں پر کہ جو دستر خوان پر جب بھی غذا کم پڑنے لگتی سب سے پہلا بندہ جو کہتا کہ: "مجھے تو آج بھوک ہی نہیں تھی" وہ ہے ماں ❁ حاملگی کے دوران جب جب بچہ ماں کے پیٹ میں زور سے کہنی یا لات مارتا، تو خوشی سے سب کو بتاتی، لیکن اولاد کے پاس آج رات کو سونے سے پہلے اسکے پاؤں دبانے کیلئے وقت ندارد ❁ اے کاش کہ ایسا ممکن ہوتا کہ "زندگی آخر سے شروع ہوتی کہ مرتے وقت ماں کی آغوش ملتی اور جان نکلتے ہوئے اسکی میٹھی میٹھی لوری" ❁ ماں باپ جو بچوں کو خلوص عشق کے ساتھ انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتے ھیں لیکن کتنی عجیب بات ھے کہ بچے انکی ویل چیئر پکڑتے ہوئے شرماتے ہیں. ❁ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ھے کہ "ایک ماں باپ دس بچوں کو سنبھال سکتے ہیں، لیکن دس بچے ایک ماں باپ کو نہیں سنبھال سکتے." اگر ممکن ہو تو آگے سینڈ کریں ممکن ھے آپکی وجہ سے کسی کے دل میں ماں باپ کی عظمت میں اضافہ ہو سکے.

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

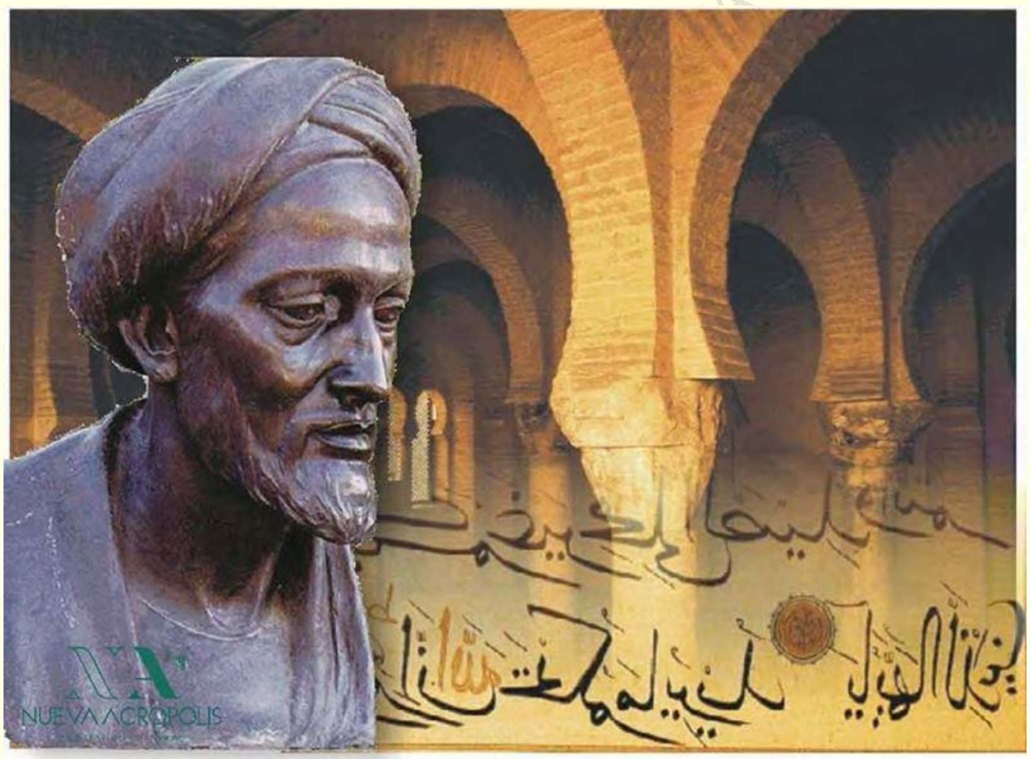
جلد: 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:23pm UTC+05

امام احمد ابن حنبل رح کی اپنے بیٹے کو خوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے ۱۰ قیمتی نصیحتیں

حوالہ: ویب سائٹ جمیعت العلماء ساؤتھ افریقہ

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل



امام احمد ابن حنبل رح نے اپنے صاحب زادے کو شادی کی رات ۱۰ نصیحتیں فرمائیں ہر شادی شدہ مرد کو چاہیئے کہ انکو غور سے پڑھے اور اپنی زندگی میں عملی طور پر اختیار کرے میرے بیٹے، تم گھر کا سکون حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی بیوی کے معاملے

میں ان ۱۰ عادتوں کو نہ اپناؤ لہٰذا ان کو غور سے سنو اور عمل کا ارادہ کرو پہلی دو تو یہ کہ عورتیں تمھاری توجہ چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ تم ان سے واضح الفاظ میں محبت کا اظہار کرتے رہو لہٰذا وقتاً فوقتاً اپنی بیوی کو اپنی محبت کا احساس دلاتے رہو اور واضح الفاظ میں اسکو بتاؤ کہ وہ تمہارے لئے کس قدر اہم اور محبوب ہے (اس گمان میں نہ رہو کہ وہ خود سمجھ جائے گی، رشتوں کو اظہار کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے) یاد رکھو اگر تم نے اس اظہار میں کنجوسی سے کام لیا تو تم دونوں کے درمیان ایک تلخ دراڑ آجائے گی جو وقت کے ساتھ بڑھتی رہے گی اور محبت کو ختم کردے گی ۳- عورتوں کو سخت مزاج اور ضرورت سے زیادہ محتاط مردوں سے کوفت ہوتی ہے لیکن وہ نرم مزاج مرد کی نرمی کا بے جا فائدہ اٹھانا بھی جانتی ہیں لہٰذا ان دونوں صفات میں اعتدال سے کام لینا تاکہ گھر میں توازن قائم رہے اور تم دونوں کو ذہنی سکون حاصل ہو ۴- عورتیں اپنے شوہر سے وہی توقع رکھتی ہیں جو شوہر اپنی بیوی سے رکھتا ہے یعنی عزت، محبت بھری باتیں، ظاہری جمال، صاف ستھرا لباس اور خوشبودار جسم لہٰذا ہمیشہ اسکا خیال رکھنا ۵- یاد رکھو گھر کی چار دیواری عورت کی سلطنت ہے، جب وہ وہاں ہوتی ہے تو گویا اپنی مملکت کے تخت پر بیٹھی ہوتی ہے اسکی اس سلطنت میں بے جا مداخلت ہرگز نہ کرنا اور اسکا تخت چھیننے کی کوشش نہ کرنا جس حد تک ممکن ہو گھر کے معاملات اسکے سپرد کرنا اور اس میں تصرف کی اسکو آزادی دینا ۵- ہر بیوی اپنے شوہر سے محبت کرنا چاہتی ہے لیکن یاد رکھو اسکے اپنے ماں باپ بہن بھائی اور دیگر گھر والے بھی ہیں جن سے وہ لاتعلق نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس سے ایسی توقع جائز ہے لہٰذا کبھی بھی اپنے اور اسکے گھر والوں کے درمیان مقابلے کی صورت پیدا نہ ہونے دینا کیونکہ اگر اسنے مجبوراً تمہاری خاطر اپنے گھر والوں کو چھوڑ بھی دیا تب بھی وہ بے چین رہے گی اور یہ بے چینی بالآخر تم سے اسے دور کردے گی ۷- بلاشبہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور اسی میں اسکا حسن بھی ہے یہ ہرگز کوئی نقص نہیں، وہ ایسے ہی اچھی لگتی ہے جس طرح بھنویں گولائی میں خوبصورت معلوم ہوتی ہیں لہٰذا اسکے ٹیڑھپن سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکے اس حسن سے لطف اندوز ہو اگر کبھی اسکی کوئی بات ناگوار بھی لگے تو اسکے ساتھ سختی اور تلخی سے اسکو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ وہ ٹوٹ جائے گی، اور اسکا ٹوٹنا بالآخر طلاق تک نوبت لے جائے گا مگر اسکے ساتھ ساتھ ایسا بھی نہ کرنا کہ اسکی ہر غلط اور بے جا بات مانتے ہی چلے جاؤ ورنہ وہ مغرور ہو جائے گی جو اسکے اپنے ہی لئے نقصان دہ ہے لہٰذا معتدل مزاج رہنا اور حکمت سے معاملات کو چلانا ۸- شوہر کی ناقدری اور ناشکری اکثر عورتوں کی فطرت میں ہوتی ہے اگر ساری عمر بھی اس پر نوازشیں کرتے رہو لیکن کبھی کوئی کمی رہ گئی تو وہ یہی کہے گی تم نے میری کونسی بات سنی ہے آج تک لہٰذا اسکی اس فطرت سے زیادہ پریشان مت ہونا اور نہ ہی اسکی وجہ سے اس سے محبت میں کمی کرنا یہ ایک چھوٹا سا عیب ہے اس کے اندر لیکن اسکے مقابلے میں اسکے اندر بے شمار خوبیاں بھی ہیں بس تم ان پر نظر رکھنا اور اللہ کی بندی سمجھ کر اس سے محبت کرتے

رہنااور حقوق ادا کرتے رہنا۹-ہر عورت پر جسمانی کمزوری کے کچھ ایام آتے ہیں۔ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے بھی اسکو عبادات میں چھوٹ دی ہے، اسکی نمازیں معاف کر دی ہیں اور اسکو روزوں میں اس وقت تک تاخیر کی اجازت دی ہے جب تک وہ دوبارہ صحتیاب نہ ہو جائے بس ان ایام میں تم اسکے ساتھ ویسے ہی مہربان رہنا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کی ہے جس طرح اللہ نے اس پر سے عبادات ہٹالیں ویسے ہی تم بھی ان ایام میں اسکی کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اسکی ذمہ داریوں میں کمی کر دو، اسکے کام کاج میں مدد کرادو اور اس کے لئے سہولت پیدا کرو ۱۰-آخر میں بس یہ یاد رکھو کہ تمہاری بیوی تمہارے پاس ایک قیدی ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے گا۔ بس اسکے ساتھ انتہائی رحم و کرم کا معاملہ کرنا

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:23pm UTC+05

بادشاہ اور محافظ بندر

تحریر: نامعلوم

انتخاب: وقارالاسلام



ایک بادشاہ کو کھیل تماشے دیکھنے کا بہت شوق تھا اور اس کے دربار میں ہر وقت ایسی لوگوں کی بھیڑ رہا کرتی تھی جو بادشاہ کو نت نئے تماشے دکھاتے اور بدلے میں انعام پاتے ایک دن بادشاہ کے دربار میں ایک مداری آیا بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا تماشہ دکھائے گا مداری نے کہا کہ تماشہ وہ نہیں بلکہ اس کا پالتو بندر دکھائے گا اور بادشاہ سے تماشہ دکھانے کی اجازت طلب کی بادشاہ نے مداری کو اجازت دے دی مداری دربار سے باہر گیا اور جنگ کے لباس اور ہتھیار لیے اپنے بندر کو ساتھ لے کر دربار میں آیا بادشاہ کے سپاہیوں نے مداری کو روکنے کی کوشش کی مگر بادشاہ نے سپاہیوں کو روک دیا مداری نے بندر کو اشارہ کیا بندر

نے کسی ماہر سپاہی کی طرح سے جنگی ہتھیاروں کو استعمال دکھانا شروع کر دیا وہ کسی ماہر سپاہی کی طرح تلوار چلاتا تو کبھی نیزہ کبھی تیزاندازی کرتا بادشاہ بندر کے ان کرتبوں سے بہت خوش ہوا اور مداری سے کہا کہ وہ یہ بندر اسے بیچ دے بندر کے مالک نے کہا کہ اس نے بہت مشکل سے بندر کو یہ سب سکھایا ہے بادشاہ نے مداری کو منہ مانگی رقم ادا منگنے کا کہا مداری نے سوچا کہ جب بادشاہ اس بندر کے لیے اتنا پاگل ہو رہا ہے تو کیوں نا اس بات سے فائدہ اٹھایا جائے اور وہ کسی اور بندر کو سدھا لے گا مداری نے پانچ سو سونے کی اشرفیاں مانگی جو بادشاہ نے فوراً ادا کر دی اور مداری اپنی رقم لے کر بادشاہ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا بادشاہ کے وزیر نے بادشاہ سے بندر خریدنے کی وجہ پوچھی تو بادشاہ نے کہا کہ وہ اس بندر نے اپنی خواب گاہ کے اندر چوکیداری کروائے گا کیونکہ انسانوں کو بھروسہ نہیں ہے اس جانور پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے وزیر نے بادشاہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ جانور ہے اور اپنی فطرت میں جنگلی ہے یہ کہیں آپ کو نقصان نا پہنچا دے مگر بادشاہ فیصلہ کر چکا تھا اور بندر نے بادشاہ کی خوابگاہ کے اندر چوکیداری شروع کر دی دن پر دن گذرتے گئے بادشاہ بندر کی کارگذاری سے بہت خوش تھا ایک رات بادشاہ سو رہا تھا اور بندر بادشاہ کی مسہری کے گرد چوکیداری کر رہا تھا اس رات بادشاہ کو ایک مکھی تنگ کرنے لگی بادشاہ نیند میں کبھی ایک ہاتھ سے مکھی کو اُڑاتا کبھی دوسرا ہاتھ استعمال کرتا مگر مکھی بادشاہ کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی بندر یہ سب دیکھ رہا تھا اس نے بھی مکھی کو اُڑانے کی کوشش کی مگر مکھی نا اُڑی بندر بار بار کوشش کرتا رہا کہ مکھی بادشاہ کو تنگ نا کرے مگر مکھی اڑنے کا نام نا لے رہی تھی اب بندر کو غصہ آگیا اور اس نے تلوار کو میان نے نکال لیا اس دوران مکھی بادشاہ کی ناک پر بیٹھ گئی بندر نے مکھی کو مارنے کی لیے تلوار چلائی مکھی تو اُڑ گئی مگر بادشاہ کی ناک کٹ گئی بادشاہ درد سے چیختا ہوا اٹھا بادشاہ کو چیختا دیکھ کر بندر نے بھی شور مچانا شروع کر دیا دونوں کا شور سن کر سپاہی بھاگ کر اندر آئے اور بادشاہ کو زخمی دیکھ کر پریشان ہو گئے اور طبیب کو بلایا مگر بندر کی تلوار کا وار بادشاہ سلامت کی ناک کو کاٹ چکا تھا۔ ہنر کے ساتھ عقل بھی ضروری ہے ورنہ ہنر کسی کام کا نہیں ہوتا۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:21pm UTC+05

اعتراف نامہ

تحریر: میاں وقارالاسلام "



بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں تم بناتے ہو ان سے تمہاری ہی خرابی ہے۔" [القرآن، سورہ الانبیا۔ آیت 18] اے اللہ اگر تو نے یہ دنیا اس لیے بنائی ہے کہ جھوٹ کر سچ پر کھینچ مارے اور وہ اس کا سر توڑ دے! تو میں اعتراف کرتا ہوں کے لاکھ چاہنے کے باوجود میں آج تک اپنی ذات سے بھی صحیح معانی میں سچا نہیں ہو سکا۔ میں نے بار بار اپنی ذات پر ظلم کئے ہیں، میں نے بار بار اپنے ساتھ منافقت کی ہے، میں نے بار بار خود سے سچ بولنے کے عہد کر کر کے توڑ دیے ہیں۔ میری اپنی ذات کے ساتھ سچے ہونے کی کوشش آج تک کامیاب نہیں ہو سکی۔ میں اپنے لیے جو کمزور سے معیار بھی رکھے میں انہیں بھی پورا نہیں کر سکا تو لوگوں کے معیار پر کیسے پورا آ سکتا ہوں۔ میرا احساب کرنے کے

لیے تو ایک ہی آیت کافی ہے کہ میرا اپنے ہی سچ کے ساتھ کھڑا ہونا کتنا ہی کھوکھلا اور کمزور ہے۔ تو نے مجھ علم اور شعور دیا، سمجھ بوجھ دی، بااختیار بھی بنایا، میں جانتا ہوں کہ سچ نے مجھے ہمیشہ عزت دی، طاقت دی ہے اور اسی نے ہر طرح کی مشکل سے باہر نکالا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جھوٹ نے مجھے ہمیشہ ذلت دی ہے، مجھے کمزور کیا ہے، اور میں جب بھی کسی بھی مشکل میں پھنسا تو اس کی بنیادی وجہ جھوٹ ہی پر مبنی تھی۔ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود بھی میں کتنا کمزور ہوں کہ پھر اسی دلدل میں جا گرتا ہوں۔

جھوٹ پر ثابت قدمی کتنی آسان ہیں، منافقت کتنی آسانی سے ہو جاتی ہے، اپنی ذات سے کیئے ہوئے عہد توڑنا کتنا آسان ہے۔ اس کے برعکس سچ پہ ثابت قدم رہنا کتنا مشکل ہے، اپنے نفس کے خلاف لڑنا بھی بہت مشکل ہے اور اپنے ساتھ کیئے گئے عہد پر قائم رہنا بھی آسان نہیں۔ مگر جب تو اپنا فضل کرتا ہے تو مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہوتے چلے جاتے ہیں، جب بھی میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں میری ذات کی کمزوریاں مجھے جگہ جگہ سے توڑتی اور بکھیری چلی جاتی ہیں، میں پھر سے اکھٹا ہونے کی کوشش کرتا ہوں، پھر سے رجوع کرتا ہوں اور پھر سے بکھر جاتا ہوں۔

مجھے لگتا ہے کہ میرا خود پر اختیار کچھ بھی نہیں۔ تو ہی میری ذات کے اندر موجود جھوٹ کے بڑے بڑے شگافوں بند کر سکتا ہے، تو ہی مجھے ثابت قدم رکھ سکتا ہے، تو ہی میرے اندر کی منافقت کو مار سکتا ہے۔ جیسے تو نے مجھے سیدھا راستہ دیکھایا ہے، جسے دیکھنا میری کمزور آنکھ کے بس میں نہیں تھا اور جسے سمجھنا بھی میری ناقص عقل کے لیے ناممکن تھا، ویسے ہی تو مجھے اپنے راستے پر ثابت قدم رکھ سکتا ہے۔

مجھ پر یہ آیت بڑی سخت محتسب ہے، تو چاہے تو میرا حساب آسان کر سکتا ہے، تو چاہے تو میری حالت درست کر سکتا ہے۔ اس ایک آیت کا وزن اُٹھانا میرے لیے ناممکن ہے تو پورے قران سے گزرنا تو پل صراط جیسا ہی ہے۔ میں ایک ایسے امتحان کی طرف دھکیلا جا رہا ہوں جس کا سبق تو میں پڑھ سکتا ہوں، یاد بھی کر سکتا ہوں، مگر اس کا پریکٹکل میری ذات میں نظر ہی نہیں آتا۔

تیرے سوا کس سے مانگا جا سکتا ہے، اے اللہ جب مجھے اُٹھانا تو اپنے با عمل لوگوں میں سے اُٹھانا۔ تو میری پور پور کا خالق ہے، میں پور پور بکھرا ہوا ہوں، تو ہی مجھے پور پور درست کر سکتا ہے ! دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اپنے علم سے نوازے اور ہمیں با عمل اور ثابت قدم رہنے کی توفیق دے ! امین

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Sunday, May 14, 2017 at 1:20pm UTC+05

اپنے وقار کی حفاظت کریں

تحریر: میاں وقارالاسلام



انسان کو معاشرے میں جو بھی مقام ملتا ہے، اس میں انسان کا ذاتی کمال کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل جو ہمیں باعزت گھرانے میں پیدا کرتا ہے، اور خاندانی حسب نسب عطا کرتا ہے۔ علم والوں سے ملواتا ہے تو تعلیم سے منور کر دیتا ہے، اہل فن سے ملواتا ہے تو ہمارے فن کو فروغ دیتا ہے۔ ہمیں نام دیتا ہے، ہمیں پہچان دیتا ہے اور ہمیں معاشرے میں مقام بخشتا ہے۔ ماں کی دعائیں اپنا کردار ادا کرتیں ہیں، باپ کی شفقت قدم مضبوط کرتی ہے، ہماری شخصیت بہت سے نامعلوم سہاروں کی بیسا کھیوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ درخت جتنا بھی بڑا ہو جائے تکبر کی دیمک اسے کب کھو کھلا کر دے گی اور وہ گر کر مٹی ہو جائے گا یہ کوئی نہیں جانتا۔ درخت کی مضبوطی اور طاقت تب تک ہے جب تک اس کے مزاج کی ہریالی اسے ہرا بھرا رکھتی ہے۔ اگر اللہ نے

آپ کو معاشرے میں سر بلند کیا ہے، تو سایہ دار درخت بنیں، پھل دار پیڑ بنے تاکہ اللہ نے آپ کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے وہ مقصد پورا ہو۔ سڑک کے کنارے کسی گھنے سایہ دار درخت کے نیچے جب کوئی مسافر تھک ہار کے بیٹھتا ہو تو درخت اس سایہ فراہم کرتا ہے یہ درخت کا کام ہے، اور یہ اس کا فرض ہے، یہی اس کی عبادت ہے، اور اسی کا اُس سے سوال کیا جائے گا۔ درخت یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے سائے میں بیٹھنے والا مسافر، کس قبیلے سے ہے، کس حسب نسب کا ہے، کس ذات کا ہے، بولتا کیسے ہے، چلتا کیسے ہیں، اس کی تعلیم کتنی ہے، اس کی تربیت کیسی ہے، اس کا مزاج کیسا ہے، اس کا لہجہ کیسا ہے۔ درخت کا اپنا ایک معیار ہے، اپنا ایک مقام ہے، اگر وہ خود کو گرا کر مسافر کی سطح پر لیے آئے گا تو وہ درخت ہی نہیں رہے گا بلکہ کٹی ہوئی لکڑیوں کا ڈھیر بن جائے گا۔ اسے درخت رہنے کے لیے اپنے معیار کو برقرار رکھنا پڑتا ہے۔ اور اپنے فرائض کو سمجھنا پڑتا ہے۔ سایہ دار ہونا اس کی پہچان ہے۔ وہ جانتا ہے جس دن اس کی ٹہنیاں سوکھ گئیں اور اس کا تنا کھوکھلا ہو گیا اس کی کہانی ختم ہو جائے گی۔ یہی انسان کے ساتھ ہوتا ہے، بڑے سے بڑا انسان بھی جس دن چھوٹے پن کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کی شان مٹی میں مل جاتی ہے، اس کا بھرم ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کا وقار جاتا رہتا ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو لوگوں پر فضیلت دی ہے تو اس میں اللہ کے راز ہیں کہ اس نے ایسا کیا ہے، ورنہ فضیلت تو اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کو ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر اللہ نے آپ پر فضل کیا ہے تو آپ پہ لازم ہے اُس کے فضل کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور جو معیار اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاشرے میں دے دیا ہے اُس کی حفاظت کریں۔ اگر آپ معاشرے کے لیے فلاح اور نیکی کے کام کر رہے ہیں تو یہ نا سمجھے کہ یہ آپ کر رہے ہیں، یہ اللہ آپ سے کروا رہا ہے کہ آپ کے ہاتھ سے نیک اعمال آگے جا رہے ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو ہم سے نیک اعمال کرنے کا سارا اختیار چھین لے۔ جیسے کہ اللہ فرماتا ہے کہ یہ ہم پر احسان مت رکھیں کہ مسلمان ہوئے ہیں، بلکہ اللہ ہی ان پر احسان رکھتا ہے کہ انہیں مسلمان کرتا ہے۔ نیکیاں لوگوں پر احسان رکھ کر مت کریں، اور نہ ہی احسان سمجھ کر کوئی نیکی کریں، ہر طرح کی نیکی ہم پر فرض ہے اور ہم صرف اپنا فرض ادا کر سکتے ہیں اور اللہ ہم پر احسان رکھتا ہے کہ ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم نیک عمل کر سکتے ہیں۔ پھر اللہ فرماتا ہے کہ ایمان لے آنے کے بعد والے کافر، بہت سے لوگ جنہیں معاشرے میں بہت زیادہ عزت ملتی ہے انہیں ایک معمولی سی غلطی پہ رسوا کر دیا جاتا ہے۔ انہیں نیک لوگوں سے رسوائی کا کام بھی لے لیا گیا، اللہ قادر ہے جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس بات سے ضرور ڈرنا چاہیے کہ اللہ ہمارے سامنے سے سیدھے رستے ہی نہ غائب کر دے اور ہمیں رسوائیوں میں بھٹکتا چھوڑ دے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے ساتھ ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے چہرے بدل دیں، تو پھر یہ کہاں جائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عزتوں کی حفاظت کرے، ہماری کوتاہیوں کو معاف کرے، ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ کرے، اپنے اپنے سیدھے راستے

پر چلائے اور ثابت قدم بھی رکھے۔ ہمیں اپنا شکر گزار بنائے، اپنی حدود کی پاس داری کرنے کی توفیق دے۔ ہم میں عجز اور انکساری پیدا کرے اور ہر طرح کے تکبر اور بڑائی سے بچائے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں ختم ہو گئیں، بڑے بڑے نام مٹ گئے، عزت اسی کی باقی رہی جس نے اپنی عزت کی حفاظت کی، وقار اُسی کا برقرار رکھا جس نے اپنے وقار کی حفاظت کی۔ اور جو کامیاب رہا اس پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہوا۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Saturday, May 6, 2017 at 10:56pm UTC+05

مانیا سکلوڈووسکا

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



ایک چھوٹے سے قصبے میں ایک غریب لڑکی رہتی تھی' اس کا نام مانیا سکلوڈووسکا تھا' وہ ٹیوشن پڑھا کر گزر بسر کرتی تھی' 19 برس کی عمر میں وہ ایک امیر خاندان کی دس سال کی بچی کو پڑھاتی تھی' بچی کا بڑا بھائی اس میں دلچسپی لینے لگا' وہ بھی اس کی طرف مائل ہو گئی چنانچہ دونوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کیا لیکن جب لڑکے کی ماں کو پتہ چلا تو اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا' اس نے مانیا کو کان سے پکڑا اور پورچ میں لا کھڑا کیا' اس نے آواز دے کر سارے نوکر جمع کئے اور چلا کر کہا' دیکھو یہ لڑکی جس کے پاس پہننے کیلئے صرف ایک فراک ہے' جس کے جوتوں کے تلوئوں میں سوراخ ہیں اور جسے 24 گھنٹے میں صرف ایک بار اچھا کھانا نصیب ہوتا ہے اور وہ بھی ہمارے گھر سے' یہ لڑکی میرے بیٹے کی بیوی بننا چاہتی ہے' یہ میری بہو کہلانے کی خواہش پال رہی ہے'' تمام

نوکروں نے قہقہہ لگایا اور خاتون دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی' مانیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے اوپر تیزاب کی بالٹی الٹ دی ہو' وہ توہین کے شدید احساس میں گرفتار ہو گئی اور اس نے اسی پورچ میں کھڑے کھڑے فیصلہ کیا وہ زندگی میں اتنی عزت' اتنی شہرت کمائے گی کہ پورا پولینڈ اس کے نام سے پہچانا جائے گا۔ یہ 1891ء تھا' وہ پولینڈ سے پیرس آئی' اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور فزکس پڑھنا شروع کر دی' وہ دن میں 20 گھنٹے پڑھتی تھی' اس کے پاس پیسہ دھیلا تھا نہیں جو کچھ جمع پونجی تھی وہ اسی میں گزر بسر کرتی تھی' وہ روز صرف ایک شلنگ خرچ کرتی تھی' اس کے کمرے میں بجلی' گیس اور کوئلوں کی انگیٹھی تک نہیں تھی' وہ برفیلے موسموں کی راتیں کپکپا کر گزارتی تھی' جب سردی برداشت سے باہر ہو جاتی تھی تو وہ اپنے سارے کپڑے نکالتی تھی' آدھے بستر پر بچھاتی تھی اور آدھے اوپر اوڑھ کر لیٹ جاتی تھی' پھر بھی گزارہ نہ ہوتا تو وہ اپنی ساری کتابیں حتیٰ کہ اپنی کرسی تک اپنے اوپر گرا لیتی تھی' پورے پانچ برس اس نے ڈبل روٹی کے سوکھے ٹکڑوں اور مکھن کے سوا کچھ نہ کھایا' نقاہت کا یہ عالم ہوتا تھا وہ بستر پر بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو جاتی تھی لیکن جب ہوش آتا تھا تو وہ اپنی بے ہوشی کو نیند قرار دے کر خود کو تسلی دے لیتی تھی' وہ ایک روز کلاس میں بے ہوش ہو گئی' ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد کہا' آپ کو دواء کی بجائے دودھ کے ایک گلاس کی ضرورت ہے' اس نے یونیورسٹی ہی میں پائری نام کے ایک سائنس دان سے شادی کر لی تھی' وہ سائنس دان بھی اسی کی طرح مفلوک الحال تھا' شادی کے وقت دونوں کا کل اثاثہ دو سائیکل تھے' وہ غربت کے اسی عالم کے دوران پی ایچ ڈی تک پہنچ گئی' مانیا نے پی ایچ ڈی کیلئے بڑا دلچسپ موضوع چنا تھا' اس نے فیصلہ کیا وہ دنیا کو بتائے گی یورینیم سے روشنی کیوں نکلتی ہے' یہ ایک مشکل بلکہ ناممکن کام تھا لیکن وہ اس پر جت گئی' تجربات کے دوران اس نے ایک ایسا عنصر دریافت کر لیا جو یورینیم کے مقابلے میں 20 لاکھ گنا روشنی پیدا کرتا ہے اور اس کی شعاعیں لکڑی' پتھر' تانبے اور لوہے غرض دنیا کی ہر چیز سے گزر جاتی ہیں' اس نے اس کا نام ریڈیم رکھا' یہ سائنس میں ایک بہت بڑا دھماکہ تھا' لوگوں نے ریڈیم کا ثبوت مانگا' مانیا اور پائری نے ایک خستہ حال احاطہ لیا جس کی چھت سلامت تھی اور نہ ہی فرش اور وہ چار برس تک اس احاطے میں لوہا پگھلاتے رہے' انہوں نے تن و تنہا 8 ٹن لوہا پگھلایا اور اس میں سے مٹر کے دانے کے برابر ریڈیم حاصل کی' یہ چار سال ان لوگوں نے گرمیاں ہوں یا سردیاں اپنے اپنے جسموں پر جھیلیں' بھٹی کے زہریلے دھوئیں نے مانیا کے پھیپھڑوں میں سوراخ کر دیئے لیکن وہ کام میں جتی رہی' اس نے ہار نہ مانی یہاں تک کہ پوری سائنس اس کے قدموں میں جھک گئی۔ یہ ریڈیم کینسر کے لاکھوں کروڑوں مریضوں کیلئے زندگی کا پیغام لے کر آئی' ہم آج جسے شعاعوں کا علاج کہتے ہیں یہ مانیا ہی کی ایجاد تھی' اگر وہ لڑکی چار سال تک لوہا نہ پگھلاتی تو آج کینسر کے تمام مریض مر جاتے' یہ لڑکی دنیا کی واحد سائنس دان تھی جسے زندگی میں دو بار نوبل پرائز ملا' جس کی زندگی پر 30 فلمیں اور

سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور جس کی وجہ سے آج سائنس کے طالب علم پولینڈ کا نام آنے پر سر سے ٹوپی اتار دیتے ہیں۔ جب دنیا نے مادام کیوری کو اس ایجاد کے بدلے اربوں ڈالر کی پیش کش کی تو اس نے پتہ ہے کیا کہا؟ اس نے کہا' میں یہ دریافت صرف اس کمپنی کو دوں گی جو پولینڈ کی ایک بوڑھی عورت کا مفت علاج کرے گی' جی ہاں! وہ امیر پولش عورت جس نے کبھی کیوری کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیا تھا' وہ اس وقت کینسر کے مرض میں مبتلا ہو چکی تھی اور وہ اس وقت بستر مرگ پر پڑی تھی.

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Wednesday, May 3, 2017 at 3:57pm UTC+05

بیت المقدس کے بابرکت مقامات

انتخاب: مہر محمد امین

تحریر: امام عطاء اللہ خان۔



کل پورا دن ہم نے بیت المقدس کی زیارات میں گذارا، القدس شہر میں قدیم بیت المقدس آج بھی اپنی اصلی صورت میں موجود ہے جس کے چاروں طرف ایک مضبوط دیوار ہے، موجودہ دیوار عثمانی خلیفہ سلیمان قانونی کی تعمیر کردہ دیوار کہلاتی ہے، شہر میں پتھروں سے بنی پرانی عمارتیں اور پتھروں ہی سے بنے راستے ہیں جہاں چالیس ہزار افراد رہتے ہیں جس میں تین جو تھائی تعداد مسلمانوں کی ہے، شہر میں داخل ہونے کے سات دروازے ہیں اور وسط میں مسجد اقصی ہے جس میں داخل ہونے کے دس گیٹ ہیں، مسجد اقصی کی زمین کا کل رقبہ چھتیس ایکڑ زمین پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں مسجد اقصی کے علاوہ چار تاریخی مقامات اور بھی

ہیں جن میں آج مساجد قائم ہیں۔ (۱) قبۃ الصخرۃ: قبۃ کہتے ہیں گنبد کو اور صخرۃ چٹان کو کہتے ہیں اس عمارات میں اوپر گنبد اور اس کے نیچے چٹان ہے جس کی وجہ سے اسے قبۃ الصخرۃ کہا جاتا ہے، اسی چٹان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ یہودی عقیدہ کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی قربانی اس چٹان پر کی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابوت سکینہ بھی یہی پر تھا یہی وجہ ہے کہ یہ مقام ان کے لیے بہت مبارک ہے، قبۃ الصخرۃ یہودی مذہب کے پیروکاروں کا قبلہ اور قربان گاہ ہے ان کے مذہب کے مطابق قربانی صرف اسی چٹان پر کی جا سکتی ہے چونکہ اب یہ جگہ ان کے دسترس اور استعمال میں نہیں اس لیے وہ قربانی نہیں کرتے ہیں، عام طور پر مسلمان قبۃ کو مسجد اقصی سمجھتے ہیں لیکن مسجد اقصی اس قبۃ سے کچھ فاصلے پر موجود ہے جسے یہاں کے مقامی مسلمان مسجد قبلی کہتے ہیں، البتہ یہاں آ کر معلومات میں یہ اضافہ بھی ہوا کہ یہاں کے مسلمان چھتیس ایکڑ پر مشتمل اس پورے رقبہ کو مسجد اقصی شمار کرتے ہیں اور اس رقبہ کے اندر قبۃ الصخری اور دیگر تمام مقامات کو بھی مسجد کہتے ہیں اور ان مقامات پر باقاعدگی سے نمازیں بھی ادا کی جاتی ہے۔ (۲) مسجد اقصی: قبۃ الصخرۃ سے کچھ فاصلہ پر نیچے اتر کر کشادہ صحن میں واقع ہے، مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بعد روئے زمین پر سب سے مبارک مسجد مسجد اقصی ہے جس کی طرف سفر کرنے کی اسلام میں خاص طور پر اجازت دی گئی ہے، مسجد اقصی کی موجودہ عمارت اموی دور کی عمارت ہے جسے ولید بن عبدالملک نے تعمیر کی تھی، اسی مسجد کے نیچے قدیم مسجد ہے جس کا کچھ حصہ آج بھی موجود ہے قدیم مسجد کے بڑے بڑے ستون اور چٹان کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کے بنائے گئے ہیں۔ اسی مسجد میں رسول کریم اللہ صلی اللہ علیہ نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت کی تھی، مسجد کے دونوں اطراف میں خالی صحن بھی مسجد کا حصہ ہے ابتداء میں یہ اطراف بھی مسجد کے اندر شامل تھے آج بھی وہاں ستونوں کے بقیات موجود ہے، مختلف اوقات میں زلزلوں کی وجہ سے یہ عمارت منہدم ہو گئی تھی جس کے بعد موجودہ مسجد کی تعمیر کی گئی، (۳) مسجد مروانی: مسجد اقصی کے بائیں طرف زمین کے نیچے واقع بہت بڑا حصہ ہے جسے اموی دور میں سلاطین کی آمد و رفت کے لیے بنایا گیا تھا، 1996 میں مسلمانوں نے حکومت سے درخواست کی مسجد میں ایمر جنسی کے لیے ایگزٹ کی ضرورت ہے جس کے لیے اس جگہ کو کھولنے کی اجازت حاصل کی گئی، مسلمانوں نے دو ہفتہ کے اندر اس حصہ کو صاف کر کے مسجد میں شامل کر لیا اور اب اسے مسجد مروانی کہا جاتا ہے۔ (۴) مسجد براق: مسجد اقصی کے دائیں طرف اس حصہ کو کہا جاتا ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے سفر میں براق باندھا گیا تھا، مسجد کے قبلہ کی سمیت میں ایک مخصوص مقام پر دیوار میں ایک رنگ علامت کے طور پر موجود ہے۔ دیوار گریہ: مسجد براق کے عقب میں دیوار کی دوسری جانب کے حصہ کو دیوار گریہ کہا جاتا ہے، مسجد براق کی طرف باہر سے ایک پل

بنایا گیا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر براق زمین پر اترا تھا، دیوار گریہ کے سامنے یہودی عبادت کرتے ہیں، دیوار کے سامنے دو حصے ہیں درمیان میں بورڈز رکھ کر دیوار بنائی گئی ہے جس کی ایک جانب خواتین اور دوسری جانب مرد عبادت کرتے ہیں یہودی مذہب میں مرد اور خواتین ایک جگہ پر مخلوط عبارت نہیں کرتے ہیں، دیوار گریہ پر جانے سے پہلے یہودی وضو کرتے ہیں ان کا وضو بہت آسان ہے صرف تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھوئے جاتے ہیں پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ، وضو کے لیے جو لوٹا استعمال کیا جاتا ہے اس میں دو دستے ہوتے ہیں۔ مسجد عمر: مسجد اقصی سے کچھ فاصلے پر یہ مسجد ہے جس کے بلکل سامنے ایک چرچ ہے جس کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں حضرت عیسی علیہ السلام کو سولی دی گئی اور اس چرچ میں ان کی قبر بنائی گئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس مقام پر پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا تھا عیسائی پادری نے ان سے درخواست کی اسی مقام پر نماز ادا کریں آپ رض نے مناسب نہیں سمجھا کہ یہاں نماز پڑھی جائے اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے بعد مسلمان اس مقام کو جائے نماز نہ بنائے چنانچہ آپ نے کنیسہ کے سامنے کچھ فاصلے پر نماز ادا کی جہاں بعد میں مسجد عمر بنائی گئی، حضرت عمر رض اور عیسائیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کا کتبہ اس مسجد کی دیوار پر تحریری شکل میں۔

موجود ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا گھر: مسجد عمر کے قریب سلطان صلاح الدین ایوبی کا گھر ہے، گذشتہ کئی برسوں سے یہ گھر علمی خاندان کی اولاد کی ملکیت میں چلتا آرہا ہے، گھر کی حفاظت کرنے والے خاندان نے ہمیں خوش آمدید کہا اور اس گھر کی سیر کرائی۔

Wednesday, May 3, 2017 at 3:48pm UTC+05

فطری رہبانیت

انتخاب: مہر محمد امین



حال ہی میں بھارتی اداکار ونود کھنہ کا انتقال ہو گیا۔ موجودہ نسل ان سے پوری طرح واقف نہیں. 80 کی دہائی میں وی سی آر پر بھارتی فلمیں دیکھنے کے دورِ جنون میں جو نسل پروان چڑھی وہ جانتی ہے کہ ونود کھنہ اس دور میں انڈیا کے مشہور اور خوبصورت ترین ہیرو تھے۔ 1982 میں عین عروج میں وہ فلم انڈسٹری چھوڑ کر روحانی پیشوا اور گرو رجنیش کے آشرم چلے گئے وہاں پانچ سال تک ایک مالی کا کام کرتے رہے تاکہ روحانی سکون حاصل کر سکیں۔ اس عمل میں انھوں نے فلم انڈسٹری کی چکا چوند ہی نہیں، خاندانی سکون اور اپنے دو بچوں اور بیوی کو بھی بے آسرا چھوڑ دیا تھا۔ جس کے بعد ان کی بیوی نے ان سے طلاق لے لی۔ کچھ

عرصہ کے بعد وہ لوٹے، دوبارہ شادی کی، فلموں میں کام کیا، سیاست میں حصہ لے کر وزیر تک بنے، لیکن ان کے خاندان کو جو نقصان پہنچنا تھا، پہنچ چکا تھا۔ مادیت کی دلدل میں گردن تک ڈوبے ہر انسان کو ایک روحانی غسل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

دیگر مذاہب میں اس کا جو طریقہ معروف ہے وہ ترک دنیا کا ہے۔ اس کی قیمت وہ ہوتی ہے جو ونود کھنہ نے دی کچھ لوگ مادیت کا علاج مزید مادیت سے کرتے ہیں۔ مزید مادیت دنیا میں مزید خرابی، خونریزی، کرپشن، نشہ بازی اور بدکاری وغیرہ کا سبب بنتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے اپنے نظام عبادات میں روحانیت کو شامل کر دیا ہے۔ ہر روز پنج وقتہ نماز انسان کو کچھ دیر دنیا سے کاٹ کر یہی روحانی سکون عطا کرتی ہے۔ مال کی زکوۃ پیسہ جمع کرنے کے جذبے کی جڑ کاٹتی ہے۔ سال میں ایک ماہ کا روزہ کھانا پینا اور ازواجی تعلق چھڑا کر عملاً ترک دنیا کا تجربہ کراتی ہے۔ اعتکاف اسی کی انتہائی شکل ہے۔ حج و عمرہ گھر بار چھوڑ کر انسان کو ایک مکمل روحانی غسل دیتی ہے۔ یہی وہ فطری رہبانیت ہے جس سے انسان کو دنیا کی ذمہ داریاں چھوڑے بغیر مکمل روحانی سکون ایک تسلسل کے ساتھ درجہ بہ درجہ ملتا رہتا ہے جس سے روح اور جسم کے تقاضے بالیدگی حاصل کرتے ہوئے اپنی تکمیل کا سفر طے کرتے ہیں۔

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Wednesday, May 3, 2017 at 3:48pm UTC+05

شہید ہونے والے پاک آرمی کے میجر کا اپنی بیوی کے نام لکھا گیا خط

انتخاب: سید کاشف رضا

تحریر: نامعلوم



مسز مائرہ عمران 1/74 خیابانِ بحریہ لاہور، پنجاب پاکستان کیسی ہو مائرہ؟ امید ہے خیریت سے ہوگی، میں بھی خیریت سے ہوں۔ مائرہ شاید یہ میرا آخری خط ہو اس لیے اسے سنبھال کے رکھنا، کم از کم جب تک زید بڑا نہیں ہوجاتا۔ کل زید کی دوسری سالگرہ تھی لیکن میں نہیں آ پایا، کیسے آتا؟ ہم لوگوں کو ایک فیملی کے لیے نہیں بلکہ ہم لوگوں کے 17 کروڑ لوگوں کی فیملی کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔

میری طرف سے زید کو بہت پیار کرنا اور ہماری اسٹڈی کے کیبنٹ کے سب سے آخری دراز میں ایک سبز رنگ ک لفافہ پڑا ہے ، وہ زید کو دے دینا ، میں نے اس لفافے کو ایسے ہی وقت کے لیے رکھ چھوڑا تھا، اس لفافے میں زید کے لیے ایک تحفہ اور ایک خط ہے جو اسے اکیلے میں پڑھنے دینا۔ اس وقت تک تو اس خط پر دو

آنسو گر چکے ہونگے، آخر تم عورتیں اتنی جذباتی کیوں ہوتی ہو؟ میں یہ آج تک نہیں سمجھ پایا۔ زید کو اس طرح کا نا بنانا، I Want My Son To Be A Brave Just Like Me ، زید کی تصویریں دیکھی میں نے پہلے کبھی نہیں کہا لیکن اب کہہ رہا ہوں، وہ بالکل تم پر گیا ہے۔

اسکی آنکھیں، اسکا ماتھا ، اسکے بال بالکل تم پر ہیں، پہلے شاید انا کی وجہ سے نہیں یہ بات کہہ سکا ، اب سوچا کہہ ہی دوں۔مائرہ یہ جنگ بہت مشکل ہے کیونکہ اس میں دونوں جانب ہمارے اپنے لوگ ہیں اور جنگ کا اصل مرحلہ اپنوں کو گولیاں مارنا ہوتا ہے۔ اکثر تو دس بار سوچتے ہیں لیکن جب پہلی گولی وہاں سے آتی ہے تو جواب میں ہمیں بھی گولی مارنا پڑتی ہے۔ یہاں رہنے والے بہت تکلیف سے گزر رہے ہیں، صرف اس لیے تا کہ ہم انکے گھروں کو آپریشن کے لیے استعمال کر سکیں، سب کسی نہ کسی طرح اس ملک کے لیے قربانی دینے میں لگے ہوئے ہیں، آخر یہ ملک ہے ہی اتنا پیارا۔ پرسوں قومی ترانے گاتے ہوئے سنا تو سمجھوں سارا غصہ پگھل گیا ہو، اس بچوں کو پڑھتا دیکھ کر دل کو بہت خوشی محسوس ہوئی کیونکہ وہ اس بات سے مطمئن تھے کہ انکے ساتھ کچھ نہیں ہوگا کیونکہ ہم وہاں پر موجود تھے۔ ایک دہشت گرد نے اسکول کے اندر بم نصب کر دیا تھا ، اگر ہم خالی کرواتے تو بہت سا جانی نقصانی ہوسکتا تھا۔

اس لیے میں نے وہی کیا جو ایک فوجی کا فرض تھا، میں نے اس بم کو اپنے ہاتھ مین اٹھایا اور اسکول سے بہت دور بھاگ گیا، جیسے ہی میں اکسول کی حدود سے باہر نکلا تو دھماکہ ہوا اور وہ بم پھٹ گیا اور مین زخمی ہوکر اسپتال یعنی یہاں پہنچ گیا جہاں سے تمہیں خط لکھ رہا ہوں۔ مجھے اس سب کا کوئی افسوس نہیں مائرہ کیونکہ وہ بچے محفوظ رہے، میں نے فوج اس لیے جوائن کی تھی کہ اپنے اس پاک وطن کو اپنی جان کا نذرانہ دے سکوں۔میں شہید ہوں مائرہ، مجھے ہمیشہ انہیں الفاظ میں یاد کیا کرنا اور زید سے کہنا کہ وہ بھی سب کو فخر سے بتائے کہ اسکا باپ ملک کی خفاظت کرتا ہوا آن ڈیوٹی شہید ہوا ہے۔ زید بہت پیارا بچہ ہے مائرہ، اب تمہیں اسے اکیلے پالنا ہوگا، آج مرتے مرتے وصیت کر رہا ہوں اسکو بھی فوجی بنانا مائرہ، اس کام میں ایک عجیب نشہ ہے ، شہادت کا نشہ، ملک کے لیے جان قربان کرنے کا نشہ اور اس نشے کے آگے دنیا کا ہر کام پھیکا لگتا ہے۔ مری موت پر افسوس نہ منانا کیونکہ میں تین سو بچوں کی جان بچا کر شہید ہورہا ہوں اور ویسے بھی شہیدوں کی موت پر رویا نہیں کرتے فخر کرتے ہیں۔ مائرہ جذبے کو اس عمر میں ہی محسوس کرے۔

بس میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اب انتظار ہے اپنے ملک کے سبز ہلالی پرچم میں لپٹ کر شہید کہلائے پر، یہ دیکھنے کہ شہید کی موت پر کتنی رونق ہوتی ہے، جب Ramp Ceremony جانے کا، میں آؤں گا اپنی میرے اعزاز میں گولیاں فائر کر کے سلامی دیئے جانے کی آواز سنوں گا تبھی میری روح کو سکون پہنچے گا۔ اب الوداع کہہ دیتا ہوں، کیونکہ یہ سب کہنے کے بعد نہ تم پڑھنے کے قابل رہی ہوگی اور نہ ہی میں لکھنے

کے ... اس لیے الوداع ! اپنا اور زید کا بہت خیال رکھنا، تمہارے پاس زید اس ملک کی امانت ہے اور امانت کو ایک دن واپس لوٹانا ہوتا ہے۔ میں زید کی شہادت کا انتظار کروں گا، خیال رکھنا۔ محبت کے ساتھ میجر عمران احمد، پنجاب رجمنٹ

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Tuesday, May 2, 2017 at 3:02am UTC+05

تمہاری بیوی کوئی کام نہیں کرتی""

انتخاب: سید کاشف رضا

تحریر: نامعلوم



میں نے اس سے چار ماہ کا بیٹا چھین لیا اور اسے میکے چھوڑ آیا. دراصل میں گھر والوں کے روز روز کے طعنوں سے تنگ آ چکا تھا. "تمہاری بیوی کوئی کام نہیں کرتی" مجھے بھی ایسا ہی لگنے لگا تھا. آخر تم کیا کرتی ہو سارا دن؟ برتن، کپڑے، گھر کی صفائی تو کام والی کر جاتی ہے. لیٹی ہی رہتی ہو.. اس کے جانے کے بعد آج میری پہلی رات کا آغاز تھا. میرے پہلو میں کوئی مجھے اپنی شرارتوں سے ہنسانے والا نہیں تھا. ہاں میرا بیٹا ضرور تھا. جسے میں نے ابھی ابھی فیڈر دے کر سلایا تھا. آپ سمجھے نہیں.... دودھ پلانے سے لے کر بچے کو سلانے تک مجھے کیا کیا کرنا پڑا. میں تفصیل میں جانا چاہتا ہوں. میں اٹھا اور کچن میں گیا. فیڈر کو صابن سے دھو کر

میں نے چولہے پر پانی چڑھایا۔ فیڈر کو ابالا۔ پھر دودھ بنانے کیلئے پانی نیم گرم کیا اور اس میں پاوڈر ڈالا۔ تب کہیں جا کر ایک فیڈر تیار ہوا۔ دودھ پلانے کے بعد میں اسے کندھے سے لگا کر تھپکتا رہا۔ تاکہ دودھ ہضم ہوسکے۔ پھر اسکا پیمپر تبدیل کرنے کیلئے اسے لٹایا تو معلوم ہوا کہ بچے نے پاخانہ کیا ہوا ہے۔ اسے باتھ روم لے جا کر صاف کرکے واپس آیا تو اس نے دودھ کی الٹی کر دی۔ میں جلدی سے رومال کی اٹھانے کو لپکا۔۔ خیر اسکو پیمپر دوبارہ لگایا اور بازووں میں جھولا کر سلانے لگا۔ دودھ ابال کر اسے ٹھنڈا کیا اور فریج میں رکھ دیا۔ وہ ہوتی تو ملک شیک بنا کر میرے ہاتھ میں تھما دیتی۔ لیکن اب اتنے جھمیلوں میں کون پڑے۔ ابھی اپنی روٹی پکا کر کھالوں گا۔ لیکن آٹا ؟؟؟ ابھی تو وہ گوندھنا پڑے گا۔ شکر ہے سالن تو پکا پڑا ہے۔ بس کٹوری میں ڈال کر اوون کا بٹن ہی دبانا ہے۔ میں ذرا بیڈ سے بکھیرا اٹھالوں۔ پیمپر۔۔ وائپس۔۔۔ کھلونے۔۔۔ فیڈر۔۔۔ شیٹس کو انکی مخصوص جگہوں پر رکھا اور روٹی۔ نہیں۔ صبح آفس جانے کیلئے کپڑے بھی تو استری کرنے ہیں۔ میں لگا کپڑے استری کرنے۔ ابھی شرٹ پریس کی تھی کہ بیٹا رونے لگا۔ اب کی بار میں نے اسکو جھولے میں ڈالا اور جھولا جھلانے لگا۔ بھوک سے میرا برا حال تھا۔ اللہ اللہ کرکے بچے کو سلایا اور ایک ریسٹورنٹ پر کال کرکے کھانے ڈیلیور کرنے کا آرڈر کیا۔ آدھے گھنٹے بعد کھانا میرے سامنے تھا۔ میں نے بڑے بڑے نوالوں میں کھانا ختم کر دیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر بیٹا دوبارہ جاگ اٹھا تو کھانا پڑا رہ جائیگا۔ پھر دوبارہ گرم کرنے کیلئے بھی ٹائم چاہیئے اور "مشقت" بھی۔ مجھے اکتاہٹ ہونے لگی۔ گھڑی گیارہ بجا رہی تھی۔ میں بستر پر ڈھ سا گیا۔ سائرہ وہ چادر ہی الماری سے نکال دو۔ میں اوڑھ کر سونا چاہ رہا ہوں لیکن نہیں۔۔۔ اب خود ہی اٹھ کر لینی پڑے گی ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ یو۔ پی۔ ایس۔ بھی جواب دے گیا۔ پنکھا بند ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ گرمی کے سبب میرا بیٹا جاگ جاتا اور چلانے لگتا۔۔ میں نے بیڈ سے چھلانگ لگائی اور جھٹ سے دستی پنکھا الماری سے نکال لایا۔ میں اسکو پنکھا جھلنے لگا اور ساتھ ساتھ نیند کی شدت سے خود بھی جھولنے لگا۔ بارہ بجے بجلی آئی اور میں فوراً ہی سو گیا دو بجے بیٹے کے رونے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ اچانک گہری نیند سے جاگنے پر میرے سر میں درد ہونے لگا۔ اسے بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں سستی سے اٹھا اور اسے ڈبے کا دودھ بنا کر پلایا۔ اڑھائی بجے کے قریب بیٹا سو گیا اور میں بھی اسکے بعد بیٹا کب جاگا اور کب تک روتا رہا مجھے نہیں معلوم۔ البتہ جب صبح آٹھ بجے آنکھ کھلی تو وہ رو ہی رہا تھا۔ اور اسکے پیمپر سے مواد نکل کر بیڈ شیٹ میں جذب ہو رہا تھا۔ جلدی سے اٹھا۔ پیمپر تبدیل کیا۔ دودھ پلایا بیڈ شیٹ کو دھویا اور ایک دھلی ہوئی بیڈ شیٹ بچھائی۔ سوا نو ہو چکے تھے۔ ناشتے میں جو میں دہی کھاتا تھا وہ سائرہ گھر میں بنا لیتی تھی۔ پتہ نہیں کس پہر بناتی تھی۔ میں نے چائے بنانے کی غرض سے ساس پین میں دودھ انڈیلا اور سوچنے لگا کونسا وقت تھا جب سائرہ مصروف نہیں ہوتی تھی۔ میری خدمت میں بھی کوئی کمی نہیں آنے دی۔ گھر میں صرف وہی تین کام تو نہ تھے جن کیلئے میں نے نوکرانی رکھ دی تھی۔ ایک بچے کو سنبھالنا ہی کافی تھا

اسکو تھکن سے چور کرنے کیلیئے. لیکن وہ مجھے وقت پر کھانا دیتی میں تھک جاتا تو مجھے دباتی. میں اداس ہوتا تو مجھے ہنساتی. اور میری دلجوئی کرتی. میں کاروباری معاملات میں کشمکش میں پڑ جاتا تو وہ میرا حوصلہ بندھاتی. میں سوچوں میں گم تھا. دودھ ابل کر شیلف پر آچکا تھا. میں آہستہ آہستہ شیلف پر کپڑا لگانے لگا تم کرتی کیا ہو سارا دن واہ تمہارا جسم کیوں درد کرنے لگا کونسا پہاڑ ڈھایا ہے تم نے اور وہ پہلو بدل لیتی شاید میرے طنزیہ جملوں پر آنسو بہاتی ہو گی پر میں ظالم انسان نے پرواہ نہیں کی کبھی کچھ دیر بعد خود ہی سائیڈ بدل کر میرے چہرے پر جھک جاتی. "آئی لو یو" تو میں جواباً مسکرا دیتا. اور وہ اصرار کرنے لگتی.. نہیں آپ آئی لو یو تو بولیں مجھے اسکی شرارتیں یاد آنے لگیں. صبح کے دس بج رہے تھے. اور کام پر نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے چھٹی ماری اور وہ سب اپنے اپنے کمروں میں مشغول تھے. جوابھی کل ہی مجھے کہہ رہے تھے کہ تمہاری بیوی کوئی کام نہیں کرتی. کسی نے مجھے چائے کا ایک کپ بھی بنا کر دینے کی زحمت نہیں کی. میں نے بچے کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی ان راستوں پر دوڑا دی جو راستے مجھے ہمیشہ کیلیئے سائرہ کے ساتھ جوڑنے والے تھے. وہاں پہنچ کر میں نے دونوں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور وہ ہمیشہ کی طرح بڑا دل کرکے چلی آئی میرے ساتھ قارئین شادی شدہ حضرات سے میری ریکویسٹ ہے کہ ٹھیک ہے سب کا حق آپ پر ہے سب آپ کو مشورہ دے سکتے ہیں لیکن سب سے زیادہ حق آپ پر آپ کی بیوی کا ہے اسکو ٹائم دیں اس سے پوچھیں اسکی دلجوئی کریں سارا دن بغیر مزدوری کے بنا لالچ آپکی آپکے بچوں کی آپ کے خاندان کی وہ خدمت کرتی رہتی اور بدلے میں اسے کیا ملتا ہے یہ سب آپ جانتے ہیں۔

Tuesday, May 2, 2017 at 2:59am UTC+05

اپنے گھر کی خبر لیں۔

انتخاب: سید کاشف رضا

تحریر: احسان کوہاٹی



احسان کوہاٹی 2017/04/24، ہیڈ لائنز باغیانہ خیالات، بچوں کی رہنمائی، جنسی بے راہ روی "یہ نارتھ کراچی کے ایک اسکول کا ذکر ہے، ایک خاتون ٹیچر ساتویں کلاس میں پڑھانے گئیں اور ایک طالب علم کو کسی بات پر ڈانٹ دیا، یہ عام سی بات ہے، اسکول کیا یونی ورسٹیز میں اساتذہ کسی بات پر ناراض ہو کر ڈانٹ ڈپٹ کر ہی دیتے ہیں۔ آپ بھی کہیں گے کہ یہ کیا بات ہوئی لیکن بات ہوئی اور ایسی ہوئی کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گی۔ اس بچے نے ڈانٹ کھا کر ٹیچر سے بدلہ لینے کا سوچ لیا اور وہ بدلہ لینے کے لیے دوسرے روز سب کی نظر بچا کر ٹیچرز کے بیت الخلاء میں چلا گیا۔

اس نے اپنا سیل فون سائیلنٹ کرکے ریکارڈنگ کا بٹن دبایا اور اسے وہاں چھت کے لینٹر پر اس طرح چھپا کر رکھ دیا کہ کسی کو دکھائی نہ دے۔ فون کی بیٹری نے جب تک ساتھ دیا بیت الخلاء استعمال کرنے والوں کی ریکارڈنگ ہوتی رہی لیکن ہوا یہ کہ یہ فون اس مجرمانہ ذہن کے طالب علم کے بجائے کسی اور کے ہاتھ لگ گیا اور اس نے وہ ریکارڈنگ سوشل میڈیا کے ایک ایسے گروپ میں شیئر کردی جس میں ریکارڈنگ کا حصہ بننے والے بھی تھے۔ اب آپ سوچیے کہ ان ٹیچرز پر کیا بیتی ہوگی اور کیا ہوا ہوگا" محمد اسعد نے اپنی بات مکمل کی اور پیشانی پر پریشانی کی لکیریں لیے چپ ہوئے کہ سیلانی کچھ کہے لیکن سیلانی تو کاٹھ کا مجسمہ بنا محمد اسعد کو دیکھے جارہا تھا۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک ساتویں جماعت کا طالب علم اس طرح کی مجرمانہ ذہنیت بھی رکھ سکتا ہے اور صرف رکھ ہی نہیں سکتا، عمل بھی کرسکتا ہے۔ "ناقابل یقین۔۔۔ایسا بھی ہو رہا ہے." بالآخر سیلانی کے لب ہلے "بہت کچھ ہو رہا ہے اتنا کہ میری اور آپ کی سوچ بھی وہاں نہ پہنچ سکے۔ ہم نے کراچی کے ڈھائی ہزار طلبہ پر ریسرچ کی۔ اسے مکمل کرنے میں پانچ برس لگے۔ اس دوران جو کچھ سامنے آیا وہ ایسا چونکا دینے والا ہے کہ میں آپ سے رابطہ کیے بغیر نہ رہ سکا۔" محمد اسعد فری لانس صحافی اور ریسرچر ہیں، کسی وقت میں روزنامہ امت میں ہوا کرتے تھے، پھر گردش دوراں انہیں امت سے لے کر جانے کہاں کہاں پھرتی رہی لیکن اس پھیر میں وہ اسعد کا مزاج اور مقصد نہ پھیر سکی۔ محمد اسعد زمانے کے چلن اور سماج کے رویوں سے نگاہ نہ ہٹا سکے۔

سماج، معاشرے میں بھی بچے ان کی ریسرچ اور توجہ کا مرکز ہیں، آج کل "فارایور" نامی این جی او سے وابستہ ہیں اور اسی این جی او کی ریسرچ کے نتائج اور ڈھیر ساری پریشانی لے کر پریس کلب میں سیلانی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اسعد کہنے لگے "ہم نے یہ تحقیق 2012ء میں شروع کی تھی، کراچی کے تین ایسے علاقوں کا انتخاب کیا جہاں لوئر مڈل، مڈل اور اپر مڈل کلاس رہائش پذیر ہے، ساتویں کلاس سے انٹر کے تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ سے رابطہ کیا، ان سے سوالات کیے گئے، انٹرویو کیے گئے اور انہوں نے جو جو بیان کیا، جو جو بتایا، وہ لرزا دینے کے لیے کافی ہے"۔ محمد اسعد نے اپنی بات آگے بڑھائی اور کہنے لگے "تین باتیں واضح طور پر سامنے آئیں کہ بچوں میں باغیانہ خیالات، مجرمانہ ذہنیت کے رجحانات زیادہ ہوتے جارہے ہیں اور سیکس کی خواہش بھی بڑھ رہی ہے"۔ "بچوں میں سیکس کی خواہش؟""جی بچوں میں، ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ اب بچوں میں بلوغت کا عمل جلد ہونے لگا

ہے اور اس پر پھر یہ انٹرنیٹ کی آسانیاں، اب تو آپ سیل فون ہاتھ میں لے کر سب کچھ دیکھ سکتے ہیں، کسی پرائیویسی کی ضرورت بھی نہیں، اور یہ آزادی جنسی تقاضوں پر مسلسل پٹرول چھڑک رہی ہوتی ہے، اوپر سے مخلوط تعلیمی نظام رہی سہی کسر پوری کر رہا ہے۔""بالکل درست کہہ رہے ہیں، مجھے ابھی کچھ دن پہلے ہی اک ایسے اسکول کا پتہ چلا جہاں کافی سخت ڈسپلن ہے۔ نویں کلاس کی بچی کی طبیعت خراب ہوئی، اس کے پیٹ میں شدید درد ہو رہا تھا، ٹیچرز ڈاکٹر کے پاس لے گئے، اور ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد اس کے ماں باپ کو بلوا کر بتایا کہ آپ کی بچی تو حاملہ ہے۔۔۔""ایسا ہی ہے، صورتحال بڑی خوفناک بلکہ بھیانک ہے." اسعد نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے تائید کی. "اچھا! آپ لوگوں نے اس پر سوچا، غور کیا کہ وجوہات کیا ہیں؟""سیلانی بھائی! بہت سے عوامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے اگر میں یہ کہوں کہ ہمارا کھانا پینا ہمارا دشمن بن گیا ہے، ہم لقمہ نہیں لے رہے ہوتے، اپنا دشمن حلق سے اتار رہے ہوتے ہیں۔

یہ جنک فوڈز، برگر، چائینیز کھانے جن میں خاص کر سوڈیم گلوٹو میٹ شامل ہوتا ہے۔۔۔""یہ کیا بلا ہے؟""آسان لفظوں میں اجینو موتو""اوہ۔۔۔ لیکن اجینو موتو کا ان سب سے کیا واسطہ؟""یہی تو، اس میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو ہمیں بہت زیادہ حساس کر دیتے ہیں، میں کیسے سمجھاؤں؟ یوں سمجھ لیں کہ جنونیت سی آجاتی ہے، میں آپ کو ہاتھ بھی لگاؤں تو ایک دم سے غصہ آجائے گا، جی چاہے گا تہس نہس کر دوں۔ پھر سب سے بڑی وجہ والدین اور بچوں میں بڑھتا ہوا فاصلہ ہے۔ ہم بچوں کو بہترین اسکول، یونی فارم، لنچ بکس اور آسائشیں دینے میں لگے رہتے ہیں، اس چکر بھاگتے رہتے ہیں لیکن بچوں سے دور ہو جاتے ہیں، انہیں توجہ نہیں دے پاتے. کیا آپ یقین کریں گے کہ کلاس سکس کی بچی کو اسکول میں پیریڈز ہو جائیں اور اس کی ماں کو فون کیا جائے کہ آکر بچی کو اسکول سے لے جائیں۔ یعنی ماں اپنی بیٹی کے حال سے اس حد تک بے خبر ہے، اور ماں بیٹی میں ایسا فاصلہ ہے کہ بچی ماں سے بھی ڈسکس نہیں کر پا رہی۔ ہماری بچوں کے والدین سے بھی بات ہوئی. ان کا کہنا ہے کہ بچوں کو اچھا پڑھانے لکھانے، سفید پوشی کا بھرم رکھنے کے لیے مشین بن کر جینا پڑ رہا ہے. کچھ اصحاب تو ایسے بھی ملے کہ جب ان سے بچے کے بارے میں بات کی گئی کہ ان کا بچہ بے راہ روی کا شکار ہو رہا ہے، غلط فلمیں دیکھ رہا ہے، غلط جگہ اٹھ بیٹھ رہا ہے، تو بے بسی سے کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں لیکن کیا کریں؟ کتنا سمجھائیں؟ اب منکر نکیر بن کر تو اس کے کاندھوں پر بیٹھنے سے رہے۔" اسعد کا کہنا تھا کہ بچوں میں ہٹ دھرمی، ضد یا باغیانہ خیالات تیزی سے بڑھتے دیکھے جا رہے ہیں. "معاشرے کی اپنی روایات اور قدریں ہوتی ہیں جن کا سب ہی کو پاس رکھنا ہوتا ہے. آج کل کے بچے کہتے ہیں ہم انہیں نہیں مانتے، ان میں ایک طرح کا باغیانہ پن دیکھا جا رہا

ہے۔ دوسرا مسئلہ مجرمانہ ذہنیت ہے. میں ایک اسکول میں کنسلٹنٹ بھی ہوں، کام ہی ایسا ہے کہ طلبہ سے دوستی کرنا پڑتی ہے. ایک دن مجھے میٹرک کلاس کے ایک طالب علم نے پیشکش کی کہ سر پیزا کھانا ہے؟ میں نے کہا کہ ضرور کھانا ہے لیکن تمہارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے؟ جواب میں ہنس کر کہنے لگا کہ پیسوں کا کوئی مسئلہ نہیں، پیزا آرڈر کریں گے، ڈلیوری بوائے آئے گا، ہم دوست اس سے پیزا بھی چھین لیں گے اور موبائل بھی۔ موبائل ساتھ والی سرینا مارکیٹ میں بیچ دیں گے اور پیزا انجوائے کریں گے۔ اب اس کا ذہن دیکھیں، میں یہ نہیں کہتا کہ اس نے ایسا کبھی کیا یا نہیں لیکن اس نے ایسا سوچا"۔

اسعد کی باتوں نے سیلانی کو 2015ء میں گلشن فاطمہ اسکول سولجر بازار کا وہ 16 سالہ طالب علم نوروز یاد آگیا جس نے اپنی 15 برس کی محبوبہ کو گولی مار کر خودکشی کر لی تھی۔ پولیس کے مطابق صبا اپنے بیگ میں گھر سے پستول چھپا کر لائی تھی، اس ہی نے نوروز کو پستول دیا کہ ہم ساتھ جی نہیں سکتے تو کیا ہوا مر تو سکتے ہیں، اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اسعد بتائے جا رہا تھا اور سیلانی ہکا بکا سنے جا رہا تھا" تقریباً پینتالیس فیصد بچوں میں مجرمانہ ذہنیت، جنسی خواہشات اور باغیانہ پن کے اثرات پائے گئے اور یہ پینتالیس فیصد کی شرح بہت ہوتی ہے، سمجھیں یہ خطرے کی گھنٹی ہے، اسی لیے میں دوڑا دوڑا آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ کالم لکھیں، کچھ بھی کریں، یہ گھنٹی بجادیں کہ خدارا! اپنے بچوں کی خبر لو یہ ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ کل کو ہاتھ ملتے نظر آؤ"۔

محمد اسعد کے لہجے سے فکرمندی اور تشویش عیاں تھی، وہ پریشان ہو کر سیلانی کے پاس آیا تھا اور اب سیلانی پریشان تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے. بچوں کو ہم اپنا آنے والا کل، مستقبل کا معمار اور جانے کیا کیا کہتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ہم کر کیا رہے ہیں؟ کتنی توجہ دے رہے ہیں، کتنا خیال رکھ رہے ہیں؟ انہیں کتنا وقت دے رہے ہیں؟ اس کا اندازہ اس ریسرچ سے ہو رہا ہے۔ فارایور کی یہ ریسرچ ملک کے سب سے بڑے شہر میں کی گئی، اس کا اطلاق ملک کے بیس پچیس شہروں میں تو ہو ہی سکتا ہے کہ شہری علاقوں میں کم و بیش ایسے ہی حالات ہیں۔ والدین سفید پوشی کا بھرم رکھنے کے لیے صبح سے رات تک کام کرنے والی مشین بنے رہتے ہیں، کسی نے کرائے کے مکان سے اپنا مکان میں منتقل ہونا ہوتا ہے اور کسی نے موٹر سائیکل کو کار سے بدلنا ہوتا ہے، کوئی لیاقت آباد سے گلشن اقبال جانے کی چاہ رکھتا ہے اور اسی تگ و دو میں بچوں کو وقت نہیں دے پاتا۔ اس پر مزید ظلم یہ کہ بچوں کو

میڈیا کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ وہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ کیوں دیکھ رہے ہیں؟ اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟ کسی کو فکر نہیں ہوتی۔

بچوں کے کچے ذہنوں تک سب سے آسان رسائی میڈیا کی ہے اور الیکٹرانک میڈیا کا حال تو یہ ہے کہ اب کسی بھی ایک نیوز چینل پر بچوں کے لیے کوئی ایک پروگرام نشر نہیں ہوتا، آپ چینل گنتے چلے جائیں اور تلاش کرتے رہیں، کوئی ایک پروگرام نہیں ملے گا۔ ایک وقت تھا صرف ایک پی ٹی وی ہوتا تھا اور وہ اس سے بچوں کے وہ شاہکار پروگرام نشر ہوتے تھے کہ بچوں کی نظریں اسکرین سے چپک سی جاتی تھیں، کلیاں، الف لیلیٰ، عینک والا جن کون بھول سکتا ہے. آج کمرشل ازم کے دور میں کون بچوں کو یاد رکھے، ہم نے انہیں مار دھاڑ، تشدد اور باغیانہ خیالات کے عکاس ڈراموں، فلموں کے حوالے کر دیا ہے جس کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ سیلانی نے میز سے ریسرچ رپورٹ کا خلاصہ اٹھالیا جس کے مطابق پینتالیس فیصد بچے ایسے تھے جن میں باغیانہ پن، مجرمانہ سوچ اور بڑھتی ہوئی جنسی طلب پائی گئی، پچیس فیصد بچے مجرمانہ سوچ اور پینتیس فیصد بچے باغیانہ خیالات کے ملے۔

سیلانی فارایور کی رپورٹ پر خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں بچوں کو توجہ دیں، ان کے اسکول جائیں، کلاس ٹیچر سے ملیں، ان کے دوستوں کے بارے میں پوچھیں، ان کی بے جا ضد کے آگے ہتھیار ڈال کر اسمارٹ فون اور لیپ ٹاپ نہ دیں۔ اس عمر میں انٹرنیٹ کے ساتھ پرائیویسی کیمیکل کی آگ پر پٹرول کا چھڑکاؤ ہے۔ دیکھیں کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے، الرٹ رہیں اپنے ہاتھوں سے اپنا آنے والے کل کو ان شعلوں میں نہ جھونکیں جنہیں آپ کے اشک بھی کبھی بجھا نہ سکیں. سیلانی نے یہ سوچتے ہوئے "فارایور" کی رپورٹ کو تشویش بھری نظروں سے دیکھتا رہا، دیکھتا رہا اور دیکھتا چلا گیا۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Monday, May 1, 2017 at 12:22pm UTC+05

لیبر ڈے

انتخاب: میاں وقارالاسلام



ایک مزدور اور اس کی بیوی پریشان بیٹھے تھے۔ بیوی نے پوچھا تم کیوں پریشان ہو؟ مزدور بولا: "میں جن صاحب کی کوٹھی پر مزدوری کر رہا ہوں، کل ان کی چھٹی ہے۔ جس دن ان کی چھٹی ہوتی ہے، وہ کوٹھی پر آ کر ایک ایک انچ کا جائزہ لیتے ہیں، کوئی نقص نکل آئے تو ٹھیکیدار ہم مزدوروں کے پیسے کاٹ لیتا ہے۔ بس یہی پریشانی ہے۔۔۔ اور تم بتاؤ تم کیوں پریشان ہو؟" بیوی بولی: "جن ڈاکٹر صاحبہ کے گھر میں کام کرتی ہوں، کل ان کی چھٹی ہے۔ جس دن ان کی چھٹی ہو اس دن سر پر کھڑے ہو کر کام کرواتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ ایک ایک tile میں تمہاری شکل نظر آنی چاہیے۔ پتہ نہیں کل کس بات کی چھٹی ہے!" ان کا چھوٹا بیٹا بولا: "میں بتاتا ہوں، کل یومِ مزدور ہے۔ اس لئے سب بڑے صاحب چھٹی کریں گے!" مزدور اور اس کی بیوی نے حیرت سے

بیٹے کو دیکھا اور پوچھا: "تمہیں کیسے پتہ؟" بیٹا بولا: "آج استاد کہہ رہا تھا کہ صبح 7 بجے سروس سٹیشن پہنچ جانا۔ 7 بجے سے دیر ہوئی تو پسلیاں توڑ دوں گا۔ کل یومِ مزدور ہے اور صاحب لوگوں کی چھٹی ہے، گاڑیوں کا زیادہ رش ہو گا۔۔۔"

مصنف و مرتب: میاں وقارالاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Saturday, April 29, 2017 at 6:10pm UTC+05

بادشاہ کا اعلان

انتخاب: ڈاکٹر شہناز مزمل

تحریر: نامعلوم



ایک ریاست کے بادشاہ نے یہ اعلان کروادیا کہ کل صبح جب میرے محل کا مرکزی دروازہ کھولا جائے گا تب جس شخص نے بھی محل میں جس چیز کو ہاتھ لگادیا وہ چیز اس کی ہو جائے گی. اس اعلان کو سن کر سب لوگ آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ میں تو سب سے قیمتی چیز کو ہاتھ لگاؤں گا. کچھ لوگ کہنے لگے میں تو سونے کو ہاتھ لگاؤں گا، کچھ لوگ چاندی کو تو کچھ لوگ قیمتی زیورات کو، کچھ لوگ گھوڑوں کو تو کچھ لوگ ہاتھی، کچھ لوگ دودھ دینے والی گائے کو ہاتھ لگانے کی بات کر رہے تھے. جب صبح محل کا

مرکزی دروازہ کھلااور سب لوگ اپنی اپنی من پسند چیزوں کے لئے دوڑے. سب کو اس بات کی جلدی تھی کہ پہلے میں اپنی من پسند چیزوں کو ہاتھ لگادوں تاکہ وہ چیز ہمیشہ کے لئے میری ہو جائے.

بادشاہ اپنی جگہ پر بیٹھا سب کو دیکھ رہا تھا اور اپنے آس پاس ہو رہی بھاگ دوڑ کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا. اسی وقت اس بھیڑ میں سے ایک شخص بادشاہ کی طرف بڑھنے لگا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچ کر اس نے بادشاہ کو چھو لیا. بادشاہ کو ہاتھ لگاتے ہی بادشاہ اس کا ہو گیا اور بادشاہ کی ہر چیز بھی اس کی ہو گئی. جس طرح بادشاہ نے ان لوگوں کو موقع دیا اور ان لوگوں نے غلطیاں کی. ٹھیک اسی طرح ساری دنیا کا مالک بھی ہم سب کو ہر روز موقع دیتا ہے، لیکن افسوس ہم لوگ بھی ہر روز غلطیاں کرتے ہیں. ہم اللہ کو حاصل کرنے کی بجائے اللہ کی بنائی ہوئی دنیا کی چیزوں کی آرزو کرتے ہیں.

لیکن کبھی بھی ہم لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ کیوں نہ دنیا کے بنانے والے مالک کو پا لیا جائے. اگر مالک ہمارا ہو گیا تو اس کی بنائی ہوئی ہر چیز بھی ہماری ہو جائے گی۔

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Saturday, April 29, 2017 at 5:54pm UTC+05

اَلتَحِیّاتُ

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



کیا آپ " اَلتَحِیّاتُ " کا پس منظر جانتے ہیں کہ ہم کیوں نماز میں اسے پڑھتے ہیں؟ -

" اَلتَحِیّاتُ " ایک بہت اہم دعا ھے جسے ہم اپنی روز کی نماز میں دہراتے ہیں جب مجھے اس کی اہمیت معلوم ہوئی تو میرا دل پگھل گیا- درحقیت " اَلتَحِیّاتُ " اس مکالمے کا ایک حصہ ھے جو دوران معراج اللہ رب العزت اور اس کے محبوب محمد ﷺ کے مابین ہوا -

. جب حضرت محمد ﷺ اللہ رب العزت سے ملے تو آپ ﷺ نے ' اَسّلَامُ عَلَیکُم ' نہیں کہا - کوئی اس ذات کو کیسے سلام کہے جو بذات خود پیکر سلام ھے ؟ ہم اسے سلام نہیں کر سکتے کیونکہ ساری سلامتیوں کا خالق وہ خود ھے لہذا رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا :- " اَلتَحیّات ُلِلّهِ وَالصّلَوَاتُ وَالطّیّبَاتُ " تمام زبان کی بدنی اور مالی عبادات اللہ کیلئے ہیں اللہ سبحان تعالی نے ارشاد کیا :- السّلَامُ عَلَيْكَ أَيُهَا النّبِيُ وَرَحْمَةُ اللّهِ وَبَرَكَاتُهُ اے اللہ کے نبی آپ پر اللہ کا سلام اور برکتیں ہوں

اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :- السّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّهِ الصّالِحِينَ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر نوٹ:- آپ ﷺ نے " ہمیں " بھی اس جواب میں شامل کیا , (اور اللہ کے صالح بندوں پر) اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کے مابین یہ مکالمہ سن کرفرشتوں نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلّا اللّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُه میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں, اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے پیغمبر ہیں۔ سبحان اللہ !!

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

Saturday, April 29, 2017 at 5:17pm UTC+05

فلاح کی صدا

انتخاب: ملک مرتضٰی



مؤذن نے اللہ اکبر کہا۔ بابا جی نے پکوڑوں کی کڑاہی کے نیچے شور مچاتے چولہے کو بند کیا۔اور بولے دوستو! تھوڑا سا انتظار کر لو، بلاوا آ گیا ہے۔ حاضری لگوا کے آتا ہوں میں ذاتی طور انکی سیدھی سادھی باتوں سے بہت متاثر ہوا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب ہمیں بھی نماز کی دعوت ملے گی۔ مگر بابا جی نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ دو تین گاہک شاید جلدی میں تھے، بڑبڑاتے چلے گئے۔ "آپ کے دو تین گاہک چلے گئے ہیں" میں نے بابا جی کے آتے ہی انہیں کہا؟؟ انہوں نے سنی ان سنی کر دی۔ "رزق حلال کی کوشش بھی عبادت ہے، آپ گاہک فارغ کر کے بھی نماز پڑھ سکتے تھے" بابا جی مسکراتے ہوئے بولے۔ میرے مالک نے کتنی محبت سے فلاح کی طرف بلایا۔ میں رزق کی کمی کی غرض سے رک کر فلاح کا موقع نہیں گنوانا چاہتا تھا۔ رزق تو ملتا رہا ہے ملتا رہے گا۔

بیٹا کبھی اسکی آواز پر لبیک کر تو دیکھو، ساری لذتیں ایک طرف، یہ لذت ایک طرف " رزق تو ہر دروازے پر اپنے وقت کے مطابق پہنچ جاتا ہے۔ مگر فلاح کی آواز کسی کسی دل پہ دستک دیتی ہے۔ کئی کان اسے قریب سے بھی نہیں سن پاتے۔ دعا کرو اللہ وہ دل دے دے، جس پر یہ آواز دستک دے۔ یہ اللہ کی محبت کی آواز ہے بیٹا۔ " میں اپنا دل ٹٹول رہا تھا۔ آواز تو میں نے بھی سنی تھی اوروں نے بھی۔ مگر دل پہ دستک نہیں ہوئی۔ اللہ پاک ہمارے دل میں بھی ایسی کیفیت پیدا فرمادے جو فلاح کی صدا پر فورًا لبیک کہے!!!! آمین یا رب العالمین۔

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

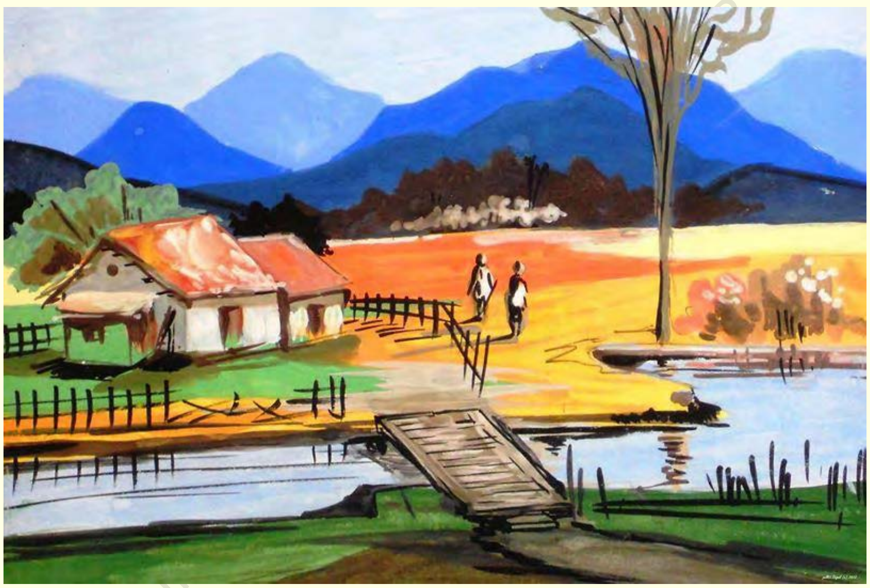
تصنیف : بسٹ لائف نوٹس

جلد : 6

Friday, April 28, 2017 at 9:38pm UTC+05

مٹی کی خوشبو کھینچتی ہے

تحریر : شہلا شہناز



یہ اپریل کی ایک خوشگوار صبح تھی گلاب اور موتیے کے پھول گچھوں کی صورت ڈالیوں پر لہلہا رہے تھے۔ نمازِ فجر کے بعد معمول تھا کہ پھولوں پودوں اور مٹی کے کچے صحن میں لگے 2 کیکر کے پرانے پیڑوں کے ساتھ صبح صادق تک وقت گزرتا تھا یہ میری زندگی میں ایک ایسی تبدیلی تھی کہ کچے مکان کو آ کر گھر بنایا تھا میں نے رہنے کے اس ڈھنگ سے ناواقف تھی عادی ہونا دور کی بات اس جگہ سہولیات کم تھیں ایک طرف نلکا نصب تھا جس پر گھر بھر کے کام کاج انجام دیئے جاتے تھے اس تبدیلی سے کبھی کبھی میں اکتا جاتی تھی مگر اپنی میں کو مارنے اور عاجزی وانکساری اپنے اندر پیدا کرنے کہ ہر حال میں اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے کہ بے شک میرے لیے یہ انتخاب میرے اللہ کا ہے اپنی تربیت کرتی ہوں. پھول پودے پیڑ اور کچی مٹی مل کر ایسا ماحول بنا دیتے کہ انسان

سوچ اور احساس کے سمندر میں غوطہ زن ہو جانے پر مجبور ہو جائے جیسے صدیوں پیچھے چلا گیا ہو جب بجلی نہیں تھی مشینری نہیں تھی الیکٹرانک ایجادات نہیں تھیں پانی کنووں سے نکالا جاتا تھا ٹرانسپورٹ نہیں تھی کچے مکانوں میں لوگ رہتے تھے یوں لوگ مٹی سے جڑے ہوتے تھے نہ جانے کیوں یہ سب کبھی کبھی مجھے بھلا لگتا تھا یوں جیسے میری اصل یہی ہے میں ان زمانوں میں بسنے والوں کے نزدیک پاتی تھی خود کو اور جب خیال اپنے نبیوں پیغمبروں کی طرف جاتا تو اور مسرت ہوتی کہ وہ بھی ایسے ہی زندگی کے معمولات نپٹاتے ہونگے تب میں خود کو مٹی کے قریب محسوس کرتی مانو مٹی سے میرا اٹوٹ رشتہ ہے پکے مکانوں میں سنگ مرمر کے فرش پر رہنے والوں کو اینٹوں اور مٹی سے خوف آتا ہے کہ یہ ٹھکانہ صرف مردہ لوگوں کے لیے ہے مگر اب مجھے ڈر نہیں لگتا میں مانوس ہو چکی ہوں کچی مٹی سے مجھے میرے اسلاف کی خوشبو آتی ہے میں چاہ کر بھی اب اس سے تعلق نہیں توڑ سکتی۔ مجھے یاد ہے بچپن میں جب پہلی بار میں نے نانی اماں کی تقلید میں نماز تہجد پڑھی تھی کچی مٹی کی چھت پر جگ میں پانی لے کر جب انہوں نے مجھے وضو کروایا ساتھ ساتھ طریقہ سکھایا چاندنی رات میں ہم دونوں ساتھ میں چھت پر جائے نماز پر کھڑے ہوئے تو اس ماحول کے سحر سے آج تک نہ نکل پائی میں میرا آج بھی پسندیدہ ترین وقت تہجد کا ٹھہرا ہے۔ اب صبح صادق ہو گئی ہے اور میں جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی واقعی مٹی کی خوشبو کھینچتی ہے

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف: بسٹ لائف نوٹس

جلد: 6

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 06

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں،کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں،جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے،جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی،معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔جن میں گوادر سی پورٹ،پاک چین اکنامک کوریڈور،پاک چین سیاسی،عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ان میں سے اکثر نوٹس،میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 07



تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 7

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

Saturday, July 29, 2017 at 2:21pm UTC+05

جشن آزادی اور ملی نغمے

تحریر : چوہدری عبدالخالق

انتخاب : میاں وقار الاسلام



یہ امر حیران کن ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ ملی نغمے پاکستان میں بنتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ہر شعبے کے لوگ ان خوشیوں میں اپنا اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ ہمارے شاعر اپنی شاعری کے ذریعے وطن سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اگست کا مہینہ ہر پاکستان کیلیئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ چودہ اگست 1947ء کو ہمارا پیارا ملک پاکستان بنا اور آزادی کا یہ دن پورے جوش و جذبہ سے منایا جاتا ہے۔ اپنے

بزرگوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں اور ان بچوں کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے آزادی کی خاطر اپنی جانیں فدا کر دیں۔ عزت و آبرو، مال و دولت، زمینیں جائیدادیں سب کچھ قربان کر کے غلامی کی زنجیریں کاٹ کر پھینک دیں اور دنیا کے نقشے پر ایک نئی مسلم ریاست ابھر کر سامنے آئی جس کا نام ہے۔۔۔ پاکستان۔۔۔ قائداعظم کی مخلص قیادت میں اپنی منزل کی طرف چلنے والا قافلہ صدق دل سے آگے بڑھتا رہا اور بالآخر اپنی منزل پر پہنچ کر سرخرو ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ہم انہیں لوگوں کی طفیل اپنے اس ملک میں آزاد زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آزادی کی نعمت کیا ہے اسکی قدر وہی جانتے ہیں جو اس وقت غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کشمیر اور فلسطین کے لوگ ایک عرصہ سے جدوجہد آزادی میں مصروف ہیں ہر طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ ظلم اور مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ان لوگوں کا اپنی مرضی سے جینا مرنا بھی ان کے بس میں نہیں۔ ہمیں آزادی حاصل کئے سرسٹھ برس ہو چکے ہیں مگر ابھی تک وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ پاکستان نے تو ہم کو سب کچھ دیا۔ وقار، عزت، دولت، بڑے بڑے عہدے، وزارتیں، صدارتیں مگر سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ سب کچھ پانے کے باوجود ہم نے پاکستان کو کیا دیا اس کی تعمیر اور ترقی کیلئے کیا کچھ کیا۔ ہم نے تو جو کچھ بھی کیا صرف اپنے لئے کیا۔ اپنے بنک بیلنس بڑھائے، جائیدادیں بنائیں۔ ایک دوسرے کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر آگے بڑھتے رہے جو کچھ کیا صرف اور صرف اپنے لئے۔۔۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ حضرت قائداعظم کے بعد ہمیں ان جیسا کوئی بھی راہنما نہ مل سکا جو بھی ملا حرص و ہوس کا دلدادہ ملا اپنی جیبیں بھریں اور نکل گیا۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے بعد آزاد ہونے والے ملک ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے کہیں کے کہیں پہنچ گئے اور ہم اسی جگہ کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ آئے اور ہماری راہنمائی کرتے ہوئے ہمیں بھی ترقی کی راہوں پر لے جائے۔ یقین کیجئے ہماری قوم دنیا کی سب قوموں سے بہترین اور عظیم قوم ہے اپنے ملک کیلئے دلوں میں محبت اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ رکھتی ہے مگر اسے کوئی منزل کی راہ تو دیکھائے۔ اپنے طور پر ہم وطن سے محبت کا بھرپور اظہار کرتے ہیں آزادی کے اس دن کی خوشیاں بھرپور انداز میں مناتے ہیں شکرانے کے نفل ادا کرتے ہیں۔ اپنے گھر، گلیاں بازار جھنڈیوں اور پھول کلیوں سے سجاتے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔ چراغاں کیا جاتا ہے۔ گھر گھر سبز ہلالی پرچم لہرایا جاتا ہے۔ ہر شعبے کے لوگ ان خوشیوں میں اپنا اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ ہمارے شاعر اپنی شاعری کے ذریعے وطن سے محبت کا اظہار کرتے ہیں بہت سے نغمے پرنٹ میڈیا میں اخبارات وغیرہ کی زینت بنتے ہیں اور کچھ نغموں کی ہمارے موسیقار بڑی محنت اور محبت سے دھنیں بناتے ہیں اور گلوکار اپنی آواز کا جادو جگا کر ان ملی نغموں کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچاتے ہیں۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کسی بھی ملک میں اتنے زیادہ ملی نغمے نہیں بنتے جتنے ہمارے ملک پاکستان میں بنتے ہیں۔ ایسی ایسی کمال کی صدابہار دھنیں جو پیدائش

پاکستان سے لے کر آج تک کانوں میں رس گھول رہی ہیں۔ چاند روشن چمکتا ستارہ رہے سب سے اونچا یہ جھنڈا ہمارا رہے پینسٹھ سال پرانا یہ ملی نغمہ آج بھی پہلے دن کی طرح مقبول ہے۔ جھنڈے کے ہی موضوع پر ایک اور ملی نغمہ یاد آیا ہے۔ اس نغمے کو ناہید اختر نے گایا تھا۔ یہ ملی نغمہ سرکاری سطح پر ہونے والے مقابلے میں پہلی پوزیشن پر آیا تھا ہمارا پرچم یہ پیارا پرچم یہ پرچموں میں عظیم پرچم ناہید اختر ہی کا ایک اور سدا بہار نغمہ جس کی دھن خلیل احمد نے ترتیب دی تھی جگ جگ جیوے میرا پیارا وطن لب پی دوا ہے دل میں لگن میرے وطن تو سب کیلئے جان سے بڑھ کر پیارا ہے استاد امانت علی خان کے گائے ہوئے یہ دونوں نغمے کمال کی شاعری اور مسحور کن دھنوں وار میٹھی آواز کا حسین امتزاج ہیں۔ چاند میری زمین پھول میرا وطن میرے کھیتوں کی مٹی میں لعل یمن اختر حسین اکھیان کی کمپوزیشن میں بنا ہوا یہ دوسرا نغمہ۔ اے وطن پیارے وطن پاک وطن پاک وطن اے میرے پیارے وطن تجھ سے میری تمناؤں کی دنیا پر نور نیرہ نور اپنی دل موہ لینے والی آواز میں کہتی ہیں۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا گواہ رہنا وطن کی مٹی عظیم ہے تو عظیم تر ہم بنا رہے ہیں گواہ رہنا تیرے مغنی کی ہر سدا میں یوم آزادی کے موقع پر پیش کئے جانے والے ملی نغموں میں ایک منفرد نغمہ ہے جو نصرت فتح علی خاں نے گا کر اسے امر کر دیا اس کے بول ہیں۔۔۔ میرا پیغام پاکستان میرا انعام پاکستان خدا کی خاص رحمت ہے۔بزرگوں کی بشارت ہے کئی نسلوں کی قربانی کئی نسلوں کی محنت ہے شہیدوں کی امانت ہے تعاون ہی تعاون ہے جبھی تاریخ نے رکھا ہے اس کا نام پاکستان حبیب ولی محدم نے دل کی گہرائیوں سے گایا ہے۔۔۔ اے نگار وطن تو سلامت رہے مانگ تیری ستاروں سے بھر دیں گے ہم ملکہ ترنم نور جہاں کی وطن سے محبت ڈھکی چھپی نہیں وہ اپنے ملک سے بے انتہا پیار کرتی تھی اسی پیار میں ڈوب کر گایا ہوا ان کو یہ نغمہ دیکھئے۔۔۔ زبردست شاعری لاجواب دھن اور سونے پر سہاگہ نور جہاں کی جادوائی آواز۔۔۔ روشن میری آنکھوں میں وفا کے جو دیے ہیں سب تیرے لئے ہیں سب تیرے لئے ہیں وعدے تیری مٹی کی قسم جو بھی کئے ہیں سب تیرے لئے ہیں سب تیرے لئے ہیں شہنشاہ غزل ہمارے مایہ ناز گلوکار مہدی حسن نے اپنے وطن کو زبردست نزرانہ عقیدت یوں پیش کیا ہے۔ یہ وطن تمہارا ہے تم ہو پاسباں اس کے یہ چمن تمہارا ہے تم ہو نغمہ خوان اس کے اس زمین کی مٹی میں خون ہے شہیدوں کا عرض پاک مرکز ہے قوم کی امیدوں کا نظم وضبط کو اپنا میر کارواں جانو وقت کے اندھیروں میں اپنا آپ پہچانو محمد علی شیکی کا کبھی بڑا نام ہوا کرتا تھا پاکستان میں اس کا طوطی بولتا تھا اس کا بھی ایک شہرت یافتہ نغمہ آج بھی بڑا مقبول ہے۔ میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے تو تو میری جان ہے تو تو میری آن ہے۔ تو میرا ایمان ہے کہتی ہے یہ راہ عمل آؤ ہم سب ساتھ چلیں مشکل ہو یا آسانی ہاتھ میں ڈالے ہاتھ چلیں دھڑکن ہے پنجاب اور دل اپنا مہران ہے خوش گلو خوبصورت گلوکار جنید جمشید جس نے اپنے دین سے پوری طرح وابستہ ہو کر اپنا مستقبل بھی خوبصورت بنالیا، اپنے ہی جیسا

خوبصورت اور نہ بھولنے والا ملی نغمہ دیا۔ ایسی زمین اور آسماں ان کے سوا جانا کہاں بڑھتی رہے یہ روشنی چلتا رہے یہ کارواں دل دل پاکستان جان جان پاکستان تحسین جاوید اور امجد حسین نے بینجمین سسٹر کے ساتھ مل کر کمال کا ملی نغمہ گایا تھا۔ ہم زندہ قوم ہیں پائندہ قوم ہیں ہم سب کی ہے پہچان ہم سب کا پاکستان ہر دل کے افق پر ہے چاند ایک ستارہ ایک ہے کلمہ بھی واحد پرچم بھی ہمارا ایک ہم یک دل ہم یک جان ہم سب کا پاکستان مسرور انور کا لکھا ہوا سدا بہار ملی نغمہ سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد۔ ۔۔اسے شہناز بیگم نے گایا تھا جو آج بھی اسکولوں کالجوں میں ہونے والے فنکشنوں میں بچے بڑے بہت شوق سے گاتے ہیں۔ مسرور انور کا ہی لکھا ہوا ایک زبردست اور اچھوتے انداز کا ملی نغمہ جس کی موسیقی وزیر افضل نے دی اور گایا تھا عارف لوہار۔ عارفہ صدیقی۔ رستم فتح علی اور سلطان فتح علی نے۔۔۔ میرے دیس میں ہر پل چاہوں تیرا سوہنا روپ سجاؤں کہ تو ہے پہچان میری تجھ سے ہے شان میری تیری ہر اک رت متوالی تیری سجھ دھج دیکھنے والی میرے دیس تو جم جم جیوے میں تیرے صدقے جاؤں موسیقار سہیل رانا نے جن ملکی نغموں کی دھنیں بنائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ یہ دیس ہمارا ہے اسے ہم نے سنوارا ہے اس کا ہر اک زرہ ہمیں جان سے پیارا ہے مزدور بھی ہم اس کے دہقان بھی ہم اس کے اللہ کی رضا سے ہیں نگہبان بھی ہم اس کے رنگ اس کو دئے ہم نے اسے ہم نے نکھارا ہے ہمارے تمام چھوٹے بڑے گلوکاروں نے اپنے وطن کے محبت میں ڈوبے ہوئے ملی نغمے گائے ہیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک جو پاکستان سے ان کی محبت کا واضح ثبوت ہیں۔ اسی جذبے اور لگن کے ساتھ اگر دوسرے تمام شعبوں سے وابستہ لوگ میدان عمل میں نکلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان اقوام عالم میں ایک باوقار ملک بن کر نہ ابھرے ضرورت صرف اور صرف سخت محنت کی ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Monday, July 24, 2017 at 3:40pm UTC+05

اللہ پاک کے لاڈلے

انتخاب : ندیم صاحب

تحریر : نامعلوم



جے کمپلیس کے قریب ایک فلیٹ مِیں رہتا تھا۔اس پوش کالونی کے ساتھ ساتھ یہ ان دنوں کی بات ھے جب میں جوہر شادی ہال
جاتی سڑک کے کنارے کنارے ہوٹل، جوس کارنر، فروٹ کارنر بھی چلتے چلے جاتے تھے آگے ایک چوک تھا رمضان کے دن تھے
شام ھونے کو تھی افطاری کے لئے فروٹ خریدنے کے لئے ادھر آیا تھا. چوک کے دائیں طرف نکڑ پر اک ریڑھی کھڑی نظر آئی

تھی، اسکے تروتازہ پھلوں نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا ایسا لگا جیسے کوئی نادیدہ قوت مجھے اس طرف کھینچ رھی ھے میں آس پاس کی تمام ریڑھیوں کو نظرانداز کرتا ھوا ریڑھی کے پاس جا پہنچا. اک نگاہ پھلوں پہ ڈالی ادھر اُدھر دیکھا کوئی بیچنے والا نہ تھا. افطاری کے وقت کے قریب ھونے روزے کی وجہ نقاہت و سستی کی کیفیت طاری تھی، اسی اثنا میں میں ایک گیارہ بارہ سال کا بچہ پاس سے گزرا، مجھے دیکھ کر کہنے لگا، فروٹ لینا ھے؟ میں نے ھاں میں سر ھلایا، وہ بولا "تو لے لو. چاچا ریڑھی پر نہیں آتا، یہ دیکھو بورڈ لگا ھوا ھے". میں نے گھوم کر دیکھا، واقعی وھاں ایک چھوٹا سا بورڈ ریڑھی کی چھت سے لٹک رہا تھا، اس پر موٹے مارکر سے لکھا ہوا تھا، ''گھر میں کوئی نہیں ھے، میری بوڑھی ماں فالج زدہ ہے، مجھے تھوڑی تھوڑی دیر بعد انہیں کھانا اور اتنی ہی مرتبہ حاجت کرانی پڑتی ہے، اگر آپ کو جلدی ھے تو اپنی مرضی سے فروٹ تول لیں اور پیسے کونے پر کریگزین کے گتے کے نیچے رکھ دیجیے. ساتھ ھی ریٹ بھی لکھے ہوئے ہیں اور اگر آپ کے پاس پیسے نہ ھوں، تو میری طرف سے لے لینا, اجازت ہے!. واللہ خیرالرازقین! بچہ جا چکا تھا، میں حیران کھڑا کبھی اس ریڑھی اور کبھی اس بورڈ کو تک رہا تھا. ادھر اُدھر دیکھا، پاس پڑے ترازو میں دو کلو سیب تولے، درجن کیلے لیے، شاپر میں ڈالے، پرائس لسٹ سے قیمت دیکھی، پیسے نکال کر ریڑھی کے پھٹے کے گتے والے کونے کو اٹھایا، وہاں سو پچاس دس دس کے نوٹ پڑے تھے، میں نے پیسے اسی میں رکھ کر اسے ڈھک دیا، ادھر اُدھر دیکھا کہ شاید کوئی میری طرف متوجہ ہو، اور شاپر اٹھا کر واپس فلیٹ پر آگیا. واپس پہنچتے ہی بھائی سے سارا ماجرا کہہ سنایا، بھائی کہنے لگے وہ ریڑھی واپس لینے تو آتا ہوگا، میں نے کہا ہاں آتا تو ہوگا. افطار کے بعد میں اور بھائی ادھر گئے. دیکھا اک باریش آدمی، داڑھی آدھی کالی آدھی سفید، ہلکے کریم کلر کرتے شلوار میں ریڑھی کو دھکا لگا کر بس جانے ہی والا تھا وہ ھمیں دیکھکر مسکرایا اور بولا "صاحب! پھل تو ختم ہو گیا ہے، باقی پیسے بچے ہیں، وہ چاہیں تو لے لو". یہ اس کی ظرافت تھی یا شرافت، پھر بڑے التفات سے مسکرانے لگا اور اس کے دیکھنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ بھائی مجھے دیکھیں میں بھائی کو اور کبھی ہم دونوں مل کر اس درویش کو. نام پوچھا تو بولا خادم حسین، اس بورڈ کی طرف اشارہ کیا تو، وہ مسکرانے لگا. کھنے لگا "آپ میرے ساتھ گپ شپ کے موڈ میں ہیں". پھر ہنسا، پوچھا "چائے پیئں گے؟ لیکن میرے پاس وقت کم ہے". پھر ہم سامنے ڈھابے پہ بیٹھے تھے. چائے آئی، کہنے لگا "پچھلے تین سال سے اماں بستر پر ھے، کچھ نفسیاتی سی بھی ہو گئی ہے، اور اب تو فالج بھی ہو گیا ہے، میرا کوئی بال بچہ نہیں، بیوی مر گئی ہے، صرف میں ھوں اور میری اماں. اماں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں اس لئے مجھے ھر وقت اماں کا خیال رکھنا پڑتا ھے "اک دن میں نے اماں کے پاؤں دباتے ھوئے. بڑی نرمی لجالت سے کہا، "اماں! تیری تیمارداری کو تو بڑا جی کرتا ہے. پر جیب میں کچھ نھیں تو مجھے کمرے سے ہلنے نہیں دیتی، کہتی ہے تو جاتا ہے تو جی گھبراتا ہے، تو ہی بتا میں کیا کروں؟ "اب کیا غیب سے کھانا اترے گا؟ نہ

میں بنی اسرائیل کا جنا ہوں نہ تو موسیٰ کی ماں ہے، کیا کروں ! یہ سن کر اماں نے ہانپتے کانپتے اٹھنے کی کوشش کی. میں نے تکیہ اونچا کر کے اسکو بٹھایا, ٹیک لگوائی، انھوں نے جھریوں والا چہرہ اٹھایا اپنے کمزور ہاتھوں کا پیالا بنایا، اور نہ جانے رب العالمین سے کیا بات کی، پھر بولی " تو ریڑھی وہی چھوڑ آیا کر، تیرا رزق تجھے اسی کمرے میں بیٹھ کر ملے گا"، میں نے کہا " اماں کیا بات کرتی ھے. وہاں چھوڑ آؤں گا تو کوئی چور اچکا سب کچھ لے جائے گا، آجکل کون لحاظ کرتا ھے؟ بنا مالک کے کون خریدار آئے گا؟" کہنے لگی "تو فجر کو ریڑھی پھلوں سے بھر کر چھوڑ کر آجا بس، زیادہ بک بک نیئں کر، شام کو خالی لے آیا کر، اگر تیرا روپیہ گیا تو یہ خالدہ ثریا اللہ سے پائی پائی وصول دیگی" . "ڈھائی سال ہوگئے ہیں بھائی ! صبح ریڑھی لگا جاتا ہوں. شام کو لے جاتا ہوں، لوگ پیسے رکھ جاتے پھل لے جاتے، دھیلا اوپر نیچے نہیں ہوتا، بلکہ کچھ تو زیادہ رکھ جاتے، اکثر تخمینہ نفع لاگت سے تین چار سو اوپر ہی جا نکلتا ھے، کبھی کوئی اماں کے لیے پھول رکھ جاتا ہے، کبھی کوئی اور چیز ! پرسوں ایک پڑھی لکھی بچی پلاؤ بنا کر رکھ گئی، نوٹ لکھکر رکھ گئی "اماں کے لیے"، . اک ڈاکٹر کا گزر ہوا، وہ اپنا کارڈ چھوڑ گیا. پشت پہ لکھ گیا. "انکل ! اماں کی طبیعت نہ سنبھلے تو مجھے فون کرنا، میں گھر سے پک کرلوں گا" کسی حاجی صاحب کا گزر ہوا تو عجوہ کھجور کا پیکٹ چھوڑ گیا، کوئی جوڑا شاپنگ کرکے گزرا تو فروٹ لیتے ہوئے اماں کے لیے سوٹ رکھ گیا، روزانہ ایسا کچھ نہ کچھ میرے رزق کے ساتھ موجود ہوتا ہے، نہ اماں ہلنے دیتی ہے نہ اللہ رکنے دیتا ہے. اماں تو کہتی تیرا پھل بیچنے کے لئے، اللہ خود نیچے اتر آتا ہے، اور بیچ باچ جاتا ہے، بھائی ! وہ سوھنا رب اک تو رازق ھے، اوپر سے ریٹیلر بھی ھے، اللہ اللہ ! چائے ختم ہوئی تو کہنے لگا اجازت اب، اماں خفا ہو گی ! بھینچ کے گلے ملے . میں تو کچھ اندر سے تر بتر ہونے لگا. بمشکل ضبط کیا، وہ ڈھیروں دعائیں دیتا ہوا ریڑھی کھینچ کر چلتا بنا. میرا بہت جی تھا کہ میں اس چہیتے ''خادم'' کی ماں کو جا ملوں اور اس سے کچھ دعا کرواؤں، پر میری ہمت نہیں پڑی ... آخر میں مجھے اپنے بچوں سے کہنا ھے اگر آپ فارغ ھوں اور اپنے والدین کو کام کرتے دیکھیں تو فوراً اٹھکر انکی مدد کریں اور انہیں کھیں "امی جان ! ابا جان ! "لایئے میں آپکی مدد کرتا/ کرتی ھوں" پھر دیکھیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں کیسے تمھارے قدم چومتی ھیں ! انشاء اللہ !

Monday, July 24, 2017 at 2:41pm UTC+05

کرد قبیلےکا مشہور ڈاکو

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



کرد قبیلےکا ایک شخص مشہور ڈاکو تھا _ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکہ ڈالنے جارھا تھا _ راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تو ہم نے دیکھا کہ کجھور کے تین درخت ہیں ان میں سے دو پھلدار اور ایک بالکل خشک ہے _ ایک چڑیا بار بار آتی ھے اور پھلدار درختوں پر سے تروتازہ کجھور اپنی چونچ میں لے کر خشک درخت پر جاتی ھے _ھمیں یہ دیکھ کر تعجب ھوا، میں نے دس مرتبہ اس چڑیا کو یوں کجھوریں لے جاتے ھوئے دیکھا تو مجھے تجسس ھوا کہ اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ یہ چڑیا اس درخت میں جاکر کیا کرتی ھے ... چنانچہ اس درخت کی چوٹی پر جاکے دیکھا کہ وھاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ھے اور یہ چڑیا وہ تروتازہ کھجور اس کے منہ میں ڈال رھی ھے _ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ھوئ

کہ میں رونے لگا ۔ میں نے کہا میرے مولا یہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، جب یہ اندھا ھوگیا تو تونے اس کو روزی پہنچانے کے لیے چڑیا کو مقرر کردیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا لوگوں کو لوٹنے میں لگا ھوا ھے ! یہ کہنے پر میرے دل میں ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لیے کھلا ھے ۔ میں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے کا کام دیتی تھی اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ھوا " اقالة اقالة ") درگزر درگزر (چلانے لگا .... مجھے غیب سے آواز آئ کہ ھم نے درگزر کردیا، درگزر کردیا !. اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ھوگیا؟ میں نے کہا میں مہجور تھا اب میں نے صلح کرلی ۔ یہ کہہ کر میں نے سارا قصہ ان کو سنایا ۔ وہ کہنے لگے ھم بھی صلح کرتے ھیں ۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی تلواریں توڑ دیں اور سب لوٹ کا مال چھوڑ کر ھم احرام باندھ کر مکہ کے ارادہ سے چل دیے ۔ (فضائل اعمال) ھمارے اندر بھی توکل علی اللہ کا فقدان ھے کہ ایک چپڑاسی سے لے کر حکمرانوں تک سب کے سب لوٹ ماری میں لگے ھوئے ھیں، جس کا جتنا بس چل رھا ھے وہ اتنی ھی لوٹ مار کر رھا ھے، کوئ علی الاعلان ڈاکو ھے تو کوئ معزز پیشے سے وابستہ ھوکر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال رھا ھے، حیرت کی بات تو یہ ھے کہ خرید و فروخت کے وقت ھم اسی رازق کی جھوٹی قسمیں کھاتے ھیں جس نے ھمارے رزق کا ذمہ لیا ھوا ھے !. وجہ صرف ایک ھے کہ ھمیں رازق کی رزاقیت کا یقین نہیں..... اللہ تعالٰی ہمیں بھی ایمانِ کامل عطا فرمائے، آمین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 7

Monday, July 24, 2017 at 9:23am UTC+05

ناکام بزنس مین کی 50 نشانیاں

انتخاب : ڈاکٹر فرحان



دنیا میں ہر 10 میں سے 8 بزنس اپنی شروعات کے پہلے 18 مہینوں کے اندر ہی فلاپ ہو جاتے ہیں۔ سمال بزنس کی ناکامی کی یہ شرح براہِ راست ملکی معشت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ * پاکستان میں Start-ups کی ناکامی کی شرح 90% ہے۔ * یعنی 10 میں سے 9 بزنس ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ * سمال بزنس ایڈمنسٹریشن (SBA) کی رپورٹ کیمطابق 66% بزنس محض دو سال تک ہی سروائیو کر پاتے ہیں۔ * باقی 24% اگلے پانچ سال کے اندر ناکام ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ ایک ناکام بزنس مین ہیں تو کیا آپ نے کبھی ناکامی کی وجوہات کا تجزیہ کیا ہے؟ کیا ان وجوہات کو دور کرکے آپ ایک کامیاب بزنس مین بن سکتے ہیں؟ سمال بزنس میں

ناکامی کی صورت میں ہماری معیشت ہر سال عربوں روپے کے خسارے کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی معیشت جہاں اکثریت خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرتی ہے اس بار کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں نے بزنس میں ناکامی کی وجوہات ایک چیک لسٹ کی صورت میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ان 50 خامیوں کو دور کیے بنا آپ کبھی ایک کامیاب بزنس مین نہیں بن سکتے۔بزنس کیا ہے؟آکسفورڈ ڈکشنری کیمطابق "A person146s regular occupation, profession, or trade" افراد کے بکھرے ہوئے ہجوم اور کوششوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے ان کوششوں کو ایک مثبت ،کارآمد اور منافع بخش ڈائریکشن فراہم کرنا اصل میں بزنس کہلاتا ہے۔بزنس ایک شخص کو کئی پہلوؤں سے معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بناتا ہے۔زیرِ نظر آرٹیکل میں ہم نے ان چند پہلوؤں کی نشاندہی کی کوشش کی ہے جو ایک بزنس مین کی ناکامی کا سبب بنتی ہیں۔امید ہے ہماری یہ کوشش معاشرے کے ایک اہم طبقے کے لئے مفید ثابت ہو گی۔ 1 : مقاصد کا تعین نہ کرنا واضح مقاصد کا تعین نہ کرنا ایک ناکام بزنس مین کی سب سے پہلی کوتاہی ہے۔اگر آپ کی منزل ہی طے نہیں تو محض چلتے رہنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ایک کامیاب بزنس مین کا ذہن واضح مقاصد کا تعین کرنا جانتا ہے۔آپ کو کیا کرنا ہے؟اور کیوں کرنا ہے؟صرف پیسہ کمانے کے علاوہ آپ کے بزنس کے اور کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ یہ وہ چند سوال ہیں جن کا مثبت اور واضح جواب نہ صرف مقاصد کے تعین کے لئے اہم ہے بلکہ ان کے حصول کے لئے ایک بہتر لائحہ عمل ترتیب دینے میں بھی نہایت سود مند ہے۔ 2 : وسیع سوچ کا فقدان ایک ناکام بزنس مین محدود سوچ کا حامل ایسا فرد ہوتا ہے جس کی سوچ ایک مخصوص دائرہ کار میں ہی گردش کرتی ہے۔وہ اپنے بزنس کو وسعت دینے کے لئے نئے ذرائع کی کھوج اور ان کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔جبکہ ایک وسیع سوچ نئے سے نئے مواقع تلاش کرتی ہے۔ایک کامیاب بزنس مین کی یہی وسیع سوچ کاروباری وسعت کو جنم دیتی ہے۔ 3 : خود انحصاری Independent خود پر انحصار کرنا ایک کامیاب بزنس کی طرف اہم قدم ہے۔ایک ناکام بزنسمین میں خود اپنی کوششوں اور اپنے Nature وسائل پر انحصار کرنے کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔یہ کمی اسے بے اطمینانی کا شکار بنائے رکھتی ہے اور وہ تمام اہم مسائل کے حل کے لئے دوسروں سے رجوع کرتا ہے۔یہ خامی بہت جلد ناکامی سے دوچار کر دیتی ہے۔ 4 : پرکھنے کی صلاحیت ایک ناکام بزنس مین کی کی یہ Judgementحالات و معاملات کو پرکھنے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔ صلاحیت عقل و شعور پر منحصر ہوتی ہے جسمیں کمی کی بنا پر وہ بار بار نقصان سے دوچار ہوتا ہے۔ 5 : ضرورت سے زیادہ پر امیدی حالات وواقعات سے ہمیشہ بہتری کی امید رکھنا ایک عام آدمی کے لئے تو فائدہ مند ہو سکتا ہے مگر ایک بزنس مین کے لئے نہیں۔یاد رکھیں سب کچھ ویسا نہیں ہوتا جیسا آپ چاہتے ہیں۔خاص طور پر بزنس میں جہاں ہر قدم پر بدلتے حالات ایک بزنس مین کی

پالیسیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک کامیاب بزنس مین اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین کی پالیسیوں کی بنیاد حقائق کے ادراک کی بجائے پرامیدی و خوش فہمی پر رکھی ہوتی ہے۔ یہی ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی اور خوش امیدی خسارے کا سبب بنتی ہے۔ 6 : پروفیشنل ازم کی کمی ایک بیوقوف اور بے ہنر بزنس مین کے اندر پروفیشنل ازم کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔ یہ پروفیشنل ازم مہارت اور تجربے سے پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ ایک ناکام بزنس مین میں ان دونوں چیزوں کی کمی ہوتی ہے اور اسی کمی کا اظہار وہ بزنس لائف میں کئی اہم موقع پر کرکے کامیابی کے اکثر مواقع ضائع کرلیتا ہے۔ 7 : لیڈ ٹائم مینجمنٹ Lead-time management وہ Gap جو کنزیومر کے آرڈر سے لیکر مطلوبہ پروڈکٹ یا سروس کی ڈیلیوری پر محیط ہوتا ہے کسی بزنس یا کمپنی کا لیڈ ٹائم کہلاتا ہے۔ ایک Lead Time Reduction کسی بزنس یا کمپنی کی کامیابی کا نہایت اہم نقطہ ہے۔ ناکام بزنس مین اس نقطہ پر کبھی فوکس نہیں کرتا۔ جو ایک بزنس مین کی غیر ذمہ داری کی علامت ہے۔ 8 : عوامی رجحان سے ناواقفیت ایک کامیاب بزنس مین ہمیشہ جدید اور بدلتے ہوئے عوامی رجحانات سے باخبر رہتا ہے اور ان کو مدِنظر رکھ کر اقدامات کرتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین بدلتے ماحول اور جدید رجحانات سے ناواقفیت کی بنا پر محض اپنی سوچ کے مطابق فیصلے کرتا ہے 9 : مستقل مزاجی کا فقدان مستقل مزاجی کسی بھی معاملے میں کامیابی کی اہم سیڑھی ہے۔ ایک ناکام بزنس مین کے اندر مستقل مزاجی کا سخت فقدان پایا جاتا ہے۔ محض وقتی اور چھوٹی چھوٹی ناکامیوں سے مایوس ہو کر وہ اپنی حکمتِ عملی اور فیصلے بدلتا رہتا ہے اور کبھی ایک مستقل سوچ پر قائم نہیں رہتا۔ 10 : اجنبیوں کو ویلکم کریں اجنبیوں کو خوش آمدید کہنا اور ان سے اچھے تعلقات قائم کرنا ایک بزنس مین کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ اس سے بزنس کے نئے زاویوں اور رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایک قسم کے Fear of unknown میں مبتلا ہوتا ہے۔ 11 : مارکیٹ سے ناواقفیت پروڈکٹ ایویلیوایشن، کسٹمر وائس، ریسورسز اینڈ فائینینسنگ وغیرہ مارکیٹ کے اہم پہلو ہیں۔ ایک ناکام بزنس مین کبھی مارکیٹ سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتا۔ یہ ادھوری واقفیت اس کی ناکامی کا بڑا سبب ہوتی ہے۔ 12 : غیر منصفانہ لین دین یا دیانتداری کی عدم موجودگی بزنس مین کی ناکامی کا نہایت افسوسناک پہلو ہے۔ بزنس Unfair Dealings Unfair Dealing کی یہ تیکنیک وقتی طور پر تو فائدہ مند ہو سکتی ہے مگر ایک دیرپا کامیابی کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ ایک ناکام بزنس مین اپنی بد دیانتی کی بدولت مارکیٹ میں ایک معیاری ساکھ نہیں بنا پاتا اور بالآخر ناکامی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ 13 : لوکیشن کسی Location بزنس کی کامیابی بہت حد تک ایک اچھی لوکیشن کے انتخاب پر بھی انحصار کرتی ہے۔ ایک کامیاب بزنس مین ایک بہترین لوکیشن کا انتخاب کرنا اور اس کے مطابق ایک بہتر فریم ورک تشکیل دینا جانتا ہے۔ جبکہ ایک مناسب لوکیشن کا اندازہ نہ کر

پانا ایک ناکام بزنس مین کی اہم خاصیت ہوتی ہے۔اسی خاصیت کی بنا پر وہ بعض اوقات ترقی کے اہم مواقع گنوا بیٹھتا ہے۔14: نا ایک ناکام بزنس مین کے اندر مینجمینٹ کی صلاحیت ناپید ہوتی ہے۔وہ ایک مناسب Lack of Management اہل انتظامیہ بزنس سٹریٹیجی مرتب کرنے اور اس پر عمل درآمد میں ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔اپنے ماتحت لوگوں کی کارکردگی کے بزنس مین کی نااہلی کا ثبوت اور اس Mismanagement حوالے سے وہ ایک پروپر شیڈول وضع کرنے میں ناکام رہتا ہے۔یہ ایک بہتر کسٹمر سروس کی فراہمی ایک بہتر Customer Satisfaction کی ناکامی کی بنیادی وجہ ہوتی ہے۔15: کسٹمر کا اطمینان کیش فلو کا سبب بنتی ہے اور ایک اچھا کیش فلو ہی ایک کامیاب بزنس کی بنیاد بنتا ہے۔ایک ناکام بزنس مین کی محدود سوچ صرف ارننگ تک ہی محدود ہوتی ہے جبکہ پروڈکٹس یا سروسز کا بہتر معیار جو ایک اچھی ارننگ کی ضمانت ہے اس کے لئے قابلِ ترجیح نہیں کا تقاضا کرتی ہے۔ایک Long-term planning ہوتا۔16: ادھوری بزنس پلاننگ کسی بزنس میں کامیابی ایک معقول اور بیوقوف بزنس مین چونکہ دور اندیشی کی صلاحیت سے عاری ہوتا ہے اس لئے وہ ایک دیرپا اور جامع حکمتِ عملی تشکیل دینے میں ناکام رہتا ہے۔یہی ناقص پلاننگ کسی نا کسی مرحلے پر ناکامی کی صورت میں سامنے آتی ہے۔17: ترقی پسند سوچ کا فقدان ترقی پسند سوچ کا فقدان ایک ناکام بزنس مین کی اہم نشانی ہے۔اپنی محدود سوچ یا ناکامی کے خوف کی بنا پر وہ کبھی اپنے بزنس کے ایک مخصوص حدود اربع کو کراس کرنے کی کوشش نہیں کرتا جبکہ 21ویں صدی کے تیزی سے بدلتے ہوئے رجحانات ایک جدید اور کے لئے مالی سپورٹ جسم میں روح کی حثییت Start-upترقی پسند سوچ کا تقاضا کرتے ہیں۔18: مالی ریسورسز کی کمی ایک رکھتی ہے۔بزنس کی شروعات اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔تاہم ایسے ہر مرحلے میں کچھ ریسورسز ایسے ضرور کے حوالے سے بہترین وسیلہ بن سکتے ہیں۔ایک کامیاب بزنس مین نشیب و فراز کے ان مراحل funding موجود رہتے ہیں جو میں با آسانی ایسے ذرائع کھوجنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس مین میں یہ صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔19: محنت و لگن کا فقدان محنت و لگن کی کمی ایک ناکام بزنس مین کی وہ خاصیت ہے جو اسے کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہونے دیتی۔بزنس ایک ذمہ داری کا نام ہے جس کو احسن طریقے سے نبھانا ایک کامیاب بزنس مین کی پہچان ہے۔مگر ایک ناکام بزنس مین اپنے ان کے Time Management ناقص Time Management فرائض سے غفلت کا مرتکب ہوتا ہے۔20: ٹائم مینجمنٹ سبب ایک ناکام بزنس مین ہمیشہ وقت کی قلّت کا شکار رہتا ہے۔حالات و معاملات کو ڈیل کرتے وقت وہ اس بات کا تعین نہیں کر پاتا کہ کون سی چیز زیادہ وقت اور توجہ کی متقاضی ہے۔اس کا بہت سا وقت جو نہایت اہم اور ضروری معاملات پر خرچ ہونا چاہیے تھا غیر اہم معاملات کی نظر ہو جاتا ہے۔21: غیر سنجیدہ رویہ عقل و شعور کی کمی غیر سنجیدہ رویے کو جنم دیتی ہے۔بعض اوقات

حد سے زیادہ خود اعتمادی بھی اس رویے کا سبب بنتی ہے۔ بزنس جیسے اہم معاملے میں غیر سنجیدہ رویہ کامیابی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ایک ناکام بزنس مین تمام معاملات میں ایسے ہی غیر سنجیدہ رویے کا مظاہرہ کرتا ہے۔ 22: نئے مواقع کی تلاش نئے مواقع کی تلاش کسی بزنس کی کامیابی کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین نئے مواقع کی تلاش اور ان کی پہچان کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بزنس مین کا یہ رویہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی بزنس ایکٹیویٹی کا دائرہ کار تنگ کرتا چلا جاتا ہے۔ 23: تخلیقی سوچ کی کمی ایک تخلیقی سوچ بزنس کی روایتی حد بندیوں سے نکل کر نئی تیکنیکس وضع کر سکتی ہے۔ سٹیو جوبز نے کہا تھا 'جدت ہی وہ خوبی ہے جو ایک Leader اور ایک Follower میں فرق واضح کرتی ہے۔ یاد رکھیے بزنس کی کامیابی آپ کی ڈگریوں یا تعلیم پر نہیں بلکہ آپ کی ذہانت و مہارت پر انحصار کرتی ہے۔ بِل گیٹس کہتا ہے 'میں کسی یونیورسٹی کا پوزیشن ہولڈر نہیں ہوں لیکن یونیورسٹیوں کے کئی پوزیشن ہولڈرز میرے ملازمین میں شامل ہیں'۔ 24: ریسرچ اور نالج کا فقدان Lack of Research and knowledge ایک ناکام بزنس میں مارکیٹ ریسرچ اور نالج کو کبھی اہمیت نہیں دیتا۔ وہ نئے رجحانات سے بے خبر رہتا ہے۔ مارکیٹ میں متعارف کرائے جانیوالی جدید پروڈکٹس اور سروسز ایک بزنس مین کے لئے نئی راہیں کھولتی ہیں۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اپنی غیر تحقیقی سوچ کی بنا پر ان امکانات سے بے خبر رہتا ہے۔ 25: سماجی تعلقات Social Contacts معاشرتی و سماجی کونٹیکٹ کسی بزنس کی کامیابی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ایک ناکام بزنس مین Social Contacts کی اہمیت سے ناواقف ہوتا ہے۔اس کے معاشرتی و سماجی روابط محدود ہوتے ہیں۔اپنی اسی کمی کی وجہ سے وہ اپنے بزنس کو ایک وسیع پلیٹ فارم مہیا نہیں کر پاتا۔ 26: 'انا پرستی' آپ کی کامیابی کی دشمن انا پرستی ایک ناکام بزنس مین کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ اس کے پبلک ریلشنز کو براہِ راست متاثر کرتی ہے۔ اور اس کے تعلقات کو محدود کر دیتی ہے جبکہ ایک کامیاب بزنس مین نہایت ملنسار اور سوشل ہوتا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اس کے اچھے مراسم قائم ہوتے ہیں جو بزنس کے ایک وسیع نیٹ ورک کے قیام میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ 27: سٹینڈرڈائزیشن Standardization پروڈکٹس یا سروسز کی تیاری و فراہمی میں جدید اور سٹینڈرڈ تیکنیکس کا استعمال Standardization کہلاتا ہے۔ پروڈکٹس کی یہ سٹینڈرڈائزیشن ہی کسی بزنس یا کمپنی کو مقابلے کی دوڑ میں شامل کرتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین ایسی کسی تیکنیک کے استعمال اور ایپلیکیشن کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جس کے نتیجے میں اس کے بزنس یا کمپنی کا معیار گرتا چلا جاتا ہے۔ 28: ادھوری سیل سٹرٹیجی Imperfect Sales Strategy سیل سٹریٹیجی کسی کمپنی کی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے اور تمام تر پروفٹ کا دارومدار اسی پالیسی پر ہوتا ہے۔ایک ناکام بزنس مین مارکیٹ، کسٹمرز اور لوکیشن کی مناسبت سے ایک بہتر سیلز پالیسی تشکیل

دینے میں بیو قوفی اور نا تجربہ کاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ 29: ان ٹارگٹڈ اپروچ ٹو کسٹمر Untargeted Approach to Customers پوٹینشل کسٹمرز تک رسائی بزنس مین کی اہم کامیابی ہوتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین اپنی ناقص پالیسیوں کی وجہ پروڈکٹس اور سروسز سے سیلز اور پروموشن کے اہم مواقع ضائع کر بیٹھتا ہے 30: کوالٹی آف سروس Quality of Service کی بہتر کوالٹی بزنس میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ ناکام بزنس مین معیاری کوالٹی جیسے اہم معاملے کو نظرانداز کیے رکھتا ہے۔اور یہ غفلت بالآخر اس کی ناکامی پر منتج ہوتی ہے۔ 31: لیڈرشپ کا فقدان کامیاب بزنس مین اصل میں ایک اچھا لیڈر ہوتا ہے جو اپنے بزنس اور اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد کی درست رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ حالات و معاملات کی درست سمت کا تعین کر سکتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین کے اندر لیڈرشپ کی یہ صلاحیت سرے سے موجود ہی نہیں ہوتی۔ 32: سپلائی چین Supply Chain سپلائر سے کسٹمر تک کسی پروڈکٹ یا سروس کی منتقیلی ایک آرگنائزڈ سسٹم کا تقاضا کرتی ہے جسکی عدم موجودگی سے تجارتی نظام بد نظمی کا شکار ہو جاتا ہے اور یہی بد نظمی بالآخر خسارے کا سبب بنتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین اس پہلو کی طرف سے بھی لاپروائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یا پھر اس میں اس کی صلاحیت یہ موجود نہیں ہوتی۔ 33: سورس آف انفارمیشن کی عدم موجودگی مارکیٹ کے مسائل، کسٹمر ٹرینڈز اور دوسری کمپنیوں کے رجحانات اور طریقہ کار کے بارے میں معلومات ایک بزنس مین کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ معلومات کئی طرح کے مسائل کی شناخت اور نئے مواقع کی تلاش میں مددگار ہوتی ہیں۔ایک ناکام بزنس مین کو معلومات کے ذرائع کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے مناسب انتظام کی کوشش کرتا ہے۔ 34: لائسنسز Licensing ایک انتہائی اہم امر ہے جو کئی طرح کے Licensing پروڈکٹ، سروس یا اپنے بزنس آئیڈیاز کی مسائل سے بچاتا ہے۔ایک ناکام بزنس 3 مین اپنی کم علمی یا محض سستی کی وجہ سے اس امر میں غفلت برتتا ہے۔ جبکہ ایک کامیاب بزنسمین ایسے تمام اصول و قوانین پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ 35: سیلف ایجوکیشن سیلف ایجوکیشن ایک بزنس مین کے لئے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ بزنس میگیزینز اور آن لائن بزنس ٹریننگ پروگرامز بزنس کے نئے رجحانات اور ٹیکنیکس سے آگاہ کرتے ہیں۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اپنی سیلف ایجوکیشن کا کوئی پلان تشکیل نہیں دیتا۔ یہ لاعلمی اسے بزنس کی دنیا میں پیچھے دھکیلنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ 36: اپنے مشن سے وابستگی کمپنی یا بزنس کے لئے ایک پراثر حکمتِ عملی ترتیب دینے کے لئے بزنس مین کے ذہن میں ایک واضح مشن ہونا ضروری ہے۔ یہ مشن ایک گائیڈ لائن کا کام کرتا ہے۔ایک ناکام بزنس مین کو اول تو مشن کا ادراک ہی نہیں ہوتا اور ہو بھی تو وہ اپنے مشن سے وابستگی کو اہمیت نہیں دیتا۔ 37: کاروباری حریفوں کا تجزیہ Competitors Analysis بزنس کے میدان میں اپنے مدِمقابِل بزنس مینوں کی پروڈکٹس اور سروسز کے معیار اور ان کی

بزنس کی تیکنیکس کے بارے میں معلومات نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ مقابلے کی اس دوڑ میں ایک بزنس مین کی خامی دوسرے کی خوبی بن جاتی ہے۔ ایک ناکم بزنس مین اس امر میں بھی کوتاہی برتتا ہے اور دوسرں کی نسبت خسارے میں رہتا ہے۔ 38: ترجیحات کا تعین یاد رکھیے کچھ چیزیں ارجنٹ ہوتی ہیں جبکہ کچھ اِمپورٹینٹ ہوتی ہیں۔ ایک کامیاب بزنس مین ان دونوں میں فرق کرنا بخوبی جانتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین اپنی ترجیحات کا تعین نہیں کرپاتا کہ کونسا معاملہ فوری توجہ کا متقاضی ہے۔ اس ناسمجھی کی وجہ سے بہت سے ضروری اور فوری حل طلب مسائل غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ 39: ناقص یادداشت بزنس میں کامیابی ایک بہترین یادداشت کا تقاضا کرتی ہے۔ ایک کامیاب بزنس مین اچھے حافظے کا مالک ہوتا ہے اور نہایت باریک نقاط کو بھی ذہن نشیں رکھتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین اچھی یادداشت کا مالک نہیں ہوتا۔ اسی خامی کی وجہ سے بہت سی چھوٹی چھوٹی اہم حساب کتاب جیسے اہم معاملے میں بھی Deficient Accounting چیزیں اگنور ہو جاتی ہیں۔ 40: حساب کتاب میں لاپرواہی ایک ناکام بزنس مین لاپروائی اور بے دھیانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایسی کمپنی کا اکاؤنٹینگ سیکشن غفلت کا شکار ہوتا ہے۔ اس غفلت کا براہِ راست اثر کمپنی کے بجٹ پر پڑتا ہے۔ 41: موقع شناسی ایک کامیاب بزنس مین کی سب سے اہم خوبی موقع شناسی ہوتی ہے وہ مشکلات کے ہجوم میں بھی ایک سنہری موقعے کی پہچان کی صلاحت رکھتا ہے جبکہ ایک ناکام بزنس مین اپنی اس ناشناسی کی وجہ سے کئی اہم مواقع گنوا بیٹھتا ہے۔ 42: تفریح کے لئے وقت نہ نکالنا اکثر ناکام بزنس مینوں کے پاس تفریح کے لئے بھی وقت نہیں ہوتا۔ مسلسل کام ذہنی تھکاوٹ کا باعث بنتا ہے اور کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔ کامیاب بزنس مین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین مسلسل کام کرکے ذہنی تھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ 43: بچت کی بہتر تیکنیکس سے ناواقفیت ایک بزنس مین کے لئے خریداری نہیں بلکہ خریداری کا طریقہ کار زیادہ اہم ہوتا ہے۔ ایک کامیاب بزنس مین ہمیشہ نقد اخراجات سے گریز کرتا ہے۔ وہ بارٹر سسٹم کو اپناتا ہے اور اشیاء کے بدلے اشیاء کے لین دین کو اہمیت دیتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین بچت کے طور طریقے اپنانے کی کوشش نہیں کرتا اور غیر ضروری اخراجات کی روک تھام کے لئے اقدامات نہیں کرتا۔ یہ روش اسے بہت جلد مالی بحران کا شکار بنا دیتی ہے۔ 44: پبلک مینیجمنٹ سکلز بزنس اصل میں کئی افراد کی کوششوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنے اور ان کی مشترکہ کوششوں سے ایک مفید نتیجہ برآمد کرنے کا نام ہے۔ ایک کامیاب بزنس مین کے اندر لوگوں کی ایک بھیڑ کو ایک آرگنائزڈ گروپ میں تبدیل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین پبلک مینجمینٹ کے اس ہنر سے کمپنی کے کلچر، انوائرنمنٹ اور ڈیمانڈ کے مطابق معقول اور قابل Policy Staff Hiring ناآشنا ہوتا ہے۔ 45: سٹاف کا انتخاب افراد کا انتخاب ایک اہم امر ہے۔ ایک ناکام بزنس مین کسی فرد کو ہائر کرتے وقت اس کی خوبیوں، خامیوں اور اس کے اندر موجود

کسی Staff Training پوٹینشل کا صحیح اندازہ نہیں کر پاتا۔ یہ ناموزوں ہائرنگ بزنس پر اثرانداز ہوتی ہے۔ 46: سٹاف ٹرینگ کمپنی یا آرگنائزیشن کی انویسٹمنٹ کا ایک بڑا حصہ سٹاف پر خرچ ہوتا ہے۔ للذا اسٹاف کی ہائرنگ اور ٹریننگ کے مناسب انتظامات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کامیاب بزنس مین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے کہا ایک قابل مگر نا تجربہ کار شخص کو ایک بہتر ماحول اور ٹریننگ فراہم کرکے ایک بہتر آؤٹ پٹ لیا جا سکتا ہے۔ ایک ناکام بزنس مین ان اہم عوامل کا ادراک نہیں رکھتا۔ 47: آفس کے بے حساب اخراجات آفس کے اخراجات نہایت توجہ طلب اور ضروری عوامل میں شامل ہیں۔ ایک ناکام بزنس مین کو نہ تو ان اخراجات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور نہ وہ ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسطرح بہت سے چھوٹے چھوٹے ضرورت Over Confidence مگر غیر ضروری اخراجات بجٹ پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ 48: ضرورت سے زیادہ خوداعتمادی کا شکار ہوتا Over Confidence سے زیادہ خوداعتمادی کسی بھی امر میں ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔ ایک ناکام بزنس مین ہے۔ وہ حالات کو مدِ نظر رکھنے کی بجائے اپنی سوچ کو مدِ نظر رکھ کر فیصلے کرتا ہے جو نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ 49: بزنس نیٹ ورک کا قیام ایک مناسب بجٹ کے اندر رہتے ہوئے اپنے بزنس کو مارکیٹ کرنا ایک کامیاب بزنس مین کا سب سے بڑا ہنر ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ ایک بہتر اور منافع بخش بزنس نیٹ ورک کی تشکیل کرتا ہے۔ ایک ناکام بزنس مین کارآمد اور مفید نیٹ ورک کے قیام میں ناکام رہتا ہے اور اس کا بہت سا بزنس پوٹینشل غیر نتیجہ خیز سرگرمیوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ 50: جدید ذرائع سے ناواقفیت ڈیجیٹل مارکیٹنگ کے اس دور میں بزنس کو وسعت دینے اور زیادہ منافع بخش ذرائع کی تلاش کے لئے جدید طریقہ کار کو اپنانا ایک کامیاب بزنس مین کی نشانی ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین بزنس کے روایتی طور طریقوں کا پابند بنا رہتا ہے اور اپنے نیٹ ورک کے پھیلاؤ کے لئے آسان اور تیز ترین ذرائع کو استعمال میں نہیں لاتا۔ گروپس کی دیگر حضرات کئ پوسٹ کا بغور مشاہدہ کرتے ہوے شاید پہلے خوداعتادی کی کمی, اپنے اندر رچی بسی ناکامیوں کی وجوہات اور بزنس سکلز پہ نظر ثانی اور اسکے پریکٹیکل انلیلسز کی ضرورت ہے. وگرنہ ایڈیا شاید اپنے مقاصد پورے نہ کر سکیناکام بزنس مین کی 50 نشانیاں. دنیامیں ہر 10 میں سے 8 بزنس اپنی شروعات کے پہلے 18 مہینوں کے اندر ہی فلاپ ہو جاتے ہیں۔ سمال بزنس کی ناکامی کی یہ شرح براہِ راست ملکی معشت پر اثرانداز کی ناکامی کی شرح 90% ہے۔ * یعنی 10 میں سے 9 بزنس ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ * Start-ups ہوتی ہے۔ * پاکستان میں کی رپورٹ کیمطابق 66% بزنس محض دو سال تک ہی سروائیو کر پاتے ہیں۔ * باقی 24% اگلے (SBA) سمال بزنس ایڈمنسٹریشن پانچ سال کے اندر ناکام ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ ایک ناکام بزنس مین ہیں تو کیا آپ نے کبھی ناکامی کی وجوہات کا تجزیہ کیا ہے؟ کیا ان وجوہات کو دور کرکے آپ ایک کامیاب بزنس مین بن سکتے ہیں؟ سمال بزنس میں ناکامی کی صورت میں ہماری معیشت ہر سال

عربوں روپے کے خسارے کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی معیشت جہاں اکثریت خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرتی ہے اس بار کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں نے بزنس میں ناکامی کی وجوہات ایک چیک لسٹ کی صورت میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ان 50 خامیوں کو دور کیے بنا آپ کبھی ایک کامیاب بزنس مین نہیں بن سکتے۔ بزنس کیا ہے؟ آکسفورڈ ڈکشنری کےمطابق "A person146s regular occupation, profession, or trade" افراد کے بکھرے ہوئے ہجوم اور کوششوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے ان کوششوں کو ایک مثبت ،کارآمد اور منافع بخش ڈائریکشن فراہم کرنا اصل میں بزنس کہلاتا ہے۔ بزنس ایک شخص کو کئی پہلوؤں سے معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بناتا ہے۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں ہم نے ان چند پہلوؤں کی نشاندہی کی کوشش کی ہے جو ایک بزنس مین کی ناکامی کا سبب بنتی ہیں۔امید ہے ہماری یہ کوشش معاشرے کے ایک اہم طبقے کے لئے مفید ثابت ہو گی۔ 1 : مقاصد کا تعین نہ کرنا واضح مقاصد کا تعین نہ کرنا ایک ناکام بزنس مین کی سب سے پہلی کوتاہی ہے۔ اگر آپ کی منزل ہی طے نہیں تو محض چلتے رہنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ایک کامیاب بزنس مین کا ذہن واضح مقاصد کا تعین کرنا جانتا ہے۔آپ کو کیا کرنا ہے؟ اور کیوں کرنا ہے؟ صرف پیسہ کمانے کے علاوہ آپ کے بزنس کے اور کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ یہ وہ چند سوال ہیں جن کا مثبت اور واضح جواب نہ صرف مقاصد کے تعین کے لئے اہم ہے بلکہ ان کے حصول کے لئے ایک بہتر لائحہ عمل ترتیب دینے میں بھی نہایت سود مند ہے۔ 2 : وسیع سوچ کا فقدان ایک ناکام بزنس مین محدود سوچ کا حامل ایسا فرد ہوتا ہے جس کی سوچ ایک مخصوص دائرہ کار میں ہی گردش کرتی ہے۔ وہ اپنے بزنس کو وسعت دینے کے لئے نئے ذرائع کی کھوج اور ان کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔ جبکہ ایک وسیع سوچ نئے سے نئے مواقع تلاش کرتی ہے۔ایک کامیاب بزنس مین کی یہی وسیع سوچ کاروباری وسعت کو جنم دیتی ہے۔ 3 : خود انحصاری Independent Nature خود پر انحصار کرنا ایک کامیاب بزنس کی طرف اہم قدم ہے۔ایک ناکام بزنسمین میں خود اپنی کوششوں اور اپنے وسائل پر انحصار کرنے کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔ یہ کمی اسے بے اطمینانی کا شکار بنائے رکھتی ہے اور وہ تمام اہم مسائل کے حل کے لئے دوسروں سے رجوع کرتا ہے۔ یہ خامی بہت جلد ناکامی سے دوچار کر دیتی ہے۔ 4 : پرکھنے کی صلاحیت ایک ناکام بزنس مین کی حالات و معاملات کو پرکھنے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔ Judgement کی یہ صلاحیت عقل و شعور پر منحصر ہوتی ہے جسمیں کمی کی بنا پر وہ بار بار نقصان سے دوچار ہوتا ہے۔ 5 : ضرورت سے زیادہ پرامیدی حالات و واقعات سے ہمیشہ بہتری کی امید رکھنا ایک عام آدمی کے لئے تو فائدہ مند ہو سکتا ہے مگر ایک بزنس مین کے لئے نہیں۔ یاد رکھیں سب کچھ ویسا نہیں ہوتا جیسا آپ چاہتے ہیں۔ خاص طور پر بزنس میں جہاں ہر قدم پر بدلتے حالات ایک بزنس مین کی پالیسیوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ایک کامیاب بزنس

مین اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین کی پالیسیوں کی بنیاد حقائق کے ادراک کی بجائے پر امیدی وخوش فہمی پر رکھی ہوتی ہے۔ یہی ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی اور خوش امیدی خسارے کا سبب بنتی ہے۔ 6 : پروفیشنل ازم کی کمی ایک بیوقوف اور بے ہنر بزنس مین کے اندر پروفیشنل ازم کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔ یہ پروفیشنل ازم مہارت اور تجربے سے پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ ایک ناکام بزنس مین میں ان دونوں چیزوں کی کمی ہوتی ہے اور اسی کمی کا اظہار وہ بزنس لائف میں کئی اہم موقع پر کرکے کامیابی کے اکثر مواقع ضائع کرلیتا ہے۔ 7 : لیڈ ٹائم مینجمنٹ Lead-time management وہ Gap جو کنزیومر کے آرڈر سے لیکر مطلوبہ پروڈکٹ یا سروس کی ڈیلیوری پر محیط ہوتا ہے کسی بزنس یا کمپنی کا لیڈ ٹائم کہلاتا ہے۔ Lead Time Reduction کسی بزنس یا کمپنی کی کامیابی کا نہایت اہم نقطہ ہے۔ ایک ناکام بزنس مین اس نقطہ پر کبھی فوکس نہیں کرتا۔ جو ایک بزنس مین کی غیر ذمہ داری کی علامت ہے۔ 8 : عوامی رجحان سے ناواقفیت ایک کامیاب بزنس مین ہمیشہ جدید اور بدلتے ہوئے عوامی رجحانات سے باخبر رہتا ہے اور ان کو مدِ نظر رکھ کر اقدامات کرتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین بدلتے ماحول اور جدید رجحانات سے ناواقفیت کی بنا پر محض اپنی سوچ کے مطابق فیصلے کرتا ہے 9 : مستقل مزاجی کا فقدان مستقل مزاجی کسی بھی معاملے میں کامیابی کی اہم سیڑھی ہے۔ ایک ناکام بزنس مین کے اندر مستقل مزاجی کا سخت فقدان پایا جاتا ہے۔ محض وقتی اور چھوٹی چھوٹی ناکامیوں سے مایوس ہو کر وہ اپنی حکمتِ عملی اور فیصلے بدلتا رہتا ہے اور کبھی ایک مستقل سوچ پر قائم نہیں رہتا۔ 10 : اجنبیوں کو ویلکم کریں اجنبیوں کو خوش آمدید کہنا اور ان سے اچھے تعلقات قائم کرنا ایک بزنس مین کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ اس سے بزنس کے نئے زاویوں اور رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ Fear of unknown میں مبتلا ہوتا ہے۔ 11 : مارکیٹ سے ناواقفیت پروڈکٹ ایویلیوایشن، کسٹمر وہ ایک قسم کے وائس، ریسورسز اینڈ فائنینسنگ وغیرہ مارکیٹ کے اہم پہلو ہیں۔ ایک ناکام بزنس مین کبھی مارکیٹ سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتا۔ یہ ادھوری واقفیت اس کی ناکامی کا بڑا سبب ہوتی ہے۔ 12 : غیر منصفانہ لین دین Unfair Dealings Unfair Dealing یا دیانتداری کی عدم موجودگی بزنس مین کی ناکامی کا نہایت افسوسناک پہلو ہے۔ بزنس کی یہ تیکنیک وقتی طور پر تو فائدہ مند ہو سکتی ہے مگر ایک دیرپا کامیابی کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ ایک ناکام بزنس مین اپنی بددیانتی کی بدولت مارکیٹ میں ایک معیاری ساکھ نہیں بنا پاتا اور بالآخر ناکامی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ 13 : لوکیشن کسی بزنس کی کامیابی بہت حد تک ایک اچھی Location لوکیشن کے انتخاب پر بھی انحصار کرتی ہے۔ ایک کامیاب بزنس مین ایک بہترین لوکیشن کا انتخاب کرنا اور اس کے مطابق ایک بہتر فریم ورک تشکیل دینا جانتا ہے۔ جبکہ ایک مناسب لوکیشن کا اندازہ نہ کرپانا ایک ناکام بزنس مین کی اہم خاصیت ہوتی

Lack of Management ہے۔اسی خاصیت کی بنا پر وہ بعض اوقات ترقی کے اہم مواقع گنوا بیٹھتا ہے۔ 14 : نااہل انتظامیہ ایک ناکام بزنس مین کے اندر مینجمنٹ کی صلاحیت ناپید ہوتی ہے۔وہ ایک مناسب بزنس سٹریٹیجی مرتب کرنے اور اس پر عمل درآمد میں ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔اپنے ماتحت لوگوں کی کارکردگی کے حوالے سے وہ ایک پروپر شیڈول وضع کرنے بزنس مین کی نااہلی کا ثبوت اور اس کی ناکامی کی بنیادی وجہ ہوتی ہے۔ 15 : کسٹمر کا Mismanagement میں ناکام رہتا ہے۔ یہ ایک بہتر کسٹمر سروس کی فراہمی ایک بہتر کیش فلو کا سبب بنتی ہے اور ایک اچھا کیش فلو Customer Satisfaction اطمینان ہی ایک کامیاب بزنس کی بنیاد بنتا ہے۔ایک ناکام بزنس مین کی محدود سوچ صرف ارننگ تک ہی محدود ہوتی ہے جبکہ پروڈکٹس یا سروسز کا بہتر معیار جو ایک اچھی ارننگ کی ضمانت ہے اس کے لئے قابلِ ترجیح نہیں ہوتا۔ 16 : ادھوری بزنس پلاننگ کسی بزنس کا تقاضا کرتی ہے۔ایک بیوقوف بزنس مین چونکہ دور اندیشی کی صلاحیت Long-term planning میں کامیابی ایک معقول اور سے عاری ہوتا ہے اس لئے وہ ایک دیرپا اور جامع حکمتِ عملی تشکیل دینے میں ناکام رہتا ہے۔یہی ناقص پلاننگ کسی نا کسی مرحلے پر ناکامی کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ 17 : ترقی پسند سوچ کا فقدان ترقی پسند سوچ کا فقدان ایک ناکام بزنس مین کی اہم نشانی ہے۔اپنی محدود سوچ یا ناکامی کے خوف کی بنا پر وہ کبھی اپنے بزنس کے ایک مخصوص حدود اربع کو کراس کرنے کی کوشش نہیں کرتا جبکہ 21 ویں صدی کے تیزی سے بدلتے ہوئے رجحانات ایک جدید اور ترقی پسند سوچ کا تقاضا کرتے ہیں۔ 18 : مالی کے لئے مالی سپورٹ جسم میں روح کی حیثیت رکھتی ہے۔بزنس کی شروعات اس لحاظ سے Start-upریسورسز کی کمی ایک کے حوالے funding نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔تاہم ایسے ہر مرحلے میں کچھ ریسورسز ایسے ضرور موجود رہتے ہیں جو سے بہترین وسیلہ بن سکتے ہیں۔ایک کامیاب بزنس مین نشیب و فراز کے ان مراحل میں باآسانی ایسے ذرائع کھوجنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین میں یہ صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔ 19 : محنت و لگن کا فقدان محنت و لگن کی کمی ایک ناکام بزنس مین کی وہ خاصیت ہے جو اسے کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہونے دیتی۔بزنس ایک ذمہ داری کا نام ہے جس کو احسن طریقے سے نبھانا ایک کامیاب بزنس مین کی پہچان ہے۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اپنے ان فرائض سے غفلت کا مرتکب ہوتا ہے۔ کے سبب ایک ناکام بزنس مین ہمیشہ وقت کی Time Management ناقص 20 Time Management : ٹائم مینجمنٹ قلّت کا شکار رہتا ہے۔حالات و معاملات کو ڈیل کرتے وقت وہ اس بات کا تعین نہیں کر پاتا کہ کون سی چیز زیادہ وقت اور توجہ کی متقاضی ہے۔اس کا بہت سا وقت جو نہایت اہم اور ضروری معاملات پر خرچ ہونا چاہیے تھا غیر اہم معاملات کی نظر ہو جاتا ہے۔ 21 : غیر سنجیدہ رویہ عقل و شعور کی کمی غیر سنجیدہ رویے کو جنم دیتی ہے۔ بعض اوقات حد سے زیادہ خود اعتمادی بھی اس رویے کا

سبب بنتی ہے۔ بزنس جیسے اہم معاملے میں غیر سنجیدہ رویہ کامیابی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ایک ناکام بزنس مین تمام معاملات میں ایسے ہی غیر سنجیدہ رویے کا مظاہرہ کرتا ہے۔ 22: نئے مواقع کی تلاش نئے مواقع کی تلاش کسی بزنس کی کامیابی کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک ناکام بزنس مین نئے مواقع کی تلاش اور ان کی پہچان کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بزنس مین کا یہ رویہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی بزنس ایکٹیویٹی کا دائرہ کار تنگ کرتا چلا جاتا ہے۔ 23: تخلیقی سوچ کی کمی ایک تخلیقی سوچ بزنس کی روایتی حد بندیوں سے نکل کر نئی تیکنیکس وضع کر سکتی ہے۔ سٹیو جوبز نے کہا تھا 'جدت ہی وہ خوبی ہے جو ایک Leader اور ایک Follower میں فرق واضح کرتی ہے۔ یاد رکھیے بزنس کی کامیابی آپ کی ڈگریوں یا تعلیم پر نہیں بلکہ آپ کی ذہانت و مہارت پر انحصار کرتی ہے۔ بِل گیٹس کہتا ہے 'میں کسی یونیورسٹی کا پوزیشن ہولڈر نہیں ہوں لیکن یونیورسٹیوں کے کئی پوزیشن ہولڈرز میرے ملازمین میں شامل ہیں'۔ 24: ریسرچ اور نالج کا فقدان Lack of Research and knowledge ایک ناکام بزنس میں مارکیٹ ریسرچ اور نالج کو کبھی اہمیت نہیں دیتا۔ وہ نئے رجحانات سے بے خبر رہتا ہے۔ مارکیٹ میں متعارف کرائے جانیوالی جدید پروڈکٹس اور سروسز ایک بزنس مین کے لئے نئی راہیں کھولتی ہیں۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اپنی غیر تحقیقی سوچ کی بنا پر ان امکانات سے بے خبر رہتا ہے۔ 25: سماجی تعلقات Social Contacts معاشرتی و سماجی کونٹیکٹ کسی بزنس کی کامیابی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک ناکام بزنس مین Social Contacts کی اہمیت سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس کے معاشرتی و سماجی روابط محدود ہوتے ہیں۔ اپنی اسی کمی کی وجہ سے وہ اپنے بزنس کو ایک وسیع پلیٹ فارم مہیا نہیں کر پاتا۔ 26: 'انا پرستی' آپ کی کامیابی کی دشمن انا پرستی ایک ناکام بزنس مین کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ اس کے پبلک ریلشنز کو براہِ راست متاثر کرتی ہے۔ اور اس کے تعلقات کو محدود کر دیتی ہے جبکہ ایک کامیاب بزنس مین نہایت ملنسار اور سوشل ہوتا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اس کے اچھے مراسم قائم ہوتے ہیں جو بزنس کے ایک وسیع نیٹ ورک کے قیام میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ 27: سٹینڈرڈائزیشن Standardization پروڈکٹس یا سروسز کی تیاری و فراہمی میں جدید اور سٹینڈرڈ تیکنیکس کا استعمال Standardization کہلاتا ہے۔ پروڈکٹس کی یہ سٹینڈرڈائزیشن ہی کسی بزنس یا کمپنی کو مقابلے کی دوڑ میں شامل کرتی ہے۔ ایک ناکام بزنس مین ایسی کسی تیکنیک کے استعمال اور ایپلیکیشن کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جس کے نتیجے میں اس کے بزنس یا کمپنی کا معیار گرتا چلا جاتا ہے۔ 28: ادھوری سیل سٹریٹیجی Imperfect Sales Strategy سیل سٹریٹیجی کسی کمپنی کی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے اور تمام تر پروفٹ کا دار و مدار اسی پالیسی پر ہوتا ہے۔ ایک ناکام بزنس مین مارکیٹ، کسٹمرز اور لوکیشن کی مناسبت سے ایک بہتر سیلز پالیسی تشکیل دینے میں بیوقوفی اور ناتجربہ کاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

پوٹینشل کسٹمرز تک رسائی بزنس مین کی اہم 29 Untargeted Approach to Customers: ان ٹارگٹڈ اپروچ ٹو کسٹمر کامیابی ہوتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین اپنی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے سیلز اور پروموشن کے اہم مواقع ضائع کر بیٹھتا ہے 30: پروڈکٹس اور سروسز کی بہتر کوالٹی بزنس میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ ناکام بزنس Quality of Service کوالٹی آف سروس مین معیاری کوالٹی جیسے اہم معاملے کو نظرانداز کیے رکھتا ہے۔اور یہ غفلت بالآخر اس کی ناکامی پر منتج ہوتی ہے۔ 31: لیڈرشپ کا فقدان کامیاب بزنس مین اصل میں ایک اچھا لیڈر ہوتا ہے جو اپنے بزنس اور اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد کی درست رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ حالات و معاملات کی درست سمت کا تعین کر سکتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین کے اندر لیڈرشپ کی یہ سپلائر سے کسٹمر تک کسی پروڈکٹ یا سروس کی Supply Chain صلاحیت سرے سے موجود ہی نہیں ہوتی۔ 32: سپلائی چین منتقلی ایک آرگنائزڈ سسٹم کا تقاضا کرتی ہے جسکی عدم موجودگی سے تجارتی نظام بدنظمی کا شکار ہو جاتا ہے اور یہی بدنظمی بالآخر خسارے کا سبب بنتی ہے۔ایک ناکام بزنس مین اس پہلو کی طرف سے بھی لاپروائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یا پھر اس میں اس کی صلاحیت یہ موجود نہیں ہوتی۔ 33: سورس آف انفارمیشن کی عدم موجودگی مارکیٹ کے مسائل، کسٹمر ٹرینڈز اور دوسری کمپنیوں کے رجحانات اور طریقہ کار کے بارے میں معلومات ایک بزنس مین کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ معلومات کئی طرح کے مسائل کی شناخت اور نئے مواقع کی تلاش میں مددگار ہوتی ہیں۔ایک ناکام بزنس مین کو معلومات کے ذرائع کی اہمیت کا پروڈکٹ، سروس یا اپنے بزنس Licensing اندازہ نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے مناسب انتظام کی کوشش کرتا ہے۔ 34: لائسنسز ایک انتہائی اہم امر ہے جو کئی طرح کے مسائل سے بچاتا ہے۔ایک ناکام بزنس 3 مین اپنی کم علمی یا محض Licensing آئیڈیاز کی سستی کی وجہ سے اس امر میں غفلت برتتا ہے۔ جبکہ ایک کامیاب بزنسمین ایسے تمام اصول و قوانین پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ 35: سیلف ایجوکیشن سیلف ایجوکیشن ایک بزنس مین کے لئے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ بزنس میگزینز اور آن لائن بزنس ٹریننگ پروگرامز بزنس کے نئے رجحانات اور تیکنیکس سے آگاہ کرتے ہیں۔ مگر ایک ناکام بزنس مین اپنی سیلف ایجوکیشن کا کوئی پلان تشکیل نہیں دیتا۔ یہ لاعلمی اسے بزنس کی دنیا میں پیچھے دھکیلنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ 36: اپنے مشن سے وابستگی کمپنی یا بزنس کے لئے ایک پراثر حکمتِ عملی ترتیب دینے کے لئے بزنس مین کے ذہن میں ایک واضح مشن ہونا ضروری ہے۔ یہ مشن ایک گائیڈلائن کا کام کرتا ہے۔ایک ناکام بزنس مین کو اول تو مشن کا ادراک ہی نہیں ہوتا اور ہو بھی تو وہ اپنے مشن سے وابستگی کو اہمیت بزنس کے میدان میں اپنے مدِمقابل بزنس مینوں کی Competitors Analysis نہیں دیتا۔ 37: کاروباری حریفوں کا تجزیہ پروڈکٹس اور سروسز کے معیار اور ان کی بزنس کی تیکنیکس کے بارے میں معلومات نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ مقابلے کی اس دوڑ

میں ایک بزنس مین کی خامی دوسرے کی خوبی بن جاتی ہے۔ایک ناکم بزنس مین اس امر میں بھی کوتاہی برتتا ہے اور دوسرں کی نسبت خسارے میں رہتا ہے۔38: ترجیحات کا تعین یاد رکھیے کچھ چیزیں ارجنٹ ہوتی ہیں جبکہ کچھ اِمپورٹینٹ ہوتی ہیں۔ایک کامیاب بزنس مین ان دونوں میں فرق کرنا بخوبی جانتا ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس مین اپنی ترجیحات کا تعین نہیں کرپاتا کہ کونسا معاملہ فوری توجہ کا متقاضی ہے۔اس نا سمجھی کی وجہ سے بہت سے ضروری اور فوری حل طلب مسائل غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ 39: ناقص یادداشت بزنس میں کامیابی ایک بہترین یادداشت کا تقاضا کرتی ہے۔ایک کامیاب بزنس مین اچھے حافظے کا مالک ہوتا ہے اور نہایت باریک نقاط کو بھی ذہن نشیں رکھتا ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس مین اچھی یادداشت کا مالک نہیں ہوتا۔اسی خامی کی وجہ سے بہت سی چھوٹی چھوٹی اہم چیزیں اگنور ہو جاتی ہیں۔40: حساب کتاب میں لاپرواہی Deficient Accounting حساب کتاب جیسے اہم معاملے میں بھی ایک ناکام بزنس مین لاپروائی اور بے دھیانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ایسی کمپنی کا اکاؤنٹینگ سیکشن غفلت کا شکار ہوتا ہے۔اس غفلت کا براہِ راست اثر کمپنی کے بجٹ پر پڑتا ہے۔41: موقع شناسی ایک کامیاب بزنس مین کی سب سے اہم خوبی موقع شناسی ہوتی ہے وہ مشکلات کے ہجوم میں بھی ایک سنہری موقعے کی پہچان کی صلاحت رکھتا ہے جبکہ ایک ناکام بزنس مین اپنی اس ناشناسی کی وجہ سے کئی اہم مواقع گنوا بیٹھتا ہے۔42: تفریح کے لئے وقت نہ نکالنا اکثر ناکام بزنس مینوں کے پاس تفریح کے لئے بھی وقت نہیں ہوتا۔مسلسل کام ذہنی تھکاوٹ کا باعث بنتا ہے اور کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔کامیاب بزنس مین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس مین مسلسل کام کرکے ذہنی تھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔43: بچت کی بہتر تیکنیکس سے ناواقفیت ایک بزنس مین کے لئے خریداری نہیں بلکہ خریداری کا طریقہ کار زیادہ اہم ہوتا ہے۔ایک کامیاب بزنس مین ہمیشہ نقد اخراجات سے گریز کرتا ہے۔وہ بارٹر سسٹم کو اپناتا ہے اور اشیاء کے بدلے اشیاء کے لین دین کو اہمیت دیتا ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس مین بچت کے طور طریقے اپنانے کی کوشش نہیں کرتا اور غیر ضروری اخراجات کی روک تھام کے لئے اقدامات نہیں کرتا۔یہ روش اسے بہت جلد مالی بحران کا شکار بنا دیتی ہے۔44: پبلک مینیجمنٹ سکلز بزنس اصل میں کئی افراد کی کوششوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرنے اور ان کی مشترکہ کوششوں سے ایک مفید نتیجہ برآمد کرنے کا نام ہے۔ایک کامیاب بزنس مین کے اندر لوگوں کی ایک بھیڑ کو ایک آرگنائزڈ گروپ میں تبدیل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔جبکہ ایک ناکام بزنس کمپنی کے کلچر،انوائرنمنٹ Policy Staff Hiring مین پبلک مینجمینٹ کے اس ہنر سے ناآشنا ہوتا ہے۔45: سٹاف کا انتخاب اور ڈیمانڈ کے مطابق معقول اور قابل افراد کا انتخاب ایک اہم امر ہے۔ایک ناکام بزنس مین کسی فرد کو ہائر کرتے وقت اس کی خوبیوں، خامیوں اور اس کے اندر موجود پوٹینشل کا صیح اندازہ نہیں کرپاتا۔یہ ناموزوں ہائرنگ بزنس پر اثر انداز ہوتی ہے۔46:

کسی کمپنی یا آرگنائزیشن کی انویسٹمنٹ کا ایک بڑا حصہ سٹاف پر خرچ ہوتا ہے۔ للذا اسٹاف کی Staff Training سٹاف ٹرینگ ہائر نگ اور ٹریننگ کے مناسب انتظامات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کامیاب بزنس مین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے کہا ایک قابل مگر ناتجربہ کار شخص کو ایک بہتر ماحول اور ٹریننگ فراہم کرکے ایک بہتر آؤٹ پٹ لیا جاسکتا ہے۔ ایک ناکام بزنس مین ان اہم عوامل کا ادراک نہیں رکھتا۔ 47: آفس کے بے حساب اخراجات آفس کے اخراجات نہایت توجہ طلب اور ضروری عوامل میں شامل ہیں۔ ایک ناکام بزنس مین کو نہ تو ان اخراجات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور نہ وہ ان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسطرح بہت سے چھوٹے چھوٹے مگر غیر ضروری اخراجات بجٹ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ 48: ضرورت سے زیادہ خود ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کسی بھی امر میں ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔ ایک ناکام بزنس Over Confidence اعتمادی کا شکار ہوتا ہے۔ وہ حالات کو مدِ نظر رکھنے کی بجائے اپنی سوچ کو مدِ نظر رکھ کر فیصلے کرتا ہے جو Over Confidence مین نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ 49: بزنس نیٹ ورک کا قیام ایک مناسب بجٹ کے اندر رہتے ہوئے اپنے بزنس کو مارکیٹ کرنا ایک کامیاب بزنس مین کا سب سے بڑا ہنر ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ ایک بہتر اور منافع بخش بزنس نیٹ ورک کی تشکیل کرتا ہے۔ ایک ناکام بزنس مین کارآمد اور مفید نیٹ ورک کے قیام میں ناکام رہتا ہے اور اس کا بہت سا بزنس پوٹینشل غیر نتیجہ خیز سرگرمیوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ 50: جدید ذرائع سے ناواقفیت ڈیجیٹل مارکیٹنگ کے اس دور میں بزنس کو وسعت دینے اور زیادہ منافع بخش ذرائع کی تلاش کے لئے جدید طریقہ کار کو اپنانا ایک کامیاب بزنس مین کی نشانی ہے۔ جبکہ ایک ناکام بزنس مین بزنس کے روایتی طور طریقوں کا پابند بنا رہتا ہے اور اپنے نیٹ ورک کے پھیلاؤ کے لئے آسان اور تیز ترین ذرائع کو استعمال میں نہیں لاتا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 7

Monday, July 17, 2017 at 12:49pm UTC+05

بادشاہ اور تاجر

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: نامعلوم



ایک بادشاہ نے اعلان کیا کہ جو شخص جھوٹ بولتے ہوئے پکڑا گیا اس کو پانچ دینار جرمانہ ہوگا، لوگ ایک دوسرے کے سامنے بھی ڈرنے لگے کہ اگر جھوٹ بولتے ہوئے پکڑے گئے تو جرمانہ نہ ہو جائے، ادھر بادشاہ اور وزیر بھیس بدل کر شہر میں گھومنے لگے، جب تھک گئے تو آرام کرنے کی غرض سے ایک تاجر کے پاس ٹھہرے، اس نے دونوں کو چائے پلائی، بادشاہ نے تاجر سے پوچھا: "تمھاری عمر کتنی ہے؟" تاجر نے کہا "20 سال۔" "تمھارے پاس دولت کتنی ہے؟" تاجر نے کہا۔۔۔ "70 ہزار دینار"

بادشاہ نے پوچھا: "تمھارے بچے کتنے ہیں؟" تاجر نے جواب دیا: "ایک" واپس آ کر انھوں نے سرکاری دفتر میں تاجر کے کوائف اور جائیداد کی پڑتال کی تو اس کے بیان سے مختلف تھی، بادشاہ نے تاجر کو دربار میں طلب کیا اور وہی تین سوالات دُھرائے۔ تاجر نے وہی جوابات دیے۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا: "اس پر پندرہ دینار جرمانہ عائد کر دو اور سرکاری خزانے میں جمع کرا دو، کیونکہ اس نے تین جھوٹ بولے ہیں، سرکاری کاغذات میں اس کی عمر 35 سال ہے، اس کے پاس 70 ہزار دینار سے زیادہ رقم ہے، اور اس کے پانچ لڑکے ہیں۔" تاجر نے کہا: زندگی کے 20 سال ہی نیکی اور ایمان داری سے گزرے ہیں، اسی کو میں اپنی عمر سمجھتا ہوں اور زندگی میں 70 ہزار دینار میں نے ایک مسجد کی تعمیر میں خرچ کیے ہیں، اس کو اپنی دولت سمجھتا ہوں اور چار بچے نالائق اور بد اخلاق ہیں، ایک بچہ اچھا ہے، اسی کو میں اپنا بچہ سمجھتا ہوں۔" یہ سُن کر بادشاہ نے جرمانے کا حکم واپس لے لیا اور تاجر سے کہا: "ہم تمھارے جواب سے خوش ہوئے ہیں، وقت وہی شمار کرنے کے لائق ہے، جو نیک کاموں میں گزر جائے، دولت وہی قابلِ اعتبار ہے جو راہِ خدا میں خرچ ہو اور اولاد وہی ہے جس کی عادتیں نیک ہوں۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 7

Sunday, July 16, 2017 at 12:20pm UTC+05

آدھی_بیوی

انتخاب: صفینہ چوہدری

تحریر: نامعلوم



تیری بیوی کے جسم جتنا حصہ ڈھکا ہوا ہے اس پر تیرا حق ہے مگر جو حصہ کھلا ہے وہ تو شاملات ھے اس کو دیکھنے کا ہم سب کا حق ھے۔
کہتے ہیں قاہرہ سے اسوان جانے والی گاڑی میں سوار اس عمر رسیدہ شخص کی عمر کم از کم ساٹھ تو ہو گی اور اوپر سے اس کی وضع قطع اور لباس، ہر زاویے سے دیہاتی مگر جہاندیدہ اور سمجھدار بندہ لگتا تھا۔ ایک اسٹیشن پر گاڑی رکی تو ایک نوجوان جوڑا سوار ہوا جو اس بوڑھے کے سامنے والی نشست پر آن بیٹھا۔ صاف لگتا تھا کہ نو بیاہتا ہیں۔ مگر افسوس کی بات یہ تھی کہ لڑکی نے انتہائی نامناسب

لباس برمودہ پینٹس کے ساتھ ایک بغیر بازوؤں کی کھلے گلے والی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اس کے شانے ہی نہیں اور بھی بہت سارا جسم دعوت نظارہ بنا ہوا تھا۔

مصر میں ایسا لباس پہننا کوئی اچھوتا کام نہیں، اور نا ہی کوئی ایسا لباس پہنے کسی لڑکی کو شوہدے پن سے دیکھتا یا تاڑتا ہے۔ مگر دوسرے مسافروں کے ساتھ ساتھ لڑکی کے خاوند کی حیرت دید کے قابل تھی کہ اس بوڑھے نے لڑکی کو دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ چہرے سے اتنا پروقار اور محترم نظر آنے والے شخص کی حرکتیں اتنی اوچھی، بوڑھے کی نظریں تھیں کہ کبھی لڑکی کے شانوں پر تو کبھی لڑکی کی عریاں ٹانگوں پر۔ اوپر سے مستزاد یہ کہ بوڑھے نے اب تو باقاعدہ اپنی ٹھوڑی کے نیچے اپنی ہتھیلیاں ٹیک کر گویا منظر سے تسلی کے ساتھ لطف اندوز ہونا شروع کر دیا تھا۔ بوڑھے کی ان حرکات سے جہاں لڑکی بے چین, پہلو پر پہلو بدل رہی تھی وہیں لڑکا بھی غصے سے تلملا رہا تھا، بالآخر اس نے پھٹتے ہوئے کہا: بڑے میاں، کچھ تو حیا کرو، شرم آنی چاہئے تمہیں، اپنی عمر دیکھو اور اپنی حرکتیں دیکھو، اپنا منہ دوسری طرف کرو اور میری بیوی کو سکون سے بیٹھنے دو۔ بوڑھے دیہاتی نے لڑکے کی بات تحمل سے سنی اور متانت سے جواب دیا: لڑکے، میں نا تو جوابا تجھے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تو خود کچھ شرم و حیا کر۔ نا ہی تجھے یہ کہوں گا کہ تجھے اپنی بیوی کو ایسا لباس پہناتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ تو ایک آزاد انسان ہے، بھلے ننگا گھوم اور ساتھ اپنی بیوی کو بھی گھما۔ لیکن میں تجھے ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں، کیا تو نے اپنی بیوی کو ایسا لباس اس لئے نہیں پہنایا کہ ہم اسے دیکھیں۔

آگر تیرا منشا ایسا تھا تو پھر کاہے کا غصہ اور کس بات کی تلملاہٹ؟ بوڑھے نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا؛ دیکھ میرے بیٹے، تیری بیوی کا جتنا جسم ڈھکا ہوا ہے اس پر تیرا حق ہے کہ تو دیکھ، مگر اس کا جتنا جسم کھلا ہوا ہے اس پر تو ہم سب عوام کا حق بنتا ہے کہ ہم دیکھیں۔ اور اگر تجھے میرا اتنا قریب ہو کر تیری بیوی کو دیکھنا برا لگا ہے تو میرا نہیں میری نظر کا قصور ہے جو کمزور ہے اور مجھے دیکھنے کیلئے نزدیک ہونا پڑتا ہے۔ بوڑھے کی باتیں نہیں اچھا درس تھا مگر ذرا ہٹ کر، لوگوں نے جان لیا تھا کہ بوڑھا اپنا پیغام اس جوڑے تک پہنچا چکا ہے۔ لڑکی کا چہرہ آگر شرم سے سرخ ہو رہا تھا تو لڑکا منہ چھپائے چلتی گاڑی سے اترنے پر آمادہ۔

اور ہوا بھی ایسے ہی، اگلے اسٹیشن پر لڑکے نے جب گاڑی سے اترنے کیلیئے باہر کی طرف لپکنا چاہا تو بوڑھے نے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا؛ بیٹے ہمارے دیہات میں درخت پتوں سے ڈھکے رہیں تو ٹھیک، ورنہ اگر کسی درخت سے پتے گر یا جھڑ جائیں تو ہم اسے کلہاڑی سے کاٹ کر تنور میں ڈال دیا کرتے ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 7

Sunday, July 16, 2017 at 12:13pm UTC+05

تین پسندیدہ چیزیں

انتخاب: فرحی امین

تحریر: صحیح اسلامی واقعات (شائع کردہ جامعہ الاظہر مصر)



ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان تشریف آوری کے دوران حضرت ابوبکر سے پوچھا : ابوبکر آپ دنیا میں کیا چیز پسند کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب میں کہا حضور تین چیزیں پسند کرتا ہوں۔ اول : آپ کے درمیان بیٹھا رہوں دوسرے آپ کو دیکھتا رہوں تیسرے اپنے مال کو آپ پر خرچ کروں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ عمر آپ کیا پسند کرتے ہیں : حضرت عمر نے جواب میں کہا : حضور تین چیزیں پسند کرتا ہوں اول نیکی کا حکم دوں اگرچہ کے سری طور پر ہو، دوسرے برائی سے روکتا رہوں اگرچہ سرعام ہو اور تیسرے حق بات کہوں اگرچہ سننے والوں کو کڑوی لگے۔ اور

پھرحضور نے حضرت عثمان سے دریافت کیا کہ عثمان ! آپ کیا پسند کرتے ہیں : حضرت عثمان نے جواب دیا : حضور تین چیزیں پسند کرتا ہوں : اول لوگوں کو کھانا کھلاؤں، دوسرے سلام کو پھیلاؤں اور تیسرے رات میں ایسے وقت نماز پڑھوں جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ علی ! آپ کیا پسند کرتے ہیں حضرت علی نے جواب دیا کہ حضور تین چیزیں پسند کرتا ہوں : اول مہمان نوازی کروں دوسرے گرما کے موسم میں روزے رکھوں اور تیسرے دشمن پر تلوار سے وار کروں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرغفاری سے دریافت فرمایا : ابوذر آپ کیا پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوذر غفاری نے جواب دیا : حضور میں دنیا میں تین چیزیں پسند کرتا ہوں اول بھوک دوسرے بیماری اور تیسرے موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سےسبب پوچھتے ہوئے کہا آپ ان چیزوں کو کیوں پسند کرتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ حضور بھوک اس لیئے عزیز ہے کہ اس کے ذریعے میرا دل نرم ہوتا ہے اور بیماری اس لیئے محبوب ہے کہ اس کے ذریعے میرے گناہ معاف ہوتے ہیں اور موت اس وجہ سے عزیز ہے کہ اس کے ذریعے میں اپنے پروردگارسے ملوں گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میرے لیئے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند کروائی گئی۔ اول خوشبو، دوسری نیک عورتیں، اور تیسرے میرےآنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اسی اثناء حضرت جبریل تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں : اول پیغام کو پہنچانا، دوسرے امانت کو ادا کرنا اور تیسرے مساکین سے محبت کرنا پھر حضرت جبرئیل آسمانوں کی جانب لوٹتے ہیں اور دوبارہ زمین پر واپس آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضور اللہ رب العزت آپ کو سلام کہتے ہیں : اور ارشاد فرماتے ہیں : کہ اللہ رب العزت کو تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں : اول ایسی زبان جو اللہ کی یاد سے تر ہو، دوسرے ایسا دل جو اللہ سے ڈرنے والا ہو اور تیسرے ایسا جسم جو مصائب اور آزمائشوں میں صبر کرنے والا ہو۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 7

Saturday, July 8, 2017 at 11:54am UTC+05

تین حیرت انگیز واقعات**

اور ان تینوں سے ملنے والا**ایک سبق

انتخاب: خالد صاحب

تحریر: نامعلوم*



پہلا واقعہ: *بس پہاڑی علاقے سے گزر رہی تھی. اچانک بجلی چمکی. بس کے قریب آئی اور واپس چلی گئی' بس آگے بڑھتی رہی' آدھ گھنٹے بعد بجلی دوبارہ آئی' بس کے پچھلے حصے کی طرف لپکی لیکن واپس چلی گئی' بس آگے بڑھتی رہی' بجلی ایک بار پھر آئی. وہ اس بار دائیں سائیڈ پر حملہ آور ہوئی لیکن تیسری بار بھی واپس لوٹ گئی. ڈرائیور سمجھ دار تھا' اس نے گاڑی روکی اور اونچی آواز میں بولا

"بھائیو بس میں کوئی گناہگار سوار ہے۔ یہ بجلی اسے تلاش کر رہی ہے' ہم نے اگر اسے نہ اتارا تو ہم سب مارے جائیں گے" بس میں سراسیمگی پھیل گئی اور تمام مسافر ایک دوسرے کو شک کی نظروں سے دیکھنے لگے' ڈرائیور نے مشورہ دیا. "سامنے پہاڑ کے نیچے درخت ہے' ہم تمام ایک ایک کرکے اترتے ہیں اور درخت کے نیچے کھڑے ہو جاتے ہیں' ہم میں سے جو گناہ گار ہوگا بجلی اس پر گر جائے گی اور باقی لوگ بچ جائیں گے" یہ تجویز قابل عمل تھی' تمام مسافروں نے اتفاق کیا' ڈرائیور سب سے پہلے اترا، اور دوڑ کر درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ بجلی آسمان پر چمکتی رہی لیکن وہ ڈرائیور کی طرف نہیں آئی. وہ بس میں واپس چلا گیا' دوسرا مسافر اترا اور درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا' بجلی نے اس کی طرف بھی توجہ نہیں دی' تیسرا مسافر بھی صاف بچ گیا یوں مسافر آتے رہے' درخت کے نیچے کھڑے ہوتے رہے اور واپس جاتے رہے یہاں تک کہ صرف ایک مسافر بچ گیا. یہ گندہ مجھول سا مسافر تھا. کنڈیکٹر نے اسے ترس کھا کر بس میں سوار کر لیا تھا. مسافروں نے اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں کا کہنا تھا: "ہم تمہاری وجہ سے موت کے منہ پر بیٹھے ہیں، تم فوراً بس سے اتر جاؤ" وہ اس سے ان گناہوں کی تفصیل بھی پوچھ رہے تھے جن کی وجہ سے ایک اذیت ناک موت اس کی منتظر تھی. مگر وہ مسافر اترنے کے لیے تیار نہیں تھا لیکن لوگ اسے ہر قیمت پر بس سے اتارنا چاہتے تھے' مسافروں نے پہلے اسے برا بھلا کہہ کر اترنے کا حکم دیا' پھر اسے پیار سے سمجھایا، اور آخر میں اسے گھسیٹ کر اتارنے لگے۔ وہ شخص کبھی کسی سیٹ کی پشت پکڑ لیتا تھا' کبھی کسی راڈ کے ساتھ لپٹ جاتا تھا، اور کبھی دروازے کو جپھا مار لیتا تھا. لیکن لوگ باز نہ آئے' انھوں نے اسے زبردستی گھسیٹ کر اتار دیا. ڈرائیور نے بس چلا دی. بس جوں ہی "گناہ گار شخص" سے چند میٹر آگے گئی، دھاڑ کی آواز آئی، بجلی بس پر گری، اور تمام مسافر چند لمحوں میں جل کر بھسم ہو گئے. اور، وہ مسافر جسے سب *"گناہگار مسافر"* قرار دے رہے تھے، کسے خبر تھی کہ اتنی دیر سے مسافروں کی جان بچے رہنے کا سبب بنا ہوا تھا،

دوسرا واقعہ : مجھے کسی صاحب نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا. وہ ترکی کے راستے یونان جانا چاہتے تھے. ایجنٹ انھیں ترکی لے گیا. یہ ازمیر شہر میں دوسرے لوگوں کے ساتھ برفباری کا انتظار کرنے لگے. سردیاں یورپ میں داخلے کا بہترین وقت ہوتا تھا. برف کی وجہ سے سیکیورٹی اہلکار مورچوں میں دبک جاتے تھے، بارڈر پر گشت رک جاتا تھا، ایجنٹ لوگوں کو کشتیوں میں سوار کرتے تھے، اور انھیں یونان کے کسی ساحل پر اتار دیتے تھے، یہ ایجنٹوں کی عام پریکٹس تھی۔ اس صاحب نے بتایا: "ہم ترکی میں ایجنٹ کے ڈیرے پر پڑے تھے' ہمارے ساتھ گوجرانوالہ کا ایک گندہ سا لڑکا تھا' وہ نہاتا بھی نہیں تھا، اور دانت بھی صاف نہیں کرتا تھا. اس

سے خوفناک بو آتی تھی. تمام لوگ اس سے پرہیز کرتے تھے. ہم لوگ دسمبر میں کشتی میں سوار ہوئے' ہم میں سے کوئی شخص اس لڑکے کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا' ہم نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ رونا شروع ہو گیا' ایجنٹ کے پاس وقت کم تھا چنانچہ اس نے اسے ٹھڈا مار کر کشتی میں پھینک دیا. کشتی جب یونان کی حدود میں داخل ہوئی، تو کوسٹ گارڈ ایکٹو تھے۔ یونان کو شاید ہماری کشتی کی مخبری ہو گئی تھی. ایجنٹ نے مختلف راستوں سے یونان میں داخل ہونے کی کوشش کی، مگر ہر راستے پر کوسٹ گارڈ تھے. اس دوران اس لڑکے کی طبیعت خراب ہو گئی. وہ الٹیاں کرنے لگا. ہم نے ایجنٹ سے احتجاج شروع کر دیا. ایجنٹ ٹینشن میں تھا' اسے غصہ آ گیا' اس نے دو لڑکوں کی مدد لی، اور اس گندے لڑکے کو اٹھا کر یخ ٹھنڈے پانی میں پھینک دیا. وہ بے چارہ ڈبکیاں کھانے لگا. ہم آگے نکل گئے.

ہم ابھی آدھ کلو میٹر آگے گئے تھے کہ ہم پر فائرنگ شروع ہو گئی' ایجنٹ نے کشتی موڑنے کی کوشش کی۔ کشتی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی، اور وہ پانی میں الٹ گئی. ہم سب پانی میں ڈبکیاں کھانے لگے' میں نے خود کو سردی' پانی اور خوف کے حوالے کر دیا.
جب میری آنکھ کھلی، تو میں اسپتال میں تھا' مجھے ہسپتال کے عملے نے بتایا" کشتی میں سوار تمام لوگ مر چکے ہیں. صرف دو لوگ بچے ہیں" میں نے دوسرے زندہ شخص کے بارے میں پوچھا. ڈاکٹر نے میرے بیڈ کا پردہ ہٹا دیا، دوسرے بیڈ پر وہی لڑکا لیٹا تھا، جسے ہم نے اپنے ہاتھوں سے سمندر میں پھینکا تھا، سمندر کی لہریں اسے دھکیل کر ساحل تک لے آئی تھیں۔ مجھے کوسٹ گارڈز نے بچا لیا تھا. جب کہ باقی لوگ گولیوں کا نشانہ بن گئے، یا پھر سردی سے ٹھٹھر کر مر چکے تھے. میں پندرہ دن اسپتال رہا. میں اس دوران یہ سوچتا رہا: "میں کیوں بچ گیا"؟ مجھے کوئی جواب نہیں سوجھتا تھا.

میں جب اسپتال سے ڈسچارج ہو رہا تھا، مجھے اس وقت یاد آیا. میں نے اس لڑکے کو لائف جیکٹ پہنائی تھی. ایجنٹ جب اسے پانی میں پھینکنے کے لیے آ رہا تھا، تو میں نے فوراً باکس سے جیکٹ نکال کر اسے پہنا دی تھی. یہ وہ نیکی تھی جس نے مجھے بچا لیا. مجھے جوں ہی یہ نیکی یاد آئی، مجھے چھ ماہ کا وہ سارا زمانہ یاد آ گیا، جو ہم نے اس لڑکے کے ساتھ گزارہ تھا. ہم نہ صرف ترکی میں اس کی وجہ سے بچتے رہے تھے، بلکہ وہ لڑکا جب تک ہماری کشتی میں موجود رہا، ہم سب لوگ کوسٹ گارڈز سے بھی محفوظ رہے، یخ پانی سے بھی، اور موت سے بھی. ہم نے جوں ہی اسے کشتی سے دھکا دیا، موت نے ہم پر اٹیک کر دیا. میں نے پولیس سے

درخواست کی: "میں اپنے ساتھی سے ملنا چاہتا ہوں" پولیس اہلکاروں نے بتایا: "وہ پولیس وین میں تمہارا انتظار کر رہا ہے" میں گاڑی میں سوار ہوا، اور جاتے ہی اسے گلے سے لگا لیا۔ مجھے اس وقت اس کے جسم سے کسی قسم کی کوئی بو نہیں آ رہی تھی. تب مجھے معلوم ہوا میرے ساتھیوں کو دراصل اس کے جسم سے اپنی موت کی بو آتی تھی. یہ ان لوگوں کی موت تھی، جو انھیں اس سے الگ کرنا چاہتی تھی. اور وہ جوں ہی الگ ہوئے، سب موت کی آغوش میں چلے گئے۔

تیسرا واقعہ : میرے ایک بزرگ دوست جوانی میں ارب پتی تھے، لیکن ان کی زندگی کا آخری حصہ عسرت میں گزرا. مجھے انھوں نے ایک دن اپنی کہانی سنائی انھوں نے بتایا: "میرے والد مل میں کام کرتے تھے' گزارہ مشکل سے ہوتا تھا' ان کا ایک کزن معذور تھا' کزن کے والدین فوت ہو گئے' اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں رہا' میرے والد کو ترس آ گیا' وہ اسے اپنے گھر لے آئے' ہم پانچ بہن بھائی تھے' گھر میں غربت تھی اور اوپر سے ایک معذور چچا سر پر آ گرا. والدہ کو وہ اچھے نہیں لگتے تھے' وہ سارا دن انھیں کوستی رہتی تھیں۔ ہم بھی والدہ کی وجہ سے ان سے نفرت کرتے تھے لیکن میرے والد کو ان سے محبت تھی' وہ انھیں اپنے ہاتھ سے کھانا بھی کھلاتے تھے' ان کا بول براز بھی صاف کرتے تھے، اور انھیں کپڑے بھی پہناتے تھے. اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ ہمارے حالات بدل گئے' ہمارے والد نے چھوٹی سی بھٹی لگائی' یہ بھٹی کارخانہ بنی اور وہ کارخانہ کارخانوں میں تبدیل ہو گیا، ہم ارب پتی ہو گئے. 1980ء کی دہائی میں ہمارے والد فوت ہو گئے' وہ چچا ترکے میں مجھے مل گئے، میں نے انھیں چند ماہ اپنے گھر رکھا، لیکن میں جلد ہی تنگ آ گیا۔ میں نے انھیں پاگل خانے میں داخل کرا دیا.

وہ پاگل خانے میں رہ کر انتقال کر گئے. بس ان کے انتقال کی دیر تھی ہمارا پورا خاندان عرش سے فرش پر آ گیا. ہماری فیکٹریاں ہمارے گھر اور ہماری گاڑیاں ہر چیز نیلام ہو گئی. ہم روٹی کے نوالوں کو ترسنے لگے. ہمیں اس وقت معلوم ہوا ہمارے معذور چچا ہمارے رزق کی ضمانت تھے. ہم ان کی وجہ سے محلوں میں زندگی گزار رہے تھے. وہ گئے تو ہماری ضمانت بھی ختم ہو گئی. ہمارے محل ہم سے رخصت ہو گئے، ہم سڑک پر آ گئے۔ *تینوں واقعات سے ملنے والا سبق :* یہ تینوں واقعات آپ کے لیے سبق ہیں. ہم نہیں جانتے ہم کن لوگوں کی وجہ سے زندہ ہیں؟ ہم کن کی وجہ سے کامیاب ہیں؟ اور ہم کن کی بدولت محلوں میں زندگی گزار رہے ہیں؟ ہم یہ بھی نہیں جانتے ہم کس کو بس سے اتاریں گے؟ ہم کس کو کشتی سے باہر پھینکیں گے؟ اور ہم کس کے کھانے کی

پلیٹ اٹھائیں گے؟اور پھر وہ شخص ہمارا رزق، ہماری کامیابی، اور ہماری زندگی ساتھ لے جائے گا... ہم ہرگز ہرگز نہیں جانتے، لہٰذا ہم جب تک اس شخص کو نہیں پہچان لیتے، ہمیں اس وقت تک کسی کو بھی اپنی بس یا کشتی اور گھر سے نکالنے کا رسک نہیں لینا چاہیے. کیوں؟ کیونکہ ہو سکتا ہے ہمارے پاس جو کچھ ہو، وہ سب اس شخص کا ہو. اور اگر وہ چلا گیا.... تو سب کچھ چلا جائے، ہم ہم نہ رہیں، مٹی کا ڈھیر بن جائیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 7

Wednesday, June 14, 2017 at 5:45pm UTC+05

اعتکاف

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ



اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، مسنون اور نفل۔ اعتکاف واجب: واجب وہ ہے جس کی نذر کی جائے۔ نذر خواہ غیر مشروط ہو۔ جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا مشروط جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔ مسنون اعتکاف: یہ سنت مؤکدہ ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ نفل یا مستحب: مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا، دوسرا عشرہ

ہو یا اور کوئی مہینہ ہو اعتکاف کیا جائے۔ مطلق اعتکاف کی شرائط : ا۔ اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی نیت شرط ہے۔ اعتکاف کے قصد و ارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ لہٰذا اگر نیت کے بغیر اعتکاف کرے گا تو بالاتفاق جائز نہیں۔ چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے اس لیے عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔ ۲۔ جنابت سے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ ۳۔ مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پنج وقتہ نمازیں جماعت سے ہوتی ہوں یا نہیں البتہ افضل اس مسجد میں ہے جس میں جماعت ہوتی ہو۔ مسئلہ : افضل ترین اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں پھر مسجد اقصیٰ میں اس کے بعد کسی بھی جامع مسجد میں یعنی جہاں جمعہ پڑھایا جاتا ہو۔ اس کے بعد محلّہ کی اس مسجد میں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ ۴۔ روزہ کی شرط : مسئلہ : اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پانچوں وقت نماز نہیں ہوتی تو جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے۔ مسئلہ : اعتکاف واجب کے لے روزہ شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔

بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ روزہ کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا بھی کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفل روزہ اس کے لیے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کرسکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کرلینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر مسلسل روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

اعتکاف مسنون میں اگرچہ عام حالت میں تو روزہ ہوتا ہی ہے لیکن پھر بھی اس اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ ہونا شرط ہے۔ نفلی اعتکاف میں معتمد علیہ قول یہ ہے کہ اس کے لیے روزہ شرط نہیں۔ مقدار اعتکاف : مسئلہ : اعتکاف واجب کم سے کم

ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ کا۔ اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ : اعتکاف میں بلوغت شرط نہیں ہے لہٰذا سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کرے تو درست ہے۔ مسجد سے کن ضرورتوں کے لیے نکل سکتا ہے: تنبیہ (۱) : جس ضرورت کے لیے نکلنا جائز ہے اس کے لیے جب نکلے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں ٹھہرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے قریب ترین ہو مثلاً اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔ تنبیہ (۲) : چونکہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ معتکف مسجد میں ٹھہرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے تو ضروری ہے کہ مسجد کا مطلب معلوم ہو۔ عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے مسجد (یعنی سجدے اور عبادت کی جگہ) صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ باقی وضو خانہ، غسل خانے، استنجاء کی جگہ، امام کا کمرہ، سامان رکھنے کا کمرہ وغیرہ یہ مسجد کی ضروریات اور ملحقات ہیں خود مسجد نہیں ہیں۔ بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔ اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو۔ وہ شرعی مسجد میں داخل نہیں بلکہ اس کے ملحقات میں ہے۔ معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا شرعی عذر کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں: طبعی ضرورتیں: جیسے پیشاب، پاخانہ اور ان دونوں کے متعلقات یعنی استنجاء، وضو اور اگر احتلام ہو جائے تو غسل کرنا۔ شرعی ضرورتیں: جیسے اذان دینے کے لیے نکلنا اور جمعہ کی نماز کے لیے نکلنا۔

قضائے حاجت : مسئلہ : پیشاب کے لیے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔ مسئلہ : پاخانے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو پھر اپنے گھر جا سکتا ہے خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔ اپنے گھر کے مقابلے میں اگر کسی دوست یا عزیز کا گھر مسجد کے

قریب تر ہو تو قضائے حاجت کے لیے اس کے گھر جانا ضروری نہیں۔ مسئلہ : اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو وہ قریب والے گھر میں قضائے حاجت کے لیے جائے۔ مسئلہ : اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہر نا جائز ہے۔ مسئلہ : جو شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو وہ قضائے حاجت کے بعد وضو کر سکتا ہے۔ مسئلہ : قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہو وہ صرف استنجاء کرنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتے ہیں۔ غسل : صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لیے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے کسی ٹب میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو باہر نکل سکتا ہے۔ غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ وہ جمعہ کا غسل ہو یا گرمی سے ٹھنڈک کا غسل ہو۔ اگر ہو سکے تو اس کے لیے مسجد کے اندر ہی بڑا ٹب رکھ کر اس طرح نہائے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے۔ وضو : اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی جگہ اور انتظام نہ ہو تو مسجد سے باہر نکل سکتا ہے خواہ وضو فرض نماز کے لیے ہو یا نفل نماز کے لیے۔ البتہ وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔ ہوا خارج کرنا : معتکف کے لیے اس کی خاطر مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ کھانے کی ضرورت : اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لیے مسجد میں کھانا لا سکے تو وہ لا کر دے لیکن اگر کوئی دوسرا لا کر دینے والا نہ ہو تو معتکف کھانا لانے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن کھانا مسجد میں ہی لا کر کھائے۔

نیز یہ شخص ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے لیکن اگر کبھی کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو جائز ہے۔ اذان : مسئلہ : اگر کوئی موذن اعتکاف کرے اور اسے اذان دینے کے لے (لاؤڈ سپیکر نہ ہونے کی صورت میں) مسجد سے باہر جانا پڑے تو نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔ اگر کوئی معتکف باقاعدہ موذن تو نہیں لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کو بھی نکلنا جائز ہے۔ مسئلہ : مسجد کے مینار کا دروازہ اگر مسجد کے اندر ہو تو کسی بھی معتکف کے لیے مینار پر چڑھنا مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مسجد ہی کا حصہ ہے۔ البتہ اگر دروازہ باہر ہو تو اذان کی ضرورت کے علاوہ اس پر چڑھنا جائز نہیں۔ نماز جمعہ : مسئلہ : جمعہ کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لیے

ٹھہرنا جائز ہے۔ اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور نماز کے بعد وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ مسجد سے منتقل ہونا: معتکف کے لیے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اسی میں پورا کرے اگر کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی اس کو وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لیے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔ کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے: مسئلہ: حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ پہلی قسم کے افعال: اعتکاف کی جگہ یعنی مسجد سے مذکورہ ضرورتوں کے بغیر باہر نکلنا خواہ قصداً ہو یا بھولے سے ہو اور خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ: کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت سے باہر نکلے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کے لیے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ گیا گو ان صورتوں میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص زبردستی مسجد سے باہر نکال دیا جائے اور باہر ہی روک لیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف نہ رہے گا۔

مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اس کو گرفتار کرکے لے جائیں یا کسی کا قرض اس کے ذمہ ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔ مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مسجد تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مسئلہ: اگر مثلاً طبعی حاجت پیشاب پاخانہ کے لیے مسجد سے نکلا پھر اسی ضمن میں مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ کے لیے چلا گیا تو جائز ہے جب کہ مسجد سے نکلنا خاص اس غرض سے نہ ہو اور راستہ سے نہ پھرے اور نماز جنازہ کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرے اور مریض کی عیادت چلتے چلتے کرے وہاں ٹھہرے نہیں۔ دوسری قسم کے افعال: واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی

اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا۔ غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔ لیکن اگر روزہ ہی یاد نہیں رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی نہیں ٹوٹا۔ جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اور اس سے انزال ہو یا نہ ہو۔ وہ افعال جو جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا خواہ عمداً کیے ہوں یا بھول سے کیے ہوں جب تک منی خارج نہ ہو۔ البتہ اگر صرف خیال اور فکر سے منی خارج ہو تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

ا۔ اعتکاف کے دوران میں کوئی ایسی بیماری پیدا ہو گئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ ۲۔ کسی ڈوبتے جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے۔ ۳۔ ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کو سخت بیماری ہو جائے اور اس کی تیمار داری کی ضرورت ہو۔ کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔ ۴۔ کوئی جنازہ آ جائے اور نماز پڑھنے والا کوئی اور نہ ہو۔ مسنون اعتکاف ٹوٹنے کا حکم: اعتکاف غلطی سے ٹوٹ گیا ہو یا مجبوری سے توڑا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہو گی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی قضا واجب ہو گی یعنی قضا کے لیے صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ روزہ رکھے اور اسی دن شام کو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ رات بھر وہاں رہے روزے رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ مسئلہ: اسی رمضان میں کسی دن قضا کر سکتا ہے۔ مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضرور نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔ مباحات اعتکاف: ا۔ کھانا پینا ۲۔ سونا ۳۔ بال کٹوانا لیکن بال مسجد میں نہ گریں ۴۔ ضروری خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ اس وقت سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور ضروریات زندگی کے لیے ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی

دوسرا شخص قابلِ اطمینان خریدنے والا نہ ہو ۵۔ کام کی بات چیت کرنا ۶۔ کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا ۷۔ مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ تجویز کرنا ۸۔ قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا ۹۔ برتن کپڑے دھونا جب کہ خود مسجد میں رہے اور پانی باہر گرے ۱۰۔ نکاح پڑھنا یا پڑھوانا ۱۱۔ ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا۔ مکروہات اعتکاف: ۱۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے ۲۔ فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا ۳۔ سودا مسجد میں لا کر بیچنا مکروہ تحریمی ہے ۴۔ اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو ۵۔ اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ ۶۔ تجارت کی غرض سے خرید و فروخت کرنا گرچہ سودا مسجد میں نہ لائے ہوں مکروہ ہے لیکن اگر اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے ضرورت و مجبوری ہو تو مسجد میں رہتے ہوئے کوئی سودا خرید سکتا ہے اور فروخت کر سکتا ہے۔

اعتکاف کے آداب: ۱۔ اعتکاف کے مکروہات سے بچے ۲۔ اپنے اوقات کو تلاوت قرآن، ذکر اور دیگر عبادتوں اور دین کے سیکھنے سکھانے میں لگائے ۳۔ صحیح اور معتبر دینی کتابیں پڑھنا بھی موجب ثواب ہے مسنون اعتکاف کے دیگر مسائل: مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کر لے تو تمام اہل محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی لیکن اگر پورے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پورے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہو گا۔ مسئلہ: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔ مسئلہ: اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی دوسرے محلے کا آدمی اس مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس سے محلّہ والوں کی سنت ادا ہو جائے گی۔ واجب یعنی نذر کے اعتکاف کے دیگر مسائل: مسئلہ: جب آدمی یوں کہے "میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے ذمہ لازم کر لیا" یا میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی نیت مانتا ہوں یا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تندرستی دی تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی اور اعتکاف واجب ہو جائے گا۔ مسئلہ: اگر ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اگر دن سے اس کی نیت صرف روشنی کے وقت ہے تو صرف دن دن کا اعتکاف واجب ہو گا یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اور اگر دن سے چوبیس گھنٹے کی نیت تھی تو ایک دن رات کا اعتکاف واجب ہو گا یعنی ایک دن غروب آفتاب کے پہلے سے دوسرے دن غروب آفتاب تک روزہ دونوں صورتوں میں شرط ہے۔ مسئلہ: اگر صرف ایک رات

اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا کسی درس یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو اس کام کے لیے باہر آنا جائز ہوگا اور اس سے اعتکاف پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ لیکن سنت اعتکاف میں ایسا استثناء جائز نہیں۔ مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ مسئلہ: اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی اور اسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا لیکن وہ نذر ادا نہ کر سکا یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا تو اس پر واجب ہے کہ وارثوں کو اس کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔ ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ نفلی اعتکاف کے دیگر مسائل: مسئلہ: اس اعتکاف کے لیے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی اور نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔ مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن سے کم کی نیت سے اعتکاف بھی نفلی ہوگا۔ مسئلہ: کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد جائے اور داخل ہوتے وقت نیت کرلے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا۔ مسئلہ: مسجد سے باہر نکلنے سے یہ اعتکاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ عورتوں کا اعتکاف: عورتوں کی جگہ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ اس جگہ میں ہو جس میں نماز کی زیادہ فضیلت ہو۔ مردوں کے لیے مسجد میں نماز کی زیادہ فضیلت ہے لہٰذا ان کے لیے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے جب کہ عورتوں کے لیے گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کے لیے مقرر کی ہوئی جگہ میں نماز زیادہ افضل ہے تو ان کے لیے گھر کی مسجد اعتکاف کی جگہ ہے۔ جن حدیثوں میں مسجد میں اعتکاف کا ذکر ہے ان ہی سے یہ ضابطہ حاصل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں عام طور پر مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرتی تھیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں عورتوں کا اس طرح سے مسجد میں جانا موقوف ہو گیا تھا۔ اعتکاف میں اصل کام تو نمازوں کا اہتمام ہے اس کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع و اتفاق کو چھوڑ کر اور توڑ کر عورت مسجد میں جا کر نمازیں پڑھے اور اعتکاف کرے یہ بات جائز نہیں۔ اس لیے عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا اعتکاف گھر میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لیے بنائی ہوئی ہو اس جگہ اعتکاف کرے اور اگر گھر میں ایسی کوئی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنالے اور اس میں اعتکاف کرے۔

اگر نماز کی مستقل جگہ بنانا ممکن نہ ہو تو گھر کے کسی بھی حصہ کو عارضی طور پر مخصوص کرکے وہاں عورت اعتکاف کر سکتی ہے۔ مسئلہ : اگر عورت شادہ شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ مسئلہ : اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔ مسئلہ : عورت کے اعتکاف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہو گی تو وہ فوراً اعتکاف چھوڑ دے اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس دن کی قضا اس کے ذمے ہو گی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرے۔ اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضا کر سکتی ہے۔ مسئلہ : عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لیے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے۔ وہاں سے اوپر ذکر کی گئی ضرورتوں کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں جائے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ : عورت اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اس سے عورت کو بلاتردد منع کیا جائے گا جیسا کہ مسجد میں فرض نمازوں کے لیے جانے سے روکا گیا ہے۔ ایک اہم مسئلہ : بعض جگہوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر رمضان کے مہینے میں پیر صاحب پورے مہینے کا اعتکاف کرتے ہیں اور ان کے متعلقین ان کے ساتھ مختلف وقتوں کے لیے مختلف وقتوں میں اعتکاف کرتے ہیں۔ کوئی پورا مہینہ کوئی پہلا عشرہ، کوئی دوسرا عشرہ، کوئی تیسرہ عشرہ اور کوئی کم و بیش۔ اس طریقہ میں یہ خرابیاں ہیں۔ ا۔ سنت اعتکاف صرف آخری عشرہ میں ہے۔ چونکہ بہت سے لوگ پہلے یا دوسرے عشرے میں اعتکاف کرتے ہیں اور اس کی ان کو صراحتاً یا دلالتاً ترغیب دی جاتی ہے تو اس طرح ان کو سنت اعتکاف سے ہٹا کر نفلی اعتکاف میں لگا دیا جاتا ہے حالانکہ جب وہ اپنا وقت فارغ کر ہی رہے ہیں تو وہ آخری عشرہ فارغ کر سکتے تھے۔

تاکہ سنت اعتکاف بھی ہوتا اور شب قدر بھی حاصل ہوتی۔ ۲۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رمضان میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنے قبے سے سر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے۔ تو جس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے۔ (مشکوٰۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے صرف ایک مرتبہ شب قدر کی تلاش میں ایک ایک عشرہ کرکے پورے مہینے کا اعتکاف کیا۔ شروع سے پورے مہینے کے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور رمضان میں اعتکاف کی غرض شب قدر کو حاصل کرنا تھا۔ اب جب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوگیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہوتی ہے تو اب مسنون اعتکاف کی نیت کرکے پورے مہینے کا اعتکاف کرنا مناسب نہیں۔ اور اگر پہلے بیس دن نفلی اعتکاف کی نیت کریں اور آخری دس دن سنت اعتکاف کی نیت کریں تو محض نفلی اعتکاف کی خاطر تداعی اور اجتماع ہوگا جو اصول کے خلاف ہے اور بدعت ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 7

Wednesday, June 14, 2017 at 5:26pm UTC+05

مدینہ منورہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



مدینہ منورہ عربی: اَلْمَدِیْنَةُ الْمُنَوَّرَة مغربی سعودی عرب کے خطہ حجاز کا شہر، جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ یہ شہر اسلام کا دوسرا مقدس ترین شہر ہے۔ شہر کی آبادی 2004ء کی مردم شماری کے مطابق 9 لاکھ 18 ہزار 889 ہے۔ شہر کا اصل نام یثرب تھا لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارکہ کے بعد اس کا نام مدینۃ النبی رکھ دیا گیا جو بعد

ازاں مدینہ بن گیا۔ اسکی بنیاد اسلام پر ہے۔ شہر کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہیکہ یہاں مسجد نبوی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ جس کی زیارت کے لئے ہر سال لاکھوں فرزندان توحید یہاں پہنچتے ہیں۔ تاریخ اسلام کی پہلی مسجد مسجد قباء بھی مدینہ میں قائم ہے۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی صرف مسلمانوں کو داخل ہونے کی اجازت ہے۔ دونوں شہروں میں قائم مختلف مساجد میں ہر سال حج کی مناسبت سے لاکھوں مسلمان عبادت کرتے ہیں۔ اسکی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف فرشتے ہیں۔ اور دجال یہاں نہیں آسکے گا۔ تاریخ قبل از اسلام شہر مدینہ یثرب کہلاتا تھا۔ یہ ایک اہم تجارتی قصبہ تھا اور یہاں کے بت پرست باشندے ہر سال زیارت مکہ کیا کرتے تھے اور دونوں شہروں کا بت "منات" تھا۔ یہ شہر عرب یہودیوں کا بھی مرکز تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مدینہ میں یہودیوں کے علاوہ دو معروف قبائل بنو اوس اور بنو خزرج بھی موجود تھے۔ یہودی قبائل بنو قینقاع، بنو نذیر، بنو سیدہ، بنو حارث، بنو جشم، بنو نجار اور بنو قریظہ شامل تھے۔ بنو اوس اور بنو خزرج کے طاقتور قبائل کے درمیان 610ء کی دہائی سے 120 سالہ طویل جنگ چل رہی تھی۔ ہجرت مدینہ 622ء 622ء میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں نے مکہ کے کفار کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ ہجرت کی۔ نبی آخر الزماں کی آمد پر اس کا نام مدینۃ النبی پڑ گیا اور یہ شہر اولین اسلامی ریاست کا دار الخلافہ بنا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد پر تاریخی میثاق مدینہ طے پایا اس کے علاوہ مواخات کے تحت تمام مسلمان مہاجرین اور انصار کو بھائی بھائی بنا دیا گیا۔ بدر، احد اور احزاب کے غزوات کے بعد فتح مکہ کا تاریخی واقعہ رونما ہوا تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جائے پیدائش مکہ میں رہنے کے بجائے دوبارہ مدینہ واپس آئے۔ خلافت راشدہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دار الحکومت دمشق منتقل کر دیا گیا۔ نام مدینہ : مدینہ عربی لفظ ہے جس کا لفظی مطلب شہر ہے۔ طابہ : مدینہ منورہ کو طابہ بھی کہا جاتا تھا۔ طابہ اور طیب ہم معنی الفاظ ہیں،، لفظی معنی پاک کے ہے۔ ایک حدیث میں بھی ذکر ملتا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس شہر کا نام طابہ رکھا ہے۔" یثرب : یثرب مدینہ کا قدیم نام ہے۔ رسول ﷺ نے شہر کا نام یثرب سے تبدیل کرکے مدینہ رکھ دیا۔ تبدیلی کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ لغت میں یثرب کے معنی "ملامت، فساد اور خرابی" ہیں۔ مدینۃ النبوی : مدینۃ النبوی کا مطلب نبی ﷺ کا شہر ہے۔ کافی عرصے تک یہ لفظ لوگ اس شہر کے لیے استعمال کرتے رہے۔ مدینہ المنورہ : لفظ منورہ کے معنی "روشن ہوا، پُر نور ہوا یا نور سے سرشار" ہیں۔ رسول ﷺ کی آمد کے بعد لوگوں نے اسے مدینہ منورہ (یعنی وہ شہر جو منور ہوا ہے) کا نام دیا۔ مسجد نبوی مسجد نبوی سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں قائم اسلام کا دوسرا مقدس ترین مقام ہے۔ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام مسلمانوں کے لئے مقدس ترین مقام ہے جبکہ بیت المقدس میں مسجد اقصی اسلام کا تیسرا مقدس مقام ہے۔ تعمیر مسجد الحرام

کے بعد دنیا کی سب سے اہم مسجد "مسجد نبوی" کی تعمیر کا آغاز 18 ربیع الاول سنہ 1ھ کو ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینے ہجرت کے فوراً بعد اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور خود بھی اس کی تعمیر میں بھرپور شرکت کی۔ مسجد کی دیواریں پتھر اور اینٹوں سے جبکہ چھت درخت کی لکڑیوں سے بنائی گئی تھی۔ مسجد سے ملحق کمرے بھی بنائے گئے تھے جو آنحضرت ﷺ اور ان کے اہل بیت اور بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے مخصوص تھے۔ مسجد نبوی جس جگہ قائم کی گئی وہ دراصل دو یتیموں کی زمین تھی۔ ورثاء اور سرپرست اسے ہدیہ کرنے پر بضد تھے اور اس بات کو اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے تھے کہ ان کی زمین شرف قبولیت پا کر مدینہ منورہ کی پہلی مسجد بنانے کیلئے استعمال ہو جائے مگر محمد ﷺ نے بلا معاوضہ وہ زمین قبول نہیں فرمایا، دس دینار قیمت طے پائی اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا اور اس جگہ پر مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ پتھروں کو گارے کے ساتھ چن دیا گیا۔ کھجور کی ٹہنیاں اور تنے چھت کے لیے استعمال ہوئے اور اس طرح سادگی اور وقار کے ساتھ مسجد کا کام مکمل ہوا۔ مسجد سے متصل ایک چبوترا بنایا گیا جو ایسے افراد کے لئے دار الاقامہ تھا جو دور دراز سے آئے تھے اور مدینہ منورہ میں ان کا اپنا گھر نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی جبکہ کئی مسلم حکمرانوں نے اس میں توسیع اور تزئین و آرائش کا کام کیا۔ گنبد خضراء کو مسجد نبوی میں امتیازی خصوصیت حاصل ہے جس کے نیچے محمد ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک ہیں۔ یہ مقام دراصل ام المومنین حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا۔ ریاست مدینہ میں مسجد نبوی کی حیثیت مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ، کمیونٹی سینٹر، عدالت اور مدرسے کی تھی۔ مسجد کے درمیان میں عمارت کا اہم ترین حصہ محمد ﷺ کا مزار واقع ہے جہاں ہر وقت زائرین کی بڑی تعداد موجود رہتی ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں مانگی جانے والی ہر دعا مقبول ہوتی ہے۔ خصوصاً حج کے موقع پر رش کے باعث اس مقام پر داخلہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی مقام پر منبر رسول بھی ہے۔ سنگ مرمر کا بنا حالیہ منبر عثمانی سلاطین کا تیار کردہ ہے سعودی عرب کے قیام کے بعد مسجد نبوی میں کئی مرتبہ توسیع ہوئی لیکن شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں مسجد کی توسیع کا عظیم ترین منصوبہ تشکیل دیا گیا جس کے تحت حضرت محمد ﷺ کے دور کے تمام شہر مدینہ کو مسجد کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس عظیم توسیعی منصوبے کے نتیجے میں مسجد تعمیرات کا عظیم شاہکار بن گئی۔ مسجد نبوی کا مقام رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد کے سنگریزوں پر بیٹھ کر معاشرہ کے تمام مسائل کو قرآن کریم کی روشنی میں حل فرمایا۔ آپ کی تمام اصلاحی اور تعمیری سرگرمیاں یہیں سے انجام پاتی تھیں۔ سینکڑوں مہاجرین کی اس چھوٹی سی بستی میں منتقل ہونے کے نتیجہ میں آبادی کے مسائل تھے اور ان نووارد افراد کو معاشرے میں ضم کرنے کے مسائل تھے۔ اس مسئلہ کو مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھ کر مواخات کی شکل میں حل کیا گیا۔ نئی مملکت کے تمام

سیاسی مسائل کے حل اور قانون سازی کے لیے اس مسجد نے پارلیمنٹ ہاوس کا کردار ادا کیا۔ عدالتی فیصلوں کے لئے اسی مسجد نے سپریم کورٹ کا کردار ادا کیا۔ ہر قسم کی تعلیمی کاروائیاں اسی مسجد سے سرانجام پانے لگیں۔ تمام رفاہی کاموں کا مرکز یہی مسجد قرار پائی۔ تجارت وزراعت کے مسائل کے لئے یہی کامرس چیمبر اور یہی ایگریکلچر ہاوس قرار دیا گیا۔ دفاعی اقدامات اور جنگی حکمت عملی کے لئے بھی یہی مسجد بطور مرکز استعمال ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کسی علاقے میں جہاد کے لیے لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اسی مسجد سے اس کی تشکیل کی جاتی اور ایک موقع پر مجاہدین نے جہاد کی تربیت کا مرحلہ بھی اس مسجد کے صحن میں مکمل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے اور عید کے روز مسجد نبوی کے صحن میں وہ نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ومدرسہ کو مسلم معاشرہ کا محور بنا دیا تھا اور مسجد ومدرسہ کا کردار زندگی کے ہر شعبہ پر محیط تھا، جس کے نتیجے میں دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں کے الجھے ہوئے تمام مسائل حل ہو گئے اور مدینہ منورہ کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک عظیم الشان مثال بن گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو صرف عبادت کی جگہ قرار نہیں دیا بلکہ اس سے لوگوں کی سماجی، سیاسی، علمی اور زندگی کے دیگر امور سے متعلق مسائل کے حل کے لئے بھی استفادہ کرتے تھے اسی لئے یہ مسجد مسلمانوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ برسوں سے لاکھوں مسلمان مسجد نبوی اور اس کے احاطے میں واقع روضہ نبوی کی زیارت کے لئے نہایت عقیدت واحترام اور ذوق وشوق کے ساتھ مدینے جاتے ہیں۔ اسلام میں مسجد نبوی کی اہمیت اسلام میں حرم المکی کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی حرم النبوی کو حاصل ہے۔ قرآن مجید میں قرآن کریم کی سورۃ التوبہ میں مسجد نبوی کی طرف اشارہ اس آیت میں ملتا ہے: لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ترجمہ: جو مسجد پہلے روز سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہ اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ (عبادت کرنے) آتے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالی پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ احادیث میں اس مسجد کی اہمیت کا اندازا رسول ﷺ کی درج ذیل احادیث سے لگایا جاسکتا ہے: عن جابرٍ أنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِن مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ. حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز (اجر کے اعتبار سے) دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا اس کے سوا مساجد میں ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا: لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الأَقْصَى ترجمہ: تین

مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر اختیار نہ کیا جائے۔ یعنی مسجد الحرام، مسجد النبوی اور مسجد الاقصیٰ ایک اور حدیث ہے: مَا بَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِی عَلَی حَوضِی یعنی کہ آپ ﷺ کے منبر شریف اور حجرہ مبارک کا درمیانی حصّہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ شاہ عبداللہ کا تعمیری منصوبہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ نے مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کے لئے 4 ارب 70 کروڑ ریال کے عظیم منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ منصوبے کے مطابق مسجد نبوی کے مشرقی حصے کی توسیع کی جائے گی جس کے بعد اس حصہ میں مزید 70 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہو جائے گی۔ اس منصوبہ میں مسجد نبوی میں 182 بڑی خودکار چھتریاں بھی نصب کی جائیں گی تاکہ زائرین سورج کی گرمی اور بارش سے محفوظ رہ سکیں۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Wednesday, June 14, 2017 at 5:17pm UTC+05

مکہ مکرمہ

انتخاب : میاں وقارالاسلام

تحریر : نامعلوم



تاریخی خطہ حجاز میں سعودی عرب کے صوبہ مکہ کا دارالحکومت اور مذہب اسلام کا مقدس ترین شہر ہے۔ شہر کی آبادی 2004ء کے مطابق 12 لاکھ 94 ہزار 167 ہے۔ مکہ جدہ سے 73 کلومیٹر دور وادی فاران میں سطح سمندر سے 277 میٹر بلندی پر واقع ہے۔ یہ بحیرہ احمر سے 80 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ شہر اسلام کا مقدس ترین شہر ہے کیونکہ روئے زمین پر مقدس ترین مقام بیت اللہ یہیں موجود ہے اور تمام باحیثیت مسلمانوں پر زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ یہاں کا حج کرنا فرض ہے۔ نام انگریزی زبان میں Mecca کا لفظ کسی بھی خاص شعبہ یا گروہ کے مرکزی مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ 1980ء کی دہائی میں حکومت سعودی

کر دیا۔ معروف مؤرخ ابن خلدون کے مطابق مکہ پہلے بکہ کے نام Makkah سے بدل کر Mecca عرب نے شہر کا انگریزی نام سے جانا جاتا تھا تاہم مؤرخین کے درمیان اس امر پر اختلاف ہے: ابراہیم النخعی نے بکہ کو کعبہ اور مکہ کو شہر سے منسوب کیا جبکہ امام زُہری بھی اسی کے حامی ہیں۔ مجاہد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ بکہ میں استعمال ہونے والا ب دونوں آوازوں کے درمیان قربت کے باعث بعد ازاں م میں تبدیل ہو گیا۔ مکہ کو "ام القری" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ تاریخ مسجد حرام کے اندر قائم خانۂ کعبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے تعمیر کیا۔ مؤرخین کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل ہی مکہ عبادت اور کاروبار کا مرکز تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ مکہ جنوبی عرب سے شمال میں رومی و بازنطینی سلطنتوں کے لیے زمینی راستے پر تھا اور ہندوستان کے مصالحہ جات بحیرہ عرب اور بحر ہند کے راستے سے یہیں سے گزرتے تھے۔ کعبۃ اللہ کی تعمیری تاریخ عہد ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے تعلق رکھتی ہے اور اسی شہر میں نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی شہر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ یہی وہ شہر ہے جس سے اسلام کا نور پھیلا اور یہاں پر ہی مسجد حرام واقع ہے جو کہ لوگوں کی عبادت کے لیے بنائی گئ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت وہدایت والا ہے" (آل عمران: 96) 570ء یا 571ء میں یمن کا فرمانروا ابرہہ ساٹھ ہزار فوج اور تیرہ ہاتھی (بعض روایات کے مطابق نو ہاتھی) لے کر کعبہ کو ڈھانے کے لیے مکہ پر حملہ آور ہوا۔ اہل مکہ اس خیال سے کہ وہ اتنی بڑی فوج سے لڑ کر کعبے کو بچانے کی طاقت نہیں رکھتے، اپنے سردار عبد المطلب کی قیادت میں پہاڑوں پر چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہزاروں پرندے جنہیں عام طور پر ابابیل کا نام دیا جاتا ہے چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے لیے ہوئے نمودار ہوئے اور انہوں نے ابرہہ کے لشکر پر ان سنگریزوں کی بارش کر دی چنانچہ یہ سارا لشکر منیٰ کے قریب وادی محسر میں بالکل کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ہو کر رہ گیا۔ تو اس طرح یہ مکمل لشکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تباہ و برباد ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس حادثے کا قرآن مجید میں کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے: "کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کی سازش و مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے، جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے، پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا" (سورۃ الفیل) یہ وہی سال تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا بیشتر حصہ یہیں گزارا۔ آپ پر وحی بھی اسی شہر میں نازل ہوئی اور تبلیغ اسلام کے نتیجے میں کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر مسلمان یہاں سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ بالآخر 10 رمضان المبارک 8ھ بمطابق 630ء میں مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں اس شہر میں

دوبارہ داخل ہوئے۔ مدینہ ہجرت جانے کے بعد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں کی دوبارہ اس شہر مکّہ میں آمد کو فتح مکہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اہلیان شہر کے لیے عام معافی کا اعلان کیا۔ خلافت اسلامیہ کے عروج پر پہنچنے کے بعد مکہ مکرمہ مسلم دنیا کے معروف علمائے کرام اور دانشوروں کا مسکن بن گیا جو کعبۃ اللہ سے زیادہ سے زیادہ قریب رہنا چاہتے تھے۔ اس زمانے میں سفر حج کی مشکلات اور اخراجات کے باعث حجاج کرام کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی جتنی آج کل ہے۔ 18 ویں اور 19 ویں صدی کے نقشہ جات اور تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جس میں مسجد حرام کے گرد ایک شہر قائم تھا۔ مکہ کبھی بھی ملت اسلامیہ کا دار الخلافہ نہیں رہا۔ اسلام کا پہلا دار الخلافہ مدینہ تھا جو مکہ سے 250 میل دوری پر واقع ہے۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی مدینہ ہی دار الخلافہ رہا اور پھر حضرت علی رضی اللہ کے زمانے میں پہلے کوفہ اور اس کے خاتمے کے بعد دمشق اور بعد ازاں بغداد منتقل ہو گیا۔ مکہ مکرمہ صدیوں تک ہاشمی شرفاء کی گورنری میں رہا جو اس حکمران کے تابع ہوتے تھے جو خود کو خادم الحرمین الشریفین کہلاتا تھا۔ 1926ء میں سعودیوں نے شریف مکہ کی حکومت ختم کر کے مکہ کو سعودی عرب میں شامل کر لیا۔ جدید زمانے میں حاجیوں کی روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث شہر تیزی سے وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے اور شہر کی اکثر قدیم عمارات ختم ہو چکی ہیں جن کی جگہ بلند و بالا عمارات، شاپنگ مالز، شاہراہیں اور سرنگیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اہمیت بیت اللہ و مسجد حرام: مسلمانوں کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا اسلام کے پانچ بنیادی اراکین میں سے ایک ہے۔ حالیہ سالوں میں ماہ ذوالحجہ میں 20 سے 30 لاکھ مسلمان ہر سال حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لاتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاکھوں مسلمان عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے بھی سال بھر مکہ آتے ہیں۔ شہر مکہ میں بنیادی حیثیت بیت اللہ کو حاصل ہے جو مسجد حرام میں واقع ہے۔ حج و عمرہ کرنے والے زائرین اس کے گرد طواف کرتے ہیں، حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور زمزم کے کنویں سے پانی پیتے ہیں۔ علاوہ ازیں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی اور منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کا عمل بھی کیا جاتا ہے۔ حج کے دوران میدان عرفات میں بھی قیام کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے مکہ بے پناہ اہمیت کا حامل ہے اور دنیا بھر کے مسلمان دن میں 5 مرتبہ اسی کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ غیر مسلموں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں اور شہر کی جانب آنے والی شاہراہوں پر انتباہی بورڈ نصب ہیں۔ جن مقامات سے غیر مسلموں کو آگے جانے کی اجازت نہیں وہ حدود حرم کہلاتی ہیں۔ موسم سعودی عرب کے دوسرے شہروں کے برعکس مکہ کا موسم سردیوں میں بھی نسبتاً گرم رہتا ہے۔ سردیوں میں رات کا درجہ حرارت 17 سینٹی گریڈ اور دوپہر کے وقت 25 سینٹی گریڈ تک رہتا ہے۔

گرمیوں میں یہاں شدید گرمی پڑتی ہے اور دوپہر کو درجہ حرارت عام طور پر 40 سینٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے جبکہ رات کو بھی 30 درجے تک رہتا ہے۔ نومبر سے جنوری کے درمیان عموماً ہلکی بارشیں ہوتی ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

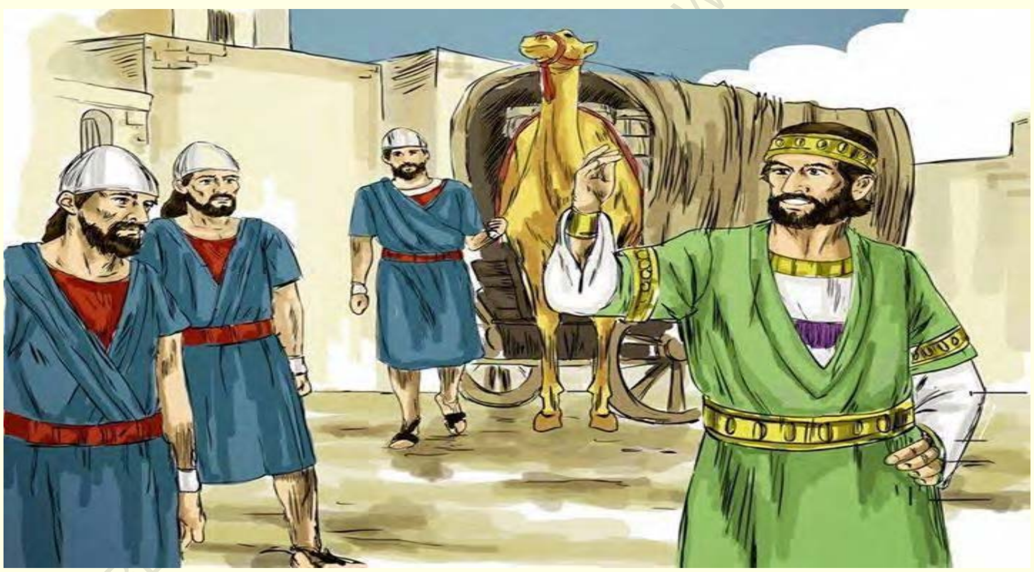
جلد: 7

Wednesday, June 14, 2017 at 2:34am UTC+05

وزیر کی غرض

انتخاب : میاں وقارالاسلام

تحریر : نامعلوم



بادشاہ کا موڈ اچھا تھا‘ وہ نوجوان وزیر کی طرف مڑا اور مسکرا کر پوچھا ”تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے“ وزیر شرما گیا‘ اس نے منہ نیچے کر لیا‘ بادشاہ نے قہقہہ لگایا اور بولا ”تم گھبراؤ مت‘ بس اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بتاؤ“ وزیر گھٹنوں پر جھکا اور عاجزی سے بولا ”حضور آپ دنیا کی خوبصورت ترین سلطنت کے مالک ہیں‘ میں جب بھی یہ سلطنت دیکھتا ہوں تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے اگر اس کا دسواں حصہ میرا ہوتا تو میں دنیا کا خوش نصیب ترین شخص ہوتا“ وزیر خاموش ہو گیا‘ بادشاہ نے قہقہہ لگایا اور بولا ”میں اگر تمہیں اپنی آدھی سلطنت دے دوں تو؟“ وزیر نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور عاجزی سے بولا ” بادشاہ

سلامت یہ کیسے ممکن ہے' میں اتنا خوش قسمت کیسے ہو سکتا ہوں" بادشاہ نے فوراً سیکرٹری کو بلایا اور اسے دو احکامات لکھنے کا حکم دیا' بادشاہ نے پہلے حکم کے ذریعے اپنی آدھی سلطنت نوجوان وزیر کے حوالے کرنے کا فرمان جاری کر دیا' دوسرے حکم میں بادشاہ نے وزیر کا سر قلم کرنے کا آرڈر دے دیا' وزیر دونوں احکامات پر حیران رہ گیا' بادشاہ نے احکامات پر مہر لگائی اور وزیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا "تمہارے پاس تیس دن ہیں' تم نے ان 30 دنوں میں صرف تین سوالوں کے جواب تلاش کرنا ہیں' تم کامیاب ہو گئے تو میرا دوسرا حکم منسوخ ہو جائے گا اور تمہیں آدھی سلطنت مل جائے گی اور اگر تم ناکام ہو گئے تو پہلا حکم خارج سمجھا جائے گا اور دوسرے حکم کے مطابق تمہارا سر اتار دیا جائے گا" وزیر کی حیرت پریشانی میں بدل گئی' بادشاہ نے اس کے بعد فرمایا "میرے تین سوال لکھ لو" وزیر نے لکھنا شروع کر دیا' بادشاہ نے کہا "انسان کی زندگی کی سب سے بڑی سچائی کیا ہے؟" وہ رکا اور بولا "دوسرا سوال' انسان کی زندگی کا سب سے بڑا دھوکا کیا ہے" وہ رکا اور پھر بولا "تیسرا سوال' انسان کی زندگی کی سب سے بڑی کمزوری کیا ہے" بادشاہ نے اس کے بعد نقارے پر چوٹ لگوائی اور بآواز بلند فرمایا "تمہارا وقت شروع ہوتا ہے اب"۔ وزیر نے دونوں پروانے اٹھائے اور دربار سے دوڑ لگا دی' اس نے اس شام ملک بھر کے دانشور' ادیب' مفکر اور ذہین لوگ جمع کئے اور سوال ان کے سامنے رکھ دیئے' ملک بھر کے دانشور ساری رات بحث کرتے رہے لیکن وہ پہلے سوال پر ہی کوئی کانسینسس ڈویلپ نہ کر سکے' وزیر نے دوسرے دن دانشور بڑھا دیئے لیکن نتیجہ وہی نکلا' وہ آنے والے دنوں میں لوگ بڑھاتا رہا مگر اسے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا یہاں تک کہ وہ مایوس ہو کر دارالحکومت سے باہر نکل گیا' وہ سوال اٹھا کر پورے ملک میں پھرا مگر اسے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا' وہ مارا مارا پھرتا رہا' شہر شہر' گاؤں گاؤں کی خاک چھانتا رہا' شاہی لباس پھٹ گیا' پگڑی ڈھیلی ہو کر گردن میں لٹک گئی' جوتے پھٹ گئے اور پاؤں میں چھالے پڑ گئے' یہاں تک کہ شرط کا آخری دن آ گیا' اگلے دن اس نے دربار میں پیش ہونا تھا' وزیر کو یقین تھا یہ اس کی زندگی کا آخری دن ہے' کل اس کی گردن کاٹ دی جائے گی اور جسم شہر کے مرکزی پُل پر لٹکا دیا جائے گا' وہ مایوسی کے عالم میں دارالحکومت کی کچی آبادی میں پہنچ گیا' آبادی کے سرے پر ایک فقیر کی جھونپڑی تھی' وہ گرتا پڑتا اس کٹیا تک پہنچ گیا' فقیر سوکھی روٹی پانی میں ڈبو کر کھا رہا تھا' ساتھ ہی دودھ کا پیالہ پڑا تھا اور فقیر کا کتا شڑاپ شڑاپ کی آوازوں کے ساتھ دودھ پی رہا تھا' فقیر نے وزیر کی حالت دیکھی' قہقہہ لگایا اور بولا "جناب عالی! آپ صحیح جگہ پہنچے ہیں' آپ کے تینوں سوالوں کے جواب میرے پاس ہیں" وزیر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا "آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا' میں کون ہوں اور میرا مسئلہ کیا ہے" فقیر نے سوکھی روٹی کے ٹکڑے چھابے میں رکھے' مسکرایا' اپنا بوریا اٹھایا اور وزیر سے کہا "یہ دیکھئے' آپ کو بات سمجھ آ جائے گی" وزیر نے جھک کر دیکھا' بوریئے کے نیچے شاہی خلعت بچھی تھی' یہ وہ لباس تھا جو بادشاہ اپنے قریب

ترین وزراء کو عنایت کرتا تھا' فقیر نے کہا "جناب عالی میں بھی اس سلطنت کا وزیر ہوتا تھا' میں نے بھی ایک بار آپ کی طرح بادشاہ سے شرط لگانے کی غلطی کر لی تھی' نتیجہ آپ خود دیکھ لیجئے" فقیر نے اس کے بعد سوکھی روٹی کا ٹکڑا اٹھایا اور دوبارہ پانی میں ڈبو کر کھانے لگا' وزیر نے دکھی دل سے پوچھا "کیا آپ بھی جواب تلاش نہیں کر سکے تھے" فقیر نے قہقہہ لگایا اور جواب دیا "میرا کیس آپ سے مختلف تھا' میں نے جواب ڈھونڈ لئے تھے' میں نے بادشاہ کو جواب بتائے' آدھی سلطنت کا پروانہ پھاڑا' بادشاہ کو سلام کیا اور اس کٹیا میں آکر بیٹھ گیا' میں اور میرا کتا دونوں مطمئن زندگی گزار رہے ہیں" وزیر کی حیرت بڑھ گئی لیکن یہ سابق وزیر کی حماقت کے تجزیئے کا وقت نہیں تھا' جواب معلوم کرنے کی گھڑی تھی چنانچہ وزیر لینکر پرسن بننے کی بجائے فریادی بن گیا اور اس نے فقیر سے پوچھا "کیا آپ مجھے سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں" فقیر نے ہاں میں گردن ہلا کر جواب دیا "میں پہلے دو سوالوں کا جواب مفت دوں گا لیکن تیسرے جواب کے لئے تمہیں قیمت ادا کرنا ہو گی" وزیر کے پاس شرط ماننے کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا' اس نے فوراً ہاں میں گردن ہلا دی' فقیر بولا "دنیا کی سب سے بڑی سچائی موت ہے' انسان کوئی بھی ہو' کچھ بھی ہو' وہ اس سچائی سے نہیں بچ سکتا" وہ رکا اور بولا "انسان کی زندگی کا سب سے بڑا دھوکا زندگی ہے' ہم میں سے ہر شخص زندگی کو دائمی سمجھ کر اس کے دھوکے میں آ جاتا ہے" فقیر کے دونوں جواب ناقابل تردید تھے' وزیر سرشار ہو گیا' اس نے اب تیسرے جواب کے لئے فقیر سے شرط پوچھی' فقیر نے قہقہہ لگایا' کتے کے سامنے سے دودھ کا پیالہ اٹھایا' وزیر کے ہاتھ میں دیا اور کہا "میں آپ کو تیسرے سوال کا جواب اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک آپ یہ دودھ نہیں پیتے" وزیر کے ماتھے پر پسینہ آ گیا' اس نے نفرت سے پیالہ زمین پر رکھ دیا' وہ کسی قیمت پر کتے کا جوٹھا دودھ نہیں پینا چاہتا تھا' فقیر نے کندھے اچکائے اور کہا "اوکے تمہارے پاس اب دو راستے ہیں' تم انکار کر دو اور شاہی جلاد کل تمہارا سر اتار دے یا پھر تم یہ آدھ پاؤ دودھ پی جاؤ اور تمہاری جان بھی بچ جائے اور تم آدھی سلطنت کے مالک بھی بن جاؤ' فیصلہ بہرحال تم نے کرنا ہے" وزیر مخمصے میں پھنس گیا' ایک طرف زندگی اور آدھی سلطنت تھی اور دوسری طرف کتے کا جوٹھا دودھ تھا' وہ سوچتا رہا' سوچتا رہا یہاں تک کہ جان اور مال جیت گیا اور سیلف ریسپیکٹ ہار گئی' وزیر نے پیالہ اٹھایا اور ایک ہی سانس میں دودھ پی گیا' فقیر نے قہقہہ لگایا اور بولا "میرے بچے' انسان کی سب سے بڑی کمزوری غرض ہوتی ہے' یہ اسے کتے کا جوٹھا دودھ تک پینے پر مجبور کر دیتی ہے اور یہ وہ سچ ہے جس نے مجھے سلطنت کا پروانہ پھاڑ کر اس کٹیا میں بیٹھنے پر مجبور کر دیا تھا' میں جان گیا تھا' میں جوں جوں زندگی کے دھوکے میں آؤں گا' میں موت کی سچائی کو فراموش کرتا جاؤں گا اور میں موت کو جتنا فراموش کرتا رہوں گا' میں اتنا ہی غرض کی دلدل میں دھنستا جاؤں گا اور مجھے روز اس دلدل میں سانس لینے کے لئے غرض کا غلیظ دودھ پینا پڑے گا لہٰذا میرا مشورہ ہے' زندگی کی ان تینوں حقیقتوں کو جان لو' تمہاری زندگی

اچھی گزرے گی" وزیر خجالت' شرمندگی اور خود ترسی کا تحفہ لے کر فقیر کی کٹیا سے نکلا اور محل کی طرف چل پڑا' وہ جوں جوں محل کے قریب پہنچ رہا تھا اس کے احساس شرمندگی میں اضافہ ہو رہا تھا' اس کے اندر ذلت کا احساس بڑھ رہا تھا' وہ اس احساس کے ساتھ محل کے دروازے پر پہنچا' اس کے سینے میں خوفناک ٹیس اٹھی' وہ گھوڑے سے گرا' لمبی ہچکی لی اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہمیں کسی دن کسی ٹھنڈی جگہ پر بیٹھ کر زندگی کے ان بنیادی سوالوں پر ضرور غور کرنا چاہیے' ہمیں یہ سوچنا چاہیے ہم لوگ کہیں زندگی کے دھوکے میں آ کر غرض کے پیچھے تو نہیں بھاگ رہے' ہم لوگ کہیں موت کو فراموش تو نہیں کر بیٹھے' ہم کہیں اس کہانی کے وزیر تو نہیں بن گئے' مجھے یقین ہے ہم لوگوں نے جس دن یہ سوچ لیا اس دن ہم غرض کے ان غلیظ پیالوں سے بالاتر ہو جائیں گے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Thursday, June 8, 2017 at 4:11pm UTC+05

تکبر و غرور کی گمراہیاں اور تباہ کاریاں

انتخاب : میاں وقارالاسلام

تحریر : محمد ہاشم قادری



انسانی زندگی کے آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی موجود رہی ہیں۔ دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی واحد مذہب ہے جو اس گناہِ عظیم سے بچنے کا راستہ بتاتا ہے، اور وہ راستہ ، اللہ کی فرماں برداری کا راستہ ہے، آج کل دنیا میں جو فسادات جاری ہو رہے ہیں تکبر اور بے جا احساس برتری اس کی خاص وجہ ہے، اور اسلامی تعلیمات کی طرف واپسی و عمل ہی اس کا واحد علاج ہے۔
تکبر میں مبتلا شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت و انعام کو اپنا ذاتی کمال و وصف (خوبی) سمجھنے لگتا ہے قرآن کریم میں ابلیس کا قصہ بار بار ذکر ہوا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا، ظاہر ہے اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہ تھا، لیکن اس نے اسی کو وجہ افتخار (گھمنڈ) بنالیا جس سے مغلوب ہو کر اللہ کے حکم سے سرتابی (سرکشی، نافرمانی) کر بیٹھا اور بندگی کے حق کو ادا نہ کر سکا،

گھمنڈی لوگ اپنی خواہشات کو اپنا آلہ بنا لیتے ہیں، اللہ کا حکم جہاں اپنی مرضی کا ہوتا ہے اسے مان لیتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں، لیکن جہاں ان کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے وہاں اپنے لوگ یا تو محض اپنی خواہشات کے بندے بن جاتے ہیں، اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں، آخرت سے غفلت تکبر و غرور و گھمنڈ پیدا ہونے کی ایک خاص وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔ (پارہ ۲۱، رکوع ۱۱، سورہ لقمٰن، سورہ نمبر ۳۱، آیت نمبر ۱۸) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (ترجمہ کنزالایمان) بے شک اللہ کو کوئی تکبر کرنے والا پسند نہیں اور کسی سے بات کرنے میں اپنا چہرہ کج نہ کر (گال نہ پھلا گردن نہ ٹیڑھی کر) اور زمین مین اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو کوئی تکبر کرنے والا پسند نہیں، تکبر کی چال خراب ہے، اندرونی عظمت پر اکڑ نا فخر ہے، غرور ہے، جیسے (۱) علم (۲) حسن (۳) خوش آوازی (۴) حسب و نسب (۵) وعظ کہنا بیرونی عظمت پر اکڑ نا اختیال ہے (حد غرور) جیسے مال جائداد لشکر نوکر چاکر وغیرہ، نہ ذاتی کمال پر اترانا، نہ بیرونی فضائل پر اترانا کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں ہیں رب کی جانب سے ہیں، جب چاہے لے لے، اس لئے تکبر نہ کر اور لوگوں کو حقیر نہ سمجھ جب لوگ تجھ سے ہمکلام ہوں تو توان سے منھ نہ پھیر لے، یا گال پھلا کر یا گردن گھما کر بات نہ کر، صَعِّر ایک بیماری ہے جو اونٹ کے گردن میں ہوتی ہے جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے، یہاں بطور تکبر و غرور منھ پھیر لینے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جو لوگ عظمت و بڑائی منھ بسورنے اور تیوری چڑھائے رکھنے میں سمجھتے ہیں وہ تکبر و غرور میں بھرے ہوئے رہتے ہیں، اور قرآن پاک میں اس کو ایک بیماری بتایا گیا ہے جیسا اس آیت میں ظاہر ہو رہا ہے (تفسیر ابن کثیر و تفسیر خزائن العرفان جلد اول) تکبر و غرور گھمنڈ نہ کرنا ایمان کی علامت ہے: قرآن کریم ارشاد فرمارہا ہے جو لوگ تکبر نہیں کرتے انہیں کو قرآن کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ (سورہ السجدہ آیت نمبر ۱۵)، پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید (تعریف، حمد و ثنا) کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔ (ترجمہ کنز الایمان) تکبر کیا ہے اس کی وضاحت مسلم شریف کی ایک حدیث سے بخوبی ہوتی ہے، ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا جنت میں نہیں جاسکے گا، اس پر ایک شخص نے پوچھا آدمی چاہتا ہے اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ تکبر نہیں اللہ تعالیٰ صاحبِ جمال و کمال ہے اور جمال و کمال کو پسند فرماتا ہے بلکہ تکبر کے معنیٰ ہیں اللہ کے حق کو ادا نہ کرنا اس کے حکم سے سرتابی (خلاف ورزی) کرنا اور خدا کے بندوں کو حقیر جاننا۔ کائنات کی ہر چیز اللہ رب العزت کی فرماں بردار ہے عظیم کہکشاؤں اور اس کے ذرات تک سبھی اللہ واحد کے بتائے Atom) ، ستاروں اور سیاروں سے لے کر ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرے

ہوئے راستے پر اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق چل رہے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے سورہ السجدہ آیت نمبر ۵ ، یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ، وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے ، انسان کے بدن کا ذرہ ذرہ بھی براہ (Atom ہر خلیہ اور) راست اسی رب کریم کی ہدایت کے مطابق کام کر رہا ہے ۔ (ترجمہ کنزالایمان) آسمان و زمین کا سب پہلا اور سب سے بڑا گناہ تکبر اور اس کی گمراہی :۔ ابلیس نسلی برتری میں مبتلا تھا اسی احساس کی وجہ کر وہ قصداً اپنے رب العزت کی نافرمانی کر بیٹھا اور ضلالت کے گڑھے میں گرتا چلا گیا ، اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا سورہ اعراف ، آیت نمبر ۱۲ ۔ ۱۳ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ تو سجدہ نہیں کرتا تجھے اس سے کس نے روکا کہ میں حکم دے چکا ہوں ، کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا حق تعالیٰ نے کہا تو یہاں سے نکل جا تجھ کو کوئی حق نہیں پہونچتا کہ تو تکبر کرے تو نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا ۔ (ترجمہ کنزالایمان) اس پھٹکار کے بعد بھی ابلیس نے نسلی تعصب ترک نہیں کیا تکبر کی گمراہیوں میں وہ اور اس کے چیلے پڑے ہوئے ہیں ، مذہب اسلام اور سرور کائنات ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر عمل پیرا ہو کر ہی تکبر سے بچنے کا واحد راستہ ہے واحد علاج ہے ۔ تکبر کے اسباب :۔ علماء اور مفسرین فرماتے ہیں تکبر کے بہت اسباب ہیں ، (۱) تکبر کا پہلا سبب علم ہے :۔ بہت کم ہی علماء ہیں جو تکبر سے خالی ہیں حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ہر چیز کیلئے کوئی نہ کوئی آفت ہے علم کی آفت تکبر ہے آفۃ العلم الخیلاء ، تکبر علم کی آفت ہے ، صوفیائے کرام فرماتے ہیں جس علم سے تکبر پیدا ہو وہ علم جہل سے بھی بدتر ہے ، کیونکہ حقیقی علم وہ ہے جتنا بڑھے گا خوف الٰہی اتنا ہی بڑھے گا کیونکہ ارشاد ربانی ہے ، پارہ ۲۲ ، سورہ فاطر ، سورہ نمبر ۳۵ ، آیت نمبر ۲۷ ، اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (ترجمہ کنزالایمان) اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بندوں سے مراد ساری مخلوق و انسان ہیں اس معلوم ہوا کہ علماء دین بہت (مرتبہ والے ہیں کہ رب نے اپنی خشیت و خوف ان میں منحصر فرمایا جسے بھی خوف خدا نصیب ہو گا وہ سچے عالموں کے ذریعہ مگر مراد علم والوں سے وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہیں جن کے عقائد و اعمال درست ہوں (تفسیر نور العرفان ، جلد اول ، ص ۶۹۸)

(۲) تکبر کا دوسرا سبب زہد و تقویٰ عبادت و پرہیزگاری میں پایا جاتا ہے :۔ قرآن بیان فرماتا ہے پارہ ۲۴ ، رکوع ، ۱۰ ، سورہ مومن سورہ نمبر ۴۰ ، آیت نمبر ، ۶۰ (ترجمہ کنزالایمان) جو لوگ میری عبادت پر تکبر کرتے ہیں وہ بہت ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے ، (۳) تکبر کا تیسرا سبب خاندان و نسب پر فخر کرنا :۔ تکبر کی یہ بیماری بہت عام ہے چنانچہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کسی آدمی سے میرا جھگڑا ہوا میں نے اے ابن سودا اسے کالی عورت کے بیٹے کہہ کر پکارا حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے ابو ذر یہ مت بھولو کسی گوری کے بیٹے کو کالی کے بیٹے پر فضیلت نہیں ہے یہ سننا تھا کہ مجھ پر خوف طاری ہوا

،اسی وقت میں اس آدمی کے پاس پہنچااور کہا۔اٹھواور اپنا پیر میرے منھ پر رکھو تاکہ میرے قول کا بدلہ ہو جائے۔(سبحان اللہ سبحان اللہ یہ تھا صحابی کا عمل ،ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے) (۴) تکبر کا چوتھا سبب ہے خوبصورتی اور حسن و جمال :۔ حسن و جمال سے غرور گھمنڈ پیدا ہوتا ہے،اس مرض میں خوبصورت مرد بھی گرفتار رہتے ہیں ،مگر عورتیں سب سے زیادہ اس مرض میں گرفتار رہتی ہیں ،کم صورتی پر طنز کرنا اور جسم کی ناہمواری پر مذاق اڑانا عام بات ہے۔(۵) تکبر کا پانچواں سبب مال وزر ہے :۔ دولتمند لوگ غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنی بڑائی اور گھمنڈ میں مست رہتے ہیں۔ غرور کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا :۔ جو لوگ غرور تکبر کی روش اپنائے رہتے ہیں بطور سزا ایسے لوگوں کو کتاب الٰہی قرآن پاک کے سمجھنے کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۸ ،ارشاد باری ملاحظہ فرمائیں غرور گھمنڈ کرنے والے اپنی آخرت کے بارے میں فکر کریں ،پارہ ۹ رکوع ۶ ،سورہ اعراف ،سورہ نمبر ۷ ،آیت نمبر ۱۴ ، سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ (ترجمہ کنزالایمان) اور اپنی آیات سے میں انہیں پھیر دوں گا جو زمین پر ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں (تفسیر کتاب الرعایہ ، تفسیر ابن کثیر) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب فرماتا ہے کہ اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں فضول بیجا اور ناحق بات پر تکبر کرتے ہیں اور اترائے جاتے ہیں تفسیر میں ہے متکبرین کے قلوب (دل) سے فہم قرآن اٹھالیا جائے گا،اور عالم ملکوت اور ان کے قلوب کے درمیان حجاب (پردہ) پیدا کر دیا جاتا ہے ،غرور کی وجہ کر ان کو آیات الٰہی میں غور وفکر سے پھیر دیا جاتا ہے۔ اللہ پاک تکبر کرنے والوں کے دل پر مہر لگا دیتا ہے :۔ ارشاد ربانی ہے كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا، کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ،اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کے دل پر مہر لگا دیتا ہے ،(ترجمہ کنزالایمان) گھمنڈ کرنے والے غور کریں اللہ کی جانب سے کتنا سخت عذاب ہے رب العزت کا حکم ہے ،پارہ ۲۴ ،رکوع ،۸ ،سورہ مومن ،سورہ نمبر ۴۰ ،آیت نمبر ۳۵ : كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ،اللہ یوں ہی مہر کر دیتا متکبر سرکش کے سارے دل پر (ترجمہ کنزالایمان) (استغفر اللہ ،استغفر اللہ ،) اللہ بچائے تکبر و غرور سے ،اٰمین ،تکبر ہی نے ابلیس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکائی اور حکم خدا کا انکار کر دیا اور تمام عبادات اس کی برباد کر دی گئیں۔ (تفسیر نور العرفان ،جلد اول ،ص ۲۶) اس نادان ابلیس کو یہ سمجھ نہ آئی کہ آدم علیہ السلام کے سر پر نور محمدی ﷺ کی کرنیں ہیں ،آج بھی بعض لوگ ظاہری شریعت حضور کی دیکھتے ہیں ،حقیقت محمدی کے نور کے نہیں دیکھتے۔ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ابلیس سے نافرمانی غرور کی وجہ سے ہوئی تو وہ اس پر اکڑ گیا اور ابدی شقاوت کا شکار ہو گیا ،حکم الٰہی ہوا نکل جا یہاں سے ،ہماری بارگاہِ رحمت میں صرف ان کیلئے جگہ ہے جو ہمارے حکم کو مانے اکڑی اکڑی گردن والوں کیلئے یہاں جگہ نہیں ،حدیث پاک میں ہے ،حضرت

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جس کے دل میں رائے کے دانہ جتنا غرور ہو گا اس پر جنت کے دروازے بند ہوں گے، صاغر اس ذلیل اور حقیر کو کہتے ہیں جو اپنی ذلت اور پستی پر خوش ہوتا ہے شیطان کس مقامِ عزت پر فائز تھا اور جب حکم الٰہی کی سرتابی کی تو ذلت ورسوائی کی پستیوں میں پھینک دیا گیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ص ۱۴) تکبر کرنے والوں کو عبرتناک سزا:۔ پارہ ۱۴، رکوع ۹، سورہ نمبر ۱۶، سورہ نحل، آیت نمبر ۲۹، فَادْخُلُوٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (ترجمہ کنزالایمان) اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا (تفسیر نور العرفان)

(۱) انسان کا تکبر جھوٹا ہے اسی لئے جرم ہے (۲) جو غرور نبی ورسول کے مقابلے میں ہو وہ جرم ہے، (۳) اللہ تعالیٰ کی کبریائی برحق ہے لہٰذا اس کیلئے تکبر صفاتِ کریمہ میں سے ہے (۴) مسلمان بھائیوں سے تکبر و غرور حرام ہے (۵) اللہ و رسول کے سامنے تکبر کفر ہے (۶) بڑائی حق بھی ہوتی ہے اور ناحق بھی، جہاد میں کفار کے مقابل اپنی شان بتانا اور دکھانا حق والی بڑائی ہے جو کہ عبادت ہے، ثواب ہے (۷) مسلمانوں کے مقابل شیخی مارنا اور ناحق بڑائی مارنا حرام ہے (۸) اولیاء اللہ اور انبیائے کرام کے مقابل بڑائی کفر ہے اور شیطان کا طریقہ ہے، یہاں یہی بڑائی مراد ہے، معلوم ہوا غرور وہ آگ ہے جو دل و دماغ کی تمام قابلیتوں کو جلا کر برباد کر دیتی ہے، اللہ کی پناہ تکبر نے ہی ابلیس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکائی اور اس کی تمام عبادات برباد کر کے رکھ دی۔ تکبر کی مذمت قرآن میں :۔ پارہ ۱۵، رکوع ۴، سورہ بنی اسرائیل، سورہ نمبر ۱۷، آیت نمبر ۳۷، اور زمین میں تکبر اور خود نمائی سے نہ چل، بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کے برابر نہ ہو گا، (ترجمہ کنزالایمان) اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اسی لئے دی ہے کہ وہ شکر گزار اور فرماں بردار بندہ بن کر زندگی گزارے۔ جو انسان ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہ کرے اسے محض کسی خاص خاندان میں پیدا ہونے کی وجہ اشرف (بڑا) نہیں کہا جا سکتا تقویٰ انسان کی بڑائی کا واحد معیار ہے....... اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو بڑائی، گھمنڈ، خود نمائی، غرور، تکبر جیسی موذی گناہِ عظیم سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے. اٰمین ثم اٰمین۔

Wednesday, June 7, 2017 at 4:38am UTC+05

وفاتِ نبوی ﷺ

انتخاب : احمد سلیم

تحریر : نامعلوم



وفات سے 3 روز قبل جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ "میری بیویوں کو جمع کرو۔" تمام ازواج مطہرات جمع ہو گئیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "کیا تم سب مجھے اجازت دیتی ہو کہ بیماری کے دن میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں گزار لوں؟" سب نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کو اجازت ہے۔ پھر اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ پائے تو حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما آگے بڑھے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سہارے سے اٹھا کر سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی طرف لے جانے لگے۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (بیماری اور کمزوری کے) حال میں پہلی بار دیکھا تو گھبرا کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا ہوا؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا ہوا؟ چنانچہ صحابہ مسجد میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور مسجد شریف میں ایک رش لگ ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ شدت سے بہہ رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی کا اتنا پسینہ بہتے نہیں دیکھا۔ اور فرماتی ہیں: "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو پکڑتی اور اسی کو چہرہ اقدس پر پھیرتی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہاتھ میرے ہاتھ سے کہیں زیادہ محترم اور پاکیزہ تھا۔" مزید فرماتی ہیں کہ حبیب خدا علیہ الصلوات والتسلیم سے بس یہی ورد سنائی دے رہا تھا کہ "لاإلہ إلا اللہ، بیشک موت کی بھی اپنی سختیاں ہیں۔" اسی اثناء میں مسجد کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف کی وجہ سے لوگوں کا شور بڑھنے لگا۔ نبی علیہ السلام نے دریافت فرمایا: "یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ لوگ آپ کی حالت سے خوف زدہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے ان پاس لے چلو۔ پھر اٹھنے کا ارادہ فرمایا لیکن اٹھ نہ سکے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام پر 7 مشکیزے پانی کے بہائے گئے، تب کہیں جا کر کچھ افاقہ ہوا تو سہارے سے اٹھا کر ممبر پر لایا گیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ تھا اور آپ علیہ السلام کے آخری کلمات تھے۔ فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! شاید تمہیں میری موت کا خوف ہے؟" سب نے کہا: "جی ہاں اے اللہ کے رسول" ارشاد فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! تم سے میری ملاقات کی جگہ دنیا نہیں، تم سے میری ملاقات کی جگہ حوض (کوثر) ہے، خدا کی قسم گویا کہ میں یہیں سے اسے (حوض کوثر کو) دیکھ رہا ہوں، اے لوگو۔۔۔! مجھے تم پر تنگدستی کا خوف نہیں بلکہ مجھے تم پر دنیا (کی فراوانی) کا خوف ہے، کہ تم اس (کے معاملے) میں ایک دوسرے سے مقابلے میں لگ جاؤ جیسا کہ تم سے پہلے (پچھلی امتوں) والے لگ گئے، اور یہ (دنیا) تمہیں بھی ہلاک کر دے جیسا کہ انہیں ہلاک کر دیا۔" پھر مزید ارشاد فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔" (یعنی عہد کرو کہ نماز کی پابندی کرو گے، اور یہی بات بار بار دہراتے رہے۔) پھر فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، میں تمہیں عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔" مزید فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا کو چن لے یا اسے چن لے جو اللہ کے پاس ہے، تو اس نے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے" اس جملے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کوئی نہ سمجھا حالانکہ انکی اپنی ذات مراد تھی۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تنہا شخص تھے جو اس جملے کو

سمجھے اور زار و قطار رونے لگے اور بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی علیہ السلام کی بات قطع کرکے پکارنے لگے۔۔۔ "ہمارے باپ دادا آپ پر قربان، ہماری مائیں آپ پر قربان، ہمارے بچے آپ پر قربان، ہمارے مال و دولت آپ پر قربان ..... " روتے جاتے ہیں اور یہی الفاظ کہتے جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (ناگواری سے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی بات کیسے قطع کر دی؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دفاع ان الفاظ میں فرمایا: "اے لوگو۔۔۔! ابوبکر کو چھوڑ دو کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جس نے ہمارے ساتھ کوئی بھلائی کی ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ دے دیا ہو، سوائے ابوبکر کے کہ اس کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔ اس کا بدلہ میں نے اللہ جل شانہ پر چھوڑ دیا۔ مسجد (نبوی) میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے جائیں، سوائے ابوبکر کے دروازے کے کہ جو کبھی بند نہ ہوگا۔" آخر میں اپنی وفات سے قبل مسلمانوں کے لیے آخری دعا کے طور پر ارشاد فرمایا: "اللہ تمہیں ٹھکانہ دے، تمہاری حفاظت کرے، تمہاری مدد کرے، تمہاری تائید کرے۔ اور آخری بات جو ممبر سے اترنے سے پہلے امت کو مخاطب کرکے ارشاد فرمائی وہ یہ کہ: "اے لوگو۔۔۔! قیامت تک آنے والے میرے ہر ایک امتی کو میرا سلام پہنچا دینا۔" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ سہارے سے اٹھا کر گھر لے جایا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو دیکھنے لگے لیکن شدت مرض کی وجہ سے طلب نہ کر پائے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے سے سمجھ گئیں اور انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک میں رکھ دی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے استعمال نہ کر پائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک لے کر اپنے منہ سے نرم کی اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوٹا دی تاکہ دہن مبارک اس سے تر رہے۔ فرماتی ہیں: "آخری چیز جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے پیٹ میں گئی وہ میرا لعاب تھا، اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا مجھ پر فضل ہی تھا کہ اس نے وصال سے قبل میرا اور نبی کریم علیہ السلام کا لعاب دہن یکجا کر دیا۔" اِم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید ارشاد فرماتی ہیں: "پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ تشریف لائیں اور آتے ہی رو پڑیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ نہ سکے، کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب بھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لاتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انکے ماتھے پر بوسہ دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! "قریب آجاؤ۔۔۔" پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ اور زیادہ رونے لگیں، انہیں اس طرح روتا دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے

فاطمہ! "قریب آؤ۔۔۔" دوبارہ انکے کان میں کوئی بات ارشاد فرمائی تو وہ خوش ہونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا سے پوچھا تھا کہ وہ کیا بات تھی جس پر روئیں اور پھر خوشی اظہار کیا تھا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کہنے لگیں کہ پہلی بار (جب میں قریب ہوئی) تو فرمایا: "فاطمہ! میں آج رات (اس دنیا سے) کوچ کرنے والا ہوں۔ جس پر میں رو دی۔۔۔۔" جب انہوں نے مجھے بے تحاشا روتے دیکھا تو فرمانے لگے: "فاطمہ! میرے اہلِ خانہ میں سب سے پہلے تم مجھ سے آملو گی۔۔۔" جس پر میں خوش ہو گئی۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں: پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو گھر سے باھر جانے کا حکم دیکر مجھے فرمایا: "عائشہ! میرے قریب آجاؤ۔۔۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ مطہرہ کے سینے پر ٹیک لگائی اور ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمانے لگے: مجھے وہ اعلیٰ وعمدہ رفاقت پسند ہے۔ (میں اللہ کی، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کو اختیار کرتا ہوں۔) صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: "میں سمجھ گئی کہ انہوں نے آخرت کو چن لیا ہے۔" جبرئیل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہو کر گویا ہوئے: "یارسول اللہ! ملَکُ الموت دروازے پر کھڑے شرف باریابی چاہتے ہیں۔ آپ سے پہلے انہوں نے کسی سے اجازت نہیں مانگی۔" آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "جبریل! اسے آنے دو۔۔۔" ملَکُ الموت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، اور کہا: "السلام علیک یارسول اللہ! مجھے اللہ نے آپ کی چاہت جاننے کیلئے بھیجا ہے کہ آپ دنیا میں ہی رہنا چاہتے ہیں یا اللہ سبحانہ وتعالی کے پاس جانا پسند کرتے ہیں؟" فرمایا: "مجھے اعلی وعمدہ رفاقت پسند ہے، مجھے اعلی وعمدہ رفاقت پسند ہے۔" ملَکُ الموت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "اے پاکیزہ روح۔۔۔! اے محمد بن عبداللہ کی روح۔۔۔! اللہ کی رضا و خوشنودی کی طرف روانہ ہو۔۔۔! راضی ہو جانے والے پروردگار کی طرف جو غضبناک نہیں۔۔۔!" سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ نیچے آن رہا، اور سر مبارک میرے سینے پر بھاری ہونے لگا، میں سمجھ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔۔۔ مجھے اور تو کچھ سمجھ نہیں آیا سو میں اپنے حجرے سے نکلی اور مسجد کی طرف کا دروازہ کھول کر کہا۔۔ "رسول اللہ کا وصال ہو گیا۔۔۔! رسول اللہ کا وصال ہو گیا۔۔۔!" مسجد آہوں اور نالوں سے گونجنے لگی۔ ادھر علی کرم اللہ وجہہ جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے پھر ہلنے کی طاقت تک نہ رہی۔ ادھر عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ معصوم بچوں کی طرح ہاتھ ملنے لگے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ تلوار بلند کرکے کہنے لگے: "خبردار! جو کسی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، میں ایسے شخص کی گردن اڑادوں گا۔۔۔! میرے آقا تو اللہ تعالی سے ملاقات کرنے گئے ہیں جیسے موسی علیہ السلام اپنے رب سے ملاقات کو گئے تھے، وہ لوٹ آئیں گے، بہت جلد لوٹ

آئیں گے۔۔۔! اب جو وفات کی خبر اڑائے گا، میں اسے قتل کر ڈالوں گا۔۔" اس موقع پر سب زیادہ ضبط، برداشت اور صبر کرنے والی شخصیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی تھی۔۔آپ حجرۂ نبوی میں داخل ہوئے، رحمت دو عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک پر سر رکھ کر رو دیئے۔۔۔ کہہ رہے تھے: واآآ خلیلاہ، واآآ صفیاہ، واآآ حبیباہ، واآآ نبیاہ (ہائے میرا پیارا دوست۔۔۔! ہائے میرا مخلص ساتھی۔۔۔! ہائے میرا محبوب۔۔۔! ہائے میرا نبی۔۔۔!) پھر آنحضرت صلی علیہ وسلم کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا: " یارسول اللہ! آپ پاکیزہ جیئے اور پاکیزہ ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور خطبہ دیا: "جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے سن رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالی شانہ کی ذات ھمیشہ زندگی والی ہے جسے موت نہیں۔" سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔۔۔ عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: پھر میں کوئی تنہائی کی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں اکیلا بیٹھ کر رووں۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کر دی گئی۔۔۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ نبی علیہ السلام کے چہرہ انور پر مٹی ڈالو۔۔۔؟" پھر کہنے لگیں: " یااِبتاہ، اِجاب ربا دعاہ، یااِبتاہ، جنۃالفردوس مأواہ، یااِبتاہ، الی جبریل ننعاہ. " (ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ اپنے رب کے بلاوے پر چل دیے، ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ جنت الفردوس میں اپنے ٹھکانے کو پہنچ گئے، ہائے میرے پیارے بابا جان، کہ ہم جبریل کو ان کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔)

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Wednesday, June 7, 2017 at 3:53am UTC+05

آرزوئیں

انتخاب ام ریاض ساجدہ چوہدری

تحریر : نامعلوم



کیاآپکو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں وہ کون سی آرزوئیں ہیں جن کاتذکرہ ہوا ہے؟ "یالیتنی-کنت اے کاش ! میں مٹی ہوتا (سورۃ نبا # 30) "یالیتنی - قدمت لحیاتی" اے کاش ! میں نے اپنی (اخروی) زندگی کے لیے کچھ کیا ہوتا (سورۃ الفجر # 24) "یالیتنی - لم اِوت کتابیہ" اے کاش ! مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا (سورۃ الحاقہ # 25) "یالیتنی - لم اِتخذ فلاناً خلیلا" اے کاش ! میں

فلاں کو دوست نہ بناتا (سورۃ الفرقان # 28) "یالیتنا-اِطعنا اللہ واِطعنا الرسولاً" اے کاش! ہم نے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی. (سورۃ الاحزاب # 66) "یالیتنی-اتخذت مع الرسول سبیلاً" اے کاش! میں رسول کا راستہ اپنا لیتا (سورۃ الفرقان # 27) "یالیتنی-کنت معہم فائفوز فوزاً عظیما" اے کاش! میں بھی انکے ساتھ ہوتا تو بہت بڑی کامیابی حاصل کر لیتا سورۃ النساء # 73) "یالیتنی-لم اِشرک بربی احداً" اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا (سورۃ الکہف # 42) "یالیتنا-نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المومنین" اے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ (سورۃ الانعام # 27) یہ ہیں وہ آرزوئیں جو موت کے بعد حاصل ہونا ناممکن ہے، اس لئے زندگی میں ہی اصلاح بہت ضروری ہے!

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 7

Wednesday, June 7, 2017 at 3:52am UTC+05

صرف میں ہی ہوں درد سہنے واسطے

انتخاب: شبانہ چوہدری

تحریر: نامعلوم



کچھ لوگوں کی زندگی کو اللہ سبحان و تعالی " درد " سے یوں مزین فرماتے ہیں کہ کبھی جسمانی کبھی ذہنی اور قلبی درد میسر آتے ہیں ۔۔۔ کبھی کبھی انسان دل ہارنے لگتا ہے گھر کے کسی کونے میں بیٹھ کر زار و قطار روتا ہے اور کہتا ہے اللہ کیا میں ہی۔۔۔؟؟؟؟ صرف میں ہی ہوں درد سہنے واسطے۔۔۔؟؟؟ کہ مہیب سناٹوں سے صدا آتی ہے ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے پس بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ دنیا میں کسی سے مانگ کچھ مانگ کے تو دیکھ تجھے ذلیل کر کے رکھ دے گا۔۔۔۔ تجھ سے دامن چھڑا کر دور بھاگے گا۔۔۔ پر تو جانتا ہے۔۔۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور جب میرا

بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کے قریب آ جاتا ہوں۔ اور اجیب دعوت الداع اذا دعان تو مانگنا تو سیکھ ' تجھے مانگنا آتا ہئ نہیں ۔۔۔۔ پو پھٹ چکی تھی ' میاوں ۔۔۔۔۔۔۔ میاوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی دلگیر اور خوش آمدی آواز مجھے اس دنیا سے اس دنیا میں لے آئی تھی ۔۔۔ آنسو خشک ہو چکے تھے ۔۔۔ وہ روزانہ دو وقت میرے دروازے پہ آتی ہے میں گھر پہ نا ہوں تو دوبارہ آتی ہے ۔ مجھے دیکھ کے لجاجت سے دلگیر آواز میں اس وقت تک میاوں میاوں کرتی ہے جب تک میں اس کے پیالے میں دودھ نا ڈال دوں 'اس کا پیٹ نا بھرے تو دروازے سے لگی میاوں میاوں کرتی ہی رہتی ہے تھک ہار کے مجھے دوبارہ اس کے پیالے میں کچھ ڈالنا پڑتا ہے ۔۔ میاوں ۔۔۔۔۔ میاوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آواز بہت دلگیر ہو رہی تھی ۔۔۔ بلی مجھے مانگنا سکھا رہی تھی تو مانگنا تو سیکھ پھر دینے والا عطا کیوں نا کرے گا۔ آہ !!! ہم تو اس جانور سے بھی گیے گزرے ہوں جسے مانگنا تک نا آیا ' لجاجت سے ' روکے ' دلگیر آواز ' میں چوکھٹ سے لگ کے مانگنا ' اس وقت تک مانگنا جب تک مالک دے نا دے ۔۔۔ مانگو خوب مانگو بے دھڑک مانگو اپنے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے دوستوں دشمنوں سب کے لئے مانگو ۔۔ وہ بہت رحم والا ہے ۔۔ اس پیارے رب تعالی سے دعا ہے کہ مولا تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحت و عافیت کے ساتھ ایمان پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہی خاتمہ نصیب فرما ۔۔ آمین

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 7

Wednesday, June 7, 2017 at 3:52am UTC+05

احسان کی رسّی،

انتخاب: شبانہ چوہدری

تحریر: اشفاق احمد



ایک شخص اپنی پالتو بکری کے ساتھ جا رہا تھا۔۔۔اس نے بکری کی رسّی بھی نہیں پکڑی ہوئی تھی۔ کسی نے اس سے کہا: "حیرت ہے، یہ بکری کیوں تمھارے پیچھے آ رہی ہے۔۔۔ حالانکہ تم نے اس کی رسی بھی نہیں پکڑ رکھی۔" یہ سن کر بکری والے نے کہا: "یہ میرے پیچھے اس لئے آ رہی ہے کہ یہ احسان کی رسی سے بندھی ہوئی ہے جو آپ کو نظر نہیں آ رہی۔ جب بکری بھوکی ہوتی ہے

تو میں اسے کھلاتا ہوں۔۔۔ جب یہ پیاسی ہوتی ہے تو میں اسے پلاتا ہوں۔۔۔۔ جب اس کا بدن میلا ہو جاتا ہے تو میں اسے نہلاتا ہوں۔۔۔ اسے چھاؤں میں باندھتا ہوں۔ اسے گرمی سردی سے بچاتا ہوں۔۔۔ غرض اس کا ہر طرح خیال رکھتا ہوں۔۔۔ یہ میرا اس پر احسان۔۔۔۔ اسے میرے احسانوں کی رسی نے باندھ رکھا ہے۔" یہ سُن کر دوسرے آدمی نے ایک سرد آہ بھری اور بولا: "اللہ تعالیٰ کے بھی ہم پر ان گنت احسانات ہیں۔۔۔۔ اس کے احسانوں کی رسی نے ہمیں بھی تو باندھ رکھا ہے۔۔۔ لیکن ہائے افسوس۔۔۔ ہم تو اس کے احکامات کے پیچھے نہیں چلتے۔۔۔ ہم تو سرکشی پر اُترے ہوئے ہیں۔"

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Wednesday, June 7, 2017 at 3:51am UTC+05

غصہ اور تکبر

انتخاب: رخشندہ جبین

تحریر: نامعلوم



ترکھان دکان بند کرکے گھر گیا تو کہیں سے گھومتا پھرتا ایک سیاہ کوبرا ناگ اس کی ورکشاپ میں گھس آیا. یہاں بظاہر تو ناگ کی دلچسپی کی کوئی چیز نہیں تھی پھر بھی ادھر سے ادھر اور اوپر سے نیچے جائزہ لیتا پھر رہا تھا کہ اس کا دھڑ وہاں پڑی ایک آری سے ٹکرا کر بہت معمولی سا زخمی ہو گیا. گھبراہٹ میں ناگ نے پلٹ کر آری پر پوری قوت سے ڈنگ مارا. فولادی آری پر زور سے لگے ڈنگ نے آری کا کیا بگاڑنا تھا الٹا ناگ کے منہ سے خون بہنا شروع ہو گیا. اس بار خشونت اور تکبر میں ناگ نے اپنی سوچ کے مطابق

آری کے گرد لپٹ کر، اسے جکڑ کر اور دم گھونٹ کر مارنے کی پوری کوشش کر ڈالی. دوسرے دن جب ترکھان نے ورکشاپ کھولی تو ایک ناگ کو آری کے گرد لپٹے مردہ پایا جو کسی اور وجہ سے نہیں محض اپنی طیش اور غصے کی بھینٹ چڑھ گیا تھا. بعض اوقات غصے میں ہم دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر وقت گزرنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہم نے اپنے آپ کا زیادہ نقصان کیا ہے. اچھی زندگی کیلئے بعض اوقات ہمیں کچھ چیزوں کو کچھ لوگوں کو کچھ حوادث کو کچھ کاموں کو کچھ باتوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے. اپنے آپ کو ذہانت کے ساتھ نظر انداز کرنے کا عادی بنایئے، ضروری نہیں کہ ہم ہر عمل کا ایک رد عمل دکھائیں. ہمارے کچھ رد عمل ہمیں محض نقصان ہی نہیں دیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہماری جان بھی لے لیں. سب سے بڑی قوت۔۔۔ قوتِ برداشت ہے صبر ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو گرنے نہیں دیتی نہ کسی کے قدموں میں۔۔۔نہ کسی کی نظروں میں.

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

Friday, June 2, 2017 at 8:41pm UTC+05

پھل فروشوں کا بائیکاٹ

انتخاب: آسیہ افتخار

تحریر: نامعلوم



ماہ رمضان میں کچھ خوف خدا کیجیے ! اللہ غریق رحمت کرے مسلم سجاد صاحب علیہ الرحمہ کو، ترجمان القرآن کے نائب مدیر تھے، کم گو تھے مگر جب بھی بات کرتے، سیدھی دل میں اتر جاتی۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ بیکری، یوٹیلیٹی اسٹور سے کسی برانڈ والی شاپ میں چلے جائیں، 1 ہزار کی چیز 5 ہزار میں ملے گی مگر خوشی خوشی ادائیگی کرکے باہر آئیں گے، اور اسے ایک اسٹیٹس سمبل کے طور پر حلقہ احباب میں پیش کریں گے۔ مگر بالکل وہی انسان ایک ریڑھی والے غریب سے 5 روپے اور 10 روپے کے لیے نہ صرف بحث کرتا دکھائی دے گا بلکہ اسے مہنگائی سمیت باقی خرابیوں کا ذمہ دار بھی قرار دے گا۔ اور وہ بے چارہ ہکا بکا منہ دیکھتا رہ

جائے گا۔ کہنے لگے بھائی ایک ریڑھی والا دن بھر محنت مشقت کرتا ہے، اور ہم اسے اس کے خون پسینے کی کمائی دینے کو بھی تیار نہیں ہوتے۔ بالفرض وہ کچھ زیادہ دام بھی لے رہا ہے، تو بمشکل ہی گزارہ کر پاتا ہوگا۔ اس سے تو خوشی خوشی اس کے دام پر لینا چاہیے بلکہ کچھ زیادہ دینے چاہییں تاکہ اس کی اچھی گزر بسر ہو سکے۔ بے چارہ لوٹ مار کرے گا بھی تو آخر کتنی؟ پھر نصیحت کی کہ جہاں ریڑھی والے کھڑے ہوں، وہاں دیکھیے کہ کون بڑی عمر والا ہے۔ اس سے پھل لیجیے، کیا معلوم کس مجبوری میں وہ مشقت پر مجبور ہے، اور پیچھے اس کے گھرانے کی کیا کیفیت ہے۔ ان کی یہ نصیحت پلے باندھ لی اور الحمدللہ اس پر عمل جاری ہے۔ مسلم سجاد صاحب اور ان کی نصیحت اس مہم کے تناظر میں یاد آئی کہ کچھ مخصوص دنوں کے لیے پھل فروش، ریڑھی والے کا بائیکاٹ کیا جائے۔ جو احباب مہنگائی کا رونا رو رہے ہیں، وہ ان شاء اللہ عیدالفطر کی شاپنگ شروع کر چکے ہوں گے، ہر گزرتے دن کے ساتھ اہل خانہ کی شاپنگ لسٹ بڑھتی جائے گی۔ اس میں سے کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ خوشی خوشی ہر خریداری کر لی جائے گی، البتہ ریڑھی والے کو سبق سکھانا ہے تاکہ تین دن اس کے گھر میں چولہا نہ جل سکے، وہ بھی رمضان المبارک میں۔ مولانا طارق جمیل ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، ایک ریڑھی والے بزرگ کو روتے دیکھا تو وجہ معلوم کی، بزرگ نے بتایا کہ آج آڑھتی نے میرے بچوں کا رزق چھین لیا، اوپر ایک لیر میں اچھے سیب ہیں، نیچے سب خراب۔ تو میرے بھائی! اس دیہاڑی دار غریب کی روزی مت چھینیے۔ اگرچہ روزی دینے والا اللہ ہے، اور وہ اس کے رزق میں کوئی کمی نہ کرے گا، مگر آپ نیکیاں کمانے کے مہینے میں بددعائیں لینے کیوں نکل رہے ہیں، وہ بھی خم ٹھونک کر۔ یہ تو مواسات اور غم خواری کا مہینہ ہے، ایک دیں گے، 700 گنا ملے گا۔ اس نیت سے ہی خرچ کیجیے کہ میری طرف سے تعاون ہے، اللہ نیتوں کا حال جانتا ہے، آپ کی خریداری کئی گنا اجر و ثواب میں بدل جائے گی، اور یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ اور ہاں! مہنگی تو ہر چیز ہے، دودھ دہی، آٹے گھی، چائے چینی سے انڈے اور مرغی گوشت، یہاں تک کہ جان بچانے والی ادویات تک، ایسے ہی سلسلہ اور دائرہ بڑھاتے جایئے، بازار میں کیا چیز سستی مل رہی ہے. تو کیا سب کا بائیکاٹ کیجیے گا؟ اور ہاں! احتجاج کرنا ہے تو آڑھتیوں کے خلاف کیجیے جو مہنگے داموں بیچتے ہیں، اس نظام ظلم کے خلاف کیجیے جس نے کسان کے لیے کھاد پانی سے منڈی تک رسائی کو مشکل بنا دیا ہے، اور احتجاج کرنا ہے تو اس نظام زر کے خلاف کیجیے جو غریب کی بقیہ سانسیں بھی خریدنا یا فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اور احتجاج کرنا ہے تو حکمرانوں کے خلاف کیجیے جن کے بچے لندن میں جائیدادیں بنا رہے ہیں اور نظام ایسا بنا دیا ہے کہ یہاں کا غریب ظالم کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے بجائے دوسرے غریب کا گلا دبانا چاہتا ہے۔ اپنے علاقے کے ایم این اے ایم پی اے اور وڈیرے جاگیر دار کے خلاف کیجیے جو اس نظام ظلم کا حصہ ہے. اور ہاں! بائیکاٹ کرنا ہے تو اس عید پر برانڈز کا کیجیے، ان کے دام ایسے بڑھتے ہیں کہ سفید پوش طبقہ دور سے دیکھتا ہے تو دل میں آہیں بھر کر

رہ جاتا ہے، احساس محرومی سے اس کے قدم بھاری ہو جاتے ہیں۔آگے بڑھیے، اصل سفید پوشی کا بھرم اسی میں ہے۔اور ان برانڈز پر نہ جا کر جو رقم بچے، اسے اپنے خاندان میں اپنے علاقے میں بیواؤں، یتیم بچوں اور غربا و مساکین پر خرچ کیجیے. یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سیاسی جماعتیں یا سیاسی کارکن کبھی کسی غریب طبقے کے بائیکاٹ کی مہم نہیں چلا سکتے. ان کی جدو جہد ہمیشہ نظام، بالادست طبقات اور استحصالی عناصر کے خلاف ہوتی ہے۔---

تصنیف : لائف بیسٹ نوٹس

مصنف و مرتب : میاں و قارالاسلام

جلد : 7

Thursday, May 25, 2017 at 4:30pm UTC+05

بندے کا خدا کے سوا کوئی نہیں

انتخاب : سمن شاہ

تحریر : نامعلوم



*خدا: * میرے بندے نماز شب پڑھا کرو، 11 رکعات ہیں۔ * بندہ: *اے میرے خدا، تھک جاتا ہوں ... نہیں پڑھ سکتا. ! * خدا: * کم از کم دو رکعات نمازِ شفا، اور ایک رکعت نمازِ وتر پڑھ لیا کرو.. ! * بندہ: *اے میرے خدا، میرے بس کا نہیں... آدھی رات میں میرا اٹھنا مشکل ہے.. ! *خدا: *اچھا سونے سے پہلے 3 رکعات ہی پڑھ لیا کرو. ! * بندہ: *اے خدا، یہ بھی زیادہ ہے. ! *خدا: * چلو ایک رکعت وتر ہی پڑھ لیا کرو.. ! * بندہ: *اے میرے خدا، بہت تھکا ہوں ... کیا کوئی دوسرا راستہ ہے. ؟*خدا: *

میرے بندے سونے سے پہلے وضو کرلو، اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہو- *یا اللہ** بندہ: *بستر پر ہوں، اگر اٹھ کر وضو کروں گا تو میری نیند اڑ جائے گی..! *خدا: *چلو وہیں پر لیٹے لیٹے *یا اللہ* کہہ لو.!_(اس کے بعد بھی بندے نے خدا کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا) *خدا: *میرے فرشتو' دیکھ رہے ہو میں نے اس کے لئے کتنی سہولتیں پیدا کیں، لیکن پھر بھی وہ سو رہا ہے اور صبح کی اذان کا وقت ہے۔ اس کو اٹھاو- *فرشتے*: اے خدا ہم نے اسے دو بار اٹھایا، مگر نہیں اٹھا- *خدا*: اس کے کان میں کہو کہ تمہارا اپروردگار تمہارا انتظار کر رہا ہے- *فرشتے*: پھر بھی نہیں اٹھ رہا ہے- *خدا*: اے میرے بندے، اٹھ جا- صبح کی اذان ہو رہی ہے، سورج نکل آئے گا اور نماز قضا ہو جائے گی- *فرشتہ*: اے خدا، تو اس سے ناراض کیوں نہیں ہو جاتا.؟ *خدا*: اس کا میرے علاوہ کوئی نہیں ہے. میں کس طرح اس سے ناراض ہو جاؤں.؟ ہو سکتا ہے یہ توبہ کر لے.!! *" میرے بندے جب تو نماز پڑھتا ہے تو میں اس طرح تیری نماز کو سنتا ہوں جیسے میرا صرف تو ہی ایک بندہ ہے. **اور تو مجھ سے ایسا غافل ہے، جیسے تیرے پاس سینکڑوں خدا ہوں..؟؟ "*

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 7

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 07

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانارومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY MIAN WAQAR UL ISLAM

بیسٹ لائف نوٹس

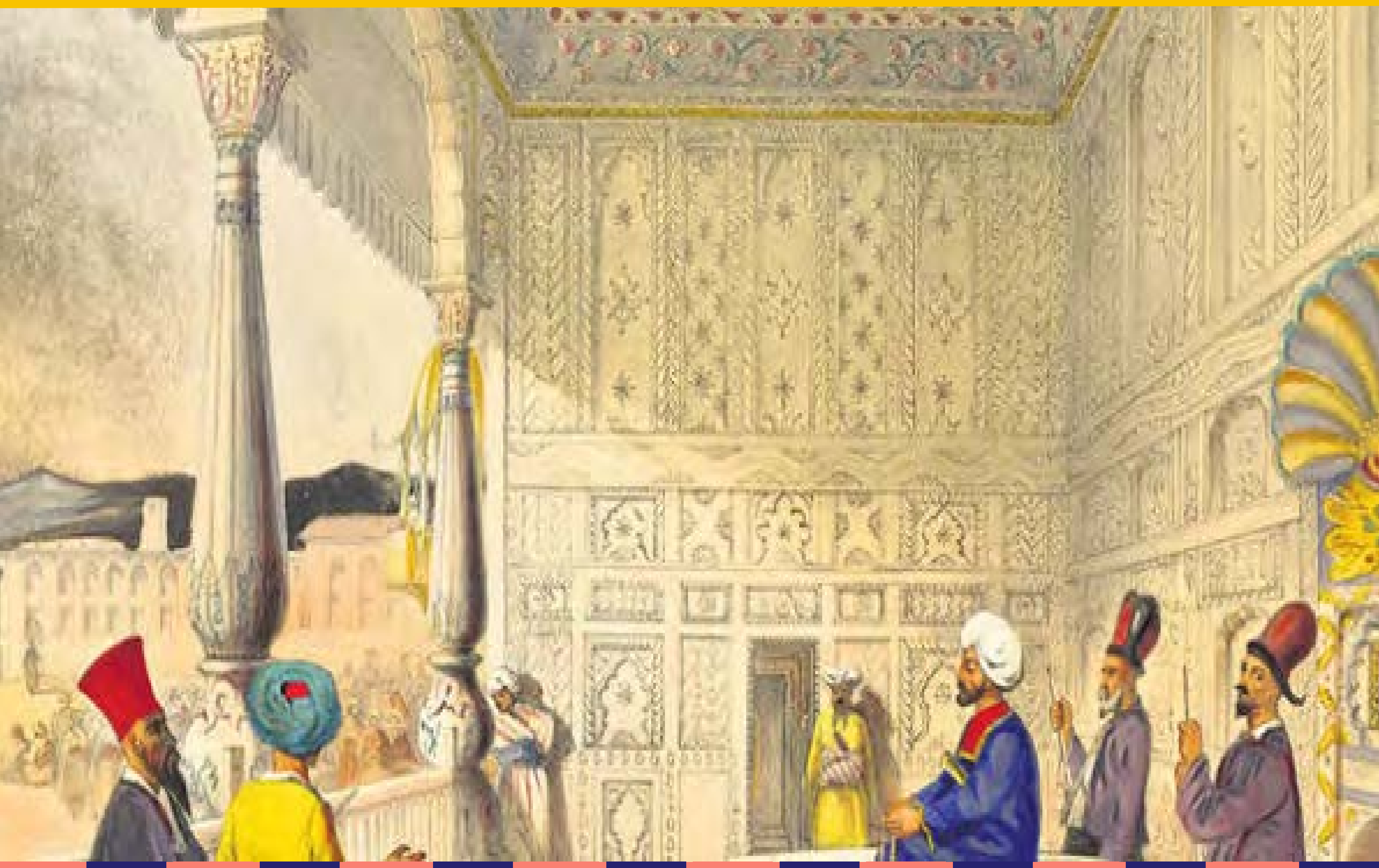
www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

VOL. 08



تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 8

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

Tuesday, October 10, 2017 at 4:34pm UTC+05

ہیرا اور شیشہ

انتخاب: محترمہ رخشندہ جبار

تحریر: نامعلوم



ایک بادشاہ کا دربار لگا ہوا تھا چونکہ سردی کا موسم تھا اس لئے بادشاہ کا دربار کھلے میدان میں ہی لگا ہوا تھا' سب خواص و عوام صبح کی دھوپ میں بیٹھے تھے۔ بادشاہ کے تخت کے سامنے ایک میز تھی اور اس پر کچھ قیمتی اشیا رکھی تھیں۔ وزیر، مشیر اور امراء وغیرہ سب دربار میں بیٹھے تھے، بادشاہ کے خاندان کے دیگر افراد بھی موجود تھے۔ اسی وقت ایک شخص آیا اور دربار میں داخلے کی اجازت چاہی۔ اجازت مل گئی تو اس نے کہا' میرے پاس دو اشیاء ہیں' میں ہر ملک کے بادشاہ کے پاس گیا ہوں اور اپنی اشیاء کو بادشاہ کے سامنے رکھتا ہوں پر کوئی فرق جان نہیں پاتا' تمام ہار چکے ہیں اور میں ہمیشہ کامران اور کامیاب ہو کر لوٹتا ہوں۔

اب آپ کے ملک میں آیا ہوں' بادشاہ نے پوچھا' کیا اشیاء ہیں؟۔اس نے دونوں اشیاء بادشاہ کے سامنے رکھ دیں' وہ دونوں اشیاء دیکھنے میں بالکل ایک جیسی تھیں' بالکل ایک دوسرے کی نقل محسوس ہوتی تھیں' بادشاہ نے کہا یہ دونوں اشیاء تو بالکل ایک جیسی ہیں'اس شخص نے کہا جی ہاں دکھائی تو ایک سی ہی دیتی ہیں لیکن ہیں مختلف۔ان میں سے ایک بہت قیمتی ہیرا ہے اور ایک شیشہ۔ بظاہر یہ دونوں ایک سے ہیں' کوئی آج تک یہ نہیں پہچان سکا کہ کون سا ہیرا ہے اور کون سا شیشہ۔

کوئی جانچ کر بتائے کہ ان میں سے ہیرا کون سا ہے اور کون سا شیشہ؟ اگر کوئی صحیح پہچان گیا اور میں ہار گیا تو یہ قیمتی ہیرا آپ کا ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کوئی پہچان نہیں پایا تو اس ہیرے کی جو قیمت ہے اتنی رقم آپ کو مجھے بطور انعام دینا ہو گی۔اسی طرح میں کئی ممالک سے جیت کر آیا ہوں۔

بادشاہ نے کہا میں تو نہیں پہچان سکتا' وزیر مشیر بولے ہم بھی نہیں جانچ سکتے کیونکہ دونوں بالکل ایک جیسے ہیں۔سب کو گمان تھا کہ اب تو شکست ہی مقدر ہے لیکن شکست پر انعام کا مسئلہ بھی نہیں تھا کیونکہ بادشاہ کے پاس بہت دولت تھا، بادشاہ کی عزت کا مسئلہ تھا کیونکہ تمام عالم میں یہ مشہور تھا کہ بادشاہ اور اس کی رعایا بہت ذہین ہے اور اس طرح ان کی سبکی ہوتی۔ کوئی شخص بھی پہچان نہیں پا رہا تھا۔آخر کار تھوڑی سی ہلچل ہوئی۔ایک نابینا شخص ہاتھ میں لاٹھی لے کر اٹھا،اس نے کہا مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو میں نے تمام باتیں سنی ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ کوئی پہچان نہیں پا رہا ہے ایک موقع مجھے بھی دیں۔

ایک آدمی کے سہارے وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اس نے بادشاہ سے درخوست کی کہ ایسے تو میں پیدائشی نابینا ہوں لیکن پھر بھی مجھے ایک موقع دیا جائے جس میں بھی ایک بار اپنی ذہانت کو جانچ سکوں اور ہو سکتا ہے کہ کامیاب بھی ہو جاؤں اور اگر کامیاب نہ بھی ہوا تو ویسے بھی آپ تو ہارے ہوئے ہی ہیں۔ بادشاہ کو محسوس ہو کہ اسے موقع دینے میں کیا حرج ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔اس نابینا شخص کو دونوں چیزیں چھونے کے لیے دے دی گئیں اور پوچھا گیا اس میں کون سا ہیرا ہے اور کون سا شیشہ؟ یہی آپکو معلوم کرنا ہے۔اس آدمی نے ایک لمحے میں کہہ دیا کہ یہ ہیرا ہے اور یہ شیشہ۔

جو آدمی اتنے جگہوں سے جیت کر آیا تھا وہ بہت حیران ہو گیا اور کہا' ٹھیک ہے آپ نے صحیح پہچانا' آپ کو مبارک ہو' اپنے وعدے کے مطابق اب یہ ہیرا بادشاہ کا ہوا۔ تمام لوگ بہت حیران ہوئے کہ ایک نابینا شخص نے کیسے جان لیا کہ اصل ہیرا کون سا ہے اور سب نے یہی سوال اس نابینا شخص سے کیا' اس نابینا شخص نے کہا کہ سیدھی سے بات ہے دھوپ میں ہم سب بیٹھے ہیں' میں نے دونوں کو چھو کر محسوس کیا جو ٹھنڈا رہا وہ ہیرا ہے جو گرم ہو گیا وہ شیشہ۔ اسی طرح زندگی میں بھی جو شخص سخت اور مشکل حالات میں گرم ہو جائے اور حالات کا سامنا نہ کر سکے وہ شیشے کی مانند ہے اور جو تمام حالات میں ٹھنڈا رہے وہ ہیرے کی مانند ہے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Wednesday, October 4, 2017 at 2:06pm UTC+05

میری کچھ خواہشیں ہیں۔ کوئی ہے جو پوری کر دے؟؟

تحریر: خُورشِید عَالَم بھوپالیؔ:

انتخاب: شبانہ صدیقی



کچھ دن پہلے میں ایک شاپنگ مال کے باہر کھڑا اپنی بیگم کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک بہت خوش پوش اور شستہ زبان بولنے والے
صاحب نے میری گاڑی کی کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ میں نے شیشہ نیچے کیا اور ان کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ انھوں نے بہت
کیا ہم آپ سے بات کر سکتے ہیں؟ میں گاڑی سے اترا اور ان I am Tayyab. محبت سے مجھ سے ہاتھ ملایا اور اپنا تعارف کروایا،
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا "جی فرمایئے". طیب خان ہے میرا نام، میں 78 سال کا ہوں۔ میری کچھ خواہشیں ہیں۔ کیا آپ پوری

کر دیں گے؟ میں نے بھی کچھ ویسا ہی سوچا جیسے آپ سب نے لکھا ہے۔ میں بھی ان کو لیکچر دینے کے موڈ میں تھا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگیں وغیرہ۔ مگر میں نے سوچا کہ یہ جو بھی ہے۔ سچا ہے یا مکار، اسے میرے پاس اللہ پاک نے ہی بھیجا ہے۔ تو کیوں نہ پہلے اس سے اس کی بات سن لوں۔

میں نے کہا جی میں کوشش کروں گا، آپ حکم فرمائیں۔ ان کے چہرے پر ایک حیرت اور خوشی کے ملے جلے اثرات ابھرے۔ انھوں نے کہا، کیا واقعی آپ کوشش کریں گے؟ میں نے انھیں یقین دلایا اور تحمل سے ان کی بات سننے کے لیے ان کی جانب متوجہ ہوا۔ میں ایک ٹیکسٹائل مل کا مالک تھا۔ پچھلے سیاسی دور میں بھتہ نہ دینے پر مجھے قتل کی دھمکیاں ملیں تو سب کچھ چھوڑ کر بنگلہ دیش چلا گیا اور وہاں گارمنٹس فیکٹری لگالی۔ کچھ عرصہ تو سسٹم ٹھیک چلا مگر پھر مجھے میرے بنگالی پارٹنر نے دھوکہ دیا اور مجھے نہ صرف وہاں سے بھگا دیا بلکہ میرا سب کچھ کھا گیا۔ پاکستان واپس آیا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا مل بند پڑی تھی اور سرمایہ کاری کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ بڑے بیٹے نے مل اپنے نام کروائی اور مجھے گھر سے نکال دیا۔ مل کی جگہ اس نے کالونی بنا دی۔ میں کچھ عرصہ تو اپنی بہن کے ساتھ رہا مگر ان کے شوہر کو اچھا نہیں لگتا تھا اس لیے میں وہاں سے بھی نکل آیا۔ بیٹے سے ملا مگر اس نے ذلیل کر کے نکال دیا۔

پھر میں ایک مسجد میں گیا اور وہاں کے امام صاحب سے مسجد کی خدمت اور بچوں کو پڑھانے کی درخواست کی اور رہنے کے لیے جگہ مانگی تو وہ مان گئے۔ چار سال سے وہیں ہوں۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ بن ٹھن کر نکلوں اور کافی پی لوں۔ میں دن میں تین کپ کافی پیتا تھا۔ کافی کا مجھے جنون تھا۔ اب جب بھی کبھی ایک دو ماہ بعد دل کرتا ہے تو اپنی واحد پوشاک یہ کپڑے پہن کر یہاں آتا ہوں اور کسی ایک شخص کو جو مجھے اللہ والا دکھتا ہے میں کافی پلانے کی درخواست کرتا ہوں۔ مان جائے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور نہ مانے تو واپس چلا جاتا ہوں۔ کیا آپ مجھے کافی پلا سکتے ہیں؟ میں زمین سے جیسے چپک کر رہ گیا تھا۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ آنکھیں نم تھیں۔

میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور بیگم کو فون کیا کہ وہ میرے فون پر ہی لوٹے کیونکہ میں ایک دوست کے ساتھ کافی پینے جا رہا ہوں۔ پاس ہی گلوریا جینز کے کیفے پر لے جا کر میں نے طیب صاحب کو ان کی پسند کی کافی اور کیک کھلایا۔ انھوں نے دو مگ پیئے۔ ہم نے مزید باتیں نہیں کی اور خاموشی سے کافی پینے کے بعد باہر نکل آئے۔ میں نے ان کو مسجد تک چھوڑنے اور ان کی کچھ مالی امداد کرنے کی اجازت چاہی تو بولے، تاثیر صاحب اب اور کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ اللہ پاک آپ کو بہت زیادہ عطاء فرمائے آمین۔ مجھ سے مصافحہ کیا اور چلے گئے۔ میں کھڑا ان کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور وہ بغیر پیچھے مڑے بہت شان سے چلتے ہوئے میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ کسی کی خواہش کی تکمیل کے لیے سوچا نہ کریں اور لیکچر نہ دیا کریں۔ یہ جو آپ کے در پر دستک دیتے ہیں اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان کی قدر کیا کریں۔ کیونکہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Monday, October 2, 2017 at 4:57pm UTC+05

ایک میت کی نصیحت

انتخاب: روبی خان

تحریر: نامعلوم



چند ہفتے پہلے ایک کویتی کاتبہ نادیہ الجار اللہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا اور اپنی موت سے پہلے اس نے یہ نصیحت لکھی: میں اپنی موت پر افسوس ہر گز نہیں کروں گی اور میں اپنے جسم کی کوئی پرواہ نہیں کروں گی پس مسلمان اپنے جو فرائض انجام دیں گے وہ یہ ہیں:

1۔ مجھے اپنے کپڑوں سے جدا کر دیں گے 2۔ مجھے نہلائیں گے 3۔ مجھے کفن پہنائیں گے 4۔ مجھے اپنے گھر سے نکال باہر کریں گے 5۔ مجھے اپنے نئے گھر یعنی قبر تک پہنچائیں گے 6۔ اور بہت سے لوگ میرے جنازے کے ساتھ آئیں گے بلکہ بہت سے تو مجھے

دفنانے کے لیے اپنی مصروفیات اور مشغولیات سے وقت فارغ کر کے آئیں گے اور بہت سے تو میری یہ نصیحت بھی بھلا دیں گے اور ایک دن ۔۔۔ 7۔ میری چیزوں سے وہ خلاصہ پائیں گے ۔۔۔ میری چابیاں میری کتابیں میری سوٹ کیس یا بیاگیں میرے جوتے میرے کپڑے اور اس طرح ۔۔۔ اور اگر میرے گھر والے اگر متفق ہوں تو وہ یہ صدقہ کریں گے تاکہ مجھے اس سے نفع پہنچے ۔۔ یاد رکھو کہ دنیا مجھ پر غم ہرگز نہیں کرے گی ۔۔ اور نہ ہی دنیا کی حرکت رکے گی ۔۔۔ اور تجارت وکاروبار چلتی رہے گی ۔۔ اور میرا وظیفہ شروع ہو جائے گا جسے غیر لے لینگے ۔۔۔ اور میرا مال وارثوں کے حوالے ہو جائے گا ۔۔ جبکہ مجھے اس کا حساب دینا ہو گا کم ہو یا زیادہ ۔۔ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے یا شگاف کے برابر بھی ہو ۔۔ اور سب سے پہلے میری موت پر مجھ سے جو چھین لیا جائے گا وہ میرا نام ہو گا ! ! ! اس لئے جب میں مر جاوں گی تو لوگ کہیں گے کہ "لاش کہاں" ہے ؟ اور مجھے میرے نام سے نہیں پکاریں گے ۔۔ ! اور جب نماز جنازہ پڑھانا ہو تو کہیں گے "جنازہ لے آؤ" ! ! ! میرا نام نہیں لینگے ۔۔ ! اور جب میرے دفنانے کا وقت آجائے تو کہیں گے "میت کو قریب کرو" ! ! ! میرا نام بھی یاد نہیں کریں گے ۔۔۔ ! اس وقت مجھے میرا نسب اور نہ قبیلہ میرے کام آئے گا اور نہ ہی میرا منصب اور شہرت ۔۔۔ کتنی فانی اور دھوکہ کی ہے یہ دنیا جسکی طرف ہم لپکتے ہیں ۔۔ پس اے زندہ انسان ۔۔۔ خوب جان لے کہ تجھ پر غم وافسوس تین طرح کا ہوتا ہے : 1۔ جو لوگ جو تجھے سرسری طور پر جانتے ہیں وہ مسکین کہکر غم کا اظہار کریں گے ۔ 2۔ تیرے دوست چند گھنٹے یا چند روز تیرا غم کریں گے اور پھر اپنی اپنی باتوں اور ہنسی مذاق میں مشغول ہو جائیں گے ۔ 3۔ زیادہ سے زیادہ گہرا غم گھر میں ہو گا وہ تیرے اہل وعیال کا ہو گا جو کہ ہفتہ دو ہفتے یا دو مہینے اور زیادہ سے زیادہ ایک سال تک ہو گا اور اس کے بعد وہ تجھے یادوں کی پنوں میں رکھ دیں گے ! ! ! لوگوں کے درمیان تیرا قصہ ختم ہوا اور تیرا حقیقی قصہ شروع ہوا اور وہ ہے آخرت کا ۔ تجھ سے چھن گیا تیرا ۔۔۔ 1۔ جمال ۔۔۔ 2۔ مال ۔۔ 3۔ صحت ۔۔ 4۔ اولاد ۔۔ 5۔ جدا ہو گئے تجھ سے مکان ومحلات ۔ 6۔ شوہر ۔۔۔ اور کچھ باقی نہ رہا تیرے ساتھ سوائے تیرے اعمال کے اور حقیقی زندگی کا آغاز ہوا ۔ اب سوال یہاں یہ ہیکہ : تو نے اپنی قبر اور آخرت کے لئے اب سے کیا تیاری کی ہے ؟ یہی حقیقت ہے جسکی طرف توجہ چاہئے ۔۔ اس کے لیے تجھے چاہئے کہ تو اہتمام کرے : 1۔ فرائض کا 2۔ نوافل کا 3۔ پوشیدہ صدقہ کا 4۔ نیک کاموں کا 5۔ رات کی نمازوں کا شاید کہ تو نجات پاسکے اگر تو نے اس مقالہ کو لوگوں کی یاددہانی میں مدد کی جبکہ تو ابھی زندہ ہے تاکہ اس امتحان گاہ میں امتحان کا وقت ختم ہونے سے تجھے شرمندگی نہ ہو اور امتحان کا پرچہ بغیر تیری اجازت کے تیرے ہاتھوں سے چھین لیا جائے اور تو تیری اس یاددہانی کا اثر قیامت کے دن تیرے اعمال کے ترازو میں دیکھے گا (اور یاددہانی کرتے رہئے بیشک یاددہانی مومنوں کو نفع دیگا) میت صدقہ کو کیوں ترجیح دیتی ہے اگر وہ دنیا میں واپس لوٹا دی جائے ۔۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا "اے رب اگر مجھے تھوڑی دیر کے لئے واپس لوٹا دے تو

میں صدقہ کروں اور نیکوں میں شامل ہو جاؤں (سورۃ المنافقون) یہ نہیں کہیگا کہ۔۔ عمرہ کروں گا نماز پڑھوں گا روزہ رکھوں گا علماء نے کہا کہ: میت صدقہ کی تمنا اس لئے کریگا کیوں کہ وہ مرنے کے بعد اس کا عظیم ثواب اپنی آنکھوں سے دیکھے گا اس لئے صدقہ کثرت سے کیا کرو بیشک مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا اور اب اس وقت جو صدقہ کر سکتے ہیں 10 سکنڈ کے اندر وہ اس میسیج کو نصیحت کی نیت سے پھیلائے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مرتب و مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 8

Sunday, October 1, 2017 at 2:41pm UTC+05

یہ طرز تکلم یہ لب و لہجہ...استغفراللہ

تحریر: عطاء الرحمٰن

انتخاب: میاں وقارالاسلام



قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کا مفہوم ہے تم کسی کے جھوٹے خدا کو بھی برا نہ کہو مبادا وہ تمہارے سچے رب کی برائی کر ڈالے۔ اس ارشاد باری میں انسانوں کے درمیان اختلاف رائے کی حدود متعین کی گئی ہیں۔ اسے تہذیب و شائستگی کے دائرے کے اندر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کہا گیا ہے اگر کوئی جھوٹے خدا کی بھی پوجا کرتا ہے تو اس کے فکر و عمل کی غلطی اس پر واضح کرو مگر ذاتیات پر نہ اترو۔ مسلمانوں کو سکھائی جانے والی اس تہذیب نے سالوں نہیں صدیوں کے دوران ان کی اصولی بالادستی کو قائم

رکھنے اور اسلامی تہذیب کے چراغوں کو روشن رکھنے میں مدد کی ہے۔آج کے "مہذب" دور میں بھی ہمارے لئے چودہ سو سال پرانی اس ہدایت ابدی کے ساتھ چمٹے رہنے اور سختی کے ساتھ اس کی پیروی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

Saturday, September 30, 2017 at 11:42pm UTC+05

زہریلا خربوزہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



حضرت لُقمان کی قدر و منزلت اِن کے آقا کے دل میں بڑھ گئی۔ اُس پر لُقمان کی خُوبیاں واضح ہو گئی تھیں۔ اُس نے دیکھ لیا تھا کہ یہ غُلام حرص و ہوا سے پاک صاف ہے۔ اس کے دل میں کھوٹ نہیں، اور اس کی زبان سچ کے سوا کچھ کہتی ہی نہیں۔ بظاہر وہ امیر حضرت لُقمان کا آقا تھا۔ لیکن حقیقت میں وہ اُن کا غلام ہو چُکا تھا۔ اُسے حضرت لُقمان سے یہاں تک اُنس ہوا کہ جب نوکر چاکر اُس کے لیے کھانا لے کر آتے تو وہ سب سے پہلے حضرت لُقمان کی طرف بھیجا کرتا تاکہ وہ کھائیں، اور جو کھانا اُن کے آگے سے بچ

رہے، وہ خُوش ہو ہو کر کھائے۔ اگر حضرت لُقمان کھانا نہ کھاتے تو امیر بھی نہ کھاتا۔ ایک دن امیر کے کسی دوست نے اپنے کھیت میں سے ایک بڑا خوش رنگ خربوزہ اس کو تحفے میں بھیجا۔ امیر نے ایک غلام سے کہا کہ جاؤ اور میرے بیٹے لُقمان کو بلا لاؤ امیر کا حکم پاتے ہی حضرت لُقمان آئے اور ادب سے اس کے سامنے بیٹھ گئے آقا نے ہاتھ میں چُھری سنبھالی اور خربوزہ کاٹ کر ایک قاش حضرت لُقمان کو دی۔ اُنھوں نے مزے لے لے کر وہ قاش کھائی۔ امیر نے دوسری قاش کاٹ کر اُنھیں دی۔ وہ بھی لُقمان نے نہایت ذوق و شوق سے کھائی۔ پھر اُس نے تیسری قاش دی، پھر چوتھی، یہاں تک کہ آقا نے سترہ قاشیں حضرت لُقمان کو دیں انھوں نے ہر قاش بڑی رغبت سے کھائی۔ آخر میں ایک قاش باقی رہ گئی۔ آقا نے کہا "جی چاہتا ہے، یہ قاش میں خود کھاؤں۔ معلوم ہوتا ہے خربوزہ بے حد شیریں ہے، جبھی تو نے سترہ قاشیں اتنے مزے لے لے کر کھائی ہیں۔" حضرت لقمان نے وہ آخری قاش بھی کھانے کی خواہش ظاہر کی، لیکن آقا نے نہ دی اور وہ اپنے منہ میں رکھ لی۔ قاش کا منہ میں رکھنا تھا کہ سارا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس نے جلدی سے تھوک دی اور پانی منگا کر خُوب کُلیاں کیں۔ لیکن دیر تک اُس کی کڑواہٹ نہ گئی اور منہ کا مزا خراب رہا۔ اُس نے نہایت تعجب سے حضرت لقمان کی طرف دیکھا اور کہا: "اے عزیز فرزند، تو نے کمال کیا کہ یہ زہریلا خربوزہ اتنا شوق و رغبت سے کھایا اور اپنے چہرے سے ذرا خبر نہ ہونے دی کہ اس کی خوش رنگی اور خوش نمائی محض دھوکا ہے۔ کیا یہ بھی صبر کی کوئی نرالی قسم ہے؟ حیرت ہے کہ تو نے کوئی اس کڑوے خربوزے سے محفوظ رہنے کا نہ کیا۔ اتنا ہی اشارہ کر دیا ہوتا کہ یہ نا پسندیدہ ہے اور مجھے اس کے کھانے میں عُذر ہے۔" حضرت لقمان نے ادب سے جواب دیا "اے آقا، کیا عرض کروں۔ کچھ کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔ میں نے ہمیشہ تیرے نعمت بخشنے والے ہاتھ سے اتنا کھایا ہے کہ مارے شرم کے گردن نہیں اٹھا سکتا۔ یہ سوچ کر تلخ قاشیں کھائیں کہ جب تمام عمر اس ہاتھ سے انواع و اقسام کی لذیذ لذیذ نعمتیں کھاتا رہا ہوں تو صد حیف ہے مجھ پر کہ صرف ایک کڑوا خربوزہ کھا کر اُودھم مچانے لگوں اور ناشُکری کا اظہار کروں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے شیریں ہاتھ نے اس خربوزے میں تلخی چھوڑی ہی کہاں تھی کہ میں شکایت سے اپنی زبان کو آلودہ کرتا؟"

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

Friday, September 29, 2017 at 4:31pm UTC+05

آج تجھے تیری 2 روٹیوں نے بچالیا".

انتخاب: سادیہ قریشی

تحریر: نامعلوم



ابو نصر الصیاد نامی ایک شخص، اپنی بیوی اور ایک بچے کے ساتھ غربت وافلاس کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایک دن وہ اپنی بیوی اور بچے کو بھوک سے نڈھال اور بلکتا روتا گھر میں چھوڑ کر خود غموں سے چور کہیں جا رہا تھا کہ راہ چلتے اس کا سامنا ایک عالم دین احمد بن مسکین سے ہوا، جسے دیکھتے ہی ابو نصر نے کہا؛ اے شیخ میں دکھوں کا مارا ہوں اور غموں سے تھک گیا ہوں۔ شیخ نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ، ہم دونوں سمندر پر چلتے ہیں۔ سمندر پر پہنچ کر شیخ صاحب نے اُسے دو رکعت نفل نماز پڑھنے کو کہا، نماز پڑھ چکا تو اُسے

ایک جال دیتے ہوئے کہا اسے بسم اللہ پڑھ کر سمندر میں پھینکو۔ جال میں پہلی بار ہی ایک بڑی ساری عظیم الشان مچھلی پھنس کر باہر آ گئی۔ شیخ صاحب نے ابو نصر سے کہا، اس مچھلی کو جا کر فروخت کرو اور حاصل ہونے والے پیسوں سے اپنے اہل خانہ کیلئے کچھ کھانے پینے کا سامان خرید لینا۔ ابو نصر نے شہر جا کر مچھلی فروخت کی، حاصل ہونے والے پیسوں سے ایک قیمے والا اور ایک میٹھا پراٹھا خریدا اور سیدھا شیخ احمد بن مسکین کے پاس گیا اور اسے کہا کہ حضرت ان پراٹھوں میں سے کچھ لینا قبول کیجئے۔ شیخ صاحب نے کہا اگر تم نے اپنے کھانے کیلئے جال پھینکا ہوتا تو کسی مچھلی نے نہیں پھنسنا تھا، میں نے تمہارے ساتھ نیکی گویا اپنی بھلائی کیلئے کی تھی نا کہ کسی اجرت کیلئے۔ تم یہ پراٹھے لے کر جاؤ اور اپنے اہل خانہ کو کھلاؤ۔ ابو نصر اٹھے لئے خوشی خوشی اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ اُس نے راستے میں بھوکوں ماری ایک عورت کو روتے دیکھا جس کے پاس ہی اُس کا بیحال بیٹا بھی بیٹھا تھا۔ ابو نصر نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پراٹھوں کو دیکھا اور اپنے آپ سے کہا کہ اس عورت اور اس کے بچے اور اُس کے اپنے بچے اور بیوی میں کیا فرق ہے، معاملہ تو ایک جیسا ہی ہے، وہ بھی بھوکے ہیں اور یہ بھی بھوکے ہیں۔ پراٹھے اُن کو دے؟ عورت کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو اس کے بہتے آنسو نا دیکھ سکا اور اپنا سر جھکا لیا۔ پراٹھے عورت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ لو؛ خود بھی کھاؤ اور اپنے بیٹے کو بھی کھلاؤ۔ عورت کے چہرے پر خوشی اور اُس کے بیٹے کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ابو نصر غمگین دل لئے واپس اپنے گھر کی طرف یہ سوچتے ہوئے چل دیا کہ اپنے بھوکے بیوی بیٹے کا کیسے سامنا کرے گا؟ گھر جاتے ہوئے راستے میں اُس نے ایک منادی والا دیکھا جو کہہ رہا تھا؛ ہے کوئی جو اُسے ابو نصر سے ملا دے۔ لوگوں نے منادی والے سے کہا یہ دیکھو تو، یہی تو ہے ابو نصر۔ اُس نے ابو نصر سے کہا؛ تیرے باپ نے میرے پاس آج سے بیس سال پہلے تیس ہزار درہم امانت رکھے تھے مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ ان پیسوں کا کرنا کیا ہے۔ جب سے تیرا والد فوت ہوا ہے میں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں کہ کوئی میری ملاقات تجھ سے کرا دے۔ آج میں نے تمہیں پا ہی لیا ہے تو یہ لو تیس ہزار درہم، یہ تیرے باپ کا مال ہے۔ ابو نصر کہتا ہے؛ میں بیٹھے بٹھائے امیر ہو گیا۔ میرے کئی گھر بنے اور میری تجارت پھیلتی چلی گئی۔ میں نے کبھی بھی اللہ کے نام پر دینے میں کنجوسی نا کی، ایک ہی بار میں شکرانے کے طور پر ہزار ہزار درہم صدقہ دے دیا کرتا تھا۔ مجھے اپنے آپ پر رشک آتا تھا کہ کیسے فراخدلی سے صدقہ خیرات کرنے والا بن گیا ہوں۔ ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ حساب کتاب کا دن آن پہنچا ہے اور میدان میں ترازو نصب کر دیا گیا ہے۔ منادی کرنے والے نے آواز دی ابو نصر کو لایا جائے اور اُس کے گناہ و ثواب تولے جائیں۔ کہتا ہے؛ پلڑے میں ایک طرف میری نیکیاں اور دوسری طرف میرے گناہ رکھے گئے تو گناہوں کا پلڑا بھاری تھا۔ میں نے پوچھا آخر کہاں گئے ہیں میرے صدقات جو میں اللہ کی راہ میں دیتا رہا تھا؟ تولنے والوں نے میرے صدقات نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیئے۔ ہر ہزار ہزار درہم کے صدقہ کے نیچے نفس

کی شہوت، میری خود نمائی کی خواہش اور ریاکاری کا ملمع چڑھا ہوا تھا جس نے ان صدقات کو روئی سے بھی زیادہ ہلکا بنا دیا تھا۔ میرے گناہوں کا پلڑا ابھی بھی بھاری تھا۔ میں رو پڑا اور کہا، ہائے رے میری نجات کیسے ہو گی؟ منادی والے نے میری بات کو سُنا تو پھر پوچھا؛ ہے کوئی باقی اس کا عمل تو لے آؤ۔ میں نے سُنا ایک فرشتہ کہہ رہا تھا ہاں اس کے دیئے ہوئے دو پُراٹھے ہیں جو ابھی تک میزان میں نہیں رکھے گئے۔ وہ دو پُراٹھے ترازو پر رکھے گئے تو نیکیوں کا پلڑا اُٹھا ضرور مگر ابھی نا تو برابر تھا اور نا ہی زیادہ۔ مُنادی کرنے والے نے پھر پوچھا؛ ہے کچھ اس کا اور کوئی عمل؟ فرشتے نے جواب دیا ہاں اس کیلئے ابھی کچھ باقی ہے۔ منادی نے پوچھا وہ کیا؟ کہا اُس عورت کے آنسو جسے اس نے اپنے دو پراٹھے دیئے تھے۔ عورت کے آنسو نیکیوں کے پلڑے میں ڈالے گئے جن کے پہاڑ جیسے وزن نے ترازو کے نیکیوں والے پلڑے کو گناہوں کے پلڑے کے برابر لا کر کھڑا کر دیا۔ ابو نصر کہتا ہے میرا دل خوش ہوا کہ اب نجات ہو جائے گی۔ منادی نے پوچھا ہے کوئی کچھ اور باقی عمل اس کا؟ فرشتے نے کہا؛ ہاں، ابھی اس بچے کی مُسکراہٹ کو پلڑے میں رکھنا باقی ہے جو پراٹھے لیتے ہوئے اس کے چہرے پر آئی تھی۔ مسکراہٹ کیا پلڑے میں رکھی گئی نیکیوں والا پلڑا بھاری سے بھاری ہوتا چلا گیا۔ منادی کرنے والا بول اُٹھا یہ شخص نجات پا گیا ہے۔ ابو نصر کہتا ہے؛ میری نیند سے آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے آپ سے کہا؛ اے ابو نصر آج تجھے تیرے بڑے بڑے صدقوں نہیں بلکہ "آج تجھے تیری 2 روٹیوں نے بچا لیا".

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Friday, September 29, 2017 at 12:01pm UTC+05

دنیاکاہر شخص بڑاآدمی بن سکتا ہے، لیکن کیسے؟

تحریر: نامعلوم

انتخاب: سید کاشف رضا



یونیورسٹی کاایک پروفیسر صبح کے وقت اس کے کھوکھے سے چائے پیتا تھا' وہ بچے کی محنت پر خوش تھا' وہ اسے روز کوئی نہ کوئی نئی بات سکھاتا تھا' جہانگیر نے ایک دن پروفیسر سے پوچھا"ماسٹر صاحب! کیامیں بھی بڑاآدمی بن سکتا ہوں"پروفیسر نے قہقہہ لگا کر جواب دیا"دنیاکاہر شخص بڑاآدمی بن سکتا ہے"جہانگیر کااگلاسوال تھا"کیسے؟"پروفیسر نے اپنے بیگ سے چاک نکالا' جہانگیر کے کھوکھے کے پاس پہنچا' دائیں سے بائیں تین لکیریں لگائیں' پہلی لکیر پر محنت' محنت اور محنت لکھا' دوسری لکیر پر ایمانداری'

لکھا۔ جہانگیر پروفیسر کو چپ چاپ دیکھتا رہا' پروفیسر یہ (skill) ایمانداری اور ایمانداری لکھا اور تیسری لکیر پر صرف ایک لفظ ہنر لکھنے کے بعد جہانگیر کی طرف مڑا اور بولا ترقی کے تین زینے ہوتے ہیں'

پہلا زینہ محنت ہے' آپ جو بھی ہیں' آپ اگر صبح' دوپہر اور شام تین اوقات میں محنت کر سکتے ہیں تو آپ تیس فیصد کامیاب ہو جائیں گے' آپ کوئی سا بھی کام شروع کر دیں، آپ کی دکان' فیکٹری' دفتر یا کھوکھا صبح سب سے پہلے کھلنا چاہئے اور رات کو آخر میں بند ہونا چاہئے' آپ کامیاب ہو جائیں گے''۔ پروفیسر نے کہا'' ہمارے ارد گرد موجود نوے فیصد لوگ سست ہیں' یہ محنت نہیں کرتے' آپ جوں ہی محنت کرتے ہیں آپ نوے فیصد سست لوگوں کی فہرست سے نکل کر دس فیصد محنتی لوگوں میں آ جاتے ہیں' آپ ترقی کیلئے اہل لوگوں میں شمار ہونے لگتے ہیں' اگلا مرحلہ ایمانداری ہوتی ہے' ایمانداری چار عادتوں کا پیکج ہے' وعدے کی پابندی' جھوٹ سے نفرت' زبان پر قائم رہنا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنا۔

آپ محنت کے بعد ایمانداری کو اپنی زندگی کا حصہ بنالو' وعدہ کرو تو پورا کرو' جھوٹ کسی قیمت پر نہ بولو' زبان سے اگر ایک بار بات نکل جائے تو آپ اس پر ہمیشہ قائم رہو اور ہمیشہ اپنی غلطی' کوتاہی اور خامی کا آگے بڑھ کر اعتراف کرو' تم ایماندار ہو جاؤ گے۔ کاروبار میں اس ایمانداری کی شرح 50 فیصد ہوتی ہے' آپ پہلا تیس فیصد محنت سے حاصل کرتے ہیں' آپ کو دوسرا پچاس فیصد ایمانداری دیتی ہے اور پیچھے رہ گیا 20 فیصد تو یہ 20 فیصد ہنر ہوتا ہے' آپ کا پروفیشنل ازم' آپ کی سکل اور آپ کا ہنر آپ کو باقی 20 فیصد بھی دے دے گا' آپ سو فیصد کامیاب ہو جاؤ گے''۔

پروفیسر نے جہانگیر کو بتایا۔ ''لیکن یہ یاد رکھو ہنر' پروفیشنل ازم اور سکل کی شرح صرف 20 فیصد ہے اور یہ 20 فیصد بھی آخر میں آتا ہے' آپ کے پاس اگر ہنر کی کمی ہے تو بھی آپ محنت اور ایمانداری سے 80 فیصد کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ بے ایمان اور سست ہوں اور آپ صرف ہنر کے زور پر کامیاب ہو جائیں۔ آپ کو محنت ہی سے سٹارٹ لینا ہو گا' ایمانداری کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنانا ہو گا' آخر میں خود کو ہنر مند ثابت کرنا ہو گا''۔ پروفیسر نے جہانگیر کو بتایا۔ "میں نے دنیا کے بے شمار ہنر

مندوں اور فنکاروں کو بھوکے مرتے دیکھا' کیوں؟ کیونکہ وہ بے ایمان بھی تھے اور سست بھی' اور میں نے دنیا کے بے شمار بے ہنروں کو ذاتی جہاز اڑاتے دیکھا'۔'تم ان تین لکیروں پر چلنا شروع کر دو' تم آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگو گے''۔ جہانگیر نے لمبا سانس لیا اور بولا ''میں نے چاک سے بنی ان تین لکیروں کو اپنا مذہب بنا لیا اور میں 45 سال کی عمر میں ارب پتی ہو گیا''۔

جہانگیر نے بتایا' کھوکھے کی وہ دیوار اور اس دیوار کی وہ تین لکیریں آج بھی میرے دفتر میں میری کرسی کے پیچھے لگی ہیں' میں دن میں بیسیوں مرتبہ وہ لکیریں دیکھتا ہوں اور پروفیسر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں''۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Wednesday, September 20, 2017 at 3:15am UTC+05

جاہل صوفی اور کاہل ملا

تحریر: حضرت علامہ محمد اقبال''



تو جاہل صوفی اور کاہل ملا کے پھندے میں ایسا پھنسا کہ تو نے قرآن مجید سے ہدایت لینا چھوڑ دی۔ قرآن کی آیتوں سے تجھے بس اتنا ہی کام رہ گیا کہ جب تیرے بوڑھے کی روح اٹک گئ تو تو سورہ یاسین لے کے بیٹھ گیا۔۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی روح آسانی سے نکل جائے گی۔ مجھے تو افسوس تجھ پہ یہ ہے کہ جسکا ایک ایک لفظ زندگی دیتا ہے اس سے بھی تو نے مرنا ہی سیکھا۔ جس قرآن سے تو نے مرنا سیکھا کاش اسی قرآن سے تو نے جینا بھی سیکھ لیا ہوتا۔۔۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Thursday, September 14, 2017 at 4:49pm UTC+05

.برما سے بنگلہ دیش، موت سے موت تک کا سفر

تحریر: میاں وقارالاسلام



.برما کے وحشت ناک مناظر جنہیں دیکھتے ہوئے آنکھوں کی بینائی جواب دینے لگتی ہے، سنتے ہوئے کانوں کی سماعت جواب دینے لگتی ہے، بولتے ہوئے قوتِ گویائی جواب دینے لگتی ہے، لکھتے ہوئے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں اور سوچتے ہوئے سمجھ بوجھ جانے لگتی ہے کہ زمین پر ایک جہنم کھودی جا رہی ہے جہاں معصوم مسلمانوں کو ایسے کاٹ کاٹ کر پھینکا جا رہا ہے جیسے کہ ان کے جسم میں لہو ہی نہیں بہتا، یا پھر یہ کہ یہ لوگ سانس ہی نہیں لیتے۔ یہاں مثال کے طور پر صرف ایک تصویر شئیر کی ہے جو کہ ایک برمی مسلمان بچے کی ہے جس کے ماں باپ چلنے سے معذور ہیں اور ایک چھوٹا سا بچا انہیں اپنے کندھوں پر ایک ہفتہ اُٹھائے پھرتا رہا ہے اور یوں بنگلہ دیش پہنچ کر ان کی جان بچانے میں کامیاب ہوا، یہ سفر موت کے لمبے سائے میں کٹا ہو گا جس کا تصور ہماری سوچ بجھ ختم کرنے

کے لیے کافی ہے، مگر وہیں برمی مسلمانوں پر صبر کے دھانے کھولے گئے ہیں کہ وہ ایسے دردناک حالات میں بھی اپنے پیاروں کے لیے جانیں دیتے جا رہے ہیں کہ شاید وہ ذہنی اور جسمانی طور پر مرے ہوئے رشتہ دوروں کو زندگی دے پائیں۔ ایسی درجنوں کہانیاں ہیں جو ہر نئے سیکنڈ میں جنم لیتی جا رہی ہیں ایک ایک تاریخ لکھتی جا رہی ہیں۔ شائید ہم جیسے پڑھے لکھے معزز لوگ ان واقعات پر تھوڑے سے غمگیں ہوں گے، تھوڑے سے افسردہ ہوں گے اور پھر اپنی زندگی میں واپس لوٹ جائیں گے۔ تاریخ ہماری بے حسی کو بھی لکھے گی، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ برما کی چیخیں ہمارے کانوں میں اس قدر زور سے سنائی دیتی تھیں کہ ہمیں سنائی دینا بند ہو گیا مگر ہمیں فرق نہیں پڑا، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ بینائی اچک لینے والے مناظر ہمارے سامنے سے گذر گئے مگر ہم اندھے ہی بنے رہے، تاریخ یہ بھی لکھے گی قلم کاروں کی سیاہی سچ نہیں اگل سکی، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ سچ کو خون کے ساتھ تاریخ کے پنوں پر ہمیشہ کے لیے لکھ دیا گیا۔ کیا ہمارا بطور مسلمان برما کے لوگوں سے کوئی رشتہ ہے بھی یا نہیں۔ یقینا نہیں، کیوں کہ رشتے تو احساس کے ہوتے ہیں اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں جس کی نشانی یہ ہے کہ امت کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرا حصہ محسوس کرتا ہے مگر ہمارے تو سارے حصے ہی الگ الگ ہو چکے ہیں۔ اسلام سے دور ہوتے ہوتے شاید ہم انسانیت سے بھی دور ہو گئے ہیں، اتنے ظلم پر تو حیوانیت بھی بول پڑتی ہے جانے ہم پر کیسی شیطانیت سوار ہے جس نے ہمیں اتنا کمزور کر دیا ہے کہ ہمیں درد ہوتا ہے تو ہم آہ بھی نہیں کر سکتے۔ لوگ اپنی اپنی سطح پر افسردہ ہیں اور ان کے منہ سے آخری بات یہ نکلتی ہے کہ ہم بے بس ہیں، یہ بے بسی آخر ہے کیا، یہ بے بسی اس لیے ہے کہ ہم بٹے ہوئے ہیں اور ہمارے دل پھٹے ہوئے ہیں، نہ ہم نے کندھے سے کندھا ملانا سیکھا ہے، نہ ہم یک زبان ہوتے ہیں، نا ہم قدم سے قدم ملاتے ہیں، نہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں نہ ہی ہم ایک دوسرے کو سچا مانتے ہیں۔ ہم ہر کسی کو مطلبی کہتے ہیں کیا ایسی سوچ خود مطلبی نہیں ہے۔ ہر بندے نے اپنی اپنی خواہشوں کو معبود بنایا ہوا ہے، ہماری قوم کی کوئی مشترکہ خواہش ہی نہیں بچی تو پھر ہم بچا کیا پائیں گے۔ جب یک جہتی نہیں رہتی تو صرف بے بسی بچتی ہے بے بسی کے بعد بے یقینی کی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے جس میں انسان کا اللہ سے یقین ہی اُٹھ جاتا ہے، وہ کہتا تو ہے کہ اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے، مگر سچے دل سے اللہ سے دعا بھی نہیں مانگتا کہ یا اللہ ہمیں یکجا کر، ہم میں فاصلے مٹا دے، ہم سے ہماری کمزوریاں دور کر دے، ہمارا جن پر بھروسہ ہے وہ صرف دشمنوں کی چالیں ہیں، ہمارا بھروسہ خود پر نہیں رہا کیوں کہ ہمارا بھروسہ تجھ پر نہیں رہا، یا اللہ ہم سے ہماری پہچان کھو گئی ہے، ہمیں خود سے روشناس کر، یہ لہو برما کے مسلمانوں کا لہو نہیں ہے یہ امت مسلمہ کا لہو ہے، ہمیں ہمارے لہو کی پہچان عطا فرما، جو قوم کسی سے نہیں ڈرتی تھی اب وہ سب سے ڈرتی ہے کیوں کہ یہ اپنی آخرت کو اور یومِ حساب کو بھلا بیٹھی ہے، پیغمبروں کی شان تھی کہ وہ آخرت کا خوف رکھنے

والے تھے یا اللہ ہم میں بھی وہی شان پھر سے پیدا کردے، ہمارے سر جب سے زمانے کے آگے جھکے ہیں کٹتے ہی چلے آرہے ہیں، اور جہاں ہمارے سروں کو جھکنا چاہیے وہاں یہ جھکتے نہیں ہیں۔ یا اللہ ہمارے دلوں پر بہت سیاہی ہے ہماری راتیں بھی کالی ہیں ہمارے دن بھی کالے ہیں، یا اللہ ہمیں اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لے آ، ہم پر ہماری حقیقتیں کھول دے، ہم پر رحم فرما، صرف تو ہی ہمارا مددگار ہے۔ دعاگو، میاں وقارالاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

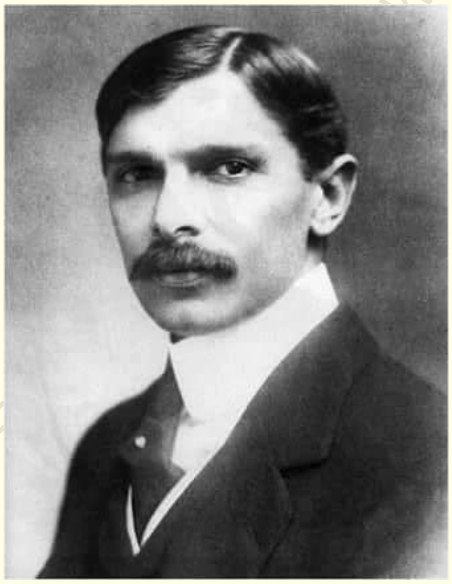
جلد: 8

Thursday, September 14, 2017 at 2:31am UTC+05

قرآن وسنت کا زندہ جاوید قانون

انتخاب: ام حسنات

تحریر: (نقوشِ قائدِ اعظم صفحہ 312،314) 1946ء میں



قائدِ اعظم کی یہ تحریر اس قابل ہے کہ قائد کی فوٹو کے بجائے یہ تحریر ہر ادارے میں لٹکائی جائے قائدِ اعظم فرماتے ہیں: ."میں مطمئن ہوں کہ قرآن وسنت کے زندہ جاوید قانون پر مبنی ریاست (پاکستان) دنیا کی بہترین اور مثالی سلطنت ہو گی، یہ اسلامی ریاست اسی طرح سوشلزم کمیونزم مارکسزم کیپٹل ازم کا قبرستان بن جائے گی جس طرح سرورِ کائنات (صَلَّى اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ) کا مدینہ اس وقت کے تمام نظام ہائے فرسودہ کا گورستان بنا... پاکستان میں اگر کسی نے روٹی (معیشت، دولت) کے نام پر اسلام کے

خلاف کام کرنا چاہا یا اسلام کی آڑ میں کیپٹل ازم، سوشلزم، کمیونزم یا مارکسزم کے لیے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی تو پاکستان کی غیور قوم اسے کبھی برداشت نہیں کرے گی۔ . یہ یاد رکھو کہ میں نہرو نہیں ہوں کہ وہ کبھی سیکولرسٹ بنتے ہیں کبھی مارکسٹ . . میں تو اسلام کے کامل نظامِ زندگی، خدائی قوانین کی بادشاہت پر ایمان رکھتا ہوں . . . مجھے عظیم فلاسفر اور مفکّر ڈاکٹر محمد اقبال سے نا صرف پوری طرح اتفاق ہے بلکہ میں اُنکا معتقد ہوں اور میرا ایمان ہے کہ اسلام ایک کامل ضابطۂ حیات ہے . . . زندگی کی تمام مصیبتوں اور مشکلوں کا حل اسلام سے بہتر کہیں نہیں ملتا . . . سوشلزم کمیونزم مارکسزم کیپٹل ازم ہندوازم امپیریل ازم امریکہ ازم روس ازم ماڈرن ازم یہ سب دھوکہ اور فریب ہیں . .

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Thursday, September 14, 2017 at 2:29am UTC+05

شہید زندہ ہیں..

انتخاب: ام حسنات

تحریر: (تفسیر صاوی، ج۲، ص۱۰۸)



حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ ایک کرامت ایسی بے مثل کرامت ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب میں یہ فرمایا کہ اے شخص! تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت ابو

بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ خواب دیکھنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً ہی تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے انکا قرض ادا فرما دیا اور انکے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مر جانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

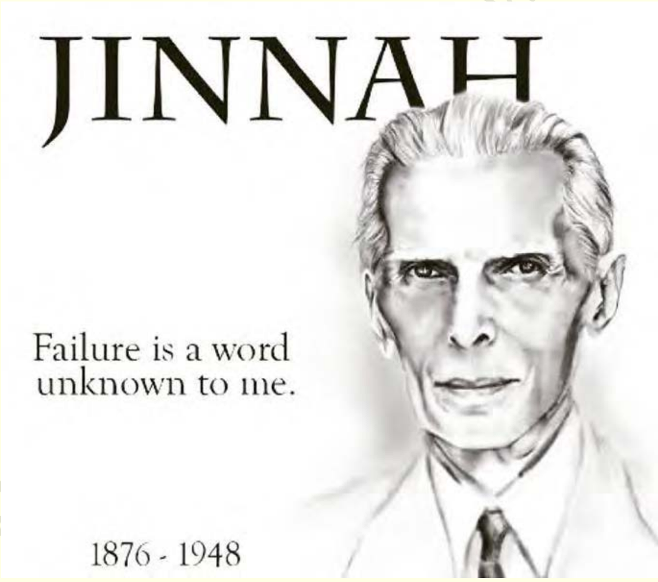
جلد : 8

Monday, September 11, 2017 at 11:58am UTC+05

قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے موقع پر

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



مشاہیر وقت کے تاثرات: " قائداعظم محمد علی جناح کی رحلت نہ صرف عالم اسلام کے لیے، بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک عظیم سانحہ تھی، جس کا ثبوت ان تعزیتی پیغامات سے ملتا ہے جو آپ کے انتقال پر پوری دنیا کے راہ نماؤں نے جاری کیے۔ 12 ستمبر 1948ء اور 13 ستمبر 1948ء کے اخبارات دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں نے نہ صرف قائداعظم کے انتقال پر سوگ منایا، بلکہ غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی۔ کراچی میں نماز جنازہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے تحریک پاکستان کے ممتاز راہ نما علامہ

شبیر احمد عثمانی نے فرمایا، ''وہ اورنگزیب عالمگیر کے بعد دوسرے عظیم مسلمان تھے۔'' پاکستان کے پہلے وزیر اعظم اور قائد اعظم کے دست راست نوابزادہ لیاقت علی خان نے 11 ستمبر 1948ء کو قوم کے نام اپنے نشری پیغام میں کہا، ''اللہ تعالیٰ نے قائد اعظم کو ایک ایسے وقت میں ہمارے درمیان سے اٹھالیا ہے جب کہ ہمیں ابھی اپنی قومی بقا کے دشوار ترین مراحل میں ان کی راہ نمائی کی اشد ضرورت تھی۔ ہم کو اس موقع پر اپنے اللہ کے سامنے عہد کرنا چاہیے کہ ہم غیر متزلزل عزم کے ساتھ اس عظیم مقصد سے وابستہ ہو جائیں گے، جس کے لیے قائد اعظم نے حصول پاکستان کے بعد خود کو وقف کر دیا تھا۔ اور وہ عظیم مقصد یہ ہے کہ ہم اس نو مولود مملکت کو عظیم اور طاقت ور ملک بنائیں گے۔'' برطانیہ کے شہنشاہ کنگ جارج نے محترمہ فاطمہ جناح کے نام ایک تعزیتی ٹیلی گرام میں کہا، ''مجھے اور ملکہ کو آپ کے عظیم بھائی اور پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح کے انتقال کی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا۔ یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آپ کے لیے بھی اور پاکستان کے عوام کے لیے بھی، جن کے وہ عظیم راہ نما تھے۔'' برطانیہ کے وزیر اعظم کلیمنٹ آرلیٹلی نے کہا کہ قائد اعظم کے انتقال سے پاکستان اپنے عظیم ترین شہری سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایک مدت سے برصغیر کی ملت اسلامیہ کے لیے اپنی عظیم صلاحیتوں کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ ایک راہ نما کی حیثیت سے نمایاں اور ممتاز تھے اور پاکستان میں ان کے انتقال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ شاید ہی پُر ہو سکے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے رکن سر اسٹینفورڈ کرپس نے، جن کو تحریک پاکستان کے دوران متعدد بار قائد اعظم سے ملاقات و مذاکرات کا شرف حاصل ہوا تھا، کہا، ''وہ بہ حیثیت انسان راست بازی اور دیانت داری کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ ان کے ساتھ گفت گو کرنا متعدد وجوہات کی بناء پر دشوار ترین امر تھا، کیوں کہ وہ اپنے مقصد اور موقف پر غیر متزلزل یقین رکھتے تھے۔ وہ بہت نفیس اور خوش اخلاق میزبان تھے اور اپنے موقف کے حق میں دوسروں کو ہم وار کرنے اور دوسروں کے اٹھائے ہوئے سوالات کا مدلل جواب دینے کے لیے پوری رات جاگنے کے لیے تیار رہتے تھے۔'' برطانیہ کے سابق وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس نے کہا، ''قائد اعظم جناح کا نام ایک عظیم قوم کی تشکیل کرنے والے راہ نما کی حیثیت سے تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔'' امریکا کے صدر ہیری ایس ٹرومین نے کہا، ''پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح کے اچانک انتقال کی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا۔ وہ پاکستان کے خواب کو تعبیر سے ہم کنار کرنے والے، ایک مملکت کے معمار اور دنیا کی سب سے بڑی مسلم قوم کے بابائے قوم تھے۔ مسٹر جناح کی مقصد سے وابستگی، جاں نثاری اور بے مثل قیادت کی یادیں پاکستان کے عوام اور حکومت کی آیندہ آنے والے دنوں میں ہمیشہ راہ نمائی کرتی رہیں گی۔'' امریکا کے سیکریٹری آف اسٹیٹ جارج مارشل نے کہا، ''قائد اعظم محمد علی جناح ان راہ نماؤں میں ممتاز و نمایاں تھے جو اپنے مقصد سے غیر مشروط وابستگی اور اس پر غیر متزلزل یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے نہ صرف دنیا کی ایک

بہت بڑی قوم کی تشکیل کی، بلکہ اس کے مشکل ترین ابتدائی مرحلے میں دنیا کی دوسری اقوام کے ساتھ تعاون کو فروغ دے کر راہ نمائی کی۔ ان کی راست بازی، دیانت داری، خلوص اور ناقابلِ تسخیر عزم کی ان کے سیاسی دوست اور دشمن سب ہی قدر کرتے تھے۔ انہیں تنظیمی اور سیاسی امور میں جو مہارت تھی اس نے ان کو نہ صرف ایشیا بلکہ دنیا کے عظیم مدبروں کی صف میں نمایاں اور ممتاز کر دیا تھا۔ ان کے انتقال سے نہ صرف پاکستان کے عوام بلکہ اقوام عالم کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔" قائداعظم محمد علی جناح کے بعد گورنر جنرل کے عہدے پر متمکن ہونے والے راہ نما خواجہ ناظم الدین نے کہا، "عظیم لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ قائداعظم بھی تاریخ اور پاکستان کے دوام و ثبات تک زندہ رہیں گے۔ یہ بات ہمارے لیے باعثِ فخر ہے کہ قائداعظم ہماری قوم میں پیدا ہوئے اور ہم نے ان کی بے مثل قیادت میں پاکستان حاصل کیا۔" بھارت کے وزیراعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے ایک تعزیتی پیغام میں کہا کہ قائداعظم محمد علی جناح کے انتقال سے جو عظیم نقصان پاکستان کے عوام اور پاکستان کو پہنچا ہے، اس پر بھارت کے عوام، میرے رفقاء اور میری جانب سے دلی تعزیت اور ہم دردی قبول کیجیے۔ بمبئی کے وزیراعلیٰ اور قائداعظم کے دوست پی جی کھیر نے کہا کہ محمد علی جناح تاریخ ساز شخصیت تھے۔ ان کی قوت فیصلہ، خوداعتمادی اور بے مثال وکالت نے ان کو ایک قابل رشک راہ نما بنا دیا تھا۔ ان کی موت ہم سب کا اجتماعی نقصان ہے۔"

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مرتب و مصنف : میاں وقارالاسلام

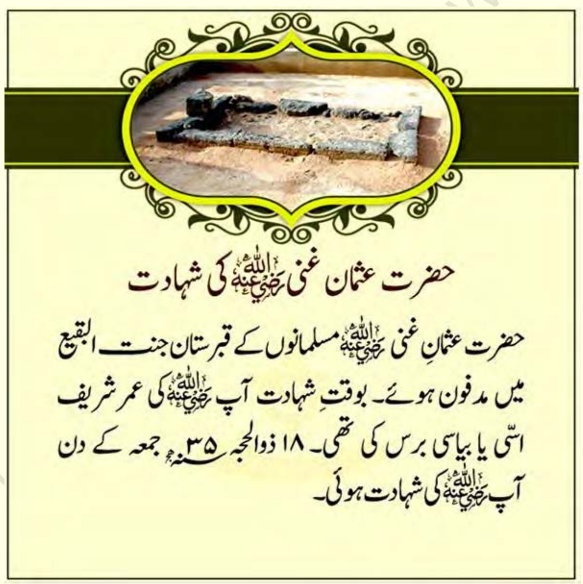
جلد : 8

Saturday, September 9, 2017 at 4:23pm UTC+05

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ! !

انتخاب: یاسمین کنول

تحریر: البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۸۲



حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے گھر میں پانی کی ایک بوند تک کا جانا بند کر دیا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ اس دن روزہ دار تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام ! آج میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پر انوار سے خواب میں مشرف ہوا تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ! تو فوراً ہی آپ نے دریچی میں سے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا جو نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا، میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں بھی اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان ! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد و نصرت کروں۔ اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ بن سلام ! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے دربارِ پر انوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مرتب و مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Thursday, September 7, 2017 at 4:29pm UTC+05

سیلف " "

انتخاب : وقار نسیم وامق

تحریر : اشفاق احمد



جو اپنا تجزیہ کرتے ہیں ان کو پتہ چلتا رہتا ہے اپنے اس " سیلف " کا جو لے کر انسان پیدا ہوا تھا وہ محفوظ رکھا ہوا ہے یا نہیں۔ گو ہم نے تو اپنے " سیلف " کے اوپر بڑے بڑے سائن بورڈ لگا لیے ہیں، اپنے نام تبدیل کر لئے ہیں، اپنی ذات کے اوپر ہم نے پینٹ کر لیا ہے۔ ہم جب کسی سے ملتے ہیں مثلاً میں آپ سے اشفاق کی طرح نہیں ملتا میں تو ایک رائٹر، ایک دانشور، ایک سیاستدان، ایک مکار، ایک ٹیچر بن کر ملتا ہوں۔ اس طرح جب آپ مجھ سے ملتے ہیں آپ اپنے سائن بورڈ مجھے دکھاتے ہیں۔ اصل " سیلف

" کہاں ہے وہ نہیں ملتی۔ اصل " سیلف " جو اللہ نے دے کر پیدا کیا ہے، وہ تب ہی ملتا ہے، جب آدمی اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ لیکن اس وقت جب وہ اکیلا بیٹھ کر غور کرتا ہے۔ کوئی اس کو بتا نہیں سکتا اپنے نفس سے تعارف اس وقت ممکن ہے جب آپ اس کے تعارف کی پوزیشن میں ہوں اور اکیلے ہوں۔ جس طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں " جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا "

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مرتب و مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

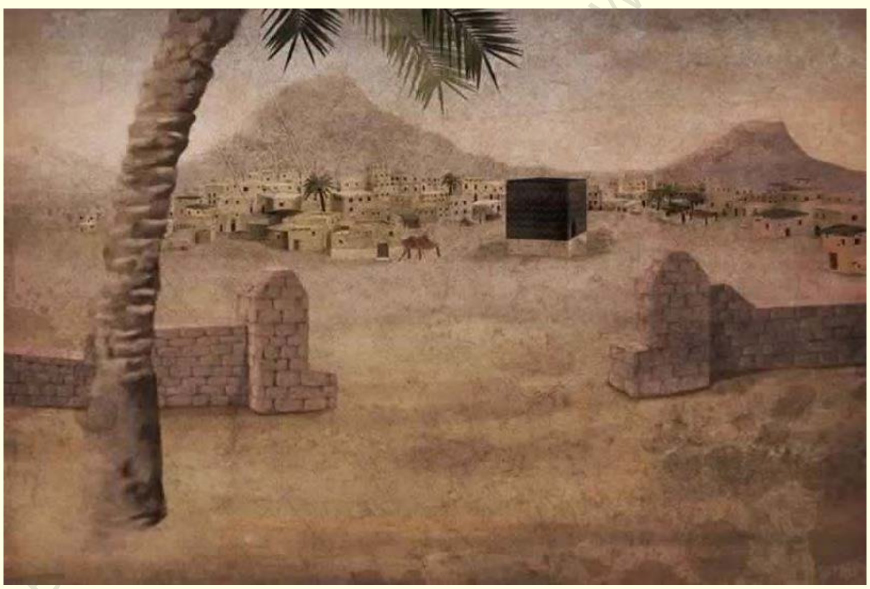
جلد: 8

Wednesday, September 6, 2017 at 12:31pm UTC+05

فتحِ مکہ۔۔۔۔۔مثالی اور تاریخ ساز واقعہ

انتخاب: میاں وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



اس مبارک مہینے میں فتح مکہ ایک عظیم فتح کی صورت میں معرض وجود میں آئی جس کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ۔ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ ۲ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! (یقیناً) ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی (1) تاکہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے در گزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے (2)" اسلام کی عظیم الشان انقلابی تاریخ کے اوراق میں واقعہ فتح مکہ کو

اس اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے کہ یہ تاریخ عالم کا پہلا واقعہ ہے جب ایک بستی کے اندر دس ہزار مجاہد، مہاجر مکی حضرت رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بھرپور عسکری تیاری کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور بغیر کسی کشت وخون، مار دھاڑ، لوٹ کھسوٹ اور تشدد کے فتح ومسرت کا جھنڈا گاڑ کر عفو ودر گذر اور معافی کا اعلانِ عام ہوتا ہے۔ فوجی حکمت عملی کے تحت سالارِ افواج نے چار جماعتوں میں اپنی فوج کو تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور مکہ کو چار اطراف سے گھیرے میں لینے کا منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فوجی دستے کے پیچھے پیچھے چلتے رہے جس کی علمبرداری حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ ابن الجراح کر رہے تھے۔ اطاعت، جذبۂ عبودیت اور سرفروشی کے جملہ عناصر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین اس شہر کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں سے رات کی تنہائی وتاریکی میں آٹھ سال پہلے کفارِ مکہ نے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مولد ومسکن کی وسعتیں تنگ کر دی گئی تھیں، ہر طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ان روح فرسا تکالیف کی روداد پڑھ کر انسان ورطۂ حیرت میں پڑتا ہے کہ کیا یہ اس عظیم انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روا رکھا گیا تھا جو سراپا رحمت ومودّت تھے لیکن پھر تاریخ اس بات کے شواہد پیش کرتی ہے کہ حق وصداقت کی بات کرنے والوں سے انسانی معاشرے کا ہمیشہ یہی روّیہ رہا ہے حق پرستوں سے زمانے کی دغا آج بھی ہے تیرے بندوں پہ ستم میرے خدا آج بھی ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز سرِ مقدس پر سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ (اس دستارِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں جہاں قربان ہوں) جوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے حدود میں تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں کعبۃ اللہ کی جانب اُٹھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے۔ سرِ نازنین کو اس قدر جھکا دیا کہ عمامہ شریف کی سلوٹیں ڈھیلی پڑ گئیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس عسکری جماعت کے ساتھ چل رہے تھے اس میں ایک شاعر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو نعتیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ''آج مکہ پر ستارۂ صبح طلوع ہوا۔

آج ہمارے درمیان اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو خدا کی کتاب کی آیات تلاوت کر رہا ہے۔ آج ہم ان سے بدلہ لیں گے جنھوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا تھا'' رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آج اہلِ مکہ کو امن وآزادی کی بشارت ملنے والی ہے۔ کفارانِ قریش دس ہزار قدسی صفات صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین اور ان کے دائیں

بائیں بے شمار ملائکہ (جو آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتے تھے) سے خوفزدہ ہو چکے تھے ،مزاحمت اور مقابلے کے لئے سامنے نہیں آئے ،جو مقابلہ آرائی عربوں کے مزاج کی خصوصیت تھی۔ کفارانِ مکہ کی خاموشی، ندامت ،انکساری اور گھبراہٹ کو بھانپ کر سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانۂ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ بیان کئے: ''اے گروہِ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباواجداد پر فخر وغرور زائل کر دیا۔ سب انسان آدم سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے''۔اس کے بعد قرآن حکیم کی سورہ الحجرات کی وہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے ،تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

بے شک تم میں سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ خبیر وعلیم ہے''۔اس کے فوراً بعد فرمایا! ''اے قریش! میں تمہارے بارے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کے بارے میں تم کیا رائے رکھتے ہو''۔ سب نے کہا''بہتر رائے رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں۔ شریف بھائی کے بیٹے ہیں''۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جاؤ اب تم آزاد ہو''۔ یہی وہی جملہ تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا جنھوں نے ایک مرحلے پر جناب یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا تھا کہ یوسف علیہ السلامکو بھیڑیا کھا گیا۔ اللہ نے اپنے پیارے کی مدد کی، قافلہ گزرا۔ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا گیا۔ مصر کے بازار میں فروخت ہوا۔ سلطنتِ مصر کا ایک وزیر و امیر ہوگئے جنھوں نے ایک زمانے میں انہیں مٹانے کی کوشش کی تھی ان سے وہ بدلہ لے سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا، انہیں بلا تامل معاف کر دیا، آزادی کا پروانہ ان کے ہاتھوں میں تھما دیا۔

فتحِ مکہ کے اس تاریخی اور مثالی واقعے کو اقبال مرحوم نے فقط دو شعروں میں سمیٹا ہے آنکہ بر اَعداء درِ رحمت کشاد مکہ را پیغام لا تشریب داد وقتِ ہیجا تیغ او آہن گداز دیدۂ او اشکبار اندر نماز ترجمہ : جس نے دشمنوں پر رحمت کا دروازہ کھولا۔مکہ کو ''کوئی غم نہیں''کا پُرسکون پیغام سنایا۔ (یعنی عام معافی کا اعلان کر دیا) ۔ میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لوہے کو پگھلاتی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں نماز میں آنسو بہا رہی ہیں۔ فتح مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر ایسا ہمہ گیر اثرات مرتب کیا کہ وہی خون کے پیاسے ،دین کے بدترین دشمن اور جنگ و قتال میں یقین رکھنے والے ایسے پاکباز اور خدا ترس بن

گئے کہ چشم عالم نے آج تک ایسی انسانی شخصیات کے پیکر نہیں دیکھے۔انسان کی فطرت میں انتقام اور قصاص کا عنصر موجود ہے اور یہ انفرادی واجتماعی دونوں سطحوں پر کارفرما رہتا ہے لیکن فاتح مکہ نے اپنی علمی اور نبوی حیاتِ طیبہ میں دنیا پر یہ بات واضح کر دی کہ انہیں جوڑنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ نہ کہ توڑنے کے لئے۔

فرمانرواؤں اور فاتحین کی تاریخ بتاتی ہے کہ کس طرح فوجی پیش رفت کے موقعوں پر قتل عام کیا گیا، درخت کاٹے گئے اور بستیاں نذرِ آتش کی گئیں۔اسلام کے سپہ سالارؐ کا اسلوب ہی مختلف ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی کا اعلان فرمایا تو اپنے انتہائی درجہ کے دشمن ابوسفیان کے بارے میں فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو بھی امان حاصل ہے۔فتحِ مکہ کے بعد شعرائے عرب نے اس واقعہ کو منظوم انداز میں پیش کیا ہے۔ان اشعار کا مرکزی خیال بھی یہی ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج معافی، فراخدلی اور انسان دوستی ہے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف ومرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Thursday, August 24, 2017 at 12:51am UTC+05

آج کسی کام سے واٹرلُو چرچ جانا ہُوا

تحریر: رضوان خالد چوھدری

انتخاب: ڈاکٹر سلطان محمود



آج کسی کام سے واٹرلُو چرچ جانا ہُوا دیکھا کہ چرچ کے بڑے سے آفیشیل نوٹس بورڈ پر چھوٹی چھوٹی لائٹس سے لکھی ہُوئی ایک تحریر جگمگا رہی تھی۔ لکھا تھا اگر آپ کرسچین ہیں اور عیسیٰؑ سے مُحبّت کا دعوی رکھتے ہیں تو آپکو اسکا عملی ثبوت اپنے مُسلمان ہمسایوں سے مُحبت سے پیش آکر دینا ہوگا۔ یہ تحریر پڑھ کر مجھے مُحمد ﷺ کا خیال آیا میری آنکھیں بھیگ گئیں۔ مجھے دُکھ ہے کہ ہماری مسجدوں نے اپنا کمیونٹی ڈیویلپمنٹ کا الہامی رول اور رواداری کی روایات چرچ کو دے کر بدلے میں اُنسے اُنکی ڈارک ایج کی گھُٹن اور سخت گیر

پادری نُما مولوی لے کر بُہت گھاٹے کا سودا کیا۔ میں سوچ رہا ہُوں کہ مُسلمان ہونے کے ناطے میری اپنے رسُول مُحمد ﷺ سے مُحبت کے عملی نمُونے کی فہرست میں پہلے پانچ اعمال کونسے ہونے چاہییں اور کھویا ہُوا اسلام کیا ہمیں کبھی واپس مِل پائے گا۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Wednesday, August 23, 2017 at 2:42pm UTC+05

لڑکے اور لڑکیوں کی شادی میں دیری کا بڑھتا ہوا خطرناک رجحان؛ ایک لمحۂ فکریہ*:*

انتخاب : آفتاب خان

تحریر : نامعلوم



●●آج سے تقریباً*پندرہ سال*پہلے معاشرے کا جو رجحان تھا، اس کے مطابق جس لڑکی کی شادی*پچیس سال*کی عمر سے پہلے کر دی جاتی، تو ایسی شادی کو بروقت گردانا جاتا۔*پچیس*کی عمر کا ہندسہ عبور کرنے کا یہ مطلب لیا جاتا کہ لڑکی کے رشتہ میں دیر ہو گئی ہے..... ◊◊اس سے پہلے کا معلوم نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ دیری کا یہ پیمانہ تین چار سال پہلے تصور کیا جاتا ہو... پھر سات آٹھ سال پہلے یہ صورتحال ہوئی کہ *تیس سال*کی عمر سے پہلے پہلے لڑکی کی شادی بروقت قرار دیے جانے لگی۔ یعنی محض *سات آٹھ سال میں پانچ سال کا فرق آ گیا*۔ اب بھی ایسے معاملات ہیں کہ اکثر گھروں میں لڑکیوں کی عمریں* تیس سے

چالیس*کے درمیان ہو چکی ہیں*لیکن رشتہ ندارد*۔ یہ*رشتہ میں دیری*کا رجحان ہمارے معاشرے میں ایسی*خاموش دراڑیں*ڈال رہا ہے جو معاشرتی ڈھانچے کے زمین بوس ہونے کا پیش خیمہ ہیں۔ لیکن حیف کہ اس کا عملی ادراک معاشرے کے چند لوگوں کو بھی نہیں۔ آئیں! اس دیری کی وجوہات کا تعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں،،،،

پہلی وجہ : *لڑکوں کا تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ جانا اور لڑکیوں کا اس میدان میں آگے نکل جانا ہے*،،، پچھلے کئ سالوں کے بورڈ امتحانات کے نتائج اس بات کے شاہد ہیں،،، اس کی وجہ سے تعلیم کے لحاظ سے ہم پلہ رشتہ ملنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے۔ ▪▪ شہروں میں کچھ سالوں سے *لڑکیوں میں بڑھتے ہوئے پی ایچ ڈی*کے رجحان نے اس کو اور مشکل بنا دیا ہے۔ ▪

دوسری وجہ▪ : *اچھی تعلیم حاصل ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کو روزگار کے مواقع نسبتاً آسانی سے مل جاتے ہیں*،،،،، اس کے *دو اثرات*سامنے آئے ہیں؛؛ ▪*ایک*▪ : *والدین کا ان لڑکیوں پر مالی انحصار کرنا شروع ہو جانا*،،، ▪*دو▪ : نوکریوں کے لحاظ سے ہم پلہ رشتے نہ ملنا*۔

تیسری وجہ *کچھ والدین کا اس معاملہ میں بالکل ہل جل نہ کرنا ہے*،، *لڑکیوں کی عمریں اٹھائیس اٹھائیس سال ہو جاتی ہیں لیکن انھیں کم عمر ہی تصور کیا جاتا ہے*۔ ♧ایک زمانہ تھا کہ *اٹھارہ بیس کی عمر میں مائیں رشتوں کی تلاش میں سرگرداں ہو جایا کرتی تھیں*۔ ▲*چوتھی وجہ*▲ *جس لڑکی کی عمر تیس سال سے اوپر ہو جاتی ہے اس کے لئے عمر کے لحاظ سے رشتے مشکل ہو جاتے ہیں کیونکہ اکثر لڑکے والے کم عمر لڑکی کی تلاش میں ہوتے ہیں

*،،، ⬘ *پانچویں وجہ* ⬘ *لڑکے والوں کے از حد نخرے ہیں*،،، *اول تو کوئی لڑکی، لڑکے کی ماں بہن کو بھاتی نہیں، فقط کھانے پینے سے لطف اندوز ہونا ہی شاید مقصد ہوتا ہے*۔ اگر کوئی لڑکی پسند آ بھی جائے تو پھر *فرمائشوں اور رسوم و رواج کے نام پر لڑکی والوں کا مکمل استحصال کیا جاتا ہے*۔ ہمارے ایک ایسے دوست ہیں جن کے گھر والوں نے بیاسی جگہ ان کا رشتہ دیکھا، پھر ایک

جگہ ہاں کی، کچھ عرصہ بعد وہاں سے رشتہ توڑنے لگے تو ان دوست نے انکار کر دیا کہ میں مزید تماشا نہیں دیکھ سکتا.. ▪* چھٹی وجہ *▪ *شہروں میں ایک عجیب وجہ سامنے آئی ہے*؛ *لڑکی کے والدین لڑکے میں وہ تمام کامیابیاں دیکھنا چاہتے ہیں جو پچاس سال کی عمر میں حاصل ہوتی ہیں

*۔ *مکان 🏡 اپنا ہو، گاڑی 🚘 پاس ہو، تنخواہ کم از کم اتنی ہو *وغیرہ وغیرہ۔ میں اپنے ایک انجینئر دوست کا رشتہ کروانے کی کوشش میں تھا؛ لڑکا لائق فائق، خوش شکل، نوکری اچھی،،، لڑکی کی ماں کو بہت پسند تھا، لڑکے والے بھی راضی تھے لیکن اچانک لڑکی کے والدین نے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ لڑکے کے پاس اپنا مکان نہیں، وہ کرائے کے مکان میں رہتا ہے۔ *اب ایسے رویوں کا کیا کیا جائے؟ کیا یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف نہیں

*؟ *ساتویں وجہ * *خاندانوں کے اندر ایک عجیب و غریب وجہ دیکھنے میں آرہی ہے۔ ہر ماں اپنی بیٹی کا رشتہ خاندان میں بخوشی کرنے پر راضی ہے لیکن جب اپنے بیٹے کا معاملہ آتا ہے تو خاندان کی سب لڑکیوں پر ناک بھوں چڑھا لیا جاتا ہے اور بڑے طمطراق اور فخر سے خاندان سے باہر کی لڑکی لائی جاتی ہے*۔ ●● اس کے علاوہ مزید وجوہات بھی ہونگی۔ وجوہات جو بھی ہوں لیکن یاد رہے کہ اس سے ہمارا *معاشرتی نظام درہم برہم ہو رہا ہے اور ہماری نوجوان نسل بر وقت شادی نہ ہونے کی وجہ سے میڈیا کی پھیلائی ہوئی بے حیائی کا بآسانی شکار ہو رہی ہے۔ اور جو محفوظ ہے وہ اپنے ساتھ ایک خاموش نفسیاتی جنگ کا شکار ہے*۔ *مغرب تو اس طرز سے اپنے آپ کو برباد کر چکا اور ان کی آبادی اب ریورس گیئر میں چل رہی ہے لیکن ہم جانتے بوجھتے خود اس گڑھے میں گر رہے ہیں اور وہ بھی ہنستے مسکراتے *۔ *اور ہم سب اس اجتماعی خرابی اور زوال کے ذمہ دار ہیں*۔ *صد افسوس! *کشتی ڈوب رہی ہے اور کشتی کے ملاح اور مسافر بے نیاز *۔ *حیراں ہوں*،،،، *دل کو روؤں* کہ،، *پیٹوں جگر کو میں*!!!!

✤✤✤✤✤✤✤______________________۔ اگر ہم نے بچوں کی بلوغت کے فوراً بعد شادی کو رواج نہ دیا، اگر ہم نے دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کو لعنت سمجھنے کے کفر سے توبہ نہ کی، اگر ہم نے مطلقہ خواتین اور بیوائں

کی فوری اور آسان شادیوں کا بندوبست نہ کیا، اگر ہم نے نکاح کو کاروبار کے بجائے فرض کا درجہ نہ دیا، اور جتنا کہ نہادھو کر مسجد میں جاکے جمعہ پڑھنا آسان ہے، اسے بھی اتنا ہی آسان نہ بنایا، اگر ہم نے زنا کی طرف جانے والے راستوں کا سد باب نہ کیا، اور اسے موجودہ حالات میں اتنا ہی مشکل نہ بنایا جتنا کہ دوسری شادی مشکل ہے، تو ریپ کے مجرم دندناتے رہینگے، جبکہ بغیر اجازت دوسری شادی والے سلاخوں کے پیچھے ہونگے۔

!!! تو گھروں میں بیٹیوں کیلیئے رشتوں کی بجائے دوستی کے پیغام آیا کرینگے۔!!! تو بیٹیاں پھولوں سے سجی گاڑی میں حجلہ عروسی کی بجائے تاریک شیشوں والی کار میں ڈیٹ پر جایا کرینگی۔!!! تو بیٹے شادیوں کی بجائے افیئرز اور بیویوں کی بجائے گرل فرینڈز رکھا کرینگے۔!!! تو شوہر اپنے دفتروں میں معاشقے چلاتے رہینگے۔!!! اور نیو ایئر نائٹ، ویلنٹائین ڈے، ہیلوئین اور چاند رات جیسے تہوار جنسی ہوس کی تسکین کی علامات بنے رہینگے۔!!!

واللہ یہ آگ ہر اس گھر میں پہنچے گی جو دین فطرت کے اٹل قانون سے منہ موڑے گا اور وہ وقت آکر رہے گا جب اس "مقدس" سرزمین پر بھی ولدیت کے خانے میں لکھا نام مشکوک ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) یا اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرما اور جو کچھ پڑھا سنا اس پر عمل پیرا ہونے اور پوری دنیا کے پورے انسانوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرما آمین اس تحریر کو شیئر کرنے میں اپنا کردار ادا کریں. تاکہ ہر فرد کو یہ پیغام پہنچ جائے. شیئر کی صورت میں تعاون آپکے تعاون کو اللہ تعالی قبول فرمائے آمین جزاك اللہ خیر (منقول)

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 8

Monday, August 21, 2017 at 5:14pm UTC+05

اولڈ ایج ہوم !

انتخاب : عمران علی

تحریر : نامعلوم



ایک رلادینے والی نامکمل کہانی . . . میں سائکاٹرسٹ کے پاس بیٹھا تھا , بیگم کے کہنے پہ کئی دن سے ٹائم لیا ہوا تھا , اس لئے انہیں ملنے چلے آیا , کیامسئلہ ہے آپ کو . . ؟ تفصیل سے ذرا بتائیں . . میں آنکھیں بند کئے چت لیٹا ماضی کی طرف سفر کرنے لگا اور میری زبان سے الفاظ پھوٹنے لگے سب ٹھیک تھا میں اپنے آفس میں مصروف رہتا اور نوشین یونیورسٹی میں لیکچرار تھی , بچے سکول کالج سے آکر اکیڈمی چلے جاتے اور پیچھے گھر میں صرف اماں اور نوکرانی ہوتی تھی , اماں کافی بیمار رہنے لگیں تھیں , اکثر ایسا ہوتا کہ

اماں کی رات کو طبیعت خراب ہو جاتی اور ہم انہیں لیکر ہسپتال چلے جاتے جہاں چار پانچ گھنٹے کے ٹریٹمنٹ کے بعد ہمیں فارغ کر دیا جاتا, جب یہ اکثر ہونے لگا تو میری اور نوشی کی ورک روٹین خراب ہونے لگی, راتوں کو دیر سے جاگنے کی وجہ سے ہم دونوں متاثر ہو رہے تھے, ان ہی دنوں ایک دن نوشی نے مجھے کہا... سنئے اماں کی وجہ سے ہم دونوں کو خاصی ڈسٹر بنس ہو رہی ہے, کیوں نا ہم انہیں اولڈ ایج ہوم چھوڑ آئیں یہ سننا تھا کہ میرے تن بدن میں آگ لگ گئ اور غراتے ہوئے میں نے پوچھا کہ تم نے یہ سوچا بھی کیسے, جانتی بھی ہو ابو کی ڈیتھ کے بعد اماں نے مجھے کیسے پال پوس کر بڑا کیا آپ بھی ناجز باتی ہو جاتے ہیں, میں تو صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ شہر میں بیسیوں اولڈ ایج ہوم ہیں, ہم کسی اچھے سے پرائیویٹ اولڈ ہوم کا انتخاب کریں گے جہاں میڈیکل کی بھی سہولیات ہوں تا کہ خدانخواستہ رات کو تو ہم یہاں ہوتے ہیں اگر دن میں اماں کی طبیعت بگڑ گئ تو کیا کرے گی کام والی نجمہ, آپ ایک دفعہ مسز عباسی نے جو اولڈ ہوم پروجیکٹ شروع کیا ہے وہ دیکھ آئیں,,, اچھا فی الحال اپنی بکواس بند کرو اور مجھے پڑھنے دو,, میں نے عینک سیدھی کی اور پھر کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا لیکن میرا دماغ بار بار مسز عباسی کے بنائے اولڈ ایج ہوم کی طرح جارہا تھا اگلے دن اتوار تھی اور صبح ہی صبح میں گاڑی لیکر شہر کے اس پوش علاقے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ اولڈ ایج ہوم تھا, گاڑی پارک کرکے میں اس شاندار اور پر شکوہ بنگلے کی طرز پہ بنی اس عمارت میں داخل ہو گیا, جہاں میرا استقبال پودوں کو پانی دیتی مسز عباسی نے خود کیا, اس دن میں نے وہ ساری عمارت گھوم پھر کر دیکھی جہاں میرے ذہن کے مطابق واقعی ہی بوڑھے لوگوں کے لئے جنت تعمیر کی گئ تھی, صاف ستھرا ماحول, بڑا سا سرسبز لان, پر شکوہ ڈسپنسری جہاں ہر وقت ایک ڈاکٹر طعینات رہتا تھا, اور اولڈ ایج ہوم کی اپنی دو ایمبولینسز کے علاوہ وہاں زندگی کی ہر سہولت فراہم کی گئ تھی, مسز عباسی سے فیس وغیرہ پوچھی تو چودہ طبق روشن ہو گئے, لیکن اماں کے آرام کے لئے مجھے وہ مناسب لگے, اب صرف اماں سے پوچھنا باقی رہ گیا تھا, رات کو اماں کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا وہ بیٹھیں بڑے بڑے لفظوں والا قرآن پڑھ رہیں تھیں, میں کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور مسکرائیں, میں چپ چاپ پہلو میں آکر بیٹھ گیا, اماں کا حال احوال پوچھا اور پھر چُپ.. سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ بات کو کیسے شروع کروں یہ مشکل اماں نے خود ہی آسان کر دی,, کیا ہوا بیٹا پریشان لگ رہے ہو! جی بس آپ کی وجہ سے ہی پریشانی تھی, کیسی طبیعت ہے اب میں ٹھیک ٹھاک تو ہوں, مجھے کیا ہونا, بس یہ کمبخت مارا بلڈ پریشر اوپر نیچے ہوتا رہتا ہے, اماں ایک مشورہ کرنا تھا آپ سے۔۔ بولو بیٹا!!! اماں میں ایک جگہ دیکھ کر آیا ہوں میں نے ہکلاتے ہوئے بولنا شروع کیا, وہ آپ کی رہائش کے لئے بہت مناسب ہے, وہاں مجھے یہ پریشانی نہیں ہو گی کہ آپ گھر میں اکیلی ہیں, یا آپ کی طبیعت تو ٹھیک ٹھاک ہے, وہاں ڈاکٹر چوبیس گھنٹے موجود رہتا ہے, ماحول بھی صاف ستھرا ہے, اماں کے چہرے پہ رقصاں

مسکراہٹ تھم گئی تھی, ایک دفعہ ماتھے پہ بل پڑے اور پھر مسکرادیں, بیٹا مجھے بھی کافی دن سے محسوس ہو رہا تھا کہ تم لوگوں کو کافی ڈسٹرب کر رہی ہوں, ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں, جیسے میرا لعل خوش ویسے میں خوش, اماں نے مسکراتے ہوئے میرا ماتھا چوما اور میں کمرے سے نکل آیا۔ میرا ضمیر اس بے غیرتی پہ آمادہ نہیں تھا مگر میرے حالات کچھ اور کہتے تھے, یا شاید میں حالات کا صحیح مقابلہ نا کر سکا اور اماں کو میں اولڈ ایج ہوم چھوڑ آیا شروع شروع میں دو تین دن بعد میں چکر لگا لیتا تھا, کبھی کبھی اماں کو گھر بھی لے آتا تھا اور اگلے دن پھر چھوڑ آتا, پھر میرا چکر کم ہوتے گئے بس اتوار کی اتوار جانے لگا, اور پھر کچھ عرصہ پہلے تو حد ہو گئی, کاروبار کے چند مسائل کی وجہ سے میں قریبا ایک مہینہ نا جا سکا, اسی دوران وہ منحوس دن آ گیا.. اتوار کا دن تھا, مجھے آج ایک آدمی کے ساتھ ضروری کاروباری ملاقات کرنی تھی, ناشتہ کیا اور گاڑی میں آ بیٹھا ابھی سیلف لگایا ہی تھا کہ اٹھارہ سالہ ایان بھی دروازہ کھول کر ساتھ بیٹھ گیا, ڈیڈ آپ کو پتہ ہے میں گاڑی چلانا مکمل سیکھ گیا ہوں, اچھا....؟ واہ شاباش میرا بیٹا بڑا ہو گیا، ڈیڈ آپ ہمیشہ ہمیں سکول چھوڑ کر آتے ہیں آج میں آپ کو چھوڑ کر آؤں گا۔ میں نے ہنستے ہوئے ایان سے پوچھا، اچھا کہاں چھوڑنے کا ارادہ ہے اپنے پاپا کو! اولڈ ایج ہوم.... اس نے کہا.... اور میں ساکت ہو گیا, میرے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور ہاتھ سٹیرنگ پہ مضبوطی سے جم گئے وہ اپنی دھن میں بولتا جا رہا تھا, آج سنڈے ہے مجھے پتہ ہے کہ آپ گرینی سے ملنے جا رہے ہیں, میں بھی چلتا ہوں ساتھ میں آپ کو ڈرائیونگ بھی دکھاتا ہوں اپنی............. مگر میں بس ایان کے پہلے جملے پہ ہی ساکت ہو چکا تھا, اسکے معصوم جملے میں میرا مستقبل چھپا تھا, میری وہ فصل جو مجھے کاٹنی ہی تھی, بچپن میں پڑھی کہانیاں اور واقعات کی طرح مجھے بھی اسی سلوک کا شکار ہونا تھا.......... میری آنکھوں سے آنسو ابل ابل کر آ رہے تھے اور میں اپنی اماں سے اپنے اس گھٹیا سلوک سے سخت شرمندہ تھا, ایان کو بلاوجہ ڈانٹ کر میں نے گاڑی سے نکالا اور تیزی سے گاڑی چلاتا ہوا, اماں کو لینے اولڈ ایج ہوم جانے لگا, اولڈ ایج ہوم پہنچا تو دوسری بجلی گری کہ کچھ دیر قبل ہی اماں ہارٹ اٹیک سے فوت ہو چکی تھیں اور میری معافی و توبہ کے سارے دروازے بند ہو گئے.. ڈاکٹر صاحب تب سے میں انتہائی چڑچڑا ہو چکا ہوں, کاروبار میں دل نہیں لگتا, بلاوجہ بچوں اور ملازموں کو ڈانٹتا رہتا ہوں, اکثر چھٹی والے دن سارا سارا دن قبرستان میں اماں کے سرہانے بیٹھ کر ان سے معافی مانگتا رہتا ہوں, نا گھر میں دلچسپی رہی نا کاروبار میں اب بتائیں کیا اس بے سکونی, بے آرامی اور اس ضمیر کا کوئی علاج ہے جو جاگا بھی تو بے فیض... کافی دیر تک میں چپ رہا لیکن ڈاکٹر کی آواز نا آئی آنکھیں کھولیں, اٹھ کر ڈاکٹر کو دیکھا تو وہ سر نیچے کئے بیٹھا رو رہا تھا, ڈاکٹر صاحب... میں دوبارہ بولا تو اس نے سر اٹھایا اور آنکھیں صاف کر کے بولا اسکے علاوہ اس بے سکونی کا کوئی علاج نہیں کہ اللہ سے توبہ استغفار کرتے رہا کرو, نیک کام کرو تا کہ وہ تمہارے ماں باپ کے کام آئیں اور شاید تمہیں سکون

مل جائے۔ یہ کہتے ہوئی اسکی ہچکیاں بندھ گئیں , اور گلوگیر آواز میں پھر بولا۔ میں نے ایک ضروری کام سے جانا ہے آپ چلے جائیں , یہ کہتے ہوے اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور ملازم کو بلا کر کلینک بند کرنے کا کہنے لگا۔ ارے ڈاکٹر صاحب اتنی ایمرجنسی میں آپ جا کہار ہے ہیں , میں نے پوچھا تو اس نے مڑ کر جواب دیا۔ اولڈ ایج ہوم ! بابا کو لینے .... یہ کہا اور گھوم کر راہداری میں غائب ہو گیا

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

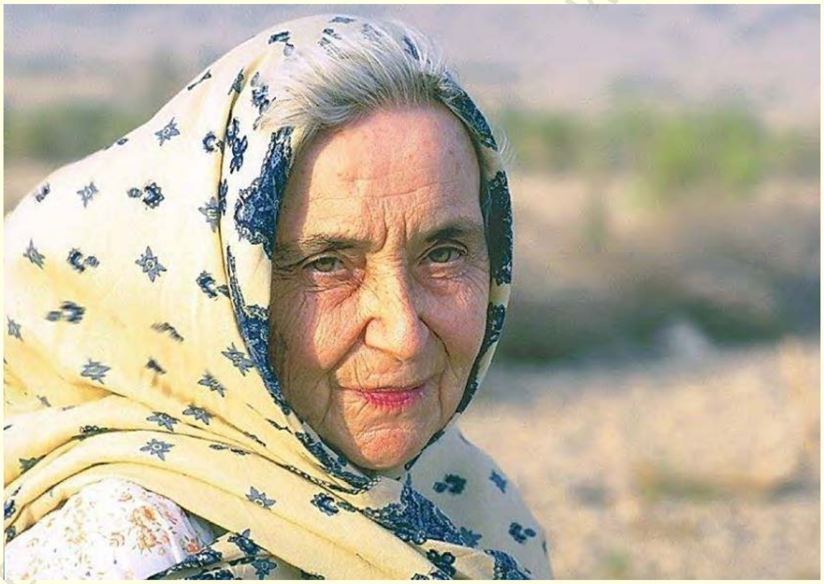
جلد : 8

Monday, August 21, 2017 at 11:49am UTC+05

ڈاکٹر روتھ اور کوڑھ کا مرض

انتخاب: اسد جنجوعہ

تحریر نامعلوم



یہ خاتون جرمنی کے شہر لائزگ کی رھنے والی تھی۔ پیشے کے لحاظ سے یہ ڈاکٹر تھیں۔ سن 1958ء کی بات ھے اس خاتون نے 30 سال کی عمر میں پاکستان میں کوڑھ (جزام) کے مریضوں کے بارے میں ایک فلم دیکھی' کوڑھ اچھوت مرض ہے جس میں مریض کا جسم گلنا شروع ہو جاتا ہے' جسم میں پیپ پڑ جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی انسان کا گوشت ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گرنے لگتا ہے' کوڑھی کے جسم سے شدید بو بھی آتی ہے' کوڑھی اپنے اعضاء کو بچانے کے لیے ہاتھوں' ٹانگوں اور منہ کو کپڑے کی بڑی بڑی

پٹیوں میں لپیٹ کر رکھتے ہیں' یہ مرض لاعلاج سمجھا جاتا تھا چنانچہ جس انسان کو کوڑھ لاحق ہو جاتا تھا اسے شہر سے باہر پھینک دیا جاتا تھا اور وہ ویرانوں میں سسک سسک کر دم توڑ دیتا تھا۔ پاکستان میں 1960ء تک کوڑھ کے ہزاروں مریض موجود تھے' یہ مرض تیزی سے پھیل بھی رہا تھا' ملک کے مختلف مخیّر حضرات نے کوڑھیوں کے لیے شہروں سے باہر رہائش گاہیں تعمیر کرا دی تھیں' یہ رہائش گاہیں کوڑھی احاطے کہلاتی تھیں' لوگ آنکھ' منہ اور ناک لپیٹ کر ان احاطوں کے قریب سے گزرتے تھے' لوگ مریضوں کے لیے کھانا دیواروں کے باہر سے اندر پھینک دیتے تھے اور یہ بیچارے مٹی اور کیچڑ میں لتھڑی ہوئی روٹیاں جھاڑ کر کھا لیتے تھے' ملک کے قریباً تمام شہروں میں کوڑھی احاطے تھے' پاکستان میں کوڑھ کو ناقابل علاج سمجھا جاتا تھا چنانچہ کوڑھ یا جزام کے شکار مریض کے پاس دو آپشن ہوتے تھے' یہ سسک کر جان دے دے یا خود کشی کر لے۔

______ یہ انتہائی جاذب نظر اور توانائی سے بھرپور عورت تھی اور یہ یورپ کے شاندار ترین ملک جرمنی کی شہری بھی تھی' زندگی کی خوبصورتیاں اس کے راستے میں بکھری ہوئی تھیں لیکن اس نے اس وقت ایک عجیب فیصلہ کیا' یہ جرمنی سے کراچی آئی اور اس نے پاکستان میں کوڑھ کے مرض کے خلاف جہاد شروع کر دیا اور یہ اس کے بعد واپس نہیں گئی' اس نے پاکستان کے کوڑھیوں کے لیے اپنا ملک' اپنی جوانی' اپنا خاندان اور اپنی زندگی تیاگ دی' انہوں نے کراچی ریلوے اسٹیشن کے پیچھے میکلوڈ روڈ پر چھوٹا سا سینٹر بنایا اور کوڑھیوں کا علاج شروع کر دیا' کوڑھ کے مریضوں اور ان کے لواحقین نے اس فرشتہ صفت خاتون کو حیرت سے دیکھا کیونکہ اس وقت تک کوڑھ کو اللہ کا عذاب سمجھا جاتا تھا' لوگوں کا خیال تھا یہ گناہوں اور جرائم کی سزا ہے۔ چنانچہ لوگ ان مریضوں کو گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے تنہا چھوڑ دیتے تھے' ان کے لیے پہلا چیلنج اس تصور کا خاتمہ تھا' انھیں بیماری کو بیماری ثابت کرنے میں بہت وقت لگ گیا اور اس کے بعد مریضوں کے علاج کا سلسلہ شروع ہوا' یہ عظیم خاتون اپنے ہاتھوں سے ان کوڑھیوں کو دوا بھی کھلاتی تھی اور ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھی جن کو ان کے سگے بھی چھوڑ گئے تھے۔

اس کا جذبہ نیک اور نیت صاف تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں شفا دے دی' یہ مریضوں کا علاج کرتی اور کوڑھیوں کا کوڑھ ختم ہو جاتا' اس دوران ڈاکٹر آئی کے گل نے بھی انھیں جوائن کر لیا' ان دونوں نے کراچی میں 1963ء میں میری لپریسی سینٹر بنایا اور مریضوں کی خدمت شروع کر دی' ان دونوں نے پاکستانی ڈاکٹروں' سوشل ورکرز اور پیرامیڈیکل اسٹاف کی ٹریننگ کا

آغاز بھی کر دیا۔ یوں یہ سینٹر 1965ء تک اسپتال کی شکل اختیار کر گیا' ان ہوں نے جزام کے خلاف آگاہی کے لیے سوشل ایکشن پروگرام شروع کیا' ڈاکٹر کے دوستوں نے چندہ دیا لیکن اس کے باوجود ستر لاکھ روپے کم ہو گئے' یہ واپس جرمنی گئی اور جھولی پھیلا کر کھڑی ہو گئی' جرمنی کے شہریوں نے ستر لاکھ روپے دے دیے اور یوں پاکستان میں جزام کے خلاف انقلاب آ گیا۔

وہ پاکستان میں جزام کے سینٹر بناتی چلی گئی یہاں تک کہ ان سینٹر کی تعداد 156 تک پہنچ گئی' ڈاکٹر نے اس دوران 60 ہزار سے زائد مریضوں کو زندگی دی۔ یہ لوگ نہ صرف کوڑھ کے مرض سے صحت یاب ہو گئے بلکہ یہ لوگ عام انسانوں کی طرح زندگی بھی گزارنے لگے۔ ان کی کوششوں سے سندھ' پنجاب' خیبر پختونخوا اور بلوچستان سے جزام ختم ہو گیا اور عالمی ادارہ صحت نے 1996ء میں پاکستان کو "لیپریسی کنٹرولڈ" ملک قرار دے دیا' پاکستان ایشیاء کا پہلا ملک تھا جس میں جزام کنٹرول ہوا تھا' یہ لوگ اب قبائلی علاقے اور ہزارہ میں جزام کا پیچھا کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے اگلے چند برسوں میں پاکستان سے جزام کے جراثیم تک ختم ہو جائیں گے۔ حکومت نے 1988ء میں ان کو پاکستان کی شہریت دے دی' اسے ہلال پاکستان' ستارہ قائداعظم' ہلال امتیاز اور جناح ایوارڈ بھی دیا گیا اور نشان قائداعظم سے بھی نوازا گیا۔ آغا خان یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹر آف سائنس کا ایوارڈ بھی دیا۔

جرمنی کی حکومت نے بھی اسے آرڈر آف میرٹ سے نوازا۔ یہ تمام اعزازات' یہ تمام ایوارڈ بہت شاندار ہیں لیکن یہ فرشتہ صفت خاتون اس سے کہیں زیادہ "ڈیزرو" کرتی ہے' جوانی میں اپنا وہ وطن چھوڑ دینا جہاں آباد ہونے کے لیے تیسری دنیا کے لاکھوں لوگ جان کی بازی لگا دیتے ہیں اور اس ملک میں آ جانا جہاں نظریات اور عادات کی بنیاد پر اختلاف نہیں کیا جاتا بلکہ انسانوں کو مذہب اور عقیدت کی بنیاد پر اچھا یا برا سمجھا جاتا ہے' جس میں لوگ خود کو زیادہ اچھا مسلمان ثابت کرنے کے لیے دوسروں کو بلا خوف کافر قرار دے دیتے ہیں۔ ان کا نام ڈاکٹر روتھ فاؤ ہے۔۔

ڈاکٹر روتھ کا عین جوانی میں جرمنی سے اس پاکستان میں آ جانا اور اپنی زندگی اجنبی ملک کے ایسے مریضوں پر خرچ کر دینا جنھیں ان کے اپنے خونی رشتے دار بھی چھوڑ جاتے ہیں واقعی کمال ہے۔ ڈاکٹر روتھ اس ملک کے ہر اس شہری کی محسن ہے جو کوڑھ کا مریض

تھا یا جس کا کوئی عزیز رشتے دار اس موذی مرض میں مبتلا تھا یا جو اس موذی مرض کا شکار ہو سکتا تھا۔ ہم مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے یہ خاتون' اس کی ساتھی سسٹر بیرنس اور ڈاکٹر آئی کے گل پاکستان نہ آتے اور اپنی زندگی اور وسائل اس ملک میں خرچ نہ کرتے تو شاید ہمارے ملک کی سڑکوں اور گلیوں میں اس وقت لاکھوں کوڑھی پھر رہے ہوتے اور دنیا نے ہم پر اپنے دروازے بند کر دیے ہوتے' ہمارے ملک میں کوئی آتا اور نہ ہی ہم کسی دوسرے ملک جا سکتے۔ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں چنانچہ ہمیں ان کی ایوارڈز سے بڑھ کر تکریم کرنا ہو گی۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 8

Wednesday, August 16, 2017 at 12:07pm UTC+05

ٹوٹا ہوا مٹکا

انتخاب: ڈاکٹر سلطان محمود

تحریر نامعلوم



ایک چینی بڑھیا کے گھر میں پانی کیلئے دو مٹکے تھے، جنہیں وہ روزانہ ایک لکڑی پر باندھ کر اپنے کندھے پر رکھتی اور نہر سے پانی بھر کر گھر لاتی۔ ان دو مٹکوں میں سے ایک تو ٹھیک تھا مگر دوسرا کچھ ٹوٹا ہوا۔ ہر بار ایسا ہوتا کہ جب یہ بڑھیا نہر سے پانی لے کر گھر پہنچتی تو ٹوٹے ہوئے مٹکے کا آدھا پانی راستے میں ہی بہہ چکا ہوتا۔ جبکہ دوسرا مٹکا پورا بھرا ہوا گھر پہنچتا۔ ثابت مٹکا اپنی کارکردگی سے بالکل مطمئن تھا تو ٹوٹا ہوا بالکل ہی مایوس۔ حتیٰ کہ وہ تو اپنی ذات سے بھی نفرت کرنے لگا تھا کہ آخر کیونکر وہ اپنے فرائض کو اس

انداز میں پورا نہیں کر پاتا جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔ اور پھر مسلسل دو سالوں تک ناکامی کی تلخی اور کڑواہٹ لئے ٹوٹے ہوئے گھڑے نے ایک دن اس عورت سے کہا: میں اپنی اس معذوری کی وجہ سے شرمندہ ہوں کہ جو پانی تم اتنی مشقت سے بھر کر اتنی دور سے لاتی ہو اس میں سے کافی سارا صرف میرے ٹوٹا ہوا ہونے کی وجہ سے گھر پہنچتے پہنچتے راستے میں ہی گر جاتا ہے۔ گھڑے کی یہ بات سن کر بڑھیا ہنس دی اور کہا: کیا تم نے ان سالوں میں یہ نہیں دیکھا کہ میں جسطرف سے تم کو اٹھا کر لاتی ہوں ادھر تو پھولوں کے پودے ہی پودے لگے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف کچھ بھی نہیں اگا ہوا۔ مجھے اس پانی کا پورا پتہ ہے جو تمہارے ٹوٹا ہوا ہونے کی وجہ سے گرتا ہے، اور اسی لئے تو میں نے نہر سے لیکر اپنے گھر تک کے راستے میں پھولوں کے بیج بو دیئے تھے تاکہ میرے گھر آنے تک وہ روزانہ اس پانی سے سیراب ہوتے رہا کریں۔ ان دو سالوں میں، میں نے کئی بار ان پھولوں سے خوبصورت گلدستے بنا کر اپنے گھر کو سجایا اور مہکایا۔ اگر تم میرے پاس نا ہوتے تو میں اس بہار کو دیکھ ہی نا پاتی جو تمہارے دم سے مجھے نظر آتی ہے۔ یاد رکھیئے کہ ہم سے ہر شخص میں کوئی نا کوئی خامی ہے۔ لیکن ہماری یہی خامیاں، معذوریاں اور ایسا ٹوٹا ہوا ہونا ایک دوسرے کیلیئے عجیب اور پر تاثیر قسم کے تعلقات بناتا ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم ایک دوسرے کو ان کی خامیوں کے ساتھ ہی قبول کریں۔ ہمیں ایک دوسرے کی ان خوبیوں کو اجاگر کرنا ہے جو اپنی خامیوں اور معذوریوں کی خجالت کے بوجھ میں دب کر نہیں دکھا پاتے۔ معذور بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں اور اپنی معذوری کے ساتھ ہی اس معاشرے کیلیئے مفید کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جی ہاں، ہم سب میں کوئی نا کوئی عیب ہے، پھر کیوں نا ہم اپنے ان عیبوں کے ساتھ، ایک دوسرے کی خامیوں اور خوبیوں کو ملا کر اپنی اپنی زندگیوں سے بھرپور لطف اٹھائیں۔ ہمیں ایک دوسرے کو اس طرح قبول کرنا ہے کہ ہماری خوبیاں ہماری خامیوں پر پردہ ڈال رہی ہوں۔ چینی لوک داستان سے ماخوذ.. ☺☺☺

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Tuesday, August 15, 2017 at 3:23am UTC+05

خاوند اور بیوی💔❤💔❤💔

انتخاب: محمد امین مہر

تحریر: نامعلوم



شادی شدہ لوگ ضرور پڑھیں مزہ آئیگا. کالج میں ہیپی میرڈ لائف پر ایک ورکشاپ ہو رہی تھی، جس میں کچھ شادی شدہ جوڑے حصہ لے رہے تھے. جس وقت پروفیسر اسٹیج پر آئے انھوں نے نوٹ کیا کہ تمام شادی شدہ لوگ لطیفے سن کر ہنس رہے تھے... یہ دیکھ کر پروفیسر نے کہا کہ چلو پہلے ایک کھیل کھیلتے ہیں...... اس کے بعد اپنے موضوع پر باتیں کریں گے. سب خوش ہو گئے..... اور کہا کونسا کھیل؟ پروفیسر نے ایک شادی شدہ لڑکی کو کھڑا کیا.... اور کہا کہ آپ بلیک بورڈ پہ ایسے پچیس، تیس لوگوں

کے نام لکھو جو تمہیں سب سے زیادہ پیارے ہوں. لڑکی نے پہلے تو اپنے خاندان کے لوگوں کے نام لکھے، پھر اپنے سگے رشتہ دار، سہیلیوں اور پڑوسنوں کے نام لکھ دیے...

اب پروفیسر نے اس میں سے کوئی بھی کم پسند والے پانچ نام مٹانے کے لیے کہا. لڑکی نے اپنی سہیلیوں کے نام مٹا دیے. پروفیسر نے اور پانچ نام مٹانے کے لیے کہا. لڑکی نے تھوڑا سوچ کر اپنے پڑوسیوں کے نام مٹا دیے. اب پروفیسر نے اور 10 نام مٹانے کے لیے کہا. لڑکی نے اپنے سگے رشتہ داروں کے نام مٹا دیے. اب بورڈ پر صرف 4 نام بچے تھے جو اس کے ممی، پاپا، شوہر اور بچے کا نام تھا. اب پروفیسر نے کہا اس میں سے اور 2 نام مٹا دو. لڑکی کشمکش میں پڑ گئی بہت سوچنے کے بعد بہت دکھی ہوتے ہوئے اس نے اپنے ممی، پاپا کا نام مٹا دیا. تمام لوگ دنگ رہ گئے لیکن پر سکون تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ کھیل صرف وہ لڑکی ہی نہیں کھیل رہی تھی بلکی ان کے دماغ میں بھی یہی سب چل رہا تھا. اب صرف 2 ہی نام باقی تھے.... شوہر اور بیٹے کا. پروفیسر نے کہا اور ایک نام مٹا دو. لڑکی اب سہمی سی رہ گئی......

بہت سوچنے کے بعد روتے ہوئے اپنے بیٹے کا نام کاٹ دیا... پروفیسر نے اس لڑکی سے کہا تم اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ... اور سب کی طرف غور سے دیکھا..... اور پوچھا: کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا کہ صرف شوہر کا ہی نام بورڈ پر رہ گیا..؟ کوئی جواب نہیں دے پایا.... تمام لوگ منہ لٹکا کر بیٹھے تھے... پروفیسر نے پھر اس لڑکی کو کھڑا کیا اور کہا... ایسا کیوں؟ جس نے تمہیں جنم دیا اور پال پوس کر اتنا بڑا کیا ان کا نام بھی تم نے مٹا دیا... اور تو اور تم نے اپنی کوکھ سے جس بچے کو جنم دیا اس کا بھی نام تم نے مٹا دیا..؟ لڑکی نے جواب دیا... کہ اب ممی، پاپا بوڑھے ہو چکے ہیں، چند سال کے بعد وہ مجھے اور اس دنیا کو چھوڑ کے چلے جائیں گے... میرا بیٹا جب بڑا ہو جائے گا تو ضروری نہیں کہ وہ شادی کے بعد میرے ساتھ ہی رہے.

لیکن میرے شوہر جب تک میری جان میں جان ہے تب تک میرا نصف جسم بن کے میرا ساتھ نبھائیں گے اس لئے میرے لئے سب سے عزیز میرے شوہر ہیں... پروفیسر اور باقی اسٹوڈنٹ نے تالیوں کی گونج سے لڑکی کو سلامی دی... پروفیسر نے کہا: تم

نے بالکل صحیح کہا کہ آپ اور سب کے بغیر رہ سکتی ہو... پر اپنے نصف عضو یعنی اپنے شوہر کے بغیر نہیں رہ سکتی... مذاق مستی تک تو ٹھیک ہے پر ہر انسان کا اپنی زندگی کا ساتھی ہی اس کو سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے... یہ لفظی سچ ہے.

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 8

Sunday, August 13, 2017 at 10:36pm UTC+05

اگست 2107 پاکستان کا 70 واں یوم آزادی 14



اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے پاکستان جیسے آزاد اور خود مختیار ملک میں پیدا کیا، باعزت اور اصول پرست اسلامی خاندان دیا، رہبر اور رہنما دوست دیے، قابل قدر اور شفیق اساتذہ دیئے، جان باز مجاہدوں اور جوانوں سے حفاظت کی، ہمیشہ اپنا خاص فضل و کرم عطا کیا، کبھی بھی مشکل حالات میں تنہا نہیں کیا۔ پاکستان میری پہچان ہے اور مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔ اللہ تعالی نے پاکستان کو دنیا کے نقشے پر خاص اہمیت دی ہے ہماری لاکھ غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اللہ تعالی نے پاکستان کو شب روز مضبوط کیا اور اللہ کی حکمت سے پاکستان اپنے روشن مستقبل کی طرف گامزن ہے۔

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

مجھے اپنے ملک کے بہترین مستقبل پر پورا یقین ہے۔ پاکستان کی بنیادوں میں شہیدوں کا لہو شامل رہا ہے اور قوم کے جذبے پہلے سے بھی بلند ہیں۔ انشاء اللہ ہماری قربانیاں جلد رنگ لانے والی ہیں۔

آمین میاں وقارالاسلام

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Sunday, August 13, 2017 at 5:31pm UTC+05

ڈھانپنے کی ضرورت

انتخاب: حسنین صاحب

تحریر: نامعلوم ★*



ایک عرب شخص کا کہنا تھا کہ: **" مجھے زندگی میں کسی نے لاجواب نہیں کیا سوائے ایک باندی کے جس نے ایک ڈھانپا ہوا تھال اٹھا رکھا تھا" .. **میں نے اس سے پوچھا: **تھال میں کیا چیز ہے؟؟ **وہ بولی: **اگر یہ بتانا ہوتا تو پھر ڈھانپنے کی کیا ضرورت تھی!!؟ **پس اس نے مجھے شرمندہ کر ڈالا... ****یہ ایک دن کا حکیمانہ قول نہیں بلکہ ساری زندگی کے لیے دانائی کی بات ہے: **" کوئی بھی چیز جو چھپی ہوئی ہو اس کے انکشاف کی کوشش نہ کرو. " **اللہ رب العزت دنیا اور آخرت میں ہماری اور آپ کی

ستر پوشی فرمائے...** کسی بھی شخص کا دوسرا چہرہ تلاش کرنے کی کوشش نہ کرو.. خواہ تم کو یقین ہو کہ وہ بُرا ہے.. یہ ہی کافی ہے کہ اس نے تمہارا احترام کیا اور اپنا بہتر چہرہ تمہارے سامنے پیش کیا، بس اسی پر اکتفا کرو... ہم میں سے ہر کسی کا ایک برا رُخ ہوتا ہے جس کو وہ خود اپنے آپ سے بھی چھپاتا ہے..*

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

Friday, August 11, 2017 at 1:17pm UTC+05

اگلی دفعہ بھی بیٹی ہوئی تو

انتخاب: اصباح کنول

تحریر: نامعلوم*



لڑکیوں کے اسکول میں آنے والی نئی ٹیچر خوبصورت اور با اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ علمی طور پر بھی مضبوط تھی لیکن اُس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی* *سب لڑکیاں اس کے اردگرد جمع ہوگئیں اور مذاق کرنےلگیں کہ میڈم آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟؟* میڈم نے داستان کچھ یوں شروع کی-----------

ایک خاتون کی پانچ بیٹیاں تھیں ، شوہر نے اس کو دھمکی دی کہ اگر اس دفعہ بھی بیٹی ہوئی تو اس بیٹی کو باہر کسی سڑک یا چوک پر پھینک آوں گا ، خدا کی حکمت خدا ہی جانے کہ چھٹی مرتبہ بھی بیٹی پیدا ہوئی اور مرد نے بیٹی کو اٹھایا اور رات کے اندھیرے میں شہر کے مرکزی چوک پر رکھ آیا ماں پوری رات اس ننھی سی جان کیلئے دعا کرتی رہی اور بیٹی کو اللہ کے سپرد کر دیا ، دوسرے دن صبح باپ جب چوک سے گزارا تو دیکھا کہ کوئی بچی کو لے نہیں گیا باپ بیٹی کو واپس گھر لایا *لیکن* دوسری رات پھر بیٹی کو چوک پر رکھ آیا لیکن ماجرا اسی طرح تکرار ہوتا رہا یہاں تک کہ سات دن باپ باہر رکھ آتا اور جب کوئی لے نہ جاتا تو مجبوراً واپس اٹھا لاتا یہاں تک کہ باپ تھک گیا اور خدا کی رضا پر راضی ہو گیا اور پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک سال بعد ماں پھر حاملہ ہو گئی اور اس دفعہ اللہ نے انکو بیٹا عطا فرما دیا لیکن کچھ ہی دن بعد بیٹیوں میں سے ایک فوت ہوگئی یہاں تک کہ پانچ بار حاملہ ہوئی اور اللہ نے پانچ بیٹے عطا فرمائے لیکن ہر دفعہ اسکی بیٹیوں میں سے ایک اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ، فقط ایک ہی بیٹی زندہ بچی اور وہ وہی بیٹی تھی جس سے باپ جان چھڑانا چاہ رہا تھا, ماں بھی اس دنیا سے چلی گئی ادھر 5 بیٹے اور 1 بیٹی سب بڑے ہو گئے ٹیچر نے کہا پتہ ہے وہ بیٹی جو زندہ رہی کون ہے ؟

وہ میں ہوں اور میں نے ابھی تک شادی اس لیے نہیں کی کہ باپ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتا جبکہ کوئی دوسرا نہیں جو اسکی خدمت کرے *بس میں ہی اسکی خدمت کیا کرتی ہوں* اور وہ 5 بیٹے کبھی کبھی آ کر باپ کی احوال پرسی کر جاتے ہیں جبکہ باپ ہمیشہ شرمندگی کے ساتھ رو رو کے مجھ سے کہا کرتا ہے *میری پیاری بیٹی جو کچھ میں نے بچپن میں تیرے ساتھ کیا اس پر مجھے معاف کرنا* میں نے کسی جگہ بیٹی کی باپ سے محبت کے بارے میں ایک پیاری بات پڑھی کہ ایک باپ بیٹے کے ساتھ فٹبال کھیل رہا تھا اور بیٹے کی حوصلہ افزائی کیلئے جان بوجھ کر ہار رہا تھا دور بیٹھی بیٹی باپ کی شکست تحمل نہ کر سکی اور باپ کے ساتھ لپٹ کے رونے لگی اور بولی بابا جان آپ میرے ساتھ کھیلیں ، تا کہ میں آپکی جیت کے لیے خود جان بوجھ کر ہار جاؤں ، اور سچ کہا جاتا ھے کہ بیٹی تو باپ کیلئے رحمت ہوتی ہے

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

Thursday, August 10, 2017 at 3:56pm UTC+05

بڑھیا کی دعا

تحریر: اقبال طارق



وہ گاڑی سے اترا اور بڑی تیزی سے ہوائی اڈے کی جانب لپکا؛ جہاز اڑان بھرنے کو تیار تھا اور اسے ایک کنفرنس میں شرکت کرنی تھی جو اسی کے اعزاز میں دی جا رہی تھی۔ جلدی جلدی جہاز میں پہنچ کر اپنی مقررہ نشت پر بیٹھا اور ابھی جہاز اڑان بھر کر کچھ ہی دور گیا تھا کہ اچانک اعلان ہوا: آسمانی بجلی کے کڑکنے، اور تیز اور طوفانی بارش کی وجہ سے انتظامی آلات میں خلل واقع ہو گیا ہے، لہٰذا جہاز کو نزدیکترین ہوائی آڈے پر اتار جا رہا ہے۔ وہ جہاز سے اترتے ہی ہوائی اڈے کے عملے کے رئیس کے پاس پہنچا اور گویا ہوا: میں ایک جانا مانا عالمی متخصص ڈاکٹر ہوں، میرے لیے میرا ایک ایک منٹ انسانوں کی جانوں کے برابر قیمت رکھتا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ میں یہاں 14 گھنٹے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہوں؟ کارکنوں میں سے ایک بولا: جناب ڈاکٹر ذیشان صاحب! اگر

آپ کو زیادہ جلدی ہے تو ایک گاڑی کرائے پر لے کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جایئے، یہاں سے گاڑی میں وہ مقام تین گھنٹے سے زیادہ دور نہیں۔ اس نے ایک گاڑی کرائے پر لی اور اپنی منزل مقصود کی جانب روانہ ہو گیا، لیکن یہاں بھی قسمت کام نہ آئی، موسلا دھار بارش اور جھکڑ آڑے گئے اور وہ سفر جاری نہ رکھ سکا، ابھی یہ راہ میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے تھے کہ احساس ہوا راستہ گم ہو گیا ہے، ناامیدی کے ساتھ آگے چل ہی رہے تھے کہ اچانک ایک چھوٹے سے گھر پر نظر پڑی، اس طوفان میں غنیمت جان کر نیچے اترا اور جا کر دروازہ بجا دیا۔ آواز آئی: جو کوئی بھی ہے اندر آ جاؤ دروازہ کھلا ہے۔ اندر ایک بڑھیا زمین پر جانماز بچھائے بیٹھی تھی۔ اس نے کہا: ماں جی اجازت ہے میں آپ کا فون استعمال کر لوں؟ بڑھیا مسکرائی اور بولی: بیٹا کون سا فون؟ یہاں تو نہ بجلی ہے نہ فون! لیکن تم بیٹھو، سامنے چائے رکھی ہے پیالی میں ڈال کر پیو لو تھکن دور ہو جائے گی اور کھانے کو بھی کچھ نہ کچھ رکھا ہو گا، کھا لو تاکہ آگلے سفر کے لیے جان پکڑ لو۔ ڈاکٹر نے بڑھیا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پیالی میں چائے ڈالی اور پینے میں مشغول ہو گیا جبکہ کہ بڑھیا نماز و دعا میں مشغول تھی۔ اچانک بجلی کوندی تو ان کی نظر پڑی اس بڑھیا کی جانماز کی بغل میں ایک بچہ کنبل میں لپٹا پڑا ہے جسے وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ہلاتی جا رہی ہے۔ جب کافی دیر بعد بڑھیا نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو ڈاکٹر نے کہا: میں آپ کے اس اخلاق اور لطف و کرم کا مشکور ہوں، میرے لیے بھی دعا کیجیے، آپ کے اخلاق حسنہ اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہو گی۔ بڑھیا بولی: نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں تم راہگیر ہو اور راہگیروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ میں نے تمہارے لیے بھی دعا کی ہے، خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری ہر دعا سنی ہے، بس ایک دعا کی قبولیت میں شاید اسے کچھ وقت درکار ہے سو جب وہ چاہے... ڈاکٹر نے پوچھا: کون سی دعا؟ بڑھیا بولی: یہ جو بچہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ادھ موا پڑا ہے، میرا پوتا ہے، نہ اس کی ماں زندہ رہی نہ باپ، اس بڑھاپے میں اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں اسے کوئی موذی مرض ہے، جس کا وہ علاج نہیں کر سکتے، کہتے ہیں ایک ہی ڈاکٹر ہے بڑا نامی گرامی، کیا نام بتایا تھا اس کا۔۔۔! ہاں ذیشان... وہ اس کا اپریشن کر سکتا ہے۔ لیکن میں بڑھیا کہاں اس تک پہنچ سکتی ہوں؟ لے کر جاؤ بھی تو پتہ نہیں قبول کرے یا نہ کرے، میری تو خیر ہے یہ بچارہ بچہ خوار ہو جائے گا؛ بس اب اللہ سے ہی امید ہے کہ وہ میری مشکل آسان کر دے...! ڈاکٹر کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں؛ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا: خدا کی قسم، آپ کی دعا نے ہوائی جہاز کو نیچے اتار لیا، آسمان پر بجلیاں کوندوا دیں، مجھے رستہ بھلوا دیا تاکہ میں یہاں تک کھینچا چلا آؤں، خدا کی قسم، مجھے یقین نہیں آتا کہ خدا ایک دعا کو اس طرح قبول کرکے اپنے بندے کے لیے یوں اسباب فراہم کرتا ہے۔ اے بندگان خدا! جب ہاتھ سے تمام اسباب نکل جاتے ہیں تو بھی وہ مسبّب الاسباب یونہی سبب پیدا کر دیتا ہے، شرط فقط لو لگائے رکھنے کی ہے۔ دعا پہاڑ کو ہلا سکتی ہے، بادل کو برسا سکتی ہے،

پتھر میں سوارخ کر سکتی ہے، تجھے نہیں معلوم خدا نے تجھے انبیاء کے اسلحے سے لیس کیا ہے، ایک مرتبہ اسے استعمال کر کے تو دیکھ.... ! اھل دل نوٹ: مندرجہ بالا واقعہ ادبی نوک پلک سنوار نے اور استعمال کیے گئے نام کے علاوہ، حقیقت پر مبنی ہے۔۔۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

Thursday, August 10, 2017 at 3:42pm UTC+05

ڈاکٹر نے جب میرے والد کے حقے پر پابندی لگائی تو

تحریر: اقبال طارق



یہ خبر میرے والد کے لیے صورِ اسرافیل کی حیثیت رکھتی تھی' یہ پریشان ہو گئے لیکن ڈاکٹر کا فیصلہ عدالتی فیصلہ تھا۔ میرے والد ڈسپلن کے بھی انتہائی سخت ہیں' یہ جب کوئی بات' کوئی چیز ٹھان لیتے ہیں تو یہ پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹتے' میرے والد نے حقے پر پابندی لگا دی' ہم لوگوں نے حقہ اٹھایا اور گودام میں رکھ دیا یوں دکان کی بڑی اٹریکشن اچانک ختم ہو گئی' حسن اتفاق سے انھیں دنوں ''ایکس چینج'' کی ''اپ گریڈیشن'' بھی شروع ہو گئی اور ہمارا فون بھی عارضی طور پر کٹ گیا یوں دکان کی دوسری اٹریکشن بھی ختم ہو گئی' ان اٹریکشنز کے خاتمے کے ساتھ ہی دکان کے رش میں کمی ہو گئی' لوگ دکان کے قریب پہنچ کر منہ نیچے کر لیتے تھے اور تیز تیز قدموں سے آگے نکل جاتے تھے' وہ لوگ جو روز صبح سویرے ہماری دکان پر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور ان کی شام بھی اسی

دکان پر ہوتی تھی وہ بھی اچانک غائب ہو گئے ہم جن کو والد کا انتہائی قریبی دوست سمجھتے تھے' جو لوگ ہمارے چا چا جی ہوتے تھے' جو گلی میں داخل ہو کر اونچی آواز میں چوہدری صاحب کا نعرہ لگاتے تھے اور جو گھنٹوں ہمارے والد کی تعریفیں کرتے تھے' وہ سب بھی غائب ہو گئے' ہم ان کی شکلیں تک بھول گئے' میرے والد سارا دن دکان پر اکیلے بیٹھے رہتے تھے' گاہک آتے تھے' منشی اور دکان کے کارندے گاہکوں کو ڈیل کرتے تھے لیکن وہ لوگ بھی میرے والد کے قریب نہیں جاتے تھے' وہ دور سے انھیں سلام کرتے تھے' رسید بنواتے تھے اور رخصت ہو جاتے تھے' میں اس وقت پرائمری اسکول میں پڑھتا تھا' میرے کچے ذہن کے لیے یہ صورتحال ہضم کرنا مشکل تھا' میں ایک دن والد کے پاس بیٹھا اور میں نے ان سے پوچھا ''ابا جی آپ کے سارے دوست کہاں چلے گئے ہیں'' میرے والد نے غور سے میری طرف دیکھا' میری آنکھوں میں اس وقت آنسو تھے' میرے والد نے رومال سے میری آنکھیں صاف کیں' سر پر ہاتھ پھیرا اور بڑے پیار سے کہا ''بیٹا یہ لوگ میرے دوست نہیں تھے' یہ حقے اور ٹیلی فون کے دوست تھے' حقہ بند ہو گیا' ٹیلی فون کٹ گیا' یہ لوگ بھی کٹ گئے' یہ بھی بند ہو گئے' جس دن ٹیلی فون اور حقہ واپس آ جائے گا' یہ لوگ بھی اس دن واپس آ جائیں گے'' میرے کچے ذہن نے یہ فلسفہ سمجھنے سے انکار کر دیا' میرے والد نے میرے چہرے کی گومگو پڑھ لی' وہ بولے بیٹا یاد رکھو اللہ تعالیٰ جب آپ کو کوئی نعمت دیتا ہے تو یہ نعمت اپنے ساتھ نئے دوست لے کر آتی ہے لیکن ہم نعمت کے ان دوستوں کو اپنا دوست سمجھ بیٹھتے ہیں' یہ ہماری بے وقوفی ہوتی ہے' یہ نعمت جس دن چلی جاتی ہے' یہ سارے دوست بھی رخصت ہو جاتے ہیں. میرے والد نے اس کے بعد شاندار نصیحت کی' انھوں نے فرمایا ''بیٹا آپ کا اصل کمال یہ ہو گا آپ نعمتوں کے دوستوں کو نعمتوں کا دوست رہنے دو' آپ ان لوگوں کو کبھی اپنا دوست نہ بننے دو' تم زندگی میں کبھی مایوس نہیں ہو گے میرے والد نے فرمایا ''بیٹا آپ کار کے دوستوں کو کار کا دوست سمجھو' کاروبار کے دوستوں کو کاروبار کا دوست سمجھو اور اپنے عہدے کے دوستوں کو عہدے کا دوست سمجھو' ان لوگوں کو کبھی اپنے دل تک نہ پہنچنے دو' تمہارا دل کبھی زخمی نہیں ہو گا' تم کبھی خون کے آنسو نہیں روؤ گے....!!!!

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

Wednesday, August 9, 2017 at 1:25am UTC+05

حقیقی شکر

انتخاب: ذوالقرنین مغل

تحریر: اشفاق احمد



ایک دن بےبے نے بیسن کی روٹی پکا کے دی۔ میں نے دو روٹیاں کھائیں اور ساتھ لسّی پی۔ پھر بےبے کو خوش کرنے کے لئے زوردار آواز میں اللہ کا شکر ادا کیا۔بےبے نے میری طرف دیکھا اور پوچھا:

"اے کی کیتا ھی؟" میں نے کہا": بےبے شکر ادا کیتا اللہ دا" کہنے لگی": پُترا! یہ کیسا شکر ھے؟ دو روٹیاں تجھے دی، تُو کھا گیا۔ نہ تُو باھر جھانکا، نہ پاس پڑوس کی خبر لی کہ کہیں کوئی بھوکا تو نہیں، ایسے کیسے شکر؟ پُترا! روٹی کھا کے لفظوں والا شکر تو سب کرتے ھیں، اپنی روٹی کسی کے ساتھ بانٹ کر شکر نصیب والے کرتے ھیں۔

اللہ کو لفظوں سے خوش کرنا چھوڑ دے! عمل پکڑ پُتر۔ اللہ جس چیز سے نواز دے، اُس کو خوشی سے استعمال کر! اور کسی کے ساتھ بانٹ لیا کر کہ یہ عملی شکر ہے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

Wednesday, August 9, 2017 at 1:18am UTC+05

چائے کا ہوٹل

انتخاب: ذوالقرنین مغل

تحریر: نامعلوم



شہر کے بیچ میں جامع مسجد کے پاس عادل کا چائے کا ہوٹل ہے۔ اس نے ہوٹل کی دیوار پر ایل ای ڈی لگا رکھی ہے جس پر سارا دن لوگ فلمیں دیکھتے ہیں۔ ہندی، چائنیز، انگریزی اور کبھی کبھار پاکستانی رات دس بجے کے بعد والے شو بالغ افراد کے لئے ہوتے ہیں۔ عادل پانچ وقت کا نمازی بھی ہے۔ جیسے ہی اذان ہوتی ہے وہ دکان چھوٹے لڑکے کو سونپ کر مسجد کا رخ کرتا ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ پنجگانہ نماز کی بدولت ہی اس کے کاروبار میں برکت ہے۔ یوں عادل کا سارا دن فلموں میں اور پانچ مرتبہ کچھ منٹ مسجد

میں گزرتے ہیں۔ مگر تمام لوگوں کا ماننا ہے کہ عادل ایک نیک اور نمازی پرہیزی آدمی ہے۔ مسجد کے امام کا نام مولوی....... ہے۔ پچیس سال کا خوب رو باریش نوجوان۔ تازہ تازہ درس نظامی کرکے آیا ہے اور مسجد میں بلامعاوضہ امامت وتدریس سنبھالی ہے۔ نماز پڑھانے اور بچوں کو درس دینے کے بعد مسجد سے ملحق ہجرے میں جا بیٹھتا ہے اور کتابوں میں کھو جاتا ہے۔ کل عصر کی نماز کے بعد مولوی صاحب کا چائے پینے کا من ھوا تو مولانا صاحب کے دل میں خیال آیا کیوں نا آج اپنے عادل بھائی کے ہوٹل سے چائے پی جائے۔ مسجد کے صدر دروازے پر ھوٹل ھے۔ چنانچہ وہ ہجرے کی کواڑ لگا کر چپل پہنے ہوٹل میں داخل ہوئے۔ تمام فلم بین جو پیشاب روکے، آنکھیں پھاڑے فلم میں مست تھے، مولوی صاحب کو دیکھ کر یوں چونکے جیسے کوئی خلائی مخلوق ہوٹل میں داخل ہو گئی ہو۔ مولوی....... صاحب نے چائے کا کہا اور ٹی وی پر لگی فلم دیکھنے لگ گئے۔ تیسری آنکھ سے دیکھنے والے کو صاف معلوم پڑتا تھا کہ اس وقت ہوٹل میں مجرم فقط ایک ذات تھی یعنی "مولوی...... صاحب"۔ چائے پینے اور پندرہ بیس منٹ فلم دیکھنے کے بعد مولوی صاحب ہجرے میں لوٹ آئے۔ نماز مغرب کی اذان دے کر مولوی صاحب مصلے امامت تک تشریف لائے تو مقتدیوں کے چہرے یوں بدلے ہوئے تھے جیسے کوفہ والوں کے مسلم بن عقیل کو دیکھ کر بدلے تھے۔ اطراف میں بات پھیل چکی تھی کہ مولوی صاحب فلمیں بہت دیکھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مولوی صاحب کی چھٹی کروادی گئی عشاء کے وقت جب مولوی...... صاحب اپنا سامان سمیٹے مسجد سے نکل رہے تھے تو عادل بھائی کے ہوٹل میں بیٹھے چاچا شریف نے عادل کو پکارتے ہوئے کہا "اچھا کیا مولوی...... صاحب کی چھٹی کروادی۔ ایسے مولویوں کی وجہ سے اسلام بدنام ہے اور ہم مسلمانوں کی عزت نہیں ہے۔" عادل نے ہاں میں ہاں ملائی اور پھر سے سب دوبارہ فلم میں مگن ہو گئے۔ یہ ہے ہمارے معاشرے کا حال

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقارالاسلام

جلد : 8

Monday, August 7, 2017 at 2:20pm UTC+05

باسی چاول اور صندوق

انتخاب: وقارالاسلام

تحریر: نامعلوم



حکایت ہے کہ ایک چوکیدار کسی شاہ کے پاس اس ذمہ داری پر مامور تھا کہ تمام ملازمین پر نظر رکھے تاکہ محل سے وہ کوئی چیز چوری کرکے نہ لے جاسکیں۔ ایک روز اس نے تلاشی کے دوران ایک نئے ملازم کے ہاتھ میں چھوٹا سا صندوق دیکھا تو کرختگی سے پوچھا کہ "کیا ہے اس صندوق میں؟" ملازم نے منمنا کر کہا کہ اس میں محل کے بچے ہوئے کچھ باسی چاول ہیں۔ چوکیدار نے بدستور کرخت لہجے میں کہا کہ "کھول اس صندوق کو اور تلاشی دے" چنانچہ ملازم نے صندوق کھول کر دیکھایا۔ اس میں واقعی

باسی چاول تھے۔ اگلے روز پھر قطار میں صندوق پکڑے کھڑا تھا۔ چوکیدار نے پھر تلاشی لی تو وہی باسی چاول برامد ہوئے۔ تیسرے، چوتھے، پانچویں روز بھی یہی ہوا۔ چوکیدار کے دل میں بدستور شک تھا کہ کچھ تو غلط ہے چھٹے روز چوکیدار نے بہت ہی باریکی سے تلاشی لی۔ صندوق کی لکڑی بھی کریدی، ٹھوک پیٹ کر بھی دیکھا مگر کیا نکلنا تھا؟ نکلے تو صرف وہی باسی چاول۔۔ ساتویں دن حسب معمول ملازم صندوق کیساتھ کھڑا تھا۔ اس نے ملازم کو کونے میں بلایا اور نہایت بیچارگی سے مخاطب ہوا کہ "دیکھو مجھے تجربے کی بنیاد پر یقین ہے کہ تم کچھ چراتے ہو مگر میں کوشش کے باوجود نہیں معلوم کر پایا کہ وہ ہے کیا؟ میں تمہیں زبان دیتا ہوں کہ تمہیں نہ گرفتار کروں گا نہ کسی سے شکایت لگاوں گا۔ بس مجھے اتنا بتادو کہ تم آخر چراتے کیا ہو؟؟" ملازم نے مسکرا کر چوکیدار کے کان میں سرگوشی کی۔۔ "صاحب میں۔۔۔ میں صندوق چراتا ہوں!" ☺۔ قارئین آپ اسے حکایت کہیں، کہانی کہیں یا پھر لطیفہ۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہم سب بھی اکثر معاملات کو ازخود پیچیدہ بنادیتے ہیں۔ سامنے کی بڑی اور واضح حقیقت کو دانستہ یا نادانستہ نظرانداز کرکے غیر ضروری تفصیل میں الجھ جاتے ہیں۔ یہی معاملہ ہم اپنے دین کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بنیادی عقائد، ذمہ داریاں اور فرائض جو دین کی اثاث ہیں اور ہر کسی کے سامنے موجود ہیں۔ ان میں روز و شب لگانے کی بجائے ان فروعی معاملات میں زندگی کھپادیتے ہیں۔ جن کا حاصل کچھ بھی نہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

Sunday, August 6, 2017 at 3:16pm UTC+05

قانون نمبر ننانوے

انتخاب: ذوالقرنین

مغل تحریر: نامعلوم.



بادشاہ وقت نے اپنے وزیر خاص سے پوچھا: یہ میرے نوکر مجھ سے زیادہ کیسے خوش باش پھرتے ہیں۔ جبکہ ان کے پاس کچھ نہیں اور میرے پاس کمی کسی چیز کی نہیں۔ وزیر نے کہا: بادشاہ سلامت، اپنے کسی خادم پر قانون نمبر ننانوے کا استعمال کرکے دیکھیئے۔ بادشاہ نے پوچھا: اچھا، یہ قانون نمبر ننانوے کیا ہوتا ہے؟ وزیر نے کہا: بادشاہ سلامت، ایک صراحی میں ننانوے درہم ڈال کر، صراحی پر لکھیئے اس میں تمہارے لیئے سو درہم ہدیہ ہے، رات کو کسی خادم کے گھر کے دروازے کے سامنے رکھ کر دروازہ کھٹکھٹا کر

ادھر اُدھر چھپ جایئے اور تماشہ دیکھ لیجیئے۔ بادشاہ نے، جیسے وزیر نے سمجھایا تھا، ویسے کیا، صراحی رکھنے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور چھپ کر تماشہ دیکھنا شروع کر دیا۔ اندر سے خادم نکلا، صراحی اٹھائی اور گھر چلا گیا۔ دراہم گنے تو ننانوے نکلے، جبکہ صراحی پر لکھا سو درہم تھا۔ سوچا: یقینا ایک درہم کہیں باہر گرا پڑا ہوگا۔ خادم اور اس کے سارے گھر والے باہر نکلے اور درہم کی تلاش شروع کر دی۔ ان کی ساری رات اسی تلاش میں گزر گئی۔ خادم کا غصہ دیدنی تھا، کچھ رات صبر اور باقی کی رات بک بک اور جھک جھک میں گزری۔ خادم نے اپنے بیوی بچوں کو سست بھی کہا کیونکہ وہ درہم تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔ دوسر دن یہ ملازم محل میں کام کرنے کیلئے گیا تو اس کا مزاج مکدر، آنکھوں سے جگراتے، کام سے جھنجھلاہٹ، شکل پر افسر دگی عیاں تھی۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ ننانوے کا قانون کیا ہوا کرتا ہے۔ لوگ ان ننانوے نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہوتی ہیں۔ اور ساری زندگی اس ایک نعمت کے حصول میں سر گرداں رہ کر گزار دیتے ہیں جو انہیں نہیں ملی ہوتی۔ اور یہ والی رہ گئی نعمت بھی اللہ کی کسی حکمت سے وجہ سے رُکی ہوئی ہوتی ہے جسے عطا کر دینا اللہ کیلئے بڑا کام نہیں ہوا کرتا۔ لوگ اپنی اسی ایک مفقود نعمت کیلئے سر گرداں رہ کر اپنے پاس موجود ننانوے نعمتوں کی لذتوں سے محروم مزاجوں کو مکدر کرکے جیتے ہیں۔ اپنی ننانوے مل چکی نعمتوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان مانیئے اور ان سے مستفید ہو کر شکر گزار بندے بن کر رہیئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے شکر گزار بندے بنادے۔ آمین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 8

Sunday, August 6, 2017 at 12:35pm UTC+05

ایک غریب ملاح

انتخاب : ذوالقرنین مغل

تحریر : نامعلوم



ایک غریب ملاح کی کشتی میں دو انتہائی تعلیم یافتہ مگر خود پسند اور مغرور انسان سوار ہوئے۔ ان میں سے ایک اپنے وقت کا معروف فلسفی تھا اور دوسرا مشہور ریاضی دان۔ سمندر میں دوران سفر فلسفی نے ریاضی دان پر دھاک بٹھانے کیلئے ملاح کو مخاطب کرکے پوچھا "کیا تمہیں فلسفہ آتا ہے؟" .. ملاح نے متانت سے جواب دیا "نہیں محترم" .. فلسفی نے قہقہہ لگایا اور کہا کہ "پھر سمجھو تم نے فلسفہ نہ سیکھ کر اپنی پچیس فیصد زندگی ضائع کر دی" .. کچھ دیر کشتی میں خاموشی رہی۔ اب ریاضی دان نے فسلفی کو نیچا

دکھانے کی ٹھانی اور ملاح کو بالواسطہ مخاطب کیا "کیا تمہیں ریاضی آتی ہے؟" ملاح نے بے بسی سے نفی میں گردن ہلائی اور کہا "نہیں صاحب" . . اب کے قہقہہ ریاضی دان نے لگایا اور رعونت سے بولا "پھر سمجھو تم نے ریاضی نہ سیکھ کر اپنی آدھی زندگی ضائع کر دی" . کشتی میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی . اچانک ملاح نے فلسفی اور ریاضی دان کو مخاطب کیا اور پوچھا "کیا آپ دونوں دانشوروں کو تیراکی آتی ہے؟" . . دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور گردن نفی میں ہلاتے ہوئے بولے "نہیں مگر کیوں؟" . . ملاح نے قہقہہ لگایا اور کہا کہ "پھر سمجھو آپ نے تیراکی نہ سیکھ کر اپنی پوری زندگی ضائع کر دی . . . کشتی میں سوراخ ہو گیا ہے اور بچنے کی واحد صورت اس وقت تیراکی ہی ہے" . یہ ایک فرضی داستان ہے مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ علم و ہنر کے کسی شعبے میں مہارت رکھنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان متکبر ہو جائے یا یہ غلط فہمی پال لے کہ علم و ہنر کے دوسرے شعبے کمتر ہیں . ایک کمہار بھی اپنے فن میں اتنا ہی مشتاق ہے جتنا کوئی آئی ٹی پروفیشنل . ایک مدرسے کا عالم دین بھی ایسے ہی قابل عزت ہے جیسے ایک کالج کا پروفیسر . ہم انسان مختلف علوم میں مہارت رکھتے ہیں اور ہمیں انکسار و باہمی ادب کے ساتھ ایک دوسرے سے مستفید ہونا چاہیئے . سائنس کے شعبے انسانیت کیلئے فی الواقع تکریم کے حامل ہیں مگر اس سے ہرگز یہ مراد نہیں لینی چاہیئے کہ سائنسدان کسی فلسفی، شاعر یا مصور سے زیادہ ذہین ہوتے ہے . حقیقت فقط اتنی ہے کہ ان سب کی ذہانت جدا جدا ہے اور مختلف شعبوں سے وابستہ ہے .

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب : میاں وقار الاسلام

جلد : 8

Saturday, August 5, 2017 at 2:24am UTC+05

انوکھا بیج

انتخاب: سارہ خان

تحریر: نامعلوم



ایک تاجر اپنی محنت سے کامیاب ہوا اور ایک بہت بڑے ادارے کا مالک بن گیا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اُس نے ادارے کے ڈائریکٹروں میں سے کسی کو اپنا کام سونپنے کی دلچسپ ترکیب نکالی۔ اُس نے ادارے کے تمام ڈائریکٹروں کا اجلاس طلب کیا اور کہا "میری صحت مجھے زیادہ دیر تک اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی اجازت نہیں دیتی اسلئے میں آپ میں سے ایک کو اپنی ذمہ داریاں سونپنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سب کو ایک ایک بیج دوں گا۔ اسے بُونے کے ایک سال بعد آپ اس کی صورتِ حال سے مطلع کریں

گے جس کی بنیاد پر میں اپنی ذمہ داریاں سونپنے کا فیصلہ کروں گا" کچھ عرصہ بعد سب ڈائریکٹر اپنے بیج سے اُگنے والے پودوں کی تعریفیں کرنے لگے سوائے زید کے جو پریشان تھا۔ وہ خاموش رہتا اور اپنی خِفت کو مٹانے کیلئے مزید محنت سے دفتر کا کام کرتا رہا۔ دراصل زید نے نیا گملا خرید کر اس میں نئی مٹی ڈال کر بہترین کھاد ڈالی تھی اور روزانہ پانی بھی دیتا رہا تھا مگر اس کے بیج میں سے پودا نہ نکلا ایک سال بعد ادارے کے سربراہ نے پھر سب ڈائریکٹرز کا اجلاس بلایا اور کہا کہ سب وہ گملے لے کر آئیں جن میں انہوں نے بیج بویا تھا۔ سب خوبصورت پودوں والے گملوں کے ساتھ اجلاس میں پہنچے مگر زید جس کا بیج اُگا نہیں تھا وہ خالی ہاتھ ہی اجلاس میں شامل ہوا اور ادارے کے سربراہ سے دُور والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اجلاس شروع ہوا تو سب نے اپنے بیج اور پودے کے ساتھ کی گئی محنت کا حال سنایا اس اُمید سے کہ اسے ہی سربراہ بنایا جائے سب کی تقاریر سننے کے بعد سربراہ نے کہا "ایک آدمی کم لگ رہا ہے"۔ اس پر زید جو ایک اور ڈائریکٹر کے پیچھے چھُپا بیٹھا تھا کھڑا ہو کر سر جھکائے بولا "جناب۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں نے کیا مگر میرے والا بیج نہیں اُگا"۔ اس پر کچھ ساتھی ہنسے اور کچھ نے زید کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا چائے کے بعد ادارے کے سربراہ نے اعلان کیا کہ اس کے بعد زید ادارے کا سربراہ ہوگا۔ اس پر کئی حاضرین مجلس کی حیرانی سے چیخ نکل گئی۔ ادارے کے سربراہ نے کہا "اس ادارے کو میں نے بہت محنت اور دیانتداری سے اس مقام پر پہنچایا ہے اور میرے بعد بھی ایسا ہی آدمی ہونا چاہیئے اور وہ زید ہے جو محنتی ہونے کے ساتھ دیانتدار بھی ہے۔ میں نے آپ سب کو اُبلے ہوئے بیج دیئے تھے جو اُگ نہیں سکتے۔ سوائے زید کے آپ سب نے بیج تبدیل کر دیئے" اے بندے۔ مت بھول کہ جب کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا تو پیدا کرنے والا دیکھ رہا ہوتا اسلئے دیانت کا دامن نہ چھوڑ.

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقار الاسلام

جلد: 8

Sunday, July 30, 2017 at 1:12pm UTC+05

رشتے والے

انتخاب: محمد عمران احمد بشیر

تحریر: ڈاکٹر محمد جاوید



اس سے پہلے چار دفعہ مختلف گھروں کے لڑکے اس رشتے سے رد کر چکے تھے یہ پانچویں بار تھی وہ اپنی دوست کو میسج پر بتا رہی تھی کے آج پھر لڑکے والے دیکھنے آ رہے ہیں دعا کرنا انہیں میں پسند آ جاؤں مجھ سے اب باباکے چہرے پر جھریاں نہیں دیکھی جاتی ہیں نہ جانے انہوں نے ایسا کیا گناہ کیا تھا کے میں ان پر بوجھ بنی ہوئی ہوں. اب تو ماں کے ہاتھ بھی کانپتے ہیں اس مشین کو چلا چلا کر انہوں نے آج تک میرے لیے بہت کچھ بنایا لیکن قسمت پتہ نہیں کیا امتحان لے رہی ہے. شام کے وقت وہ اپنے کمرے میں بیٹھی

یہی دعامانگ رہی تھی کے میرے بابا کی عزت بچ جائے کہیں وہ پھر سے یہی نہ سوچیں کے بیٹی کیا پیدا کر لی عذاب میں پڑ گئے ہم تو. اور وہی ہوا آنے والوں نے نہیں پوچھا کے : آپ کی بیٹی نماز پڑھتی ہے یا نہیں. . ! انہوں نے نہیں پوچھا کے کیا دین کے لیے کبھی کسی مدرسے میں گئی یا نہیں. . . ! یا کتنا پڑھا دین کا. . . ! انہوں نے نہیں پوچھا دنیا کا کتنا پڑھا سکول کتنا پڑھا. . . ! . انہوں نے نہیں پوچھا کے بیٹی کیا دو وقت کا کھانا بنا کر اپنے شوہر کو اور ہمیں دے سکتی ہے یا نہیں. . . ! بلکہ صاحبزادے جو کے ایک طرف کرسی پر ٹانگ رکھے بیٹھے تھے انہوں نے ماں کو اشارہ کیا ماں نے بھی کہہ دیا بیٹی کو بلا یے. . .

اندر سے لڑکی کو لے کر اُس کی ماں باہر آئی یہاں شہزادہ چارلس صاحب منہ اٹھا یا اور باہر چلے گئے. . . لڑکے کی ماں پیچھے گئی بیٹا کیا بات ہے یہاں اندر لڑکی اور اس کے ماں باپ سن رہے ہیں. . . . . مجھے نہیں کرنی اس سے شادی شکل تو دیکھیں اس کی یہ بھی کوئی لڑکی ہے. لڑکے کا والد معزرت کرتا ہوا وہاں سے اٹھا اور اِدھر لڑکی وہاں سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر دیا. تین دن کمرے کے ایک کونے میں وہ گھٹ گھٹ کر مرتی رہی اور آخر کار چوتھے دن گولیوں کا ایک پیکٹ اپنے اندر ڈال کر وہ اس معاشرے سے خود کو الگ کرنے کے لیے سکون کی نیند تلاش کرنے چلی گئی. اب میرا سوال ہے کے کیا اسے اُس کے حسن نے مارا ہے؟ یا اُس پانچویں شخص نے مارا ہے. ؟ یا اُن تمام لوگوں نے جو اس سے پہلے آ چکے تھے. ؟ میں بتاتا ہوں. . . . . !

لعنت بھیجتا ہوں میں اس گندے معاشرے پر جس نے اسے مارا ہے لوگوں کی بیٹیوں کو ایسے دیکھنے جاتے ہو جیسے کے کسی باغ کا بیوپاری جاتا ہے باغ اچھا لگا تو ٹھیک ورنہ کوئی اور لے لوں گا. آپ میں ہم وہ تکلیف نہیں محسوس کر سکتے ہیں جو ایک باپ کے سینے میں لگی ہوتی ہے ایک ماں کا کلیجہ جب پھٹ رہا ہوتا ہے اور جب اُس کی آنکھیں خون بہا رہی ہوتی ہیں. جب کسی کی بہن بیٹی کو دیکھنے جاؤ تو اسے شکل سے نہ دیکھو. . . بلکہ والدین سے پوچھو کے کیا وہ دین جانتی ہے. . .

کیا وہ میری ماں کو ماں سمجھنے کے قابل ہے. . . کیا وہ دو وقت کا کھانا مجھے اور میرے ماں باپ کو دے سکتی ہے. اور اگر حسن چاہیے ہے تو میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہے جاؤ مغرب میں وہاں حسن ہے اور وہاں حسن ملے گا بھی باقی حیا شرم دین اُن کے قریب سے بھی نہیں گزرا ہو گا اور ویسے بھی تمہیں کون سا حیا شرم یا دین چاہیے ہے. زرا سوچو گھر میں جو بہن ہے اسے پانچ دفعہ

کوئی دیکھنے آئے اور پانچویں دفعہ بھی کہے نہیں مجھے نہیں یہ پسند تو تم پر قیامت گزرتی ہے اور تمہیں یاد بھی ہے خود کتنی بیٹیوں پر قیامت گرا چکے ہو. یقین مانیے ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا کے کہیں ہماری وجہ سے کسی گھر میں کتنا بڑا فساد کتنا بڑا دُکھ جنم لے چُکا ہے. حُسن نہ دیکھیے کسی کی عزت دیکھیے.

کیا فائدہ اگر حُسن ملے اور عزت نہ ہو بے عزتے لوگ ہوں حیا نہ ہو دین نہ ہو.. لعنت نہ بھیجوں میں ایسے لوگوں پر. اور کیا ہی زندگی ہو کے سادہ چہرہ ہی کیوں نہ ہو دین ہو عزت دار لوگ ہوں حیا ہو اور دین ہو. یہ بیٹیاں اپنی خوشی سے زیادہ اپنے باپ کے دُکھ میں مر رہی ہوتی ہیں کے کہیں میرا والد یا میری والدہ مجھ سے مایوس تو نہیں لوگوں میں حیا شرم اور دین دیکھو... حسن نہیں..!! یہ سچائی اگر کسی کو بُری لگی ہو تو معزرت وسلام۔۔۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

سیرت النبیﷺ کا ایسا واقعہ پڑھ کرآنکھوں سے آنسو آ جائیں گے

انتخاب: محمد شاہد (جدہ)



نڈر تھا، جرنیل تھا، تاجر تھا، گورنر تھا، پکڑ کر لایا گیا،مسجد نبوی ﷺ میں ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا،رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لے گئے،، دیکھا، خوبصورت چہرہ، لمبا قد، توانا جسم، بھرا ہوا سینہ، اکڑی ہوئی گردن، اٹھی ہوئی نگاہیں، ایک حسین جوان ہے ... حکمرانی کے جتنے عیب ہیں سارے پائے جاتے ہیں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و سلم آگے بڑھے، فرمایا :ثمامہ ! کیسے ہو؟ثمامہ بولا : گرفتار کرکے پوچھتے ہو کیسا ہوں؟۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : کوئی تکلیف پہنچی ہو؟کہتا ہے : نہ تمہاری تکلیف کی کوئی پرواہ، نہ تمہاری راحت کا کوئی خدشہ، جو جی چاہے کر لو،رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : بڑا تیز مزاج آدمی ہے،اپنے صحابہ کو دیکھا، پوچھا، اس کو دکھ تو نہیں پہنچایا؟عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ! گرفتار ہی کیا ہے دکھ کوئی نہیں پہنچایا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ثمامہ ذرا میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو تو صحیح،ثمامہ کہتا ہے : کیا نظر اٹھا کر دیکھنے کی بات کرتے ہو، جا نہیں دیکھتا، مجھ کو مارا جائے گا تو میرے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔

حضرت عمر فاروق(رضی اللّٰہ)کی پیشانی سلوٹوں سے بھر گئی، تلوار کے میان پر ہاتھ تڑپنے لگا،اشارہ ابرو ہو اس کی گردن ہو،حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے قدم ہوں، یہ کیا سمجھتا ہے؟لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے، فرمایا، جتنا غصہ ہے جی چاہے نکال لو، لیکن ہمارا چہرہ تو دیکھ لو ...

ثمامہ نے کیا جواب دیا : اس نے مدینے والے کو دیکھا ہی نہیں تھا، اس نے کہا، تمہارا چہرہ کیا دیکھوں کائنات میں تجھ سے بد صورت کوئی نہیں ہے (نعوذباللہ)لوگو ! یہ ہے وہ پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جن‌کے نقش قدم پر ہم نے چلنا ہے، جب بے آسرا تھا تب بھی گالیاں کھائی، شکن نہیں ڈالی، آج تاجدار ہیں اپنے گھر میں گالی سنتے ہیں لیکن پیشانی پر شکن نہیں ڈالتے ہیں ...فرمایا : کوئی بات نہیں، میری بستی کی طرف تو نگاہ ڈالو،اس نے کہا : میں نے روم و یونان ایران و مصر کی بستیاں دیکھیں مگر تمہاری بستی کائنات کی سب سے بدصورت بستی ہے (نعوذباللہ) اس بستی کو کیا دیکھوں؟رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : کوئی بات نہیں،دوسرے دن آئے پھر وہی جواب،تیسرے دن پاک پیغمبر ﷺ آئے فرمایا : ہم تجھ سے کچھ نہیں مانگتے، ذرا دیکھ تو لو،۔

کہتا ہے : نہیں دیکھتا، اب؟ہمیشہ مسکرانے والا پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا : جاؤ ! ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے، چلے جاؤ، ہم نے اسے رہا کر دیا ہے، ہم تجھے کچھ نہیں کہتے، جاؤ ...اور اپنے صحابہ کرام کو جن کی تلواریں ثمامہ کی گردن کاٹنے کے لیے بے تاب تھیں، ان سے فرمایا :بڑا آدمی ہے عزت کے ساتھ لے جا کر اس کو مدینہ سے رخصت کر دو،انہوں نے چھوڑا، پلٹتے ہوئے اس کے دل میں خیال آیا، بڑے حکمران بھی دیکھے، محکوم بھی دیکھے، جرنیل بھی دیکھے مگر اتنا حوصلہ والا تو کبھی نہ دیکھا،اس کے چہرے کو دیکھوں ہے کیسا ..." بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا "پھر دیکھتا ہے، دیکھ کر سرپٹ بھاگا، دڑکی لگا دی، اور پھر..... ! ثمامہ کہتے ہیں

کہ :" قدم آگے کی طرف بھاگ رہے تھے دل پیچھے کی طرف بھاگ رہا تھا "دو میل بھاگتا چلا گیا اور جتنی رفتار سے گیا تھا اس سے دگنی رفتار سے واپس پلٹ آیا،وہ ماہ تمام صلی اللہ علیہ وسلم ننگی زمین پہ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ....صحن مسجد پر آیا ....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ ڈالی سامنے ثمامہ کھڑا ہے، فرمایا ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا پھر آ گئے؟کہا، مجھ کو اپنا بنا کر چھوڑ دیا، " کیا اسیری ہے اور کیا رہائی ہے" چھوڑا تب تھا جب آپ ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا، اب آپﷺ کا چہرہ دیکھ لیا، اب زندگی بھر کے لیے آپ کا غلام بن گیا ہوں

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

منصف و مرتب: میاں وقارالاسلام

جلد: 8

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 08

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھاتو کیا محسوس کیااور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

VOL. 09



Publication: Life Best Notes

Volume: 9

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

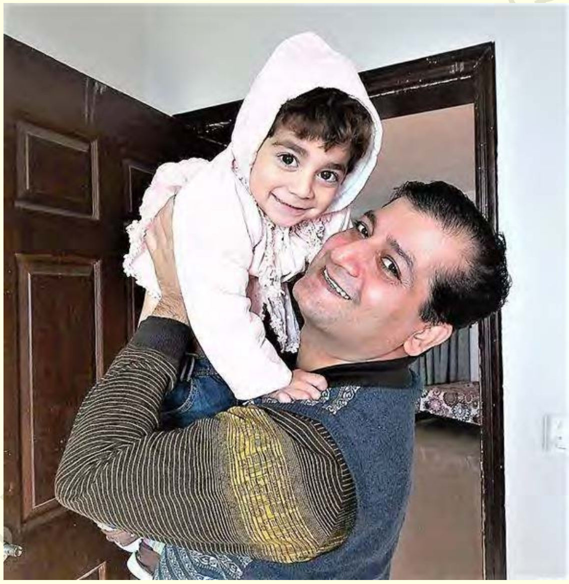
Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Wednesday, September 13, 2017 at 4:53pm UTC+05

Daughters are angels!

Selection: Rakhshanda Jabbar

Author: Unknown



Daughters are angels! Selection: Rakhshanda Jabbar Author: Unknown On the first day of their marriage, wife and husband agreed not to open the door for ANY visitor! That same day, the husband's parents came to see them, and knocked on the door. Husband and the wife looked at each other... the husband wanted to open the door, but since they had an agreement, he did not, so his parents left. After a while, the same day, the wife's parents

came visiting. Wife and husband looked at each other, and even though they had an agreement, the wife with tears on her eyes whispered:- "I can't do this to my parents", and she opened the door! Husband did not say anything. Years passed and they had 2 boys. Afterwards, they had a third child which was a girl. The father planned a very big and lavish party for the new born baby girl, and he invited everyone over. Later that night, his wife asked him what was the reason for such a big celebration for this baby, while we did not do so for the brothers! The Husband simply replied:- "because she is the one who will open the door for me!" Daughters are so special... your little girl will hold your hand for only a little while... but will hold your heart for a life time. It's 'DAUGHTER'S WEEK', and if you are a daughter OR have a daughter who makes life worth living, by just being around - and you love her as much as your own breath... if you are proud of your daughter, or being a daughter, send this to other people who have daughters or who are daughters.. as I just did...... Daughters are angels!

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

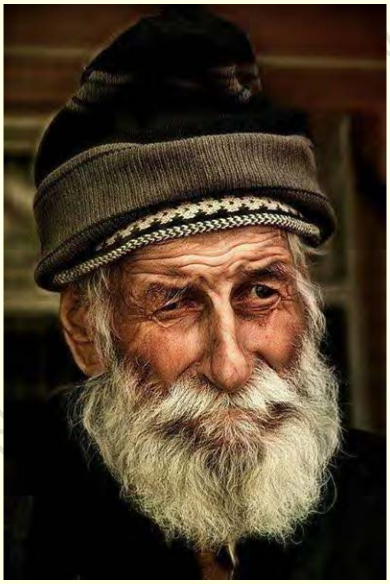
Volume: 9

Wednesday, September 13, 2017 at 12:55pm UTC+05

Old people are like Old books

Author: Almas Asif

Selection: Mian Waqar ul Islam



Old people are like Old books - So precious and worth keeping. They are full of valuable lessons and great wisdom, waiting to be extracted by the thirsty souls. Have you ever noticed the eyes of very aged people? Men or women? Have you noticed their eyes seem to have frozen in time. Having gone through sweet, bitter and worst experiences in life on one side turns them into warriors but on the other hand, they also become so vulnerable -

too sensitive and fragile to be taken harshly. Thats why handling them can be really tough sometimes. At this stage of life they have so much to give away but few care to sit with them and listen to their stories. If you look deeply into their eyes, you will see a strange light reflecting back their past. If you have your grandparents, do care to talk to them sometimes and mostly listen to what they have to say. I'm sure you'll get to learn something valuable everytime you sit around with them.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Thursday, August 10, 2017 at 11:16pm UTC+05

Sameera's Life Note

Written by: Sameera Aziz



.

” When I entered into Journalism and Activism, I threw away my glass bangles. Fragility is not femininity. Let’s be the women of 21st century. ”A gentleman is a person who gives the positive vibes to other women and knows to make her feel comfortable by calling and treating her like a sister. ”A gentleman is a ‘strong’ person. When woman gets weak with disliked behaviour, he still stays firm with kindness and does not disgrace her. Be a gentleman and respect woman even in a nasty situation to respect your own manhood. ”To those men who look down upon women as objects of their desire, change your attitude

now and don't look upon women from that point of view. You are taking breath in 21st century. Match your thoughts with the current era and its needs. Be progressive, cultured and respectable. "Respect yourself by respecting women. Its good for your own self-respect man!

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

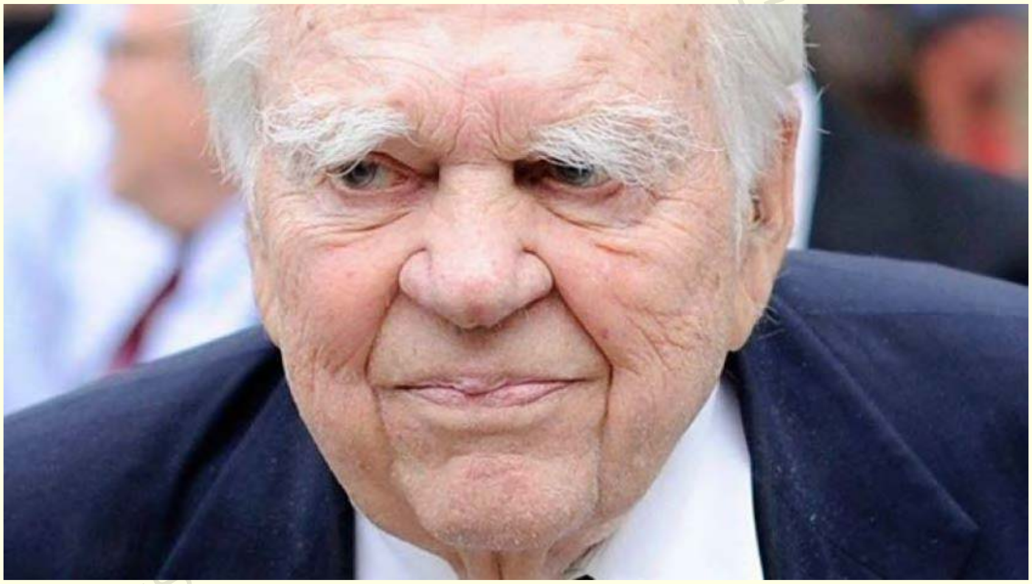
Volume: 9

Saturday, July 8, 2017 at 11:47am UTC+05

This quote is so profound:

Writer: Andy Rooney

Selection: Javaid Rasheed Mehboobi



If you will take the time to read these I promise you'll walk away with an enlightened perspective. The subjects covered, affects us all, on a daily basis: They're written by Andy Rooney, a man who had the gift of saying so much with so few words. ....Enjoy......... I've learned ... That the best classroom in the world is at the feet of an elderly person. I've learned .... That when you're in love, it shows. I've learned ....

That just one person saying to me, 'You've made my day!' makes my day. I've learned .... That having a child fall asleep in your arms is one of the most peaceful feelings in the world. I've learned .... That being kind is more important than being right. I've learned .... That you should never say no to a gift from a child. I've learned .... That I can always pray for someone when I don't have the strength to help him in some other way. I've learned .... That no matter how serious your life requires you to be, everyone needs a friend to act goofy with. I've learned .... That sometimes all a person needs is a hand to hold and a heart to understand. I've learned .... That simple walks with my father around the block on summer nights when I was a child did wonders for me as an adult. I've learned .... That life is like a roll of toilet paper. The closer it gets to the end, the faster it goes. I've learned .... That we should be glad God doesn't give us everything we ask for. I've learned .... That money doesn't buy class. I've learned .... That it's those small daily happenings that make life so spectacular. I've learned .... That under everyone's hard shell is someone who wants to be appreciated and loved. I've learned .... That to ignore the facts does not change the facts. I've learned .... That love, not time, heals all wounds. I've learned .... That no one is perfect until you fall in love with them. I've learned ... That life is tough, but I'm tougher. I've learned .... That opportunities are never lost; someone will take the ones you miss. I've learned .... That when you harbor bitterness, happiness will dock elsewhere. I've learned .... That I wish I could have told my Mom that I love her one more time before she passed away. I've learned .... That one should keep his words both soft and tender, because tomorrow he may have to eat them. I've learned ..... That a smile is an inexpensive way to improve your looks. I've learned ..... That when your newly born grandchild holds your little finger in his little fist, that

you're hooked for life. I've learned .... That everyone wants to live on top of the mountain, but all the happiness and growth occurs while you're climbing To all of you.... Make sure you read all the way down to the last sentence. It's NICE to show your friends how much you care. Send this to everyone you consider a FRIEND, even if it means sending it back to the person who sent it to you. If it comes back to you, then you'll know you have a circle of friends. Love and Live ‼

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Sunday, May 14, 2017 at 2:02pm UTC+05

EIGHT GIFTS

Selection: Nauman Fahad Butt

Writing: Unknown



Eight Gifts that Do Not Cost any money: 1) THE GIFT OF LISTENING . . . But you must REALLY listen. No interrupting, no daydreaming, no planning your response. Just listening. 2) THE GIFT OF AFFECTION . . . Be generous with appropriate hugs,pats on the back and handholds. Let these small actions demonstrate the love you have for family and friends. 3) THE GIFT OF LAUGHTER . . . Clip cartoons. Share articles and funny stories. Your gift will say, "I love to laugh with you." 4) THE GIFT OF A WRITTEN NOTE . . . It can be a simple "Thanks for the help" note or a full sonnet. A brief, handwritten note may be remembered for a lifetime, and may even change a life. 5) THE GIFT OF A COMPLIMENT .

. . A simple and sincere, "You look great in red," "You did a super job" or "That was a wonderful meal" can make someone's day. 6) THE GIFT OF A FAVOR . . . Every day, go out of your way to do something kind. 7) THE GIFT OF SOLITUDE . . . There are times when we want nothing better than to be left alone. Be sensitive to those times and give the gift of solitude to others. 8) THE GIFT OF A CHEERFUL DISPOSITION . . . The easiest way to feel good is to extend a kind word to someone, really it's not that hard to say, Hello or Thank You. Friends are a very rare jewel, indeed. They make you smile and encourage you to succeed. They lend an ear, they share a word of praise, and they always want to open their hearts to us. So start giving gifts today.....what have u got to lose?

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Sunday, May 14, 2017 at 2:00pm UTC+05

WHAT FAMILY NEEDS

Selection: Nauman Fahad Butt

Writing: Unknown



A teacher asked a little girl: What does your DAD do? Girl replied: He works in a chocolate factory and brings lots of chocolate for me.. In the evening he works in an ice-cream parlor and I eat my favorite flavor... He also works in a toys shop and brings me soft and cuddly teddy sometime. He is also a teacher because he helps me daily in my homework. He is very strong & hard worker. He lifts me on his shoulders. He becomes a horse for me and

gives me a good ride around the house. He is my favorite clown as me makes me laugh a lot. He is a story teller who tells me wonderful stories at night. He works from morning to evening and never get tired. And When he is back to home, he is always ready to play with me. Moral of the story : As parents, Kids don't value what we do to earn the money. They give value to what we do to earn their love ... Let's Give them what they value most; Our time. Better late than never

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Sunday, May 14, 2017 at 1:47pm UTC+05

Seven Superb Sentences.....worth sharing

Selection: Hafza



Shakespeare Never play with the feelings of others, because you may win the game,.. but the risk is that you will surely lose the person for a life time. *Napoleon* The world suffers a lot, not because of the violence of bad people, but because of the silence of good people! *Einstein* I am thankful to all those who said NO to me, as it's because of them I did it myself. *Abraham Lincoln* If friendship is your weakest point, then, you are the strongest person in the world. *Shakespeare* Laughing faces do not mean that there is absence of sorrow!,... but it means that they have the ability to deal with it. *William Arthur* Opportunities are like Sunrises, if you wait far too long you can miss them. *Hitler*

When you are in the light, everything follows you,...but when you enter into the dark,...even your own shadow leaves you.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, May 6, 2017 at 11:30pm UTC+05

Too Many Guests:

Selection: Mian Waqar ul Islam



A woman came to the Prophet (saw) and complained to him about her husband that he invites too many guests and she has become weary from preparing food for them and hosting them. The Prophet (saw) did not answer and the woman left. Sometime later the Prophet (saw) called the woman's husband and said, "I am your guest today." The man was so happy he went home and told his wife "the Prophet of Allah (saw) is our guest today." His wife was ecstatic and spent time and effort and used every bit of food to

prepare for the arrival of the Most Honored Guest, the Prophet (saw). After the amazing joy of hosting the Prophet (saw) generously the Prophet (saw) told the man, 'tell your wife to watch the door from which I leave your home." So the wife watched the door from which the Prophet (saw) left her home and saw all kinds of creatures, scorpions and other harmful creatures leaving the house behind Prophet (saw) upon which she fainted due to the immense manifestation and greatness of what she had witnessed. When she came to the Prophet (saw), he said to her, "this is what happens when the guest leaves your home, with him all kinds of harm, trials and tribulations and harmful creatures depart from your home, and that is the wisdom behind being generous to one's guest and becoming weary doing so." The house in which the guests are frequent and many is a house which Allah loves. There is nothing better than the 'open house' for the young and the old. In such a house descends Allah's mercy and blessings from heaven. The Prophet (saw) said, "If Allah wants good for a people, He sends them a gift." They asked "what kind of gift, oh Prophet of Allah (swt)?" He said, "the guest comes with his own provision, and leaves with the sins of the people of the house." So my beloved, know that the guest is the way to Paradise. The Prophet (s) said, "Whoever believes in Allah and the Last Day must be generous with his guest." A woman came to the Prophet (saw) and complained to him about her husband that he invites too many guests and she has become weary from preparing food for them and hosting them. The Prophet (saw) did not answer and the woman left. Sometime later the Prophet (saw) called the woman's husband and said, "I am your guest today." The man was so happy he went home and told his wife "the Prophet of Allah (saw) is our guest today." His wife was ecstatic and spent time and effort and used every bit of food to prepare for the arrival of the Most Honored Guest, the Prophet

(saw). After the amazing joy of hosting the Prophet (saw) generously the Prophet (saw) told the man, 'tell your wife to watch the door from which I leave your home." So the wife watched the door from which the Prophet (saw) left her home and saw all kinds of creatures, scorpions and other harmful creatures leaving the house behind Prophet (saw) upon which she fainted due to the immense manifestation and greatness of what she had witnessed. When she came to the Prophet (saw), he said to her, "this is what happens when the guest leaves your home, with him all kinds of harm, trials and tribulations and harmful creatures depart from your home, and that is the wisdom behind being generous to one's guest and becoming weary doing so." The house in which the guests are frequent and many is a house which Allah loves. There is nothing better than the 'open house' for the young and the old. In such a house descends Allah's mercy and blessings from heaven. The Prophet (saw) said, "If Allah wants good for a people, He sends them a gift." They asked "what kind of gift, oh Prophet of Allah (swt)?" He said, "the guest comes with his own provision, and leaves with the sins of the people of the house." So my beloved, know that the guest is the way to Paradise. The Prophet (s) said, "Whoever believes in Allah and the Last Day must be generous with his guest

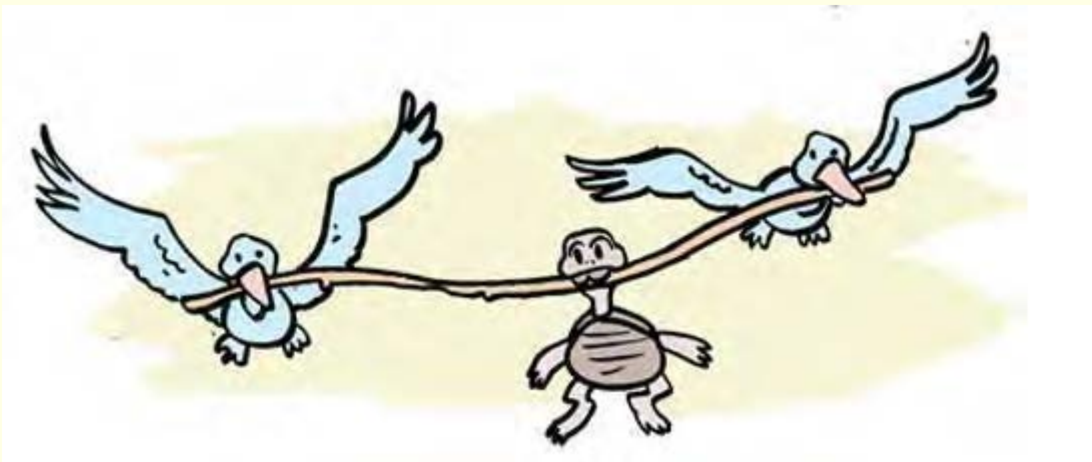
Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, October 15, 2016 at 10:02am UTC+05

The Tortoise And The Geese



A Tortoise and two Geese shared a pond for many years and became close friends. At last there came a drought and the pond dried up. One of the Geese said to the other, ”We must seek a new home quickly, for we cannot live without water. Let us say farewell to the Tortoise and start at once.‟ When the Tortoise heard that they were going, he trembled with fear, and pleaded with them not to desert him. ”Alas,‟ the Geese replied, ”If we stay here, all three of us will die, and we cannot take you with us, for you cannot fly.‟ Still the Tortoise begged not to be left behind. After thinking for a while,.. one of the Geese finally said, ”Dear friend, if you promise not to speak a word on the journey, we will take you with us. But know beforehand, that if you open your mouth even to say one single word, you will be in instant danger of losing your life.‟ ”Have no fear,‟ replied the Tortoise, ”I will be silent until you give me leave to speak again. I would rather never open my mouth again than be left to die alone here in the dried-up pond.‟ So the Geese brought

a stout stick and asked the Tortoise grasp it firmly by his mouth. Then they took hold of either end and flew off with him. They had gone several miles in safety, when their course lay over a village. As the country people saw this curious sight of a Tortoise being carried by two Geese, they began to laugh and cry out, ”Oh, did you ever see such a funny sight in all your life!“ And they laughed loud and long. The Tortoise grew more and more indignant. At last he could stand the jeering no longer. He opened his mouth to explain the situation but before he could say anything he had fallen to the ground and was dashed to pieces.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

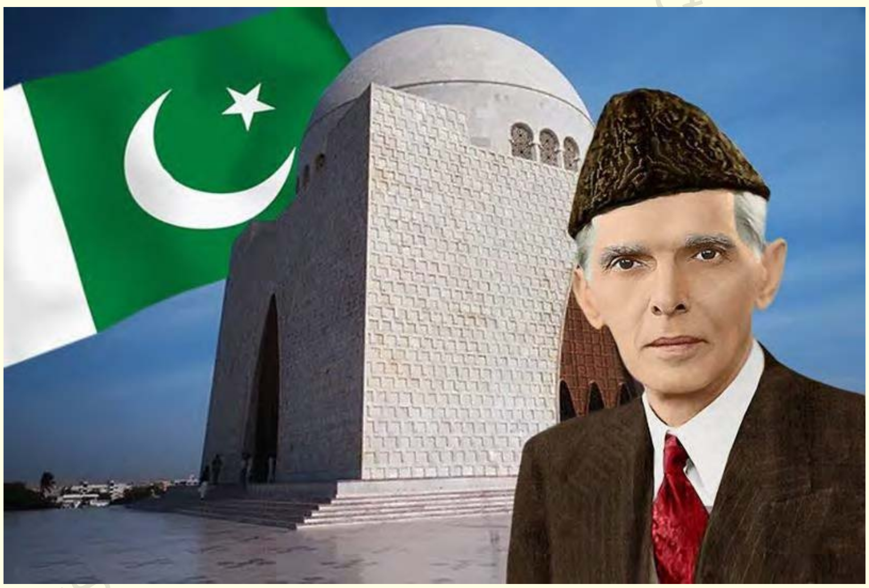
Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:20pm UTC+05

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah,

”Broadcast Speech of 3rd June

“ June 3, 1947; New Delhi, India



Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah, the founder and first President of Pakistan was not only a capable lawyer but is vastly remembered as a ”visionary“. His most notable call to Muslims for migration into the new homeland of Pakistan was made on June 3, 1947 after the viceroy to India, Lord Mountbatten, finally agreed to transfer the power to Congress and Muslim League. Jinnah, addressed the

people of the subcontinent, Hindus and Muslims alike, in his Broadcast Speech on 3rd June, 1947 from the All India Radio, New Delhi, giving his reactions to June-3 Plan. Worthy Excerpt: ”I am glad that I am afforded an opportunity to speak to you directly through this radio from Delhi. It is the first time, I believe, that a non-official has been afforded an opportunity to address the people through the medium of this powerful instrument direct to the people on political matter.

It augurs well and I hope that in the future I shall have greater facilities to enable me to voice my views and opinions which will reach you directly. The mandate of the people of the Frontier Province will be obtained as to whether they want to join Pakistan Constituent Assembly or the Hindustan Constituent Assembly. In these circumstances, I request the Provincial Muslim League of the Frontier Province to withdraw the movement of peaceful civil disobedience which they had perforce to resort to; and I call upon all the leaders of the Muslim League and Mussalmans generally to organize our people to face this referendum with hope and courage, and I feel confident that the people of the Frontier will give their verdict by a solid vote to join the Pakistan Constituent Assembly.

I cannot but express my appreciation of the sufferings and sacrifices made by all the classes of Mussalmans and particularly the great part the women of the Frontier played in the fight for our civil liberties. Without apportioning blame, and this is hardly the moment to do so, I deeply sympathize with all those who have suffered and those who died or

whose properties were subjected to destruction and I fervently hope that Frontier will go through this referendum in a peaceful manner and it should be the anxiety of everyone to obtain a fair, free and true verdict of the people of the Frontier. Once more I most earnestly appeal to all to maintain peace and order. Pakistan Zindabad !" Quaid-e-Azam's Broadcast Speech on 3rd June, 1947

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:20pm UTC+05

Liaquat Ali Khan,

”Pakistan: The aims of a new nation“ 1950;

Washington D.C, USA



Liaqat Ali Khan Nawabzada Liaquat Ali Khan, the first Prime Minister of Pakistan was a born statesman. Born into a Punjabi Nawab family, Liaquat Ali Khan’s proximity with the British government made him aware of the challenges lying ahead for Muslims. British government’s growing favoritism towards Hindus and Christians lead him to join the efforts of Jinnah in the creation of a separate homeland for Muslims. After becoming the first Prime Minister of Pakistan and being recognized by the United States of America, Liaquat

Ali Khan made a tour to the USA. On his visit to the US Senate, Washington D.C, in the year 1950 he delivered one of the finest orations of his life, ‘Pakistan: The Aims of a new nation.’ Worthy Excerpt: ”In welcoming me within these walls and giving me an opportunity of addressing this august assembly, you have bestowed upon me high prerogative and honour for which I am deeply grateful to you. This is my first visit to your great land, but I have long been an admirer of the vigour of your enterprise, your indefatigable spirit of enquiry, your optimism, your high respect for individual effort, your belief in equal opportunities for all, your reverence for the sanctity of the home, the frankness of your speech and manner and the liveliness of your language. Above all, I have admired your zealous and un- compromising regard for the supremacy of the people’s will, your firm belief that civil liberty gives man the greatest scope for his faculties and your faith that ”morality is the best security of law and the surest pledge of freedom/’ In seeing America, I hope to see more than America. I hope to see the men and women whose enterprise and vitality have made your country great and the faith that sustains them in their efforts. I thank you for your welcome and value it the more, because the people whom I have the honour and privilege to represent, although the inheritors of ancient faiths and cultures, are, as a nation among sovereign nations, young and on the threshold of new experiences, both exciting and grave. In the geography of the world, Pakistan’s name is not yet three years old. What led to the emergence of this new State on the map of Asia is perhaps not universally known. Nor do I expect it yet to be common knowledge what urges stir and inspire us in the task that we know lies ahead of us..

‟ Ayub Khan, ”Pakistan is at War with India‟ September 6, 1965; Islamabad Pakistan Field Marshal Mohammad Ayub Khan was the 2nd president of Pakistan. He assumed power through the 1958 Pakistani coup becoming the country's first Chief Martial Law Administrator. Khan had fought in the World War II as an officer in the British Indian Army and later joined the armed forces of the newly formed state of Pakistan upon independence in 1947. The turning point in his decade long presidency was the Indo-Pakistani War of 1965 which ended in a settlement reached at Tashkent, called the Tashkent Declaration. Before the war, Khan had addressed the 100 million citizens of East and West Pakistan in his presidential addressed broadcast on national radio on 6th September 1965 in which he declared war on India.

Worthy Excerpt: ”My fellow countrymen, Assalam o alikum! It is time for the 100million Pakistanis to be tested. Today, early in the morning, Indian forces attacked Pakistan at the Line of Control in Lahore and Indian Air Force has targeted a civilian car at Wazir Abad Station in its cowardly airstrike. Indian politicians from the very beginning have despised the existence of Pakistan and they never truly accepted the formation of an Independent Muslim state. That's why they have been planning a war on Pakistan since the past 18 years.

The 100 million citizens of Pakistan whose hearts have been reciting the shahadah will not rest quietly until the canons of our enemies have been silenced forever. Indian

politicians have failed to realize that they are messing with the wrong people. In our hearts we have a strong faith that we are on the side of truth and justice in this war. We have announced a curfew today and the nation is on high alert. The war has begun! To destroy our enemies, our brave soldiers are on the march. Allah has bestowed the Pakistani army with an opportunity to display their talents and skills. My fellow countrymen, move forward and confront your enemies. May Allah be with you and protect you from harm. Amen. Long Live Pakistan!" 06 September 1965 Historical address by Ayub Khan to Pakistani Nation

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

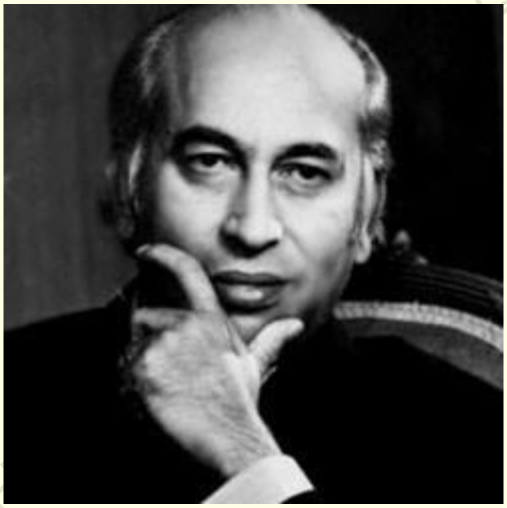
Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:19pm UTC+05

Zulfikar Ali Butto,

"Farewell Speech to the UN Security Council"

December 15, 1971;



UN Security Council Zulfikar Ali Butto Zulfiqar Ali Bhutto was the first Prime Minister of Pakistan elected with popular vote. He founded the Pakistan People's Party (PPP) in 1967 and served as its chairman until his execution in 1979. Bhutto's informal manner of public addresses during which he would be simply dressed in a safari suit with his sleeves rolled up were definitely one of the tactics which won the hearts of the people and earned him the title of Quaid-i-Awam (People's Leader). His fiery speech in the United Nations (UN)

Security Council on 15 December 1971, is remembered as his ‘Farewell Speech to the UN Security Council’ in which he criticized the actions of the committee for neglecting the pleas of Pakistan in which they meant to clarify their position for the Fall of Dhaka and expected UN intervention for the reclaim of East Bengal.

Worthy Excerpt: ”Yesterday my 11 years old son telephoned me from Karachi. And he said to me ”do not come back‟ It is a document of surrender. We do not want to see you back in Pakistan If you come like that. I would not take threat and back a document of surrender from the Security Council. I will not be a party to a legalization of aggression. The Security Council has failed miserably, shamefully. For four days we have deliberated here. For four days the Security Council has procrastinated. Why??? Because, the object was for Dhaka to fall. That was the quite clear to me for the beginning of it. So, what if Dhaka falls? So what if the whole of this Pakistan falls? So what that we obliterated?? We will build a new Pakistan. We will build a better Pakistan. We will build a greater Pakistan. So the Security Council has to short sighted (or may be short sighted) by acquiescing to these direct tactics. You know you have come to a point. Then you say you do what you like. Before you come to this point, we could have made a commitment. We could have said, Alright!! We have prepared. We do something.

Now why should we?? You want to silence us by guns?? Silence our voice by arms?? So why should we say that we are agreeing to everything. Now you decide what you like.

Your decision will not be binding on us. You can decide what you like. You can do, because! If you had left us a margin of hope, we might have been a party to settlement. I found it disgraceful to my person and to my country to give the idea of a moment longer than necessary. But I am not boycotting. Impose!!! Impose every decision. Have a treaty worse than the treaty of Versailles. Legalize aggression, Legalize Occupation, Legalize everything that has been illegal till 14th or 15th of December 1971. I will not be a party to it. We will fight. We will go back and fight. My country beckons for me. Why should I waste my time here in the Security Council? I will not be a part to the ignorance surrender party of my country. You can take your security council. Here you are.... I am going (Tearing Papers apart)." Farewell Speech to the UN Security Council.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:19pm UTC+05

Benazir Bhutto,

”Last Speech ” 27 December, 2007;

Rawalpindi, Pakistan



Benazir Bhutto Benazir Bhutto was the first and only female Prime Minister of Pakistan till this date. She became the 11th Prime Minister of Pakistan on 2nd December 1988 and although her fluency in Urdu language was not up to the mark yet the passion and charisma with which she addressed the audience, has earned her a place amongst one of the best female orators of the World. Her last speech which she delivered on 27 December 2007, at Liaquat National Bagh (also the assassination spot for Liaqat Ali Khan) in Rawalpindi,

minutes before she was shot dead, became an event of great significance as her words "Victory will soon bow before you" became a beacon of hope for the whole nation. Worthy Excerpt: "My dear sisters and brethren, you are the real power; if Pakistan is a big country of the world and the world holds Pakistan in respect, it is because of our strong will and sacrifices. Your sister feels confident that the way you stood by the Quaid-i-Azam, the Quaid-i-Awam and the Pakistan People's Party for the development and well being of Pakistan, you will lend your strength to the daughter of the Qaid-i-Awam to achieve the cherished goal of a glorious, strong and prosperous Pakistan where they live in peace and an environment of dignity and honour. You have seen they (candidates) have made a commitment; they are your servants, not masters; they are not lotas (political turncoats). Go and spread my message that I have returned to serve masses and the country. The People's Party candidates will serve the people. Now my brethren you also raise your hands and hold out a promise with me that you vote for your sister, the symbol of arrow, defeat political orphans. What is Pindi's symbol; what is workers symbol; what is labourer's symbol; what is masses symbol; it is only and only arrow. Thank you very much. Victory will soon bow before you." Benazir Bhutto's Last Speech to the People of Pakistan

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:13pm UTC+05

Pervez Musharraf,

”Resignation Speech‟ August 18, 2008;

Islamabad, Pakistan Pervez



Musharraf Pervez Musharraf is a Pakistani politician and a retired four-star rank army general who tenured as the 10th President of Pakistan from 2001 until tendering resignation to avoid impeachment in 2008. After the 1990 military coup, Musharaff took over the office of the President of Pakistan while still playing the role of the Chief of the army staff. Although, most of his life, Musharaff has lived as a humble army official, his intellectual speeches delivered during his political career have caused a dynamic effect

on the national and foreign policies of Pakistan. When Musharraff resigned from his presidential office in 2008, he delivered his resignation speech on August 18, 2008 on Pakistan Television (PTV).

Worthy Excerpt: ”When I assumed charge nine years ago the country was about to be branded a failed state and a terrorist state. I assumed charge with the aim of rescuing the country.

In the last nine years I have tried my best to serve the country to the best of my ability… during confrontation with India, 9/11 and its aftermath and the devastating earthquake. In all these crises we stood up and saved Pakistan from the crises. In handling the problems the sole aim was the well-being of the people and the safety and security of Pakistan. Whether I'm impeached or not, the country's stability will be compromised. The office of the president will also be insulted. Pakistan is my love; now and always, my life is for Pakistan. I have defended and will continue to defend Pakistan. I want to be able to bring Pakistan out of the current crisis so I think perhaps should do something. But I also do not want to do something that may generate uncertainty in the country.

I also want to save the Parliament from horse-trading. Even if the impeachment is defeated, the relations between the President's office and the coalition govt. will not heal. Institutions will be endangered. Therefore, with this situation in view and having

consulted my legal and political advisers, I have decided to resign from my post. I have decided to resign from the office of President and my resignation will be handed over to the Speaker of the National Assembly. I want the people to be the judges and let them decide my fate. I am a human being and may have committed follies."

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

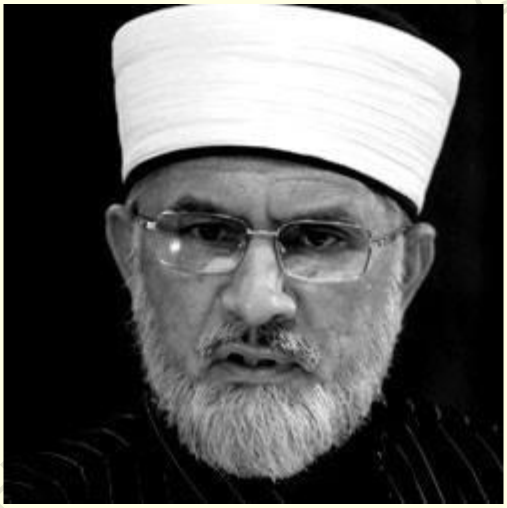
Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:12pm UTC+05

Muhammad Tahir ul Qadri,

”Save State, not Politics.“

23rd Dec, 2012; Lahore, Pakistan



Muhammad Tahir ul Qadri Muhammad Tahir ul Qadri is a Pakistani politician and Islamic scholar. He was a professor of International Constitutional law at the University of the Punjab. Qadri is also the founding chairman of Minhaj-ul-Quran International. Qadri's gentle manner and sophisticated use of Urdu Language has helped him assemble a large crowd of listeners who are left enchanted by his spell.

His great command on tone and the emphasis on notable phrases make his message clear to the audience. Addressing a big public gathering in the history of Pakistan at historic Minar-e-Pakistan on 23rd Dec 2012 under the slogan "Save State, not Politics", he demanded that electoral system must be in accordance with the clauses of the Constitution by January 10, otherwise they would march towards Islamabad. He said that he has no plan to support military takeover in Pakistan, adding that he will be the first one to oppose if such intervention was ever made. He said that he had not come to Pakistan on any national or international agenda. "I am not against democracy but announcing agenda against the current political system."

Worthy Excerpt: (Translated in English) "The brave people of Pakistan; all scholars, traders, landlords, farmers, laborers, teachers, students, doctors, engineers, professionals, intellectuals, political and social leader and workers, journalists, Muslims and members of other religions, all segments of society; the armed forces who are protecting our country from the mountains of Siachen to the depths of the skies; mothers, brothers, sisters, those who love this country. Today, by rejecting this exploitative, feudal, capitalist, oppressive, deceptive politics, and to save the country, all of you who are here today at Minar-e-Pakistan... Those soldiers who are protecting the borders of this country; judges who provide justice to the country, lawyers, politicians, and members of political parties, and without any differentiation,

Today the millions of Pakistanis who have accepted the agenda of saving the country, and have accepted my call and invitation and have come here, I greet all of you with Assalamu Alaikum. Seventy two years before, the declaration for the creation of Pakistan was passed at Minar-e-Pakistan, today the declaration for the completion of Pakistan will be passed.‟

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, October 1, 2016 at 4:11pm UTC+05

Imran Khan,

"PTI dharna Convention"

January 18, 2015; Islamabad,



Pakistan Imran Khan, the founder of Pakistan Tehreek-e- Insaf is a former cricketer who led the victorious cricket team of Pakistan in the world cup of 1992. He joined his political career in 1998 and since then has received international recognition as the pioneer of change and builder of the Shaukat Khanum Memorial cancer hospital. Although Khan has been criticized on several occasions for his lack of political insight, yet his sincerity and motivation for the greater good has earned him the support of Pakistan's

youth and prominent media personalities (both local and international). Khan is best loved for his brief speeches which are delivered with passion.

He avoids using political jargons and speaks in the everyday language of the common men. His speeches delivered during the civil disobedience and sit-in protests after the 2013's general elections hold great significance in the history of Pakistan. Worthy Excerpt: "127th day after the dharna, I did not know what to do in the evening. Faisal Javed felt the same too! A few guests came to my house, by mistake someone asked me a question.

I gave him a 20 minute speech! I felt embarrassed later but I was so used to the 'dharna' speeches. We were told in the beginning that we were running according to some script; even Einstein could not write such a script. The number of people who came out across Pakistan….this never happened in the history of Pakistan. I am here to thank you, especially the women. There were days when there were more women than men at the dharna. When a woman of a household is awakened, there is no turning back. I thank our youth, our tiger force, ISF… And most of all I thank our most youthful member Roeded Khan, who stood with us through everything.

The media is here; I am not saying this to appease you. I saw you people on the night of 31st August, the way you have done coverage amid the shelling, tear gas…I want to thank

you all. We thanked every community in Pakistan but I am extremely thankful to the journalist community. And we truly believe the working journalists must get their rights.“

”Imran Khan’s speech at Islamabad jalsa“

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:04pm UTC+05

OBAMA ADMINISTRATION

'All sides should make efforts for peaceful resolution'



The Obama administration expressed concern over recent violence in India-held Kashmir.

"We encourage all sides to make efforts towards finding a peaceful resolution," said State Department spokesperson John Kirby. Another spokesperson at the US State Department said the US wants to see "dialogue between India and Pakistan and the Kashmir on the —

on how to resolve the conflict in Kashmir" and that the American position [in support of the self-determination right of the Kashmiri people] hasn't changed.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:03pm UTC+05

JNU'S PROF. NIVEDITA MENON



'India illegally occupying Kashmir' ”Everyone knows that India is illegally occupying Kashmir. Everybody accepts (it),“ Prof Nivedita Menon was seen in the video clip as telling a gathering of JNU students. ”When the whole world is talking about India’s illegal occupation of Kashmir, then we should think that pro-azaadi slogans in the valley are justified.“

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:03pm UTC+05

IMRAN KHAN

'Pakistan, India should resolve Kashmir issue'



Pakistan and India should resolve long-standing problems, particularly the Kashmir issue and move forward in developing cordial relations, said Pakistan Tehreek-i-Insaf Chairman Imran Khan in December last year. He was talking to media upon his return from India, where he also held a meeting with premier Narendra Modi.

”The leaders of both countries should decide they will no more let any element sabotage the peace process for the sake of well-being of the poor on the both sides as well as in other neighbouring countries,“ said Khan.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:03pm UTC+05

MIRWAIZ UMAR FAROOQ

'Indian state's definition of peace unacceptable'



The people of held Kashmir are ready to come to the table if the Indian government is "seriously willing to talk resolution based on the principles of justice and not surrender", senior Kashmiri leader and chief of a faction of the All Parties Hurriyat Conference (APHC) Mir-waiz Umar Farooq wrote in Dawn.

"The Indian state's definition of peace in Kashmir isn't acceptable to us...instead of listening to our genuine political demands, their only response is to use military force to kill us."

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:02pm UTC+05

GEN RAHEEL SHARIF



'Kashmir unfinished agenda of partition'

"Kashmir is an unfinished agenda" of Indo-Pak partition and must be resolved to establish lasting peace and stability in the region.

This was said by Chief of Army Staff General Raheel Sharif while addressing a gathering at Royal United Services Institute during his visit to the UK in October, 2015.

Recently during July's Corps Commander Conference at the General Headquarters, the army chief also condemned the killing of Kashmiri youth by Indian authorities.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:02pm UTC+05

MAMNOON HUSSAIN



'Kashmir is the jugular vein of Pakistan'

Speaking to a delegation of Kashmiri leaders in January,

President Mamnoon Hussain recalled and reiterated a statement of the Quaid-i-Azam who had said that the 'K' in Pakistan stood for Kashmir. "The view of the Quaid-i-Azam that Kashmir is the jugular vein of Pakistan is a guiding principle for every Pakistani," Mamnoon said at the time.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:01pm UTC+05

NAWAZ SHARIF



'Kashmir issue raises questions about UN goodwill'

The United Nations has to tell the world why it has failed to implement its own resolutions, Prime Minister Nawaz Sharif said on Kashmir Solidarity Day earlier this year. ”This question is not just linked to the Kashmir issue or Pakistan-India dispute, but to the goodwill, prestige and authority of the world body,‟ he said.

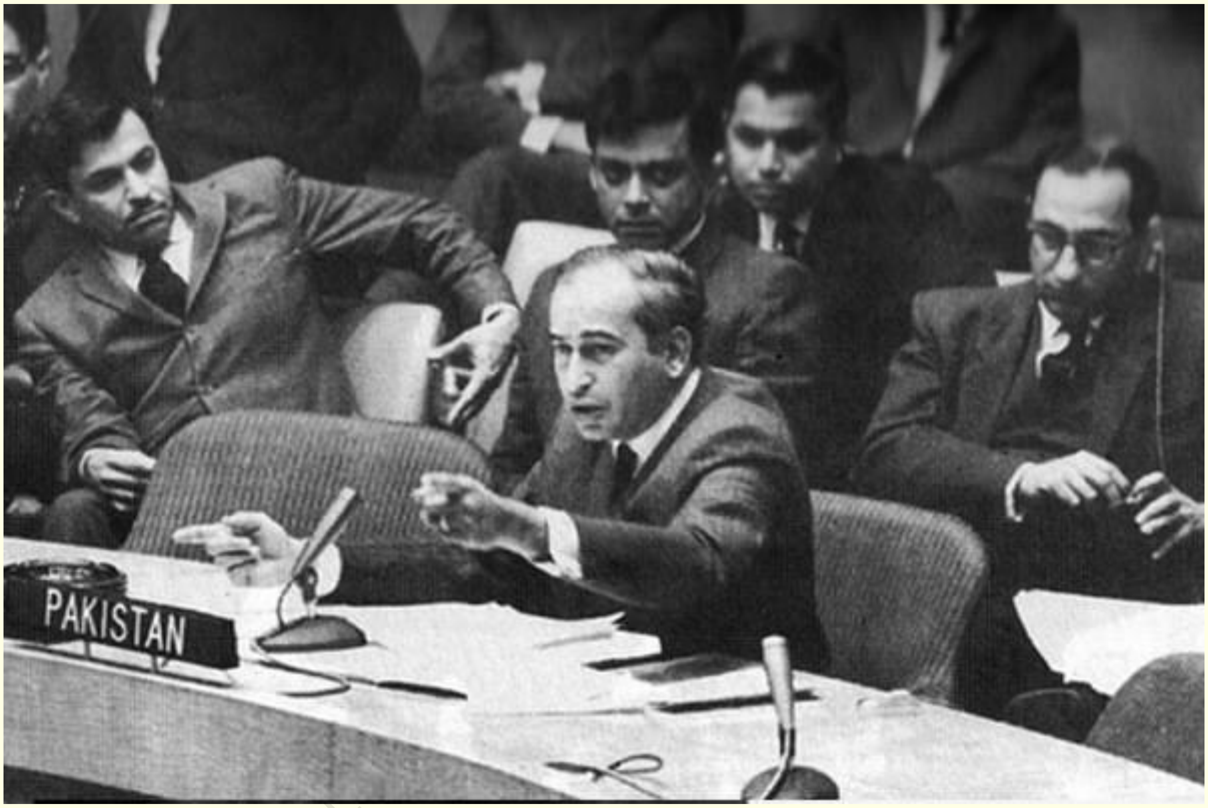
Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Saturday, September 17, 2016 at 7:01pm UTC+05

Zulfikar Ali Bhutto



”Jammu and Kashmir is more a part of Pakistan than it can ever be with India, with all her eloquence and all her extravagance with words. Jammu and Kashmir is part of Pakistan, in blood, in flesh, in culture, in history, in geography. In every way and in every form.“

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Monday, August 22, 2016 at 4:13pm UTC+05

WHAT IS THE CHINA-PAKISTAN ECONOMIC CORRIDOR (CPEC)?



In April 2015, Pakistan and China announced their intention to develop the $46 billion China–Pakistan Economic Corridor (CPEC), which in turn forms part of China's ambitious One Belt, One Road. CPEC is a comprehensive development program that entails the linking of Gwadar Port to China's northwestern region of Xinjiang through highways, railways, oil and gas pipelines, and an optical fiber link. Major physical infrastructure to be built includes 2,700-kilometre highway stretching from Kashgar to Gwadar through Khunjrab, railways links for freight trains between Gwadar and Khunjrab linking to China and having possible regional connectivity with Afghanistan, Iran and India, and the Karachi-Lahore motorway. The project will also undertake the revival and extension of the

Karakorum Highway that links Xinjiang with Pakistan's northern region Gilgit–Baltistan and Khyber Pakhtunkhwa. Besides physical links connecting Pakistan and China, the project also envisages establishing several economic zones along the corridor. Also, an Energy Planning Working Group of the CPEC has been established that will undertake fast-track implementation of power projects related to the CPEC. Those projects of 21,690 MW power productions will be undertaken with the assistance of China under the CPEC plan. International importance can be gauged by the papers and write up of Chinese, who call it cluster corridor. They presume that 3 billion people of the world, half of the planet will be benefited from this project. It will be the passage way of 25 % business of the world. The total influx of money by year 2028 will be more than 150 Billion US$. Gwadar features heavily in CPEC, it will be the link between the One Belt, One Road and Maritime Silk Road project. $1.153 billion worth of infrastructure projects will be invested into the city as part of CPEC, with the aim of linking northern Pakistan and western China to the deep water seaport.

Source: Gwadar Handbook 2016

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Monday, August 22, 2016 at 4:13pm UTC+05

GWADAR DEEP SEAPORT



Gwadar is one of the most attractive destinations for all visionary investors, because Gwadar seaport falls among world's deepest seaports. It is situated at the mouth of Persian Gulf, Strait of Hormuz and holds 2/3 world oil reserves. It is located at cross junction of international sea shipping and oil trade routes. Gwadar seaport will be connected with the subcontinents, West China, Central Asia and Afghanistan. It is

estimated that Gwadar seaport will increase 50% GDP of Pakistan. Economic analysts predicted that in future Gwadar seaport will play the vital role in the economy of Pakistan like Swiss-Canal, Panama Canal, Dubai, Singapore etc. In AD 711, Muhammad Bin Qasim captured Gwadar. Since 1783, Gwadar was part of Oman (the State of Muscat). In 1838, British gave full concentration to Gwadar. In 1863, British installed first telegraphic station at Gwadar. In 1958, Pakistan purchased Gwadar from Omani Sultanate at the cost of US $ 3 million. In 1970, Gwadar became district of Balochistan. In 1993 feasibility studies started for Gwadar deep sea port. In March 2002, foundation stone of the port was laid by the Chinese vice-premier Wu Bangguo. In 2002, National Highway Authority (NHA) began construction of the 653 km-long Makran Coastal Highway linking Gwadar with Karachi. In 2003, Gwadar Development Authority was established to oversee the planning and development of Gwadar. In November 2004, Chinese cargo vessel carrying port building equipment berthed at Gwadar port. In March 2005, Phase 1 of Gwadar port project completed and port inaugurated by the Chinese premier. In 2006, the Gwadar Development Authority conceived, developed and adopted a Master Plan for Gwadar. In 2013, Gwadar port was handed over to China Overseas Port Holding Company (COPHC). In April 2015, Pakistan and China signed an agreement to commence work on the $46 billion CPEC Project. China Overseas Port Holding Company in June 2016 began construction on the $2 billion Gwadar Special Economic Zone, which is being modelled on the lines of the Special Economic Zones of China. Last month, Linyi Trade City launched in Special Economic Zones of Gwadar that is the replica of The Linyi City China. Chinese Linyi City is ranked 3rd in its category in China. The Linyi Train from The Linyi City China to Kashgar is already operational and will be connected with Gwadar. The port has started

shipment, seasonal cargo and commercial trade, it has been reported that port would be fully operation till end of this year. Main projects are including Gwadar Port Development, Gwadar International Air Port, Gwadar University, Schools, Colleges, Hospitals, Banks, Hotels, Water Desalination Plants, Sports Complex, Amusement Parks, Government and Port Operational Buildings, Residential Schemes, Commercial Schemes, Industrial Schemes, Recreational Projects, Economic Zones, Industrial Zones, Export Processing Zones, Commercial Markets and Trade Towers, Bridges, Railway Lines, Coastal Roads, World's fifth Gwadar Coast Center, Oil & Gas Pipe Lines, Oli Refinery & Petrochemicals, Solar Power & Wind Energy Setups, Sawad Dam, Mirani Dam and Akra Dams etc.

Source: Gwadar Handbook 2016

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Monday, August 22, 2016 at 4:12pm UTC+05

PAKISTAN-CHINA BILATERAL RELATIONSHIP



Pakistan recognized the People's Republic of China on 04 January 1950. Diplomatic relations were established on 21 May 1951. China and Pakistan have developed strong bilateral trade and economic ties and cooperation over the years. Today, Pakistani and Chinese leaders and people use six expressions to describe this unique relationship: it is higher than the mountains, deeper than the oceans, sweeter than honey, and stronger than steel. It is also an all-weather and time-tested relationship. Bilateral trade and

commercial links between the two countries were established in January 1963 when both signed the first bilateral long-term trade agreement. Under the Free Trade Agreement (FTA) between the two countries — signed on November 24, 2006 and implemented from July 1, 2007 — Pakistan secured market access for several products of immediate export interest. Later, both countries signed the FTA on Trade in Services on February 21, 2009 that became operational from October 10 that year. According to statistics provided in Pakistan Economic Survey 2013-2014, the volume of trade between Pakistan and China has increased from US$ 4.1 billion in the year 2006-07 to US$ 9.2 billion in 2012-13, representing an increase of 124 percent. While China's exports to Pakistan increased by one percent during this period, Pakistan's exports increased by 400 percent from around $600 million in 2006-07 to $2.6 billion in 2012-13. As a result, China's share in Pakistan's total exports has gradually picked up from four percent in 2008-09 to 10 percent during the fiscal year 2013-14.

Source: Gwadar Handbook 2016

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Wednesday, August 17, 2016 at 9:51pm UTC+05

Nov 1, 2010 China tells U.S. that "Pakistan is our Israel." In 2010, when a US delegate confronted a Chinese diplomat about Beijing's uncompromising support for Pakistan, the Chinese reportedly responded: "Pakistan is our Israel." www.weekinchina.com

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Wednesday, August 17, 2016 at 9:51pm UTC+05

Jun 3, 2011 :: Any attack on Pakistan will be construed as an attack on China! This is a shortly after Navy Seals had found and killed Osama bin Laden near a Pakistani army base. Sections of the Washington establishment were sniping directly at the Islamabad regime and the term 'failed state' was getting plenty of airing. But the message from Beijing was clear: "Any attack on Pakistan will be construed as an attack on China," Premier Wen Jiabao said "China and Pakistan are brothers forever," www.weekinchina.com

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Wednesday, August 17, 2016 at 9:50pm UTC+05

March 20th, 2003 : China's Released A Statement Condemning The Iraq War One day after the United States and a "Coalition of the Willing" began its military assault of Iraq, China's Foreign Ministry released a statement condemning the war. "The Chinese government appeals to the relevant countries to stop military actions and return to the right path of seeking a political solution to the Iraq question." Four years later, as a vicious anti-occupation insurgency in Iraq erupted into a full-blown civil war, China again expressed its displeasure with the operation, blasting the U.S. for "flagrant abuses of human rights" and "violation of sovereignty" in the country.

Source: www.nationalreview.com

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Wednesday, August 17, 2016 at 9:49pm UTC+05

March 22, 2013 : Iraq War ranks as one of the greatest strategic blunders in American history James Fallows writes, surely Iraq War ranks as one of the greatest strategic blunders in American history. For the United States, the Iraq War led to the death of almost 4,500 soldiers and injury of 30,000 others, cost over $1 trillion, and failed to establish a thriving, capitalist democracy in the country. For the Iraqi people, the costs have been far higher: over 100,000 civilians lost their lives during the conflict, and over 2 million others sought refuge in other countries.

Source: www.theatlantic.com

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Wednesday, August 17, 2016 at 9:49pm UTC+05

Dec. 19, 2009, U.S. Companies Shut Out as Iraq Auctions Its Oil Fields Those who claim that the U.S. invaded Iraq in 2003 to get control of the country's giant oil reserves will be left scratching their heads by the results of last weekend's auction of Iraqi oil contracts: Not a single U.S. company secured a deal in the auction of contracts that will shape the Iraqi oil industry for the next couple of decades. Two of the most lucrative of the multi-billion-dollar oil contracts went to two countries which bitterly opposed the U.S. invasion — Russia and China — while even Total Oil of France, which led the charge to deny international approval for the war at the U.N. Security Council in 2003, won a bigger stake than the Americans in the most recent auction. "[The distribution of oil contracts] certainly answers the theory that the war was for the benefit of big U.S. oil interests," says Alex Munton, Middle East oil analyst for the energy consultancy Wood Mackenzie, whose clients include major U.S. companies.

Source: www.time.com

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:30am UTC+05

Happy people are truly grateful people.



Happy people are truly grateful people. They focus on the best things that happen to them every single day. They see a miracle in the smallest aspects of life. They feel gratitude for all the experiences, good and bad. Positive people are inspired by the possibilities. ”What I can‟ is more important than ”What I cannot‟.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:28am UTC+05

True happiness and true love comes only from giving.



True happiness and true love comes only from giving. Selfish, greedy and jealous person cannot love and be loved. Therefore he cannot be happy in his life. The more we give ourselves to others, the more we get in return.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:27am UTC+05

Always being honest with yourself



Every person can choose to have a positive attitude and it is much easier than you think. What is a positive attitude towards life? It's enjoying unexpected moments, never complaining no matter what happens to you, never letting anyone bring you down, always being honest with yourself.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:22am UTC+05

There was an old mule.



One day accidentally he fell into the farmer's well. The farmer has evaluated the situation and thought to himself, that neither the well nor the old mule was worth the efforts to save them. Thus he decided to haul dirt to bury the old mule in the well. So the farmer called his neighbours and together they started to shovel dirt into the well. The old mule was terrified and hysterical in the beginning. But soon one hopeful idea came to his mind— every time when a shovel of dirt landed on his back, he would shake it off and step up! He

repeated these words to himself again and again: „Shake it off and step up". This way he could struggle the panic and encourage himself. After some time, the mule had stepped over the well's wall. Although terribly tired, he was the winner, he saved his own life. He decided to face his adversity positively and not to give up, and thus he won. What seemed to bury him, actually saved him, owing to his confidence and restless efforts.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:06am UTC+05

An old man lived in the village.



He was one of the most unfortunate people in the world. The whole village was tired of him, he was always gloomy, constantly complained and always was in a bad mood. The longer he lived, the more bile was becoming and the more poisonous were his words. People avoided him, because his misfortune became contagious. It was even unnaturally and insulting to be happy next to him. He created the feeling of unhappiness in others. But one day, when he got eighty years old, an incredible thing happened. Instantly everyone

heard the rumour: ”An Old Man is happy today, he doesn’t complain about anything, smiles, and even his face is freshened up‟. The whole village gathered together. An old man was asked: — What happened to you? — Nothing special — he answered. — Eighty years I’ve been chasing happiness, and it was useless. And then I decided to live without happiness and just enjoy life. That’s why I’m happy now.

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:03am UTC+05

One man bought a beautiful house with an orchard.



Nearby an envious man lived in the old house. He was constantly trying to ruin the mood of his new neighbour: he threw garbage under his gates and made other nasty things. One day the man woke up in a good mood, went out onto the porch and saw a bucket of slops there.

The man took this bucket, poured out the slops, cleaned a bucket, put the most ripe and delicious apples there and went to his neighbour. The neighbour heard a knock at the door

and gleefully thought: "Finally I got it!" He opened the door expecting for a quarrel.

However the man gave him a bucket of apples saying:

The one who is rich with something, shares it with others..

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:01am UTC+05

The affection distorts the perception


.

The Master used to talk about it often. One day his students got an amazing example, proving those words. They heard the Master talking to one mother. — How is your daughter living? — My dear daughter! She is so happy. She has a wonderful husband! He gave her a car, bought her jewellery that she dreamed about, hired servants for her. They serve her breakfast in bed, and she stays in bed until noon. He's not a husband, but a prize! — And

how's your son? — My poor boy! He married a real grouch! He gave her everything that she wanted: a car, jewellery, an army of servants. And she is lying in bed until noon! And doesn't even get up to make breakfast for her husband!

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

Tuesday, August 9, 2016 at 9:01am UTC+05

Same Problem



People have been coming to the wise man, every time complaining about the same problems. One day he told them a joke and everyone roared in laughter. After a couple of minutes he told them the same joke and only a few of them smiled. When he told the same joke for the third time no one laughed anymore. The wise man smiled and said: — You can't laugh at the same joke over and over. So why are you always crying about the same problem?

Publication: Life Best Notes

Author & Selection: Mian Waqar ul Islam

Volume: 9

BEST LIFE NOTES

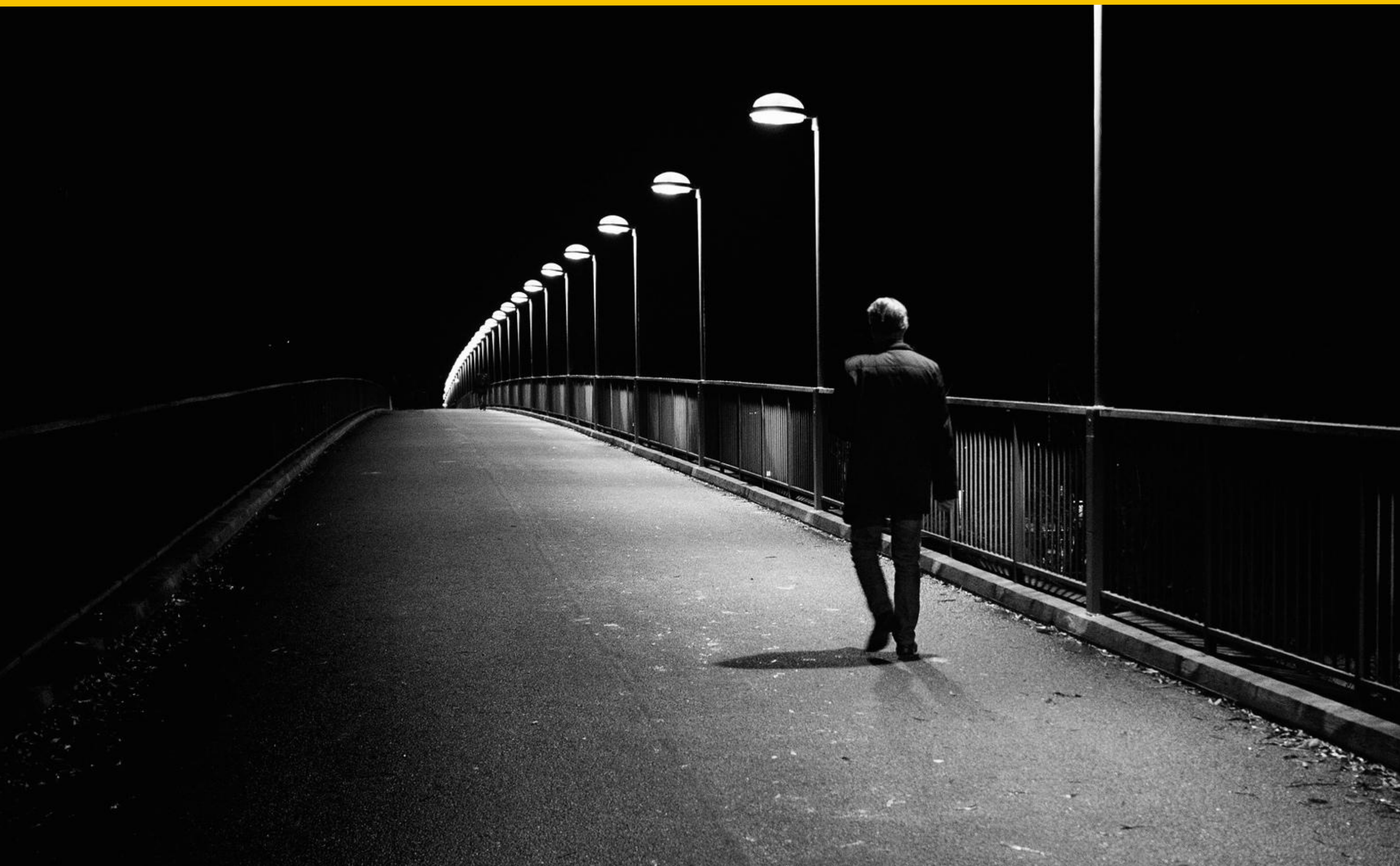
FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 09

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

BY MIAN WAQAR UL ISLAM

VOL. 10



تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

جلد : 10

بیسٹ لائف نوٹس

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING AND LEARNING!

MIAN WAQAR UL ISLAM

WWW.MIANWAQAR.COM

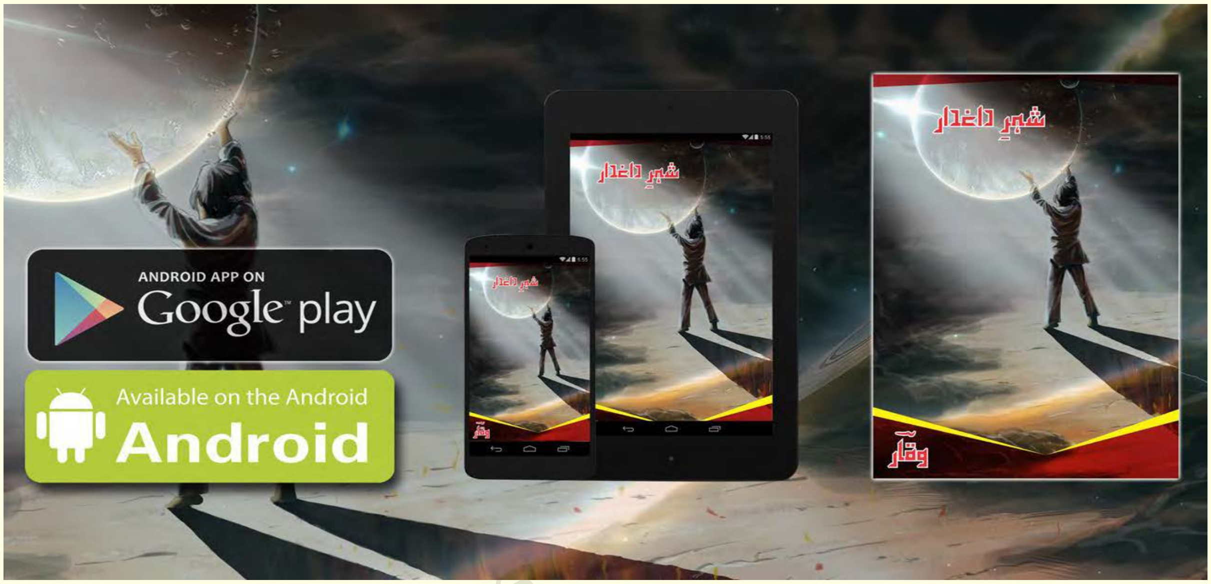
PRINCIPAL CONSULTANT

MARVEL SYSTEM

WWW.MARVELSYSTEM.COM

مصنف : میاں وقار الاسلام

اظہارِ تشکر کے چند قطرے



خدا نے اپنے علم سے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، ہم اس کائنات میں، علم کے وسیع سمندر سے، اپنے رب کی اجازت سے، چند قطرے چن کر لاتے ہیں، یہی قطرے ہمارے ہماری پہچان بنتے ہیں، ہمارے جینے کا مقصد بنتے ہیں، ہمیں راستہ دیکھاتے ہیں اور ہمارے سیکھنے کے عمل کو جاری رکھتے ہیں۔ کبھی یہ ہماری آنکھوں میں خوشی بن کر چمکتے ہیں، کبھی ہماری توبہ کی قبولیت کی وجہ بنتے ہیں، کبھی ہمارے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں اور یوں یہ ہماری شخصیت کو بناتے، سنواتے اور نکھارتے چلے جاتے ہیں۔

اور اگر یہی قطرے ہماری دسترس سے نکل کر دور چلے جائیں، تو احساس دم توڑنے لگتا ہے، سانسیں گھٹنے لگتی ہیں، آنکھیں پتھرانے لگتی ہیں، منظر دھندلانے لگتے ہیں، راستے کھو جاتے ہیں، منزلوں کے نشان بھی باقی نہیں رہتے، زندگی بے راہ روی کی

دلدل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ وجود کھوکھلے ہو جاتے ہیں اور ایسے وجود کی پہچان ایک زندہ لاش سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی کہ جیسے ہی موت آئی بھلا دیا گیا۔ یا پھر ایسے یاد رکھا گیا کہ اگر بھلا ہی دیا جاتا تو قدرے بہتر ہوتا۔

شکر ہے اُس پاک ذات کا جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمارے مردہ دلوں کو اپنے علم کے نور سے روشن کیا، ہمیں اپنی مخلوقات میں سب پر فضیلت دی، ہمیں سیکھے اور سمجھنے کے قابل بنایا، ہمیں راستے دیئے، ان راستوں پر چلنے کا طریقہ سکھایا اور منزلوں کے نشان بھی وضع کئے۔ اس کے باوجود بھی ہم ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے ہیں، کبھی کنوئیں میں جا گرتے ہیں، کبھی کھائی میں جا پڑتے ہیں اور وہاں سے بھی جب اپنے رب کو پکارتے ہیں تو وہ ہمیں تمام اندھیروں اور ہر طرح کی گہرائیوں سے پھر نکال لاتا ہے، ہماری حالت درست کرتا ہے اور ہم پر اپنی رحمتیں پوری کرتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے، تاکہ ہم صرف اور صرف اُسی کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلیں جس میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی لکھ دی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور اسی پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔ امین۔

شہرِ داغدار

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

مسکراہٹ اور آنسو

!



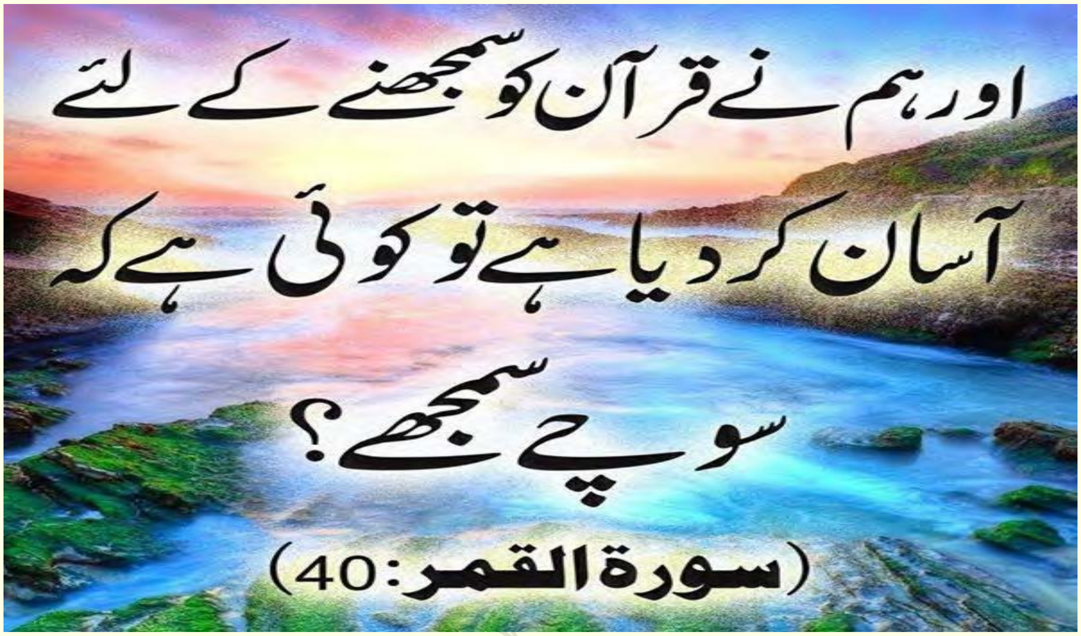
مسکراہٹ اور آنسو دونوں کا تعلق انسان کے احساسات سے ہوتا ہے۔ میٹھی زبان احساسات میں رس گھول سکتی ہے۔ تلخ زبان احساسات کو زخمی کر سکتی ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم کسی کے آنسو کی وجہ نہ بنیں۔ ساتھ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی کی مسکراہٹ کی وجہ بن سکیں۔ خاص کرکے ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ ہماری وجہ سے کسی کی مسکراہٹ نہ دب جائے یا کوئی ہماری وجہ سے اپنے آنسو پی جائے اور ہمیں محسوس بھی نہ ہو۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد: 10

جب پہلی دفعہ قران پڑھا



جب میں نے پہلی دفعہ قران ترجمے کے ساتھ پڑھا، تو سوچ میں پڑ گیا کہ یہی قران تھا جسے پڑھ کر صحابہ روتے جاتے تھے، پھر یہ سوچا کہ مجھ پہ تو ایسی کیفیت آئی ہی نہیں، پھر یہی سوچ کر قران دوبارہ پڑھنا شروع کیا، پھر وہ پہلی آیت آ ہی گئی جس پر انتہا کی رقعت قائم ہوئی اور 45 منٹ تک میں اس آیت سے آگے نہیں بڑھ سکا :

پارہ نمبر 4، آیت نمبر 188، سورت ال عمران

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ١٨٨

آپ ہر گز خیال نہ کریں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے ان پر ان کی تعریف کی جائے ان کے بارے میں آپ ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے چھوٹ گئے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ الفاظ میرے کانوں سے گزرتے اور میرے ماضی اور حال کے حالات میرے سامنے گھومنے لگتے، اگر مجھے کبھی کسی نے دھوکہ دیا، تو اس کے پیچھے جھوٹی تعریفیں ہی نظر آئیں، اور پروفیشنل لائف میں بہتر سے بہتر پراگرس کے لیے ہمیں یا اپنی کمپنی یا اپنے پراڈکٹس یا اپنی سروس کی خاطر خواہ تعریف کرنی یا کروانی پڑتی۔ میری زندگی کی فلاسفی کو بدلنے کے لیے یہ ایک آیت کافی تھی۔

میں اپنے آپ کو اسی دن سے مسلمان سمجھتا ہوں، اسلام کی روح کیا ہوتی ہے، اللہ کو یاد کیسے کیا جاتا ہے اس کے لیے رویا اور تڑپا کیسے جاتا ہے، میری ذات اس طرح کی کسی بھی کیفیت سے سطحی طور پر بھی ناواقف تھی۔

قران پڑھیئے، دنیا میں ہماری ذات کو جھنجوڑنے کے لیے اس سے بڑی اور کوئی چیز نہیں اتاری گئ ! اسی لئے اسے مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔

: ایک اور جگہ اللہ فرماتا ہے

: کیا تمہیں پوری زندگی میں اتنا وقت نہیں ملا تھا، کہ ایک دفعہ قران پڑھ لیتے

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو قران پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور اپنی ہدایت کے راستے پر ثابت قدم رہنے کی طاقت بھی دے، امین۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

چمکنے کی صلاحیت



میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر ذرے کو چمکنے کی بھرپور صلاحیت عطا کی ہے، چمکنے کی طاقت صرف وہ ذرہ نہیں رکھتا جو اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتا۔ ورنہ اللہ کی رحمت ہر ذرہ پر یکساں برستی رہتی ہے۔ ذرہ جب اپنی حقیقت پہچان لیتا ہے تو اس پر اس کے بنانے والے کے راز آشکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو ذرہ رب کے نور سے منور ہو جاتا ہے تو پوری دنیا تک اس کی روشنی پہنچتی ہے۔ جو ذرے اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتے وہ اپنی بے نوری پر روتے رہتے ہیں جبکہ نور کے خزانے ان کے دلوں میں ہی دفن رہتے ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

!خدا کے نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے



خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (پڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور خدا نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

جاہلانہ حرکتیں ہمیشہ جاہلانہ معاشرے میں ہی پروان چڑھتی ہیں، پڑھے لکھے اور سلجھے ہوئے معاشرے اپنی خوشبو سے پہچان لئے جاتے ہیں اور ان کی رشنیاں پورے عالم پر چھا جاتی ہیں۔ ہم اپنے مسائل کا حل اندھیرے میں تلاش کر رہے ہیں جہاں کسی کو کچھ

بھی نہیں ملنا، علم کی روشنی جلالی جائے تو جہالت کے اندھیرے باقی نہیں رہتے۔ اور جو ہم اندھیروں میں ڈھونڈ رہے ہیں وہ تو خود ہی مکمل اندھیرا ہے !

اسلام میں غلطی کرنے والے اسلام کے طالب علم کو سزا دی جاتی ہے، اگر اسلام کو غلط پڑھانے والے استاد کے گرد احاطہ تنگ کیا جائے تو نہ ہی ایسے طالب علم کبھی بھی منظرِ عام پر نہ آئیں۔ مریض کو مارنے کی بجائے کینسر کا علاج کیا جائے تو ایسی بیماریوں کا علاج ممکن ہے !

اسلام امن کا شہر ہے، وحشت اور حیوانیت اس امن کے شہر کے پاک دروازے پر ایک بڑا تالہ ہے، جو کسی سانپ کی طرح آ بیٹھا ہے، وحشت اور حیوانت پھیلانے والے دین اسلام کی خدمت سے نہ صرف کوسوں دور ہیں بلکہ اسلام کی تنزلی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ ظالم ہیں وہ لوگ جو امن کے دین کو وحشت اور ظلم کی پہچان بنانے میں تلے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اسلام کے اہل کار نہیں خوارج کہا جاتا ہے۔ اسلام کو جب بھی خطرہ ہوا ہے آستینوں کے سانپوں سے ہی ہوا ہے۔

رحمان وہ ہے جو کافر اور منکر کو بھی توبہ کرنے پر مکمل معاف کر دیتا ہے۔ انسان وہ ہے جو اختلافِ رائے رکھنے پر اللہ کی تخلیق کو مسمار کر دیتا ہے۔ رحمان کے بندے کبھی بے رحم نہیں ہوتے، شیطان کے چیلے ہی غضب ناک ہوتے ہیں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (39)

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے۔ اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔

اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِىۡ بَحۡرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغۡشٰٮهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ‌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ (40)

یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی چلی آتی ہو اور اس کے اوپر اور لہر (آ رہی ہو) اور اس کے اوپر بادل ہو، غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں، ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)

اگر ہم تم میں فاصلے نہ رکھتے رہتے تو کرہ ارض تباہ ہو جاتا! اے اللہ تو ہمارے اور جاہل لوگوں کے درمیان فاصلوں کو قائم رکھنا۔ یا تو جاہلوں کو عقل دینا، یا ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھنا، امین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

اپنے وقار کی حفاظت کریں



انسان کو معاشرے میں جو بھی مقام ملتا ہے، اس میں انسان کا ذاتی کمال کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل جو ہمیں با عزت گھرانے میں پیدا کرتا ہے، اور خاندانی حسب نسب عطا کرتا ہے۔ علم والوں سے ملواتا ہے تو تعلیم سے منور کر دیتا ہے، اہل فن سے ملواتا ہے تو ہمارے فن کو فروغ دیتا ہے۔ ہمیں نام دیتا ہے، ہمیں پہچان دیتا ہے اور ہمیں معاشرے میں مقام بخشتا ہے۔ ماں کی دعائیں اپنا کردار ادا کرتیں ہیں، باپ کی شفقت قدم مضبوط کرتی ہے، ہماری شخصیت بہت سے نا معلوم سہاروں کی بیسا کھیوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ درخت جتنا بھی بڑا ہو جائے تکبر کی دیمک اسے کب کھو کھلا کر دے گی اور وہ گر کر مٹی ہو جائے گا یہ کوئی نہیں جانتا۔ درخت کی مضبوطی اور طاقت تب تک ہے جب تک اس کے مزاج کی ہریالی اسے ہرا بھرا رکھتی ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو معاشرے میں سر بلند کیا ہے، تو سایہ دار درخت بنیں، پھل دار پیڑ بنے تاکہ اللہ نے آپ کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے وہ مقصد پورا ہو۔

سڑک کے کنارے کسی گھنے سایہ دار درخت کے نیچے جب کوئی مسافر تھک ہار کے بیٹھتا ہو تو درخت اس سایہ فراہم کرتا ہے یہ درخت کا کام ہے، اور یہ اس کا فرض ہے، یہی اس کی عبادت ہے، اور اسی کا اُس سے سوال کیا جائے گا۔ درخت یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے سائے میں بیٹھنے والا مسافر، کس قبیلے سے ہے، کس حسب نسب کا ہے، کس ذات کا ہے، بولتا کیسے ہے، چلتا کیسے ہیں، اس کی تعلیم کتنی ہے، اس کی تربیت کیسی ہے، اس کا مزاج کیسا ہے، اس کا لہجہ کیسا ہے۔ درخت کا اپنا ایک معیار ہے، اپنا ایک مقام ہے، اگر وہ خود کو گرا کر مسافر کی سطح پر لیے آئے گا تو وہ درخت ہی نہیں رہے گا بلکہ کٹی ہوئی لکڑیوں کا ڈھیر بن جائے گا۔ اسے درخت رہنے کے لیے اپنے معیار کو برقرار رکھنا پڑتا ہے۔ اور اپنے فرائض کو سمجھنا پڑتا ہے۔ سایہ دار ہونا اس کی پہچان ہے۔ وہ جانتا ہے جس دن اس کی ٹہنیاں سوکھ گئیں اور اس کا تنا کھو کھلا ہو گیا اس کی کہانی ختم ہو جائے گی۔

یہی انسان کے ساتھ ہوتا ہے، بڑے سے بڑا انسان بھی جس دن چھوٹے پن کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کی شان مٹی میں مل جاتی ہے، اس کا بھرم ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کا وقار جاتا رہتا ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو لوگوں پر فضیلت دی ہے تو اس میں اللہ کے راز ہیں کہ اس نے ایسا کیا ہے، ورنہ فضیلت تو اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کو ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر اللہ نے آپ پر فضل کیا ہے تو آپ پہ لازم ہے اُس کے فضل کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور جو معیار اللہ تعالی نے آپ کو معاشرے میں دے دیا ہے اُس کی حفاظت کریں۔ اگر آپ معاشرے کے لیے فلاح اور نیکی کے کام کر رہے ہیں تو یہ نا سمجھے کہ یہ آپ کر رہے ہیں، یہ اللہ آپ سے کروا رہا ہے کہ آپ کے ہاتھ سے نیک اعمال آگے جا رہے ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو ہم سے نیک اعمال کرنے کا سارا اختیار چھین لے۔ جیسے کہ اللہ فرماتا ہے کہ یہ ہم پر احسان مت رکھیں کہ مسلمان ہوئے ہیں، بلکہ اللہ ہی ان پر احسان رکھتا ہے کہ انہیں مسلمان کرتا ہے۔ نیکیاں لوگوں پر احسان رکھ کر مت کریں، اور نہ ہی احسان سمجھ کر کوئی نیکی کریں، ہر طرح کی نیکی ہم پر فرض ہے اور ہم صرف اپنا فرض ادا کر سکتے ہیں اور اللہ ہم پر احسان رکھتا ہے کہ ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ہم نیک عمل کر سکتے ہیں۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ ایمان لے آنے کے بعد والے کافر، بہت سے لوگ جنہیں معاشرے میں بہت زیادہ عزت ملتی ہے انہیں ایک معمولی سی غلطی پہ رسوا کر دیا جاتا ہے۔ انہیں نیک لوگوں سے رسوائی کا کام بھی لے لیا گیا، اللہ قادر ہے جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس بات سے ضرور ڈرنا چاہیے کہ اللہ ہمارے سامنے سے سیدھے رستے ہی نہ غائب کر دے اور ہمیں رسوائیوں میں

بھٹکتا چھوڑ دے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے ساتھ ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے چہرے بدل دیں، تو پھر یہ کہاں جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عزتوں کی حفاظت کرے، ہماری کوتاہیوں کو معاف کرے، ہمارے ساتھ در گزر کا معاملہ کرے، اپنے اپنے سیدھے راستے پر چلائے اور ثابت قدم بھی رکھے۔ ہمیں اپنا شکر گزار بنائے، اپنی حدود کی پاس داری کرنے کی توفیق دے۔ ہم میں عجز اور انکساری پیدا کرے اور ہر طرح کے تکبر اور بڑائی سے بچائے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں ختم ہو گئیں، بڑے بڑے نام مٹ گئے، عزت اسی کی باقی رہی جس نے اپنی عزت کی حفاظت کی، وقار اُسی کا برقرار رکھا جس نے اپنے وقار کی حفاظت کی۔ اور جو کامیاب رہا اس پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہوا۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 10

چھوٹی سوچ



جب مالی درخت لگاتا ہے، تو پودے بڑے ہوتے ہوتے اس کے قد سے بھی بڑے ہو جاتے ہیں اور یہ وہ وقت ہوتا جب اس کے لگائے ہوئے چھوٹے چھوٹے پودے اسے ڈھیروں پھل دینے لگتے ہیں۔

آپ بھی اپنے ارد گرد اپنے ماتحت لوگوں کے لیئے مالی بنیں، اس بات سے نہ ڈریں کہ اگر ان کا قد آپ سے بڑا ہو جائے گا تو آپ چھوٹے پڑ جائیں گے۔ مالی کا کام ایک بڑا کام ہے جو سب کو نصیب نہیں ہوتا۔ آپ پانی دیں بیج ڈالیں نگہداشت کریں اللہ سے ان کے بڑھنے اور بلند ہونے کی دعا کریں اور اد بات کا خوف جانے دیں کہ آپ کا قد چھوٹا ہو گا۔

مصنف: میاں وقارالاسلام

آپ کا ہر پودا جب تک آپ سے بڑا نہیں ہو گا آپ کے لیئے پھل نہیں لائے گا۔ دل کو بڑا کریں سوچ کو کشادہ کریں، اپنے ہی پودوں کے درخت کاٹ دیں گے تو نقصان کے سوا آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں آئے گا۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹہرے میں لانا چاہیے



پاکستان کا سب سے بڑا نقصان ہو گیا، پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا اور بنگلہ دیش وجود میں آ گیا

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹہرے میں لانا چاہیے

قوم آج بھی تقسیم ہے کہ اصل قصور وار کون تھا، کچھ لوگ ابھی بھی بھٹو کو مسیحا سمجھے ہیں اور کچھ لوگ بھٹو کو اس نقصان کا بنیادی کردار سمجھتے ہیں۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹہرے میں لانا چاہیے

ضیا نے ملک پر قبضہ کر لیا، بھٹو کو پھانسی دے دی گئی، کچھ لوگ ضیا کو مسیحا سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ آج بھی یہی کہتے ہیں کہ جمہوریت پر شب خون مارا گیا، اور جو مارا گیا وہ شہید تھا۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹھرے میں لانا چاہیے

مشرف نے نواز شریف کی حکومت ختم کر دی، کچھ لوگ سمجھتے ہیں بہت اچھا کیا گیا، اور لوگ ابھی بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مشرف نے جمہوریت پر شب خون مارا، کچھ لوگ کہتے ہیں مشرف کا ٹرائل ہونا چاہیے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مشرف کو ہی دوبارہ آ جانا چاہیے۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹھرے میں لانا چاہیے

نئ جنریشن بڑی کنفوز ہے کہ ہمارے بڑوں نے کیا کیا حرکتیں کی ہیں کہ ساری کی ساری لیڈرشیپ کو حوالات کے راستے پارلیمنٹ میں لایا گیا ہے۔ خواہ فوج نے پکڑ دھکڑ کی ہو، خواہ سیاسی مخالفت ہو، ذاتی رنجش ہو یا پھر کرپشن کے بڑے بڑے سکینڈل ہو سارے سیاست دانوں نے تھوڑی یا زیادہ حوالات کی ہوا ضرور کھائی ہے۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹھرے میں لانا چاہیے

نئ جنریشن کنفوز ہے کہ جو جیلوں میں رہ کر آئے ہیں کیا انہیں بے قصور جیلوں میں ڈالا گیا، پھر جب وہ باہر نکلے تو ایسے نکلے جیسے حج یا عمرہ کر کے آئے ہوں۔

عدالتوں نے باعزت کو بے عزت کر کے جیل میں ڈالا یا بے عزت کو جیل میں ڈال کر باعزت کر دیا گویا عدالت نہ ہوئی سیاسی کریکٹر کی واشنگ مشنز ہو گئیں جو بھی گیا نہا دھو کر پاک صاف ہو کر واپس سیاسی میدان میں گند مچانے آ گیا۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹھرے میں لانا چاہیے

نئ جنریشن کنفوز ہے کہ سیاسی قیدیوں میں سے مجرم کون ہیں اور ملزم کون ہیں، ہر پارٹ دوسر پارٹی کو چور کہہ رہی ہے، عوام کا سارا مال لٹ گیا ہر سیاسی ٹولے کے بنک اکاؤنٹس بھر گئے مگر جرم کسی کا بھی عدالت میں ثابت نہیں ہو سکا سب ایک دوسرے کو چور چور تو کہہ رہے ہیں مگر ایک بھی چور جیل میں نہیں ہے سب کے سب مقدس ایونوں میں بیٹھے ہیں۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹھرے میں لانا چاہیے

نئ جنریشن کو یہ سمجھ نہیں آرہا کہ سیاست جیسی مقدس گائے کے گلے پر بار بار چھریاں پھیرنے والے مجرم اور سزا یافتہ سیاسی دھڑے سیاست جیسی مقدس گائے کے پھر سے رکھوالے بن گئے!

اگر عدالتیں فعال ہوتیں اور فیصلے حق پر ہوتے تو یقیناً آج صورتِ حال مختلف ہوتی۔ قوم کو کنفیوز کرنے میں جتنا کردار سیاسی دھڑوں کا ہے اتنا ہی کردار عدالتوں کا ہے ورنہ چور کی ہمت ہی نہ ہوتی کے دوسری تیسری دفعہ چوری کر سکے۔

قوم آج بھی تقسیم ہے، عدالت کو کٹہرے میں لانا چاہیے، عدالتوں نے اس قوم کے ساتھ جو کھلواڑ کیا ہے اور قوم کو جو مضاحکہ خیز تاریخ عطا کی ہے وہ قوم کے مزاج میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ہمارے مزاج میں جو کڑواہٹ اور تیکھاپن ہے وہ عدالتوں کی ناانصافیوں کا کھلا ثبوت ہے! لائیں عدالتیں اپنے آپ کو کٹہرے میں اور پھر کسی اور کا انصاف کریں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

تہذیب کا دائرہ



مہذب قومیں کی تہذیب انہیں یہ نہیں سکھاتی کہ ہر ظالم اور سرکش کی جی حضوری کی جائے، بلکہ مہذب قوموں کے باشعور افراد مظلوم کی آواز کو اُٹھاتے ہیں، ظلم کے خلاف لکھتے ہیں اور ایک عام آدمی کے درد سمجھتے ہیں اور اس کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ بے حس قوموں کی طرح سب اچھا ہے کا راگ نہیں الاپتے۔ نہ ہی مفلوج قوموں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں کہ اللہ سب دیکھ رہا ہے اللہ خود ہی سب ٹھیک کر دے گا۔ ہم بات کریں گے تو کسی مصیبت میں آجائیں گے۔ اور لوگ کیا کہیں گے۔ یہ ظالم پہلے والے سے کم ظالم ہے، یہ کرپٹ پہلے والے سے بہتر ہے۔ یعنی بڑا فرعون ہونا ظلم اور چھوٹا فرعون ہونا باعث رحمت، ایسے پڑھے لکھے جاہل اور مصلحت کے ذریعے ہر طرح کے مافیے کو سپیس دیتے دیتے پوری قوم کو اس آگ کی لپیٹ میں لے آتے ہیں۔

چور چھوٹا ہو یا بڑا چور چور ہوتا ہے اور اسے پکڑے جانے کا ڈر ہر وقت ہونا چاہیے، اگر عدالتیں نااہل ہوں چور کو یقین ہو کہ وہ کبھی نہیں پکڑا جائے گا تو وہ کبھی چوری نہیں چھوڑے گا بلکہ چوری کرنے کے ایک سے ایک مہذب رستے ڈھونڈے گا۔ اور عوام ایک طرف تو پستی جائے گی اور دوسری طرف واہ واہ کرتی جائے گی!

ایک عام آدمی حق پر بھی ہو تو بھی کرپٹ اداروں سے ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں اس کی لپیٹ میں نہ آ جائے، ہمارے ملک میں واپڈا، پی ٹی سی ایل، پولیس، ٹیکسیشن ریلوے خواہ کوئی بھی محکمہ ہو ہمیں سارے افسر جلاد نظر آتے ہیں، اور ہم ہر جگہ ہی ان سے ڈر ڈر کر گزرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں واسطہ نہ پڑ جائے، حق پر چلنے والے ان افسروں سے ڈر ڈر کر گزرتے ہیں جب کہ چور اور لٹیرے ان کی اوقات سے واقف ہوتے ہیں کہ کس کی کتنی قیمت ہے اور جہاں سے چاہتے ہیں باآسانی گذر جاتے ہیں۔

اگر ہم نے یہ مہذب معاشرہ بنایا ہے تو مجھے افسوس ہے ایسی سوچ پر جو اسے مہذب معاشرہ کہتی ہے جس کے پور پور میں کرپشن کا کینسر بھرا ہوا ہے! اور اس سے زیادہ افسوس مجھے ان پڑھے لکھے جوانوں پر ہے جن کی آنکھوں پر مصلحت کے پردے ہیں اور وہ ظلم کے خلاف آواز آٹھانے کو غیر مہذب سمجھتے ہیں۔

ظلم کے خلاف بولنا غیر مہذب نہیں ہے بلکہ ظالم کے خلاف نہ بولنا غیر مہذب ہے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں سحری وافطاری کا نظام وانتظام



آج کل کے دور میں جہاں ہمیں ساری برائیاں ہی مسلمانوں میں نظر آتی ہیں وہاں کچھ ایسی روایتیں ابھی تک پوری آب وتاب سے زندہ ہیں جس سے انسانیت کی خدمت بھی ہوتی ہے اور ثواب کا حصول بھی۔

جیسے ہی ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی رونقیں آسمان کو چھونے لگتی ہیں۔ دنیا بھر سے لوگ عمرہ اور اعتکاف کی نیت سے خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی کا رُخ کرتے ہیں۔

جس جوش اور جزبے سے لوگ یہاں پہنچتے ہیں اس سے کہیں زیادہ جذبے سے یہاں کے لوگ ان کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہمان نوازی کا حق ادا کرے۔ مہمان نوازی صرف خانہ کعبہ اور مسجد نبوی تک محدود نہیں ہوتی بلکہ پورے سعودی عرب میں یہ سلسلہ اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔

خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، با قاعدہ گروپس بنتے ہیں کئی کئی لوگوں کو ملازمت پر رکھا جاتا ہے جن کا کام صرف سحری اور افطار کا خاطر خواہ بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ اکثر مقامی لوگ رمضان کے آخری دس یا پندرہ دنوں کی چھٹیاں لے لیتے ہیں اور خانہ کعبہ میں یا پھر مسجد نبوی میں جا کر اپنی ٹیم کے ساتھ سحری اور افطاری کا انتظام کرتے ہیں۔

دستر خوان لگ جاتے ہیں، سب کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے مہمان بنے اور انہیں خدمت کا موقع دیں۔ پوری دنیا سے مسلمان ان لوگوں کے جوش اور جذبے سے متاثر ہو کر جاتے ہیں۔ اور انتہائی خوبصورت یادیں ان کے سفر کا حصہ بنتی ہیں۔ جو لوگ صاحبِ توفیق ہوتے ہیں با قاعدہ اس کارِ خیر کے حصہ دار بن جاتے ہیں اور پوری دنیا سے اس نیک کام کے لیے لوگ اپنا اپنا حصہ ڈالتے رہتے ہیں اور انتظامی معاملات بہتر سے بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پوری دنیا سے ہزاروں لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں سحری اور افطار کا انتظام میں اپنا با قاعدہ حصہ ڈالتے ہیں اور مقامی لوگوں کا پہلے سے ہی اس میں اپنا حصہ ہوتا ہے جو باہر سے آنے والے فنڈز سے اور مستحکم ہو جاتا ہے اور وہ اسے باخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ حال ہی میں میرا کچھ ایسے دوستوں سے رابطہ ہوا جنہوں نے اس سارے طریقہ کار کی تفصیل شئیر کیں۔

مسلمانوں میں اچھی روایتں کم ہوتی جا رہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ پروان چڑھنا چاہیے! اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کا موقع دے! امین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

ابلیس نے ٹھیک کہا تھا! تیرے بندوں پر میرا زور نہیں چلے گا



یقینا ابلیس کی اوقات ہی نہیں کہ اللہ کے بندوں پر اپنا زور چلا سکے۔

مانا کہ حج اور عمرہ صرف انہیں کے لیئے ہے صاحب حیثیت ہے اور حرم تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مگر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جب اللہ کا حکم ہوتا ہے تو بے حیثیت لوگ با حیثیت ہو جاتے ہیں اور جنہیں طاقت نہیں ہوتی انہیں طاقت دے دی جاتی ہے، غریب، بوڑھے، لاچار، کمزور لوگ دنیا بھر سے لاکھوں کی تعداد میں حرم پہنچ جاتے ہیں اور یہ سلسلہ سارا سال رات دن جاری رہتا ہے۔

یقینا شیطان اپنی بے بسی پہ روتا ہو گا کہ جن لوگوں کو اس نے ساری زندگی اپنی ابلیسی زنجیروں سے جکڑے رکھا انہیں جب بھی اللہ کا حکم ہوا کسی نے بھی ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں کی اور اللہ کے گھر پہنچ گئے۔

لاکھوں پروانے دل میں محبت الٰہی کی شمع چلائے نور ربانی کے دربار میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ جب جماعت کھڑی ہوتی ہے حرم میں قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں بچتی تقریباً ہر جگہ سجدوں کے لیئے مخصوص ہو چکی ہوتی ہے پھر بھی ہزاروں لوگ بچ جاتے ہیں اور

حرم سے باہر سڑکوں میں گلیوں میں پارکنگ میں جہاں اور جیسے کی بنیاد پر ماتھا ٹیک دیتے ہیں، مردوں اور عورتوں دونوں کے حالات ایسے ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ظاہری کشمکش سے زیادہ لوگوں کی روحانی حالت اور دل کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

!یقینا شیطان تو ایسے حالات میں الٹی چارپائی پہ سوتا ہوگا

سوتا بھی ہوگا کہ نہیں۔

اللہ کی شان بہت بلند ہے، اللہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے، دنیا کے سب سے گناہگار بندے کو بھی چن لے تو ایک سیکنڈ سے پہلے اس کا دل پھیر دے اور شیطان دیکھتا ہی رہ جائے۔

حرم کے رقعت آمیز لمحات دیکھ کر یقینا شیطان سر پیٹتا ہوگا، کہ کاش وہ انسان کو ایک سجدہ کر دیتا تو روز روز کی ذلالت سے تو بچ جاتا۔

!مگر اللہ نے جس کے ساتھ ذلالت چپکا دی سو چپکا دی

شیطان کے ساتھیوں کو سوائے ذلت کو اور کچھ نہیں ملتا! دعا ہے! کہ اللہ تعالی ہمیں شیاطین کے حربوں سے بچائے رکھے اور ہمیں اپنے عزت والے اور مقرب بندوں میں شامل کرلے۔آمین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

حرم میں ختم القران



کل مکہ میں ماہ رمضان کی 29 ویں رات بھی تھی اور الواعی جمعہ مبارک بھی تھا اور اس کے ساتھ ہی ختم القران بھی تھا جس کے بعد خصوصی دعا کروائی گئی۔ خشک موسم تھا مگر آسمان میں بادلوں کی آمد بھی تھی۔

حرم میں روئے زمین پر یقینا مسلمانوں سب سے بڑی اور مقدس دعایا تقریب جاری تھی، لاکھوں لوگ کانپتے ہاتھوں، بھیگی آنکھوں، سسکیوں اور ہچکیوں سے اپنے رب کو راضی کرنے کوشش کر رہے تھے، ظاہر ہے میری کیفیت بھی ان سے الگ نہیں تھی، پہلی مرتبہ اتنے قریب سے اس طرح کا منظر دیکھنے کو ملا تھا، اسے یقینا لفظوں کا روپ نہیں دیا جاسکتا مگر مجھے بار بار قران کی دو آیات نظر آ رہیں تھیں۔

اول یہ کہ اللہ قران میں فرماتا ہے کہ جنت میں انسان کوئی لغو بات نہیں سنیں گے اور ان کا آپس میں کلام ہو گا اسلام و علیکم!

حرم میں لاکھوں لوگ موجود تھے مختلف رنگ و نسل کے اور ظاہری طور پر سب کا کلچر بھی جدا جدا تھا اور انداز بھی الگ الگ تھے سب کا آپس میں زیادہ تر کلام بھی اسلام و علیکم تھا اور یقینا کوئی آپس میں لغو بات بھی نہیں کر رہا تھا۔ یہ ایک ایسا روح پرور منظر تھا جو کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ اور جنت کے اس خوبصورت نظارے کی منظر کشی کرتا ہوا نظر آتا ہے جس کا ذکر اللہ نے قران پاک میں کیا ہے۔ یقینا اللہ قادر ہے جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے دیکھاتا ہے۔

ایک اور آیت کا مفہوم ہے کہ روئے زمین پر تمام لوگوں کی آنکھیں مل کر بھی تمہارے رب کا تدارک یا احاطہ نہیں کر سکتیں میں تمہارا رب ہر آنکھ کا تدارک یا احاطہ کر سکتا ہے۔

حرم میں لاکھوں آنکھوں عشق الہی میں ڈوبی اپنے رب کی نظر کرم کی منتظر تھیں یقینا ہم اپنی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھ تو نہیں سکتے مگر اپنی کیفیت کو بیان کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے سنتا ہے یقینا اس نے تمام آنکھوں کا احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر دل کی کیفیت کو باخوبی جانتا ہے۔

اللہ کی شان بہت بلند ہے، حرم کی طرح پوری دنیا میں چھوٹی بڑی دعا یا محفلیں ہوتی رہتی ہیں یا لوگ اکیلے بیٹھ کر بھی رب کی یاد میں گم ہوتے ہیں اور اسے راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں یقینا اللہ دیکھتا ہے سنتا ہے اور ہر آنکھ کا تدارک یا احاطہ کیئے ہوئے ہیں۔

اگر 29 روزے ہوئے تو کل تک سب سے رابطہ بحال ہو گا۔ سب کے لیئے بہت سی دعائیں اور نیک خواہشات، اللہ ہم سب پر اپنا فضل و کرم قائم رکھے، زندگی کا امتحان اور آخرت کا سفر ہم پر آسان کرے اور ہمیں ہمیشہ رہنے والی کامیابی عطا کرے۔ امین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

اسلام اور سلامتی



لفظ اسلام کا لفظی مطلب امن اور سلامتی ہے۔ اور پیغمبر کا لفظی مطلب اللہ کی طرف سے امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والا۔ پیغمبر نہ کبھی حملہ کرنے آتا ہے، نہ کوئی ذاتی فائدے کے لئے بلکہ صاف صاف اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے معبوث کیا جاتا ہے۔

اسلام میں جانوروں، پرندوں، حشرات وغیرہ یا آبی جانوروں یہاں تک کہ پودوں، فصلوں اور درختوں کو بھی نقصان پہنچانے کی ممانیت ہے سوائے اس کے کہ انہیں انسانیت کی ضرورت اور فلاح کے لیے استعمال کیا جائے۔

پیغمبروں کو ہمیشہ دہشت گردی اور ظلم کے خلاف امن اور سلامتی کا فرمان بنا کر بھیجا گیا ہے جیسا کہ فرعون کے خلاف یا پھر کسی بھی دوسرے حاکم کے خلاف جو وہاں کی پست حال عوام پر اپنے مظالم ڈھاتے ہوں۔

امن کا پیغام جہاں امن اور سلامتی کا فرمان بن کر آتا ہے وہیں ظالم اور ظلم کے لیے موت کا سامان بھی بن کر آتا ہے۔ کیوں کہ امن اور ظلم کسی معاشرے میں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ جیسے جھوٹ اور سچ اکھٹے نہی رہ سکتے۔ سچ ایک دن اپنے آپ کو منوالیتا ہے اور جس دن ایسا ہوت ہے جھوٹ کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جب امن و سلامتی اپنے آپ کو منوالیتی ہے اس دن ظلم کی اور ظالم کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

دنیا کی سب سے ظالم حکومتیں دہشت گردی پر پیسہ اور وسائل لگا رہیں ہیں کہ کہیں امن قائم نہ ہو جائے۔ کیوں کہ امن کا قائم ہونا ان کے ظلم کے نظام کی موت ہے۔

! سوال یہ ہے کہ اسلام اپنے ملکوں یا معاشروں میں امن کیوں نہیں لا سکا

اسلامی معاشری کلمہ پڑھنے سے وجود میں نہیں آتا بلکہ شریعت کے نفاذ سے قائم ہوتا ہے۔ مجرمانہ سوچ کا حامل طبقہ یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ شریعت کا نفاذ ہو کیوں کہ جب شریعت نافذ ہوتی ہے ظالم غیر محفوظ ہوتا ہے اور مظلوم محفوظ ہوتا ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

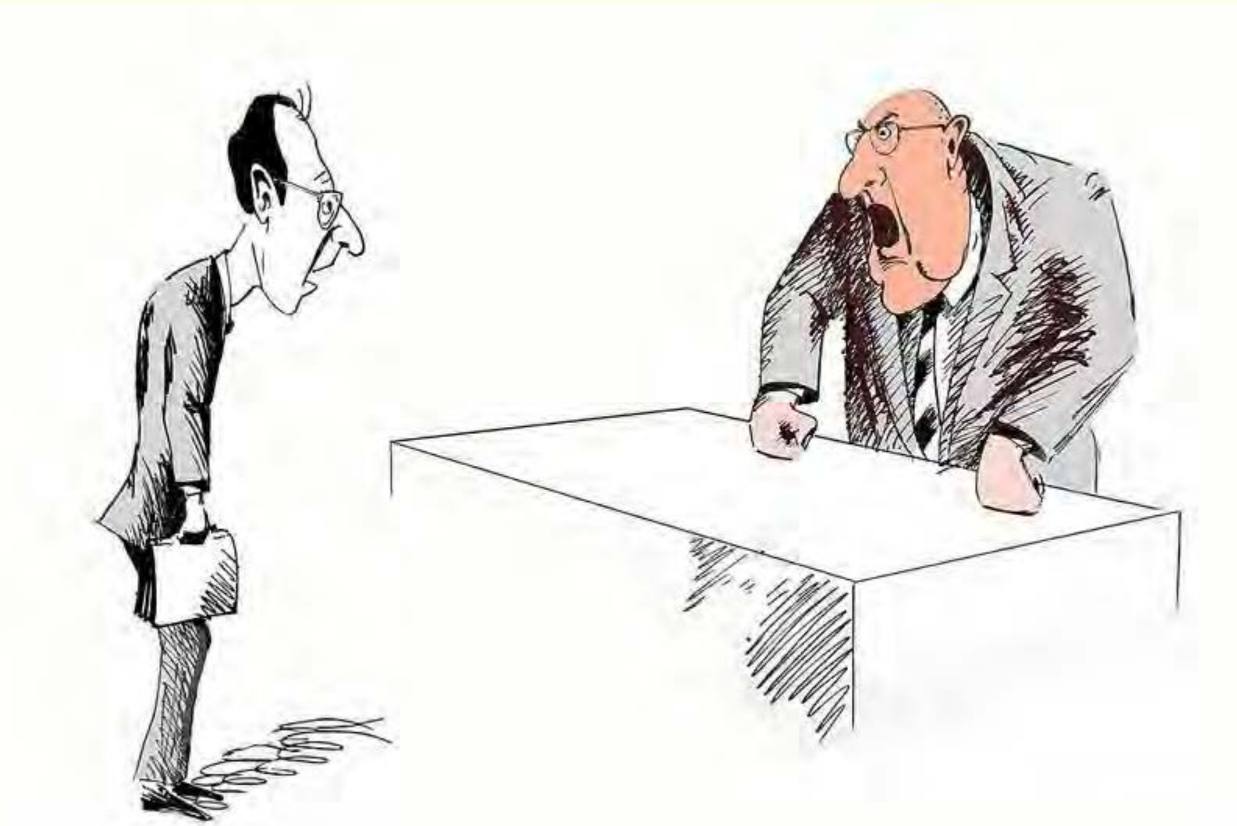
مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 10

باس کی ناانصافی



اکثر ملازموں کو اپنے باس سے شکائیت ہی رہتی ہے کہ باس انہیں وقت پر تنخواہ نہیں دیتا، ان سے کام زیادہ لیتا ہے، ان کی سیلف ریسپکٹ نہیں ہوتی، پروموشن نہیں ہوتی یا پھر سہولتیں پوری نہیں دی جاتیں۔ اکثر لوگ اسی وجہ سے جاب پر جاب تبدیل کرتے جاتے ہیں اور آخر میں ان کا فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ سارے باس ہی خراب ہوتے ہیں۔

ہم باحیثیت ملازم کبھی سوچتے ہیں نہیں کہ ہم نے کمپنی کے لیے کیا کیا، ہم نے اپنی صلاحتیں کام کرنے میں لگائیں یا پھر تنقید برائے تنقید کی منزلیں طے کرتے گئے۔

ادھر باس اپنی جگہ سر پکڑ کر بیٹھا ہوتا ہے کہ ایک سے ایک ملازم آئے سارے کے سارے ہڈ حرام، نکمّے اور کام چور۔

ذرا سوچیے کہ ایک باس پر 100 یا اس سے بھی زیادہ نکمّے لوگوں کا بوجھ ہو اور وہ پھر بھی کمپنی کو چلائے تو کیا یہ انصاف ہے۔ باس تو ہر ماہ تنخواہوں کا ذمہ دار ہے مگر ملازم صرف تنخواہ لینے کی ہی ذمہ داری ہے۔

مصنف: میاں وقار الاسلام

جب ہم سرکاری ملازمتوں کی بات کرتے ہیں تو صورتِ حال اس سے کہیں بدتر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب سے نکما ہمارے وزیرِاعظم ہے، ہو گا مگر ان پڑھے لکھے نکمّے لوگوں کا کیا کریں گے جو سرکاری جاب کو جاب ہی نہیں سمجھتے سرکاری وسائل کا بے جا استعمال کرتے ہیں اور اپنے ساتھ 10 اور لوگوں کا پیٹ لگا کر کھاتے ہیں اور کھاتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اور پھر نکل پڑتے ہیں کبھی ہڑتالوں پر کبھی تنخواہوں کے اضافے کے لیے اور کبھی پروموشن کے لیے، کیا ان کا کام صرف مراعتیں لینا اور عوام کے پیسوں کو بلا وجہ اڑانا ہے۔

! ہم ایسے ماحول میں توقع کرتے ہیں کہ صرف سیاست دان فرشتے ہوں اور باقی سب شیطان کے چیلے بنے رہیں تو چلے گا

! دراصل جب انگلی ایک کی طرف کی جاتی ہے تو چار اپنی طرف ہوتی ہیں لیکن ہم کبھی بھی اپنی طرف نہیں دیکھتے

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

پاکستان ہر گز مایوس کن صورتِ حال میں نہیں ہے



ہمیں کبھی بھی اچھی لیڈر شپ نہیں ملی، ہمارے ادارے کمزور سے کمزور ہوتے جا رہے ہیں، عوام میں بھی شعور کا فقدان ہے اور بھی بہت سے مسائل پاکستان کو درپیش ہیں۔ ہم سارا دن پاکستان کی سیاسی پر اور پاکستانی اداروں پر تنقید کرتے رہتے ہیں یہ سب ہم پاکستان کی محبت میں کر رہے ہوتے ہیں تاکہ پاکستان کو ہر چیز نمبر 1 ملے۔

آئیڈل ازم دنیا میں کہیں نہیں ہے، خود امریکہ بھی اپنی تاریخ کی بدترین لیڈر شپ کے شکنجے میں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے سب ختم ہو گیا۔

پاکستان ہر گز ہر گز مایوس کن صورتِ حال میں نہیں ہے۔ شاید پاکستان جتنا مضبوط آج ہے اتنا پہلے کبھی نہیں تھا۔ آج ہماری ملٹری طاقت کا موازنہ تاریخ کی کسی بھی دور سے نہیں کیا جا سکتا، معاشی لحاظ سے بھی پاکستان جس طرح کے معاہدے چین سے کر چکا ہے اس طرح کے اور اس سطح کے معاشی معاہدے کبھی امریکہ سے بھی نہیں ہوئے۔ 500 بلین ڈالر کی انوسٹمنٹ پاکستان میں 2045 تک ہر حال میں آنی ہے جس کے لیے چائنز کمپنیز گزشتہ 2 دہائیوں سے بھی زائید عرصے سے پاکستان میں دن رات کام کرنے میں مصروف ہیں، دنیا کر سب سے بڑا سولر پلانٹ لگ چکا ہے، سی پیک کو دنیا کے سب سے بڑے روڈ، ریل اور

کمیو نیکیشن کوریڈور سے ملا جارہا ہے جن پر 24 گھنٹے کام ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بجلی کے منصوبے جتنے زیادہ اور جتنے بڑے لیول پر آج ہو رہے ہیں کبھی نہیں ہوئے۔

ان منصوبوں کا فائدہ مشرف بھی لینا چاہتا ہے، زرداری بھی لینا چاہتا ہے اور نواز شریف بھی لینا چاہتا ہے اور آرمی بھی لینا چاہتی ہے۔

مگر یقین مانے ان سارے منصوبوں کے پیچھے سوائے اللہ کی ذات کے اور کوئی نہیں جس نے دنیا کے نقشوں کو تبدیل کرنا شروع کیا، چین معاشی طور پر اتنا مصبوط ہوا کہ اپنے ملک کو ترقی یافتہ بنانے کے ساتھ ساتھ ایشا کے 60 ملکوں میں اپنی انوسٹمنٹس کا ایک وسیع نیٹ وورک بنانے کے قابل ہو گیا۔

چائنہ 60 ملکوں میں ایک ہی وقت میں کام کر رہا ہے، اور چائینہ کر ترقی میں ان 60 ملکوں کی اپنی ترقی بھی شامل ہے اور اس عظیم کام کے لیے چائنہ کے اندازے کے مطابق 4 سے 8 ٹرلین ڈالر کی انوسٹمنٹ کی جائے گی اور اس میں ولڈ بنک، ایشن ڈویلپمنٹ بنک اور آئی ایم ایف پہلے سے شامل ہیں۔

یہ 60 ملک دنیا کی آبادی کا 60 فیصد ہیں، دنیا کے تیل کے وسائل کا 70 فیصد ہیں جب کہ دنیا کی آمدنی کا صرف 30 فیصد ہیں۔ اسی لیے ان میں انوسٹمنٹ پر آمدنی کی شرع بھی ترقی یافتہ ملکوں سے بہت زیادہ ہے۔

ایشا دنیا کی سازشوں کا گھڑ ایسے لیے بنا ہوئے ہے کیوں کہ جو ایشیا میں ڈومنیٹ کرے گا وہی دنیا کی اگلی معاشی طاقت ہو گا۔ اور جو ایشیا کی معشیت کا حصہ نہیں بن سکے گا ایسے ترقی یافتہ ملک اگلے دور کے ترقی پذیر ملک ہو سکتے ہیں۔

ایک طرف غریب ملک اپنے بہتر مستقبل کی جن لڑ رہے ہیں اور دوسری طرف ترقی یافتہ ملک اپنی ڈوبتی ہوئی معشت کو بچانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

پاکستان میں چائینہ نے تب تک یہ معاہدے نہیں کئے جب تک سب سیاسی جماعتوں اور آرمی سب کو ایک پیج پر لا کر دستخط نہیں کروالیے۔ اس کا فائیدہ یہ ہوا ہے کہ یہ آپس میں جتنا بھی لڑیں س پیک کے حوالے سے کبھی نہیں لڑیں گے۔

ہمارے سیاسی حکمران اتنے سیانے نہیں ہیں کہ اس طرح کی صورت حال کو خود جنم دے لیتے جن کی سوچ ہمیشہ سے بانجھ پن کا شکار رہی ہے۔

اللہ نے ہمیں ایک ایسی لوکیشن دی ہے جو پوری دنیا میں اپنی اہمیت کالوہامنواتی آرہی ہے جس کی وجہ سے پہلے ہمیں امیریکہ بیٹھا کر کھلاتا رہااور اب چایئنہ بیٹھا کر کھلا رہا ہے۔

انڈیا نے بھوٹان میں اپنی فوج داخل کی جس کی وجہ سے چائنہ اور انڈیا کاایشو گذشتہ دنوں سے کافی شدت اختیار کر گیا تھا کیوں کہ چائینہ نے انڈیا پر واضع کر دیا کہ وہ یہاں سے نکل جائے ساتھ یہ دھمکی بھی دے ڈالی کہ اگر پاکستان اشارہ کرے تو سوڈان میں انڈین آرمی کی طرح کشمیر میں چائینہ کی آرمی بھی داخل ہو سکتی ہے! اور یہ ایک دن ضرور ہونا ہے۔ امریکہ سے تو ہم اخلاقی تعاون کی بھی امید نہیں کر سکتے کیوں کہ امیریکہ کااندھاپن اس بات سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اسے دہشت گرد اور حریت پسند کا فرق ہی نہیں معلوم۔

یہ ہماری قوم کے مسلسل صبر کا پھل اور ہماری تمام تر آزمائشوں کا اچھا بہترین بدل ہے۔ اب جو بھی پاکستان اور چائینہ کی دوستی کے خلاف بات کرتا ہے وہ یقینا پاکستان کے روشن مستقبل کے خلاف بات کرتا ہے اور یہ بات آرمی نے تمام سیاسی کارکنوں کو اچھی طرح سے سمجھا دی ہے۔

! پاکستان زندہ بعد

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

اختلاف برائے اختلافات



قران میں بہت سی ایسی قوموں کا ذکر ہے جو ایمان لانے کے بعد آپس میں اختلاف کر بیٹھیں اور فرقہ فرقہ ہوں گئیں، کیوں وہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے اور خدا پرستی کی بجائے انھوں نے اپنے اپنے کئی اور خدا بنا لیے اور گمراہ ہو گئیں۔ اختلاف برائے اختلاف کی ہدت اتنی زیادہ تھی کہ انھوں نے پیغمبروں اور نبیوں کی تکزیب کی انہیں جھٹلایا، انہیں ہر طرح سے تکلیف دی کئیوں کو تو قتل بھی کر دیا اس لیے کہ وہ انہیں کچھ نہ کہیں اور اپنی من مانی کرتے چلے ہیں۔ کئی امتوں پر عذاب در عذاب بھیجے گئے مگر انھوں نے اپنی خصلت نہ بدلنی تھی اور نہ بدلے یہاں تک کہ ذلت اور رسوائی ان سے چمٹا دی گئی۔

کیا ہم بھی اختلاف برائے اختلاف کی دوزخ میں نہیں جل رہے، کیا ہم نے بھی اپنے اپنے لیڈروں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہیں دی ہوئی، ہم شریعت کی بات بہت کرتے ہیں لیکن اپنے لیے اسے چھوڑے دیتے ہیں، ہمیں سب سے زیادہ مزہ دوسروں کا احاطہ کرنے میں آتا ہے ہم کبھی اپنا احتساب نہیں کرتے۔ ہم ہر چیز کی برائی کرتے ہیں، ہم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

سالوں محکوم رہنے کے بعد جب ہم آزار تو ہوئے ہیں مگر شاید ذہنی تو پر ابھی بھی ہمیں آزادی نہیں ملی، حکمرانوں یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں غاصبوں کا تسلط منتقل ہوا ہے اور عوام کو محکوم بنانا ان کا حق ہے، جو بھی آتا ہے وہ اپنے تمام اختار حاصل کر لیتا ہے مگر اختیارات اپنے سے نیچے اور عام عوام تک نہیں جانے دیتا کیوں کہ اس طرح تو عوام آذار ہو جائے گی۔

عوام میں اپنے لیول کا اختلاف برائے اختلاف پایا جاتا ہے، اور حکمران جماعتوں میں اپنے لیول کے مسائل نظر آتے ہیں۔ اداروں میں اپنے اپنے اختلافات الگ الگ ہیں۔

ہمیں حکم تھا کہ ہم ایک ہی رسی کو تھامے رکھیں مگر ہمیں ہر سطح پر تقسیم کر دیا گیا اور الگ الگ رسیاں پکڑا دی گئیں سو جس کے ہاتھ میں جو ہے وہ سمجھ رہا ہے کہ وہ سہی رستے پر ہے مگر کوئی بھی صحیح رستے پر نہیں ہے کیوں کے ہم ملک کو قومی نظری پر نہیں بلکہ پارٹی کے نظریے پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قوموں کی ترقی ایک طویل اور ان تھک سفر کے بعد ہی نصیب ہوتی ہے۔ ترقی کے سفر کا تعین بہت ضروری ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جو بھی آ ہے وہ ترقی کے سفر کو جاری رکھے۔ مگر ہمارے ہاں ہر سیاسی پارٹی کا سفر الگ الگ ہے، جو کام ایک پارٹی پانچ سال میں شروع کرتی ہے اگلی اُسے تبدیل کر دیتی اور اس سے اگلی اسے تبدیل کر دیتی ہے، پھر یہ منصوبوں کو اپنے پنے نام سے منسوب کرتے ہیں جو ان کی احمقانہ ترین سوچ کی عکاسی کرتی ہے جیسے کہ شہباز شریف لیپ ٹاپ سکیم یا پھر بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ، کیوں بھائی ان کے باپ کا پیسہ ہے۔ یہ صرف اس لیے کہ یہ ہمیشہ کی حکومت چاہتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ ان کی نسلیں حکمران رہیں۔

خدا کا واسطہ اس قوم کو آزاد کر دیں، نہ لوگوں کی زندگیاں جہنم بنایں نہ اپنے لیے جہنم تیار کریں۔ اللہ نے آپ کو ملک کا سربراہ بنایا اور بار بار بنایا، اپنے لیے جنت تیار کریں اور لوگوں کو بھی جہنم کی زندگی سے نکالیں، ہر پارٹی گنواتی ہے کہ ہم نے یہ کیا ہم نے یہ کیا۔ ہماری عسکری طاقت کو دیکھ لیں جو ایک سمت میں چلی تو ہم دنیا کی اہم عسکری طاقت بن کر ابھرے۔ اگر ہم معاشی طور پر بھی ایک ہم آہنگ منصوبہ بندی پر کام کریں تو ہم ایک معاشی طاقت بن کر کیوں نہیں ابھر سکتے۔

ہمارے ہاں آج بھی کوئی سندھی کارڈ کھیلتا ہے، کوئی پنجابی کارڈ کھیلتا ہے اور کوئی سرائیکی یا پشتو کارڈ کھیلتا ہے۔ کیوں بھائی آپ کے ماموں کی سالگرہ ہے جو پاکستان کو اُس کی برتھ ڈے کے کیک کر طرح کاٹنا چاہتے ہو۔

رزق کے جو بھی وسائل ہیں وہ پاکستان کے ہیں اور اس پر ہر پاکستانی کا حق ہے چاہے وہ کسی بھی علاقے کا ہو یا کسی بھی عقیدے کا ہے وہ ہے تو پاکستانی۔

جیسے عسکری طاقت ہم سب کی طاقت ہے وقت پڑتا ہے تو یہ نہیں دیکھتے کہ یہ کس کے دفاع میں کم اور کس کے دفعہ میں زیادہ استعمال ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ ہر پاکستانی کی دفاع اور حفاظت کے لیے ہے۔

اسی طرح معاشی وسائل پر بھی کسی خاص طبقے کی اجارہ داری کھلی ناانصافی اور ظلم ہے۔

اللہ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے، اور ہماری عوام کو شعور عطا کرے، امین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

چھوٹے میاں بڑے میاں



ہمارے ہاں ایک کلچر پایا جاتا چھوٹے میں خود کو بڑے میاں سمجھتے ہیں اور بڑے میاں اپنے بڑے ہونے کا ثبوت نہیں دیتے۔ پھر ہوتا یوں کہ نہ چھوٹے کی عزت بچتی اور نہ بڑوں کا بھرم بچتا دونوں ایک دوسرے کو غلط ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے ایک مچھلی منڈی کا ساماں بندھ جاتا ہے۔ وکیل کا سب سے بڑا دشمن وکیل، استاد کا سب سے بڑا دشمن استاد، جج کا سب سے بڑا دشمن جج، سیاست دان کا سب سے بڑا دشمن سیاست دان، شاعر کا سب سے بڑا دشمن شاعر اور ادیب کا سب سے بڑا دشمن خود ادیب، ڈاکٹر کا سب سے بڑا دشمن ڈاکٹر اور جرنلیسٹ کا سب سے بڑا دشمن جرنلیسٹ۔ یہ اگر کہیں اپنی کوئی یونین یا گروپ بھی بناتے ہیں تو بڑے میاں ایک طرف اور چھوٹے میاں ایک طرف اور دونوں طبقے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوتے نظر آتے ہیں اور لوگوں کو یہ نظر آتا ہے کہ آوے کا آوہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ ان سب میں ایک بات یکساں پائی جاتی ہے کہ ایک تو سسٹم ٹھیک نہیں اور دوسرا کہ گورنمنٹ کچھ نہیں کرتی۔ کبھی کسی طبقے کا کسی بھی بات پر تسلی کا جواب موصول نہیں ہوتا۔

ہماری تربیت سکولوں سے کی جاتی ہے جہاں سینئر طلبہ نئے آنے والوں کا بے عزتی سے بھرپور ویلکم کرتے ہیں، مختلف ملازمتوں میں نئے ملازموں سے ہتک آمیز کام لیئے جاتے ہیں جس سے ان کی عزت نفس مر جائے اور پرانے ملازموں کی تسکین پوری ہو جائے کیوں کہ جب یہ میدان میں آئے تھے توان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

اس کلچر کو ختم کرنے کے لیئے ریگولیشن کی ضرورت ہوتی ہے جس سے سیلف ریسپیکٹ کو پروٹیکٹ کیا جاتااور ہتک آمیز رویوں کو کرائم کادرجہ دیا جاتا ہے۔ کچھ ملکوں میں اوے کہنا یا انگلی سے اشارہ کرنے کی بھی باقاعدہ سزا ہے۔ ہمارے بزرگوں سے ہمیں کچھ مثالیں ملتی ہیں کہ بچے ماں باپ کے برابر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ نیچے یا پاوں کی طرف بیٹھتے تھے لڑکوں کی نظریں نیچی ہوتی تھیں اور لڑکیوں میں بغیر دوپٹے کے سامنے آنے کارواج نہیں۔ اساتذہ کی عزت بھی بڑے بزرگوں کی طرح کی جاتی تھی۔ پھر کیا ہوا بڑے میاں اور چھوٹے میاں سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھال لی۔

اللہ فرماتا ہے کہ ایک جماعت دوستی جماعت کو برا نہ کہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے اچھی ہو۔ مگر ہم اپنے آپ کو اونچا ثابت کرنے کے لیئے دوسرے کو نیچا دیکھانا فرض سمجھتے سو سب کی عزت جاتی رہتی ہیں۔

ہمارے لیئے ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ جب بیٹھے ہوتے تھے یا پیدل یا سوار آرہے ہوتے تھے تو فرق محسوس نہیں ہوتا تھا کہ مالک کون نوکر کون۔ مقام دل میں اتنا کہ ایک دوسرے پہ جان چھڑکی جائے۔ پیٹھ پیچھے بھی کسی کی بے عزتی کرنے کی مثال نہیں مگر اب تو منہ پر بے عزتی کر دی جائے تو سر فخر سے تن جاتا ہے کہ بازی مار لی گئی۔ بڑے میاں اور چھوٹے میاں جب تک آپس میں ایک دوسرے کی حرمت کا تعین نہیں کریں گے رسوائی پوری جماعت پر ہر طرف سے حملے کرتی رہے گی۔ عزت کروانے کے لیے عزت دینی پڑتی ہے اور بڑوں کے عزت کیے بغیر جو مقام ملتے ہیں وہ بھی کھوکھلے ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنے اور ایک دوسرے کا بھرم قائم رکھنے کی توفیق دے آمین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

غیر منطقی سوچ کے حامل افراد

People With Logical Disorders

تحریر : میاں وقارالاسلام



کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی سوچ انتہائی غیر منطقی ہوتی ہے۔ اول تو وہ کچھ کرتے ہی نہیں اور اگر کچھ کرتے ہیں تو انہیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیوں کر رہے ہیں۔ ان کی تمام مسافتیں منزلوں کے تعین سے پاک ہوتی ہیں۔ یہ سب سے لمبی بحث کرتے ہیں اور ان کی کوئی بھی بحث کیسی بھی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچتی۔

1۔ سکول میں داخلے کے لیے جاتے ہیں تو ضروری کاغذات گھر بھول جاتے ہیں۔ سکول جاتے ہیں تو بستہ گھر بھول جاتے ہیں۔ بستہ لے بھی جائیں تو جب کاپی نکالتے ہیں تو پن گھر ہوتا ہے۔

2۔ یہ مارکیٹ شاپنگ کے لیے جاتے ہیں تو بٹوا گھر بھول جاتے ہیں۔ بٹوا لے بھی جائیں تو شاپنگ کے بعد دکان دار کو پیسے دیئے بغیر بحث کرتے رہتے ہیں کہ پیسے دیے تو تھے، گھر آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے بٹوے میں پیسے زیادہ ہیں اور دکان دار ٹھیک کہ رہا تھا۔

3۔ یہ گاڑی پارکنگ میں چھوڑ کر گھر آ جاتے ہیں اور گھر والوں سے کہتے ہیں میں تو پیدل گیا تھا، گاڑی تو گھر پہ تھی۔ ان کی جیب 3 سے جب پارکنگ کی سلپ نکلتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اوہ گاڑی تو پارکنگ میں رہ گئی۔ اگر یہ گاڑی گھر پر لے بھی آئیں تو گاڑی کی چابی ان کی جیب میں رہ جاتی ہے اور سارا گھر چھان مارتے ہیں کہ چابی نہیں مل رہی، گھر کے سارے افراد سے بحث کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ چابی تو ابھی تک جیب میں ہے۔

4۔ کھانا یہ سوچ کر کھانا بھول جاتے ہیں کہ شاید کھالیا ہے۔ اور کھالیں تو یہ پتا نہیں ہوتا کھایا کیا تھا۔ اور کھانا باہر سے لانا پڑے تو اول تو جاتے ہی نہیں، اگر بہت زور ڈالنے پر چلے بھی جائیں تو روٹیاں لے آتے ہیں سالن بھول جاتے ہیں اور سالن لے آتے ہیں تو روٹیاں بھول آتے ہیں اور اگر سالن اور روٹیاں دونوں لے آئیں کچن میں رکھ کر بھول جاتے ہیں کہ کھانا لایا بھی ہوں یا نہیں۔

5۔ یہ دوستوں کو ٹائم دے کر بھول جاتے ہیں کہ کہیں جانا بھی تھا، اور کوئی انہیں ٹائم دے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ کسی نے آنا بھی تھا۔ اور اگر کوئی انہیں لکھ کر بھیج دے یعنی شادی کارڈ یا کسی بھی فنکشن کا کارڈ تو کارڈ رکھ کر بھول جاتے ہیں، اور پھر اعتراض کرتے نہیں تھکتے کہ ان کو کسی نے بلایا ہی نہیں۔ کئی دن بعد کارڈ نظر سے گزرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا اعتراض غلط تھا کارڈ تو پڑے پڑے اپنی مدت گزار گیا۔

6۔ امتحان میں جاتے ہیں تو اُس مضمون کی تیاری کر کے جاتے ہیں جس کا پرچہ اس دن ہوتا ہی نہیں۔ اگر یہ امتحان میں فیل ہو جائیں تو کسی اور کا نتیجہ دیکھ کر کئی دن تک خوش رہتے ہیں کہ فیل تو کوئی اور تھا، اور جو پاس تھا وہ میں ہوں۔ پھر استاد کو اسے سمجھانا پڑتا ہے کہ وہی فیل ہے اور پھر سے تیاری کرے۔

7۔ یہ لوگ انتہائی سیلف میڈیکیشن کرتے ہیں، پیٹ کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ سر درد کی ہے اور سر درد کی دوائی یہ سمجھ کر کھاتے رہتے ہیں کہ پیٹ کی ہے۔ اور جب ٹھیک نہیں ہوتے تو کہتے ہیں آج کل دوائیاں 2 نمبر آرہی ہیں۔ یا پھر یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر 2 نمبر آرہے ہیں۔

8۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے فالو کریں، پھر ان کو خود پتا نہیں ہوتا کہ فالو کسے کرنا ہے۔ پھر یہ راستے میں گم ہو جاتے ہیں اور ساتھ والے سے پوچھتے ہیں کہ ہم کہاں جارہے تھے۔

9۔ جب ان کی منگنی ہوتی ہے (اگر ہوتی ہے تو) تو انگوٹھی یا تو لیتے نہیں، اور اگر لے بھی لیں تو کہیں بھول آتے ہیں۔ اور انگوٹھی لے بھی آئیں تو تقریب کا مقام بھول جاتے ہیں، تقریب کے مقام پر پہنچ بھی جائیں تو مقررہ وقت بھول جاتے ہیں۔ اتفاق سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے تو یہ بھول جاتے ہیں کہ منگنی چھوٹی والی سے ہوئی تھی یا بڑی والی سے۔

10۔ ان کے ساتھ جب کوئی بھی گیم کھیلی جاتی ہے تو اپنا سکور مرضی سے بڑھا دیتے ہیں اور دوسرے کا سکور مرضی سے کم کر دیتے ہیں۔ اپنے سے بڑا پلییئر کسی کو نہیں مانتے، اسی لیے کبھی نہیں ہارتے، کیوں کہ مانے گے تو ہاریں گے۔ اور ہار ثابت ہو جائے تو کہتے ہیں یہ تو کھلی دھاندلی ہے ضرور سکورز میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہو گی۔ اور اگر سب مل کر بھی سمجھائیں کہ صاحب آپ ہار چکے ہیں، تو کہتے ہیں یہ سارے ملے ہوئے ہیں اور سب نے مل کر دھاندلی کی ہے۔

11۔ یہ اہم چیزوں کو کم ہی اہمیت دیتے ہیں۔ اور غیر ضروری چیزوں کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ بڑی سے بڑی پریشانی بھی ان کی پریشانی کی وجہ نہیں بنتی، اور جب یہ پریشان ہوتے ہیں ایسی چیز پر بھی پریشان ہو جاتے ہیں جس میں پریشان ہونے والی کوئی بات سرے سے ہوتی ہی نہیں ہے۔

12۔ مشکل سے مشکل کام کے لیے بھی ہاں کر دیتے ہیں، ٹائم فریم پوچھا جائے تو وہ بھی 10 سے 15 منٹ، وہ بھی زیادہ سے زیادہ۔ اور پھر 5 منٹ میں ہی بھول جاتے ہیں کہ انہیں کوئی کام کہا بھی گیا تھا یا نہیں۔ انہیں بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ 10 یا 15 منٹ والا کام کر دیں، اور پھر وہ بار بار وعدہ کرکے بھی 5 منٹ میں بھول جاتے ہیں کہ کام کیا تھا۔

13۔ یہ ایم بی بی ایس کر لیں تو مارکیٹنگ کی جاب ڈھونڈتے رہتے ہیں، ایل ایل بی کر لیں تو الیکٹرانکس کی شاپ کھول لیتے ہیں، ایم بی اے کر لیں تو کسی سکول میں ٹیچنگ شروع کر دیتے ہیں، ہر ڈگری ان کے لیے مس فٹ ہوتی ہے اور یہ ہر ڈگری کے لیے مس فٹ ہوتے ہیں، اور پھر سسٹم کو کوستے رہتے ہیں کہ ان کے مطابق کیوں نہیں چلتا۔ ان کو دنیا صرف ایک ہی طرح سے سیدھی نظر آ سکتی ہے کہ انہیں کسی درخت پر الٹا لٹکا دیا جائے۔

14۔ ہمیشہ متنازعہ کتابیں پڑھتے ہیں جن سے فضول بحث شروع ہو جائے اگر کوئی ان کی اصلاح کرینا چاہے تو پھر یہ ان سے کبھی صلح ہی نہیں کرتے۔ اگر یہ کسی بات پہ پھنس جائیں تو دنیا میں ابھی تک کوئی ایسی کرین نہیں بنی جو انہیں اس سے باہر نکال سکے۔ تصویر کا ہمیشہ ایک ہی پہلو دیکھتے ہیں اور دوسرے پہلو کی بات کی جائے تو لڑنے مرنے پہ آ جاتے ہیں۔

15۔انتہائی بے عزتی پروف ہوتے ہیں، جن باتوں پر ان کی ہمیشہ بے عزتی ہوتی ہے وہی باتیں بار بار کرتے ہیں اور لگاتار کرتے ہیں۔ بلاوجہ اور بلا مقام بولتے ہیں۔ صحیح بات کو بھی اتنا گھما گھما کر پیش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی بھی لفظ صحیح نہ رہے۔ اگر انہیں کوئی نہ سننے کی گستاخی کرلے تو اس سے ناراض رہتے ہیں کہ ان کا پوائنٹ آف ویو کیوں نہیں لیا گیا۔

16۔ان کے سیلف ڈسپلن کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ ان کے گھر، بیڈ رومز، باتھ روم، آفس، میٹنگ رومز یہاں تک کہ کار پارکنگ سب ہی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بیڈ روم میں اپنی چیزیں رکھ کے بھول جاتے ہیں اور بیگم بچاتی کی شامت آئی رہیئے ہے۔ باتھ رومز میں پانی چھوڑ کر آجاتے ہیں۔ لائٹس آن رکھ کر بھول جانا تو معمومی بات ہے۔ آفس میں کمپیوٹر کبھی آف کرکے نہیں آتے، ٹیبل پہ کچھ ترتیب سے نہیں ہوتا ترتیب دے دیں تو بھول جاتے ہیں کون سی فائل کہاں تھی، مینگ روم سے نکلیں تو چیئر کہاں، ٹیبل کہاں، بورڈ کہاں، فلائر کہاں اور وائر جگہ جگہ عجیب ڈھنگ سے گویا میٹنگ روم کی حالت چیخ چیخ کر بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ ستم کسی عام انسان کے نہیں۔ کار ایسے پارک کرتے ہیں کہ بیس لوگوں کی کاریں پھنس جائیں۔ اور کسی گھر کے باہر پارک کریں تو محلّہ اکٹھا ہو جاتا کہ سر رستہ بلاک ہو گیا ہے گاڑی ہٹائیں۔

17۔ یہ اکثر لڑکیوں کے نام سے فیک اکاونٹس بنا لیتے ہیں اور پھر دونوں طرح کی زندگیاں یعنی لڑکے والی اور لڑکیوں والی اینجوائے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آج کیا کیا تو کہتے ہیں میں صبح صبح سکول گیا تھا اور ابھی سیدھی گھر واپس آرہی ہوں۔ پہلے کپڑے تبدیل کروں گا پھر کھانا کھاوں گی۔ پھر میں نیٹ استعمال کروں گا اور ہم سہیلیاں فیس بک پر لمبی لمبی باتیں کریں گی۔ پھر یہ اپنے ورچیول بریک اپ پر پریشان رہتی ہیں۔

18۔جب ان سے پیار سے بات کی جائے تو کہتے ہیں آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ جب غصے سے بات کریں تو ہنس پڑتے ہیں گویا ان سے مذاق کیا جا رہا ہو۔ اگر ان سے کوئی راز کی بات شئیر کی جائے تو سارے شہر کو یہ کہ کر بتا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کو ہرگز مت بتانا۔ انہیں گول کمرے میں کونہ ڈھونڈھ کر بیٹھنے کو کہ دیا جائے تو ساری رات لگے رہیں گے اور اگلے دن پوچھیں گے کیا آپ واقعی سیریز تھے۔

19۔ یہ اپنی تنخواہ خواہ مخواہ 4 گناہ زیادہ بتاتے ہیں او ان سے کوئی اپنی تنخواہ کا ذکر کرے تو کہتے ہیں پھینک رہا ہے اس کی تنخواہ 4 گناہ کم ہو گی۔ احمقوں کی جنت میں رہتے ساری دنیا کو بے وقوف سمجھتے ہیں، اور ان کی نظر میں ان سے ذہین اور کوئی نہیں ہوتا۔ سب

سے تیز گاڑی چلاتے ہیں اور ہمیشہ جلدی میں ہوتے ہیں اور ہر جگہ جاتے ہی سو جاتے ہیں۔ ان کی آنیاں جانیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کام کو ہاتھ لگاتے ان کی جان جاتی ہے۔

20۔ کبھی کسی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اپنی ساری خامیوں کا بوجھ اپنے سے جونیئر پر ڈال دیتے ہیں، پہلے تو ان کا جونیئر بیچارہ کوئی کام کر نہیں سکتا اور اگر کچھ کر لے تو فوراً اسے اپنے نام کے ساتھ چپکا لیتے ہیں۔ جیسے یہ خود ڈمپ ہوتے ہیں ویسے ہی اپنے جونئیر کو ڈمپ کر دیتے ہیں۔ کسی ٹیم کو لیڈ کرتے ہیں تو اس کا سارا مورال تباہ کر دیتے ہیں اور جب سالوں تک لاکھ کوششیں کر کے بھی ٹیم پرفارم نہیں کرتی تو کہتے ہیں ملک میں سرے سے ٹیلنٹ ہی نہیں ہے۔

21۔ بچپن سے ہی ماں باپ ان کی ٹھکائی کرتے چلے آتے ہیں تاکہ ان کا بچا ٹھیک ہو جائے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ماں باپ کو کوئی ذہنی روگ ہے۔ اساتذہ سے بھی بڑی مار پڑتی ہے اور انہیں اساتذہ جلاد نظر آتے ہیں۔ کلاس میں دوسروں کی کاپیاں پھاڑ دیتے ہیں یا ان کی شرٹس پر سیاہی پھینک دیتے ہیں سو کلاس فیلوز سے بھی ان کی ٹھکائی واجب رہتی ہے۔ محلے میں کھیلتے ہوئے اکثر مار کھا کر ہی گھر آتے ہیں اور رشتہ داروں میں جاتے ہیں تو کزنوں سے مار کھا کر آجاتے ہیں۔ گویا زندگی انہیں کندن بنا چکی ہوتی ہے۔ یہ عمر میں بڑے بھی ہو جائیں پھر بھی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خبطی بزرگوں کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ جب کسی کو نصیحت کرتے ہیں تو سننے والوں کی ایک دم ہنسی نکل جاتی ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے سیکھا کیا ہوتا ہے جو سکھانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے سارے کارنامے لطیفوں کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 10

انسان باکمال خالق کی باکمال تخلیق



میں نے برے سے برے انسان میں بھی کئی اچھائیاں دیکھی ہیں جو سطحی طور پر نظر نہیں آتیں اور میں نے اچھے سے اچھے انسان میں بھی برائیاں دیکھی ہیں جو سطحی طور پر نمائیاں نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر بندے کو انمول بنایا ہے انسان اپنی محدود کمال آنکھوں سے اللہ کے بنائے ہے باکمال انسان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ انسان تو اپنے کمال کا احاطہ نہیں کر سکتا تو دوسروں کے کمال کا احاطہ کیسے کرے گا۔

پوری دنیا کے انسان مل کر بھی ایک انسان کا احاطہ نہیں کر پائے انسان کے جسم کے ایک ایک پور پر تحقیق جاری ہے اور روز روز ان کے کمالات سامنے آتے رہتے ہیں۔

اتنے نایاب حضرتِ انسان کو ہم بے وقعت و بے حرمت کیسے کر دیتے ہیں، انسان کے پورے وجود میں جو اس کا دل ہے اس کی اہمیت مرکزی ہے، دل کو وہ کمال حاصل ہے کہ وہ جسم کے جس حصے تک خون کی سپلائی بند کر دے وہ حصہ مردہ ہو جاتا ہے۔

مصنف: میاں وقار الاسلام

اتنا طاقتور دل جس کے بھروسے پر انسان پوری زندگی گزار دیتا ہے، اس کی حقیقت دیکھی جائے تو اس کا ٹوٹنا ایک معمولی سے لمحے کی بات ہے، ایک چھوٹا سا جھٹکا اور بس اس کی ساری طاقت ختم

ہر دل اللہ کے حکم سے ڈھرکتا ہے، جس دن حکم ختم اس دن دل کی دھڑکن بند۔

ہمارے لہجے اور رویے دلوں کی رفتار کو بدل دیتے ہیں، اور ہماری وجہ سے اللہ کی ایک باکمال تخلیق لرزش میں آ جاتی ہے۔

اور ہماری زبان کو یہ کمال حاصل ہے کہ ہم میٹھے بول سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتے ہیں اور زندہ دلوں کو مردہ بھی کر سکتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہمارا معاشرہ محبتوں کا معاشرہ بنے جہاں ایک دل سے دوسرے دل تک محبت کا راستہ تو جاتا ہے
مگر نفرت کا نہیں___________________!

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں



زندگی میں کبھی کبھی ایسے موڑ آتے ہیں کہ انسان چاروں طرف سے پریشانیوں کا شکار ہو جاتا، یہاں تک کہ جن پر اس کا سالوں کا مان اور بھروسہ ہوتا ہے وہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے، انسان سمجھتا ہے کہ اسے بہت بڑی مشکل میں ڈال دیا گیا ہے، یہاں تک کہ لوگ بھی کہنے لگتے ہیں کہ یہ تھا ہی ایسا جیسا اس کے ساتھ ہو رہا ہے، لوگوں کی تکلیف دہ باتیں درد کے احساس کو کئی گناہ کر دیتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ اپنے بندے کو سمجھانا چاہتا ہے کہ دیکھ ------------- میرے سوا تیرا کوئی بھی نہیں ----------------- ایسی حالت میں جو دعائیں اور معافی کے کلمات دل سے نکلتے ہیں ان کی لفاظی رب کی طرف سے آتی ہے اور دامن میں جو موتی گرتے ہیں وہ جنت سے آتے ہیں۔ انسان کی انتہائی بیزاری کی حالت اسے کس قدر مالا مال کر جاتی ہے اس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا، بد قسمت وہ نہیں جو اس بیزاری کی کیفیت سے گذرتے ہیں بلکہ بد قسمت وہ ہیں جنہیں اللہ نے زندگی میں خود کو اچھی طرح سے بخشوانے کا موقع فراہم نہیں کیا۔ پھر اللہ فرماتا ہے کہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور مشکل کے ساتھ ہی تو آسانی ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے یا رسول اللہ ان سے کہ دیجیئے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اللہ تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، سو ان سے کہ دیجیے کہ قران پڑھا کریں تا کہ ان پر رحم کیا جائے۔ پھر اللہ یہ بھی فرماتا ہے کہ جو تم

دیکھتے ہو کہ تمارے حق میں بہتر نہیں ہے ہو سکتا ہے وہ دنیااور آخرت کے حساب سے تمہارے حق میں بہتر ہو، اور جو تم سمجھتے ہو تمہارے حق میں بہتر ہے ہو سکتا ہے وہ دنیااور آخرت کے حساب سے تمارے حق میں بہتر نہ ہو۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ ہی بہتر جانتا کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا نہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کو کبھی اکیلا نہیں کرتا۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

ہمت ہے تو اب مارو



ایک صاحب کو چند لوگ گھیر لیتے ہیں اور کسی وجہ سے اس کی خوب پٹائی کرتے ہیں، جب مار مار کے تھک جاتے ہیں تو وہ صاحب بڑی مشکل سے کھڑے ہو کر کہتے ہیں ہمت ہے تو اکیلے اکیلے مارو، اور پھر سب لوگ اسے اکیلے اکیلے مارتے ہیں۔

مسلمانوں کی حالت اس سے بلکل بھی مختلف نہیں، مسلمانوں کے بڑے بڑے ممالک کو مار مار کر چھوٹا کیا گیا، پھر جس جس ملک نے تھوڑی تھوڑی ہمت دیکھائی اسے پھر اکیلے اکیلے بھی مار پڑتی رہی ہے یا پڑ رہی ہے، کسی کو دفاعی طور پر مار پڑ رہی ہے، کسی کو معاشی طور پر، کسی کو خارجی سطح پر تو کسی کو داخلی سطح پر، کسی کے بیرونی مسائل بڑھائے جا رہے ہیں تو کسی ہے اندرونی، کسی کی آبادی مارا، کاٹا اور دھکیلا جا رہا ہے تو کسی ہے علااوں پر قبضے کئے جا رہے ہیں۔

جو ممالک محفوظ ہیں وہ بھی غیر محفوظ ہونے کے ڈر سے زندگی گزار رہے ہیں کہ کہیں یہ مصیبت ان پر نہ آ جائے۔

میں اکثر کہتا ہوں کہ جس چیز کا ڈر پیدا ہو جائے وہ ہو کر رہتی ہے، جن ملکوں کو اپنے برے حالات کا خوف تھا آج وہ برے حالات سے گزر رہے ہیں۔ اور جن کو خوف ہے ان کا نمبر بھی دور نہیں۔

خواب غفلت میں سونے اور جیتے جی مر جانے میں کوئی فرق نہیں۔

مسلمانوں کو تو خدا کے سوا کسی چیز کا ڈر نہیں ہوتا پھر یہ کس سے ڈرتے یا ڈرائے جاتے ہیں۔ قران میں غزوات کے حوالے سے بہت کچھ بتایا گیا ہے خاص کر کہ یہ کے جب تمہارا رعب ختم ہوتا ہے تو تمہاری ہوا اکھیڑ دی جاتی ہے۔۔۔ یا پھر یہ کہ اپنے گھوڑے تیار رکھے اللہ جلد ہی دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دے گا۔ ہمارا رعب تو رہا نہیں الٹا ہوا اکھیڑ دی گئ ہے۔ اس کی وجہ ہماری اپنی جمعیت میں نااتفاقی، اللہ پر بے یقینی اور کافروں کا رعب بڑی وجہ ہے۔ مسلمانوں نے باجماعت ہو کر کون سے بین القوامی فیصلے کئے ہیں کہ ان کا کسی کو ڈر بھی ہو۔ جو جہاں سے چاہتا ہے امت کو نقصان پہنچاتا چلا جاتا ہے۔

مسلمان اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ اگر کافروں کے پراڈکٹس کا ہی بائیکاٹ کر دیں تو دنوں میں ان کی بڑی بڑی کمپنیوں کے قد آدھے رہ جائیں۔ مگر یہ اتنے اتنے معمولی فیصلے لینے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں الٹا نہیں پرائے دن سینکشنز پر سینکشنز لگتی رہتی ہیں۔

ہر وقت رحم اور مدد کی بھیک مانگنے والی جماعت کبھی آنکھیں بھی دیکھا پائے گی، ایسا بالکل نہیں لگتا، کیوں کہ جب دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے تب بھی آواز نہیں اٹھتی، مسلم ممالک کو توڑا جاتا ہے تب بھی کوئی بات نہیں ہوتی مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کر لیا جاتا ہے تب بھی بات نہیں کی جاتی۔

بہت سے ملکوں میں مسلمانوں نے اپنے ہی ملکوں پر قبضہ کیا ہوا ہے اور کفار کو ہر ممکن مدد فراہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنے ہی ملکوں میں پالیسیز غیر ملکی چلتی آ رہی ہیں۔

مسلم ممالک کو ڈر ہے کہ ان کی اکانومی تباہ نہ ہو جائے اور کافروں کو ڈر ہے کہ مسلمان اکھٹے ہو کر ان کی اکانومی تباہ نہ کر دیں۔

ہماری تقسیم نے کافروں کو اکھٹا کر رکھا ہے جب کہ اللہ تعالی کہتا ہے تم سمجھتے ہو یہ آپس میں ایک ہیں حالانکہ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔

برما کے مسلمانوں کے لئے

بچالے ان کو اب امتحاں سے

خدا کو ڈھونڈ کر لائیں کہاں سے

ابابیلیں اترتی کیوں نہیں ہیں

مٹائیں دشمنوں کو اس جہاں سے

کہیں خالد سا پھر ہو کوئی پیدا

کوئی عیسی ہی آئے آسماں سے

پرندے آگ و خوں سے خوف کھا کر

اٹھا لائے ہیں تنکے آشیاں سے

تو سن لے گریہ اب شہناز کا بھی

لرزتا عرش ہے آہ و فغاں سے

شہناز مزمل

ہمت ہے تو اب مارو۔۔۔ مگر ہم غور نہیں کرتے۔

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

بنیادیں



کسی بھی عمارت کو کھڑا کرنے سے پہلے اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا جاتا ہے تاکہ اس پر ایک بڑی عمارت کھڑی ہو سکے۔ اگر بنیادیں کمزور اور کھوکھلی ہوں تو اس پر کچھ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آج ہمیں ہر ادارے اور محکمے میں بڑے بڑے مسائل نظر آتے ہیں جن کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بنیادیں مضبوط نہیں۔

صحافت کی بنیاد انفارمیشن پھیلانا ہے مگر صحافت ہمیں سوائے ڈس انفارمیشن کے اور کچھ کچھ پھیلاتے نظر نہیں آتی، غیر حتمی ذرائع سے پورا ہفتہ چلنے والی خبر حتمی نہیں نکلتی تو پھر ایک ہفتہ عوام کا سر کھانے والے میڈیا کا سر کھولنا بنتا ہے یا نہیں۔

سیاست کی بنیاد یہ ہے کہ ہر محکمے قانون اور ضوابط کو ریگولیٹ کیا جائے تاکہ کرپشن میں کمی مرحلہ وار چلتی رہے اور ان اقدامات کا مقصد کرپشن کا خاتمہ ہی ہونا چاہئے۔ مگر سیاسی ترقی کے ساتھ ساتھ اگر کرپشن بھی بڑھتی جائے اور ار ریگولیریٹز بھی تو پھر ایسی سیاست کو کیا کہنا چاہئے۔ ظاہر ہے اگر بنیاد ہی ٹھیک نہیں تو عمارت کبھی سیدھی کھڑی نہیں ہو گی۔

مصنف: میاں وقار الاسلام

اسلام: اسلام کی بنیاد سلامتی ہے کہ قوم کو جوڑا جائے، باہمی اختلافات کو کم کیا جائے اور غیر مسلموں کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے۔ اول تو عام عوام کو اسلام کا سرے سے پتا ہی نہیں اور باقی کسر مذہبی پیشوا پوری کر دیتے ہیں۔ جس کا جو دل کرتا ہے اپنا اسلام لے کر آ جاتا ہے اور ایک نئی تقسیم شروع ہو جاتی ہے۔ اسلام میں اول تو تمام اختلافات پیدا کیئے گئے ہیں یہ اختلافات اسلام کے نہیں بلکہ اسلام کا روز نیا ترجمہ کرنے والے جاہل عالموں کے ہیں جن کی بنیاد ہی ٹھیک نہیں کہ اسلام کا مطلب اکٹھا کرنا ہے تقسیم کرنا نہیں۔ ہم نے اسلامی بنیاد کو مضبوط نہیں کیا اس لیئے ہمیں مذہبی مسائل کا سامنا ہر آئے دن رہتا ہے۔

مارشل لاء: جمہوریہ پاکستان ہمارے ملک کی بنیاد ہے اور عسکری اداروں کا مقصد ملک کو مضبوط کرنا اور طاقت دینا ہے نہ کہ خود اس پر قابض ہونا، جمہوریت کمزور ہے تو اس کی بنیادیں مضبوط کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ عسکری بنیادوں کو توڑ کر جمہوری بنیادوں پر بیٹھ جانا۔ اگر ہسپتال ٹھیک نہیں چل رہا تو اسے عدالتوں کے حوالے کر دیا جائے یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ ہر ادارے کی اپنی حرمت ہے اور ہر ادارہ اپنے اپنے دائرے میں کام کرتا اچھا لگتا ہے اور اسی میں ان کے سربراہوں کی عزت اور تکریم ہے۔

عدلیہ: عدالتوں کا کام عدل پر گھ جوڑ کرنا ہر گز نہیں کہ جس کا دباؤ زیادہ فیصلہ اسی کے حق میں۔ یہ انصاف کی موت ہے جو ہمیشہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایسے فیصلے جن کی قانونی ہجت قائم نہ کی جا سکے ان کا کوئی فائیدہ نہیں۔ زمینوں کے فیصلے اکثر مظلوم کے حق میں آ جاتے ہیں مگر قبضہ عدالتیں نہیں چھڑواتیں۔ ایسے فیصلے نے مظلوم کا ساتھ دیا یا ظالم کا۔ کہتے ہیں اگر آپ کی لڑائی ہو جائے تو مخالف کو تسلی سے پیٹو۔۔۔ بعد میں عدالت میں تو صلاح ہی ہونی ہے۔ کرپشن اسی لیئے کم نہیں ہوتی کیوں کہ لوگوں کو پتا ہے زیادہ سے زیادہ نوکری جائے گی یا حکومت کیوں کہ عدالتوں کی کپیسٹی ہی نہیں کہ چوری برآمد کروا سکے پھر ایسے معذور فیصلے اپنی وقعت کیا رکھیں گے اور اپنی ہجت کیا قائم رکھیں گے۔

ہر سطح پر ہمیں اپنی بنیادیں مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، سٹرکچرز جتنے بھی بڑے ہوں بغیر مضبوط بنیادوں کے گر جاتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کے اندازے مقرر کئے۔ یہ کائینات انہیں اندازوں پر کھڑی ہے۔ اور اللہ کیا ہی اندازے مقرر کرنے والا ہے۔ ملک کو چلانے کے لیئے بھی کچھ باہمی اصول و ضوابط کی ضرورت ہوتی ہے جن پر عمل درامد ہر فرد پر لازم ہوتا ہے۔ ورنہ لاقانونیت کا قانون ہی رہ جاتا ہے۔ اللہ ہماری ہر سطح پر رہنمائی کرے آمین

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

چمن میں پھول بھی ہیں

ستمبر 6 یومِ دفاعِ پاکستان



مانا کہ ہمارے ملک میں ہر سطح پر غلطیاں اور کوہتایاں ہوتی چلی آئی ہیں، خواہ وہ مذہبی غلطیاں ہوں، سماجی ہوں، سیاسی ہوں، عسکری ہوں، انفرادی ہوں یا اجتماعی ہوں مگر ہمیں صرف غلطیاں ہی دکھائی جاتی ہیں ہمیں صرف کانٹے ہی دکھائے جاتے ہیں مگر بہت سے ایسے کام بھی اللہ تعالی نے اسی ملک کے نصیب میں لکھے ہیں جن کی وجہ سے پاکستان پوری دنیا میں ایک خاص اہمیت اور طاقت سے ساتھ ابھرا ہے، ہم بہت کچھ حاصل نہیں کرسکے مگر پھر بھی اللہ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے وہ بہت سارے ملکوں کے نصیب میں نہیں آیا، اور بہت سی چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے صبر کی وجہ سے بھی عطا کی ہیں جن کے لیے ہمیں بہت زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی۔ ہر چمن میں کانٹے بھی ہوتے ہیں اور پھول بھی، صرف کانٹوں کی وجہ سے چمن پر انگلیاں اُٹھائے جاتی ہیں

جب کہ اگر پھولوں کی تعداد کو دیکھا جائے تو سلوٹ مارنے کو دل کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالی نے گلشنِ پاکستان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہی ہماری دھرتی کو نرم بھی کیا ہے اور ذرخیز بھی اس پر بارش بھی برسائی ہے دھوپ بھی بکھیری ہے اور ترقی کا مناسب موسم بھی عطا کیا ہے، بہار دور نہیں گلوں کے کھلنے کا موسم بہت قریب ہے۔

شکریہ ربِ کریم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکریہ پاکستان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکریہ گلشنِ پاکستان

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

جلد: 10

کسی پر اپنے دروازے بند نہ کریں



تاریخ گواہ ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا، تو باآسانی اپنے جانی دشمنوں اور بدترین حریفوں سے بدلہ لیا جا سکتا تھا، مگر رحمت العالمین نے اپنی انسان دوستی کے دروازے ان پر بھی بند نہیں کئے اور بدلے کے دن کو عام معافی کے دن میں تبدیل کر دیا۔ ہم کیسے مسلمان ہیں اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے دل میں کشائش پیدا نہیں کرتے۔ معمولی باتوں پر فاصلے بڑھاتے ہیں اور پھر فاصلوں کو کبھی کم نہیں کرتے۔ ایک طرف مکہ کے بدترین دشمن تھے دوسری طرف ہماری عزیز ترین ہستی تھی جنہوں نے ہمیں عام معافی کا درس دیا اور بہترین تاریخ رقم کی تاکہ ہم ان کے بتائے ہوئے روشن رستوں پر چل سکیں، پھر ہم کیوں اندھیروں کی چل پڑتے ہیں، کیا انسان دوستی اور عام معافی بہترین سنت نہیں ہے، یہ سنت تو غیر مسلموں اور اسلام کے بدترین دشمنوں پر بھی لاگو کی گئی تو کیا ہم اپنے مسلم بھائیوں کے لیے بغض رکھیں گے، کیا یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں۔

سنتِ نبوی تو اسلامی دشمنی میں ابھی انا کو درمیان نہیں لائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم معمولی اختلافات میں اپنی انا کو تقویت دیتے چلے جاتے ہیں۔

مصنف: میاں وقار الاسلام

ہم رحمت العالمین کے پیروکار ہیں ہمیں اپنے دشمنوں کے لیے بھی رحمت کے دروازے کھولنے ہیں، ہم اپنے دوستوں پر رحمت کے دروازے کیسے بند کر سکتے ہیں۔

ہمارا اکثر یہ عذر ہوتا ہے کہ فلاں صاحب تو انتہائی فضول ہیں، سیلف سینٹرڈ ہیں اور مطلب پرست ہیں، مگر فتح مکہ میں جن کو عام معافی دی گئی ان کے احوال کی سنگینی ہمارے روزمرہ کے اختلافات سے کہیں گہری تھی مگر بڑھے پن کا مظاہرہ کیا گیا ------------ہم چھوٹے پن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خود کو بڑا سمجھتے ہیں-------------------------ہماری غرور اور تکبر حقیقت میں ہمارا چھوٹا پن ہوتا ہے اور ہماری عاجزی اور انکساری ہمارا بڑا پن ہوتی ہے۔

یا اللہ ہمارے دلوں میں جو مرض ہیں ان کا علاج عطا فرما، تو ہی ہمیں اندھیروں سے روشنوں طرف لاتا ہے

------------ہماری رہنمائی فرما----------ہمیں ہدائیت دے-----امین

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقارالاسلام

جلد : 10

ہماری توقعات ہمیں مایوس کرتی ہیں



ہم اکثر اپنی توقعات پر پورا نہیں اُترتے مگر ہم یہ توقع ضرور کرتے ہیں کہ ہمارے قریبی دوست یا رشتہ دار ہماری توقعات پر پورا اتریں، بہترین دوست اور رشتہ دار اس وجہ سے جدا ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان کی آپ میں توقعات پوری نہیں ہوتیں۔ مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے بہت دفعہ تو ہم اپنی مدد خود نہیں کر سکتے تو پھر دوسروں پر اس کا بوجھ کیوں۔ توقعات کا رجوع اگر اللہ کر طرف رکھا جائے تو انسان کبھی مایوس نہیں ہوتا، جب ہم اپنی توقعات بڑھاتے ہیں تو اپنے دوستوں میں کمی کرتے جاتے ہیں اپنے اختلافات کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں، اور جب ہم اپنی توقعات کو کم کرتے ہیں تو ہمارے دوست بھی بڑھتے ہیں اور ہمارے اختلافات بھی کم ہوتے ہیں۔

ہم ایسی دنیا کے باسی ہیں جہاں لوگ اپنے آپ کو رب کے لیے نہیں بدل سکتے، تو ہم کیا توقع کرتے ہیں کہ کوئی ہمارے لیے خود کو بدلے، جب کہ ہم خود کو کسی کے لیے بدلنے سے معذور ہیں۔ تبدیلی اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے نہ کہ ہماری ذاتی خواہشات کے مطابق۔

جو لوگ تعریف پسند کرتے ہیں ان کے پاس صرف خوشامدی دوست ہی بچتے ہیں اور آپ کبھی بھی اپنی خامیوں کا سامنا نہیں کر پاتے، آپ سمجھتے ہیں کہ صرف آپ صحیح ہیں اور آپ سے اختلافات رکھنے والے سب لوگ غلط ہیں۔ جب خوشامدی ٹولا آپ کو

پھنسوا دیتا ہے تو سب سے پہلے بھاگنے والے بھی وہی ہوتے ہیں۔ جس طرح سے آپ تعریف کو جگہ دیتے ہیں اسی طرح کھولے دل سے تنقید کو بھی جگہ دیں تاکہ آپ کی شخصیت کا توازن بہتر ہو سکے۔

کچھ لوگ تو پیدا ہی تنقید کے لیے ہوتے ہیں، جس طرح تعریف کرنا خوشامد کی بیماری میں بدل سکتا ہے اسی طرح ضرورت سے زیادہ تنقید بھی ایک منفی سوچ کو جنم دیتی ہے اور آپ متنازعہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ صحت مندانہ تعریف اور صحت مندانہ تنقید دونوں اپنی اپنی حدود میں رہیں تو آپ کی شخصیت کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے اور ان میں سے دونوں اگر حد سے تجاوز کر جائیں تو شخصیت پر برے اثرات چھوڑتی ہیں۔

ہمیں کچھ لوگوں سے ہمیشہ تعریف کی توقع رہتی ہے اور کچھ لوگوں سے ہمیشہ تنقید کی توقع رہتی ہے کیوں کہ کچھ لوگوں کو تعریف میں کمال حاصل ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو تنقید میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ تعریف ضرور کریں مگر جہاں تنقید کی ضرورت ہو وہاں تنقید بھی کریں، اور جہاں تنقید کریں وہاں تعریف کرنے کی ضرورت ہو تو اس میں بھی کنجوسی کا مظاہرہ نہ کریں۔

تنقید اور تعریف دونوں کو دشمنی کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، لازمی نہیں جو اپ پر تنقید کر رہا ہو وہ آپ کا دشمن ہی ہو اور یہ بھی لازمی نہیں کہ جو آپ کی تعریف کر رہا ہو وہ آپ کا خیر خواہ ہی ہو۔

لوگ آپ کو طرح طرح سے دیکھتے ہیں اور آپ لوگوں کو طرح طرح سے دیکھتے ہیں بعض دفعہ آپ جس بات پر تنقید کرتے ہیں دوسرے لوگ اس پر تعریف کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپ جس پر تعریف کرتے ہیں لوگ اس پر تنقید کرتے ہیں یہاں آتی ہے اختلافِ رائے۔ جیسے ہم اختلافِ رائے رکھتے ہیں ویسے دوسرے بھی اختلافِ رائے رکھ سکتے ہیں۔ اور رائے وقت کے ساتھ تبدیل بھی ہو جایا کرتی ہے۔ مگر ہم معملات کو وقت نہیں دیتے اور فوری فیصلہ لے لیتے ہیں۔

اختلافات کے ذہر کو اگر وقت کے پانی میں گھلنے دیا جائے تو ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے جب اختلافات کا ذہر اپنا اثر کھو بیٹھتا ہے، اگر اختلافات کا مزہ اسی وقت چکھ لیا جائے تو طویل دشمنیوں میں بھی بدل سکتا ہے۔ اسے کہتے ہیں صبر جو اختلافات کے کڑوے پھل کو بھی شہد جیسا میٹھا بنا سکتا ہے۔

گھوڑے کی تربیت نہ کی جائے تو وہ اپنے اوپر کسی کو بیٹھنے نہیں دیا، اسی طرح لوگ شروع شروع میں اختلافات کر برداشت کرنے کا مادہ کم رکھتے ہیں مگر حالات و واقعات کی ضربیں کھا کھا کر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ برداشت کی مثال بن جاتے ہیں۔ اپنی

برداشت کو بڑھائیں اور لوگوں کو وقت دیں کہ ان میں بھی برداشت کا مادہ وقت کے ساتھ زیادہ ہو سکے پھر وہ آپ کی مشکل باتیں بھی سمجھ پائیں گے۔

جیسے ہمیں لوگوں سے توقعات ہوتی ہیں ایسے ہی لوگوں کو بھی ہم سے توقعات ہوتی ہیں کہیں کوئی ہماری توقعات پر پورا نہیں اتر رہا تو کہیں ہم بھی کسی کی توقعات پر پورا نہیں اتر رہے لوگ پھر بھی ہم سے دوستی رکھتے ہیں، ہمیں پھر بھی لوگوں سے دوستی رکھنی چاہیے۔

توقعات کا رجوع اللہ کی طرف ہو تو دوستیاں اور رشتے زیادہ لمبے چلتے ہیں

خود سے بھی لمبی لمبی توقعات نہ رکھیں، مختصر سی زندگی ہے اسے زیادہ بوجھل نہ کریں۔ خوش رہیں۔--------------- خوشیاں بانٹیں---------------

خوشیوں کا ہر طرف قحط ہے۔۔۔ اللہ کرے آپ ہر دن عید کی نوید لے کر آئے

امین

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

برما سے بنگلہ دیش، موت سے موت تک کا سفر



برما کے وحشت ناک مناظر جنہیں دیکھتے ہوئے آنکھوں کی بینائی جواب دینے لگتی ہے، سنتے ہوئے کانوں کی سماعت جواب دینے لگتی ہے، بولتے ہوئے قوتِ گویائی جواب دینے لگتی ہے، لکھتے ہوئے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں اور سوچتے ہوئے سمجھ بوجھ جانے لگتی ہے کہ زمین پر ایک جہنم کھودی جا رہی ہے جہاں معصوم مسلمانوں کو ایسے کاٹ کاٹ کر پھینکا جا رہا ہے جیسے کہ ان کے جسم میں لہو ہی نہیں بہتا، یا پھر یہ کہ یہ لوگ سانس ہی نہیں لیتے۔

یہاں مثال کے طور پر صرف ایک تصویر شئیر کی ہے جو کہ ایک برمی مسلمان بچے کی ہے جس کے ماں باپ چلنے سے معذور ہیں اور ایک چھوٹا سا بچا انہیں اپنے کندھوں پر ایک ہفتہ اُٹھائے پھرتا رہا ہے اور یوں بنگلہ دیش پہنچ کر ان کی جان بچانے میں کامیاب ہوا، یہ سفر موت کے لمبے سائے میں کٹا ہو گا جس کا تصور ہماری سوجھ بجھ ختم کرنے کے لیے کافی ہے، مگر وہیں برمی مسلمانوں پر صبر کے دھانے کھولے گئے ہیں کہ وہ ایسے دردناک حالات میں بھی اپنے پیاروں کے لیے جانیں دیتے جا رہے ہیں کہ شاید وہ ذہنی اور جسمانی طور پر مرے ہوئے رشتہ دوروں کو زندگی دے پائیں۔ ایسی درجنوں کہانیاں ہیں جو ہر نئے سیکنڈ میں جنم لیتی جا رہی ہیں ایک ایک تاریخ لکھتی جا رہی ہیں۔

شائید ہم جسے پڑھے لکھے معزز لوگ ان واقعات پر تھوڑے سے غمگیں ہوں گے، تھوڑے سے افسردہ ہوں گے اور پھر اپنی زندگی میں واپس لوٹ جائیں گے۔

تاریخ ہماری بے حسی کو بھی لکھے گی، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ برما کی چیخیں ہمارے کانوں میں اس قدر زور سے سنائی دیتی تھیں کہ ہمیں سنائی دینا بند ہو گیا مگر ہمیں فرق نہیں پڑا، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ بینائی اچک لینے والے مناظر ہمارے سامنے سے گذر گئے مگر ہم اندھے ہی بنے رہے، تاریخ یہ بھی لکھے گی قلم کاروں کی سیاہی سچ نہیں اگل سکی، تاریخ یہ بھی لکھے گی کہ سچ کو خون کے ساتھ تاریخ کے پنوں پر ہمیشہ کے لیے لکھ دیا گیا۔

کیا ہمارا بطور مسلمان برما کے لوگوں سے کوئی رشتہ ہے بھی یا نہیں۔ یقینا نہیں، کیوں کہ رشتے تو احساس کے ہوتے ہیں اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں جس کی نشانی یہ ہے کہ امت کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرا حصہ محسوس کرتا ہے مگر ہمارے تو سارے حصے ہی الگ الگ ہو چکے ہیں۔

اسلام سے دور ہوتے ہوتے شاید ہم انسانیت سے بھی دور ہو گئے ہیں، اتنے ظلم پر تو حیوانیت بھی بول پڑتی ہے جانے ہم پر کیسی شیطانیت سوار ہے جس نے ہمیں اتنا کمزور کر دیا ہے کہ ہمیں درد ہوتا ہے تو ہم آہ بھی نہیں کر سکتے۔

لوگ اپنی اپنی سطح پر افسردہ ہیں اور ان کے منہ سے آخری بات یہ نکلتی ہے کہ ہم بے بس ہیں، یہ بے بسی آخر ہے کیا، یہ بے بسی اس لیے ہے کہ ہم بٹے ہوئے ہیں اور ہمارے دل پھٹے ہوئے ہیں، نہ ہم نے کندھے سے کندھا ملانا سیکھا ہے، نہ ہم یک زبان ہوتے ہیں، نا ہم قدم سے قدم ملاتے ہیں، نہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں نہ ہی ہم ایک دوسرے کو سچا مانتے ہیں۔ ہم ہر کسی کو مطلبی کہتے ہیں کیا ایسی سوچ خود مطلبی نہیں ہے۔ ہر بندے نے اپنی اپنی خواہشوں کو معبود بنایا ہوا ہے، ہماری قوم کی کوئی مشترکہ خواہش ہی نہیں بچی تو پھر ہم بچا کیا پائیں گے۔

جب یک جہیتی نہیں رہتی تو صرف بے بسی بچتی ہے

بے بسی کے بعد بے یقینی کی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے جس میں انسان کا اللہ سے یقین ہی اُٹھ جاتا ہے، وہ کہتا تو ہے کہ اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے، مگر سچے دل سے اللہ سے دعا بھی نہیں مانگتا کہ یا اللہ ہمیں یکجا کر، ہم میں فاصلے مٹا دے، ہم سے ہماری کمزوریاں دور کر دے، ہمارا جن پر بھروسہ ہے وہ صرف دشمنوں کی چالیں ہیں، ہمارا بھروسہ خود پر نہیں رہا کیوں کہ ہمارا بھروسہ تجھ پر نہیں رہا، یا اللہ ہم سے ہماری پہچان کھو گئی ہے، ہمیں خود سے روشناس کر، یہ لہو برما کے مسلمانوں کا لہو نہیں ہے یہ امت مسلمہ کا لہو ہے،

مصنف: میاں وقار الاسلام

ہمیں ہمارے لہو کی پہچان عطا فرما، جو قوم کسی سے نہیں ڈرتی تھی اب وہ سب سے ڈرتی ہے کیوں کہ یہ اپنی آخرت کو اور یومِ حساب کو بھلا بیٹھی ہے، پیغمبروں کی شان تھی کہ وہ آخرت کا خوف رکھنے والے تھے یا اللہ ہم میں بھی وہی شان پھر سے پیدا کر دے، ہمارے سر جب سے زمانے کے آگے جھکے ہیں کٹتے ہی چلے آ رہے ہیں، اور جہاں ہمارے سروں کو جھکنا چاہیے وہاں یہ جھکتے نہیں ہیں۔ یا اللہ ہمارے دلوں پر بہت سیاہی ہے ہماری راتیں بھی کالی ہیں ہمارے دن بھی کالے ہیں، یا اللہ ہمیں اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لے آ، ہم پر ہماری حقیقتیں کھول دے، ہم پر رحم فرما، صرف تو ہی ہمارا مددگار ہے۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا کیوں نہیں ہوتا؟



جیسا ہم چاہتے ہیں اگر سب ویسا ہونے لگ جائے تو دنیا جنت نہ بن جائے، اللہ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو سب کو نیک کر دیتے، پھر یہ بھی فرماتا ہے کہ ہم جس سے جو کام لینا چاہتے ہیں لے لیتے ہیں، اور پھر یہ بھی کہ یہ دنیا ہم نے کھیل تماشے کے لیے نہیں بنائی یہ اس لیے کہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ ماریں اور وہ اس کا سر توڑ دے اور پھر یہ بھی کہ تمھیں تمھارے حق میں بہتر معلوم ہوتا ہے ہو سکتا ہے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے تمھارے حق میں بہتر نہ ہو، اور پھر یہ بھی کہ جو تم دیکھتے ہو تمھارے حق میں بہتر نہیں ہے ہو سکتا ہے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے تمارے حق میں بہتر ہو۔

مجھے نہیں معلوم کہ جب چیزیں ہماری خواہشات کے مطابق نہیں ہو تیں تو ہم ناامید اور مایوس کیوں ہو جاتے ہیں، جب کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اللہ کیا ہی زبردست احاطہ کرنے والا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ اگر میں تم میں فاصلہ نہ

رکھتا رہتا تو قرہ عرض تباہ ہو جاتا، پھر یہ بھی فرماتا ہے کہ میں ہی سیاروں کو تھامے رکھتا ہوں، بادلوں کو چلاتا ہوں اور زمین مردہ کی طرف بھیج دیتا ہوں، میں ہی ہواوں کو چلاتا ہوں جو خوشخبری لے کر آتی ہیں، اور ان سارے کاموں میں میرا کوئی شریک بھی نہیں، یہ سب اللہ کی تنہا ذات کرتی آ رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے اور مشکل کے ساتھ ہی تو آسانی ہے، سو جس کو اللہ تعالی نے آزمائش میں ڈالا اور اس نے اس پر صبر اور شکر کیا یہ نہیں دیکھا گیا کہ اللہ نے اس کا مقام بلند نہ کیا ہو۔ اللہ اس طرح سے مردہ قوموں کو زندہ کیا کرتا ہے کمزور دلوں کو مضبوط کیا کرتا ہے اور آزماتا بھی ہے کہ کس کا دل رجوع لانے والا ہے اور کس کا دل انکار کیے دیتا ہے۔

اللہ کی ذات کے وجود پر ایمان لاتے ہوئے ناامیدی کی نحوست پر بھی یقین رکھنا اللہ کی طاقت اور رحمت سے منکر ہونا ہی تو ہے، اللہ کی رحمت ہر وقت ہر بندے پر برس رہی ہے مگر ہم بہت جلد ناامید ہو جاتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے کہ جب ہم اپنے بندے کو اس طرح سے آزماتے ہیں کہ اسے اپنی نعمتوں سے نوازتے جاتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جب دوسری طرح سے آزماتے ہیں کہ اس سے کچھ واپس لے لیتے ہیں تو وہ ناامید ہو جاتا ہے۔

پاکستان لاشوں کے ڈھیر پر بنا تھا، جن لوگوں نے مصیبتیں اُٹھائیں اور اپنے گھر چھوڑے، اپنا مال چھوڑا، اپنی زمینیں چھوڑیں، اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑا اور پاکستان کا حصہ بنے جن میں بہت سے شہید بھی ہو گئے اور بہت سے زخمی بھی ہوئے بہت سوں نے اپنے خون کے رشتے گنوا دیے مگر پاکستان کا حصہ بن کر رہے۔ انہیں اللہ کی اس بڑی نعمت کا یقین تھا اسی لیے انہوں نے پاکستان کی بنیادیں اپنے خون سے مضبوط کیں اور ہمیں اپنے ملک کی چار دیواری عطا کی اور چھت بھی فراہم کی۔ آج ہم کتنی آسانی سے اس بڑی نعمت کی ناشکرانی کر دیتے ہیں حالانکہ ہم نے اس کے لیے کسی قسم کی قربانی نہیں دی۔

یہ ملک آج بھی اپنے چاروں اطراف قربانیاں مانگ رہا ہے، شہیدوں کے لہو سے ہماری روز حفاظت کی جاتی ہے، کیا ہمیں اللہ کا شکرادا نہیں کرنا چاہیے جس نے ہمیں اتنا مظبوط کیا کہ ہم خود سے پانچ گناہ بڑی طاقت کے سامنے پوری عزت اور وقار سے کھڑے ہیں، اگر زخمی ہم ہوتے ہیں تو زخمی وہ بھی ہوتے ہیں، اگر نقصان ہم اُٹھاتے ہیں تو نقصان وہ بھی اُٹھاتے ہیں مگر اللہ نے ہر موقع پر ہماری حفاظت فرمائی ہے تو کیا ہمیں شکرادا نہیں کرنا چاہیے۔

محل وقوع کے لحاظ سے پاکستان دنیا کی جتنی اہم ترین جگہ پر واقع ہے اتنی ہی مشکل ترین جگہ پر بھی واقع ہے، دنیا کی 30 فیصد آبادی ایسی ہے جو دنیا کا 70 فیصد کماتی ہے اور دنیا کی 70 فیصد آبادی ایسی ہے جو دنیا کا 30 فیصد کماتی ہے اور یہ 70 فیصد آبادی

چائنا کے ساتھ منسلک ہو رہی ہے جن میں 60 سے زیادہ ممالک شامل ہیں۔ چائنا اگلے دو سو سال تک ان علاقوں میں 4 سے 8 ٹرلین ڈالر کی سرمایا کاری کی منصوبہ بندی رکھتا ہے چائنا کا ون بیلٹ اکنامک روڈ منصوبہ اس وقت دنیا کا سب کے بڑا ترقیاتی منصوبہ ہے جو 70 فیصد دنیا کو آپس میں جوڑے دے گا یہ تقریبا 7700 کلو میٹر بنتا ہے جو گوادر سے یورپ تک جائے گا۔ دنیا کے 70 فیصد گیس اور تیل کے وسائل انہیں ملکوں میں ہیں جنہیں چائنا ایکسپلور کر رہا ہے۔ اور دنیا کی 70 فیصد دہشت گردی بھی انہیں علاقوں میں ہے اور اس کی وجہ سب کو سمجھ آ جانی چاہیے!

دنیا جسے وار آن ٹیرر کے نام سے جانتی ہے وہ بنیادی طور پر وار آن آئل اینڈ گیس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں جس میں امریکہ کے جیتنے کے آثار مکمل طور پر ختم ہو چکے ہیں بلکہ سو کالڈ امریکی سپر پاور کا سر اس میں پھنس چکا ہے اب وہ ہاتھ چلاتا ہے تو ہاتھ زخمی کروا بیٹھتا ہے اور پاوں چلاتا ہے تو پاوں زخمی کروا بیٹھتا ہے۔

گذشتہ دنوں بل گیٹس جو کہ مائکروسافٹ کا مالک اور دنیا کا امیر ترین شخص ہے اس نے امریکی نیشنل ہونے کے باوجود بیان دیا کہ چائنا دنیا کا واحد ملک ہے جس سے دنیا کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس نے مزید کہا کے گذشتہ 20 سالوں سے امریکہ نے انٹرنیشنلی کوئی بھی ڈپلومیٹک ویکٹری نہیں لی۔ اس نے مذید کہا کہ دنیا میں وسیع پیاپنے پر روزگار کے نئے مواقع صرف اور صرف چائنا فراہم کر رہا ہے اور امریکہ بتدریج روزگار کے مواقع کم کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ گلوبل وارمنگ کو کم کرنے کے لیے رینیوایبل انرجی میں دنیا میں سب سے بڑا کردار چائنا ادا کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور بہت کچھ۔

امریکہ کے ساتھ چلنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم فیل سٹیٹ کے سٹیٹس تک پہنچ گئے، چائینا کے ساتھ چلنے سے ہم نہ صرف عسکری اور دفاعی لحاظ سے مضبوط ہوئے بلکہ معاشی تو پر بھی دنیا کے سب سے بڑے معاشی پراجیکٹ سی پیک اور چائنہ ون بیلٹ اکنامک پراجیکٹ کا حصہ بھی ہیں

اس پراجیکٹ کی ملکی سطح پر خوبصورتی یہ ہے کہ پاکستانی کی ساری سیاسی جماعتیں، بیوروکریسی اور فوج ایک پیج پر ہیں اور اس پراجیکٹ کی سیگنیٹری ہیں، ان کے آپس میں جتنے بھی اختلافات ہوں یہ سی پیک مخالف بیان نہیں دے سکتے اور پیچھے 7 سے 8 سالوں میں ایک بھی سی پیک سے متعلقہ اختلافی سیاسی بیان نہیں آیا، زیادہ سے زیادہ یہ کہ میں دوسرے سے زیادہ سی پیک کو جانتا ہوں اور بس۔

اللہ کی ذات ہماری بے شمار کوہتائیوں کو باوجود ہم پر بہت مہربان ہے، ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے، یقینا دنیا کی اس بدلتی ہوئی صورتِ حال میں ہمیں کہاں فٹ ہونا ہے ہمیں اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا، یہ جو راہیں ہموار ہوتی چلی جاتی ہیں اس کے پیچھے اللہ کے راز ہیں تو ہمیں اپنے دو چھٹانگ کے ذہن پر اس کے وزن سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے !

شکر اللہ

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقارالاسلام

جلد: 10

عوام سے زیادہ باشعور کوئی نہیں



ایک وقت تھا نوکیا کے علاوہ لوگوں کے پاس موبائل کی آپشنز کم تھی جب نوکیا نے وقت کے ساتھ خود کو اپ ڈیٹ نہیں کیا تو کسی نے اس موبائل کر طرف مڑ کر نہیں دیکھا، انگریزی میں کہا جاتا ہے client is the king اور یہ کنگ ہمیشہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے جو چیز اُس کے معیار پر نہیں اترتی کمپنی جو مرضی کر لے عوام کا فیصلہ نہیں بدل سکتی۔

سیاست بھی اس سے مختلف نہیں ہے، بھٹو کو کوئی نہیں جانتا تھا، اس نے اپنے آپ کو عوام میں متعارف کروایا اور اپنی مقبولیت قائم کی (کچھ لوگ اگر جزوی مقبولیت سمجھتے ہیں اور کچھ کلی، خیر مقبولیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا) اور پھر اس ملک میں بھٹو کی حکومت کا بھی قیام ہوا۔ اسی طرح نواز شریف نے سیاست میں قدم رکھا جیٹ پیک ظاہر ہے سب کو آرمی سے ہی ملتے رہے تو اس بات کو تھوڑی دیر کے لیے الگ رکھتے ہیں) ں واز شریف اور شہباز شریف نے بھی اپنے آپ کو متعارف کروایا اور اپنی مقبولیت

بڑھاتے گئے انہوں نے بھی اپنا ووٹ بینک بنایا (کچھ لوگ اگر جزوی مقبولیت سمجھتے ہیں اور کچھ کلی، خیر مقبولیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا) یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے عروج دیکھ چکی ہے ایک نے اپنی ساکھ مکمل طور پر کھو دی اور دوسری جماعت اپنی ساکھ کو بچانے کے چکروں میں وجہ یہی ہے کہ عوام جس ووٹ کو استعمال کرتے ہوئے ان جماعتوں کے مقبول بنا سکتی ہیں وہی انہیں غیر مقبول بھی بنا سکتی ہیں جیسا کہ واضع طور پر پی پی پی کے ساتھ ہوا اور کسی حد تک نون لیگ کے ساتھ ہوتا نظر آرہا ہے۔

مشرف نے ایک کیو لیگ بھی بنائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کسی کو پتہ ہے کہ سیاسی جماعتوں سے بھی لمبا عرصہ مسلسل حکومت میں رہنے والی کیو لیگ کو آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ یہ عوام سوئی ہوئی نہیں تھی نہ ہی جاہل تھی وہ ان تمام حالات کو قریب سے دیکھ رہی تھی اور اس نے مشرف کی سو کالڈ مقبولیت کا جنازہ نکال دیا۔

اب رہے خان صاحب جی عمران خان نیازی صاحب میری ان کے بارے میں بڑی عجیب سی فیلنگز ہیں جو شاید کسی کو سیاست دان کے بارے میں کبھی نہیں ملی، میں ان کی باتوں پہ ہنستا بھی ہوں، مجھے بعض دفعہ غصہ بھی بڑا آتا ہے، اور بعض دفعہ پیار بھی بہت آتا ہے اور بعض دفعہ تو یقین کریں رونا بھی آجاتا ہے۔

یہ اکثر کہتے ہیں کہ عوام جاہل ہے، عوام سوئی ہوئی ہے عوام یہ ہے اور عوام وہ ہے، اسی عوام نے آپ کو کے پی کے میں حکومت دی تو کیا صرف کے پی کے کی عوام پڑھی لکھی ہے، اور جاگی ہوئی بھی ہے اور جاہل بھی نہیں ہے اور باقی سارا پاکستان جاہل۔ خدا کے لیے ایسی سوچ سے باہر نکلیں۔

آپ نے لاہور میں بہت اچھا پرفارم کیا مجھے 60 اور 40 کا مارجن لگ رہا تھا مگر پی ٹی آئی توقعات سے کہیں بہتر کھیلی جس کی خوشی ہے، اب جتنے مارجن سے پی ٹی آئی ہاری ہے اسے اس پر فوکس کرکے مزید محنت کرنی چاہیے بجائے یہ کہ اپنی تھکی ہوئی فلاسفی پیش کر کرکے اپنے ہی ووٹ ضائع کرنے کی۔

کوئی انسان کامل نہیں ہوتا ہر کسی میں خامیاں ہوتی ہے، اور اپنی خامیوں کا احاطہ نہ کرنے والے نقصان اُٹھاتے ہیں، اور یہی وہ مارجن ہے جو پی ٹی آئی کھو بیٹھتی ہے۔

خان صاحب کو کرکٹ کی ہی مثال دیتے ہیں، ہر بال پر چھکا نہ ماریں جہاں سنگ ڈبل سکور کی ضرورت ہو وہاں سنگ ڈبل بھی لے لینے چاہیں۔ مگر سچ میں رونا آتا ہے آپ کی صف میں کچھ چھکے ایسے ہیں جو آپ کو کبھی سنگل ڈبل نہیں لینے دیتے ہمیشہ بڑی شاٹ مرواتے ہیں اور آپ کی وکٹ اُڑوا دیتے ہیں۔

عوام چاہے آپ کو ووٹ دیتی ہے یا نہیں دیتی آپ کی عزت دل سے کرتی ہے بطور سیاست دان بھی اور بطور کرکٹ چیمپین اور سماجی اور فلاحی کارکن کے بھی۔ عوام کو جاہل کہ کر ان کے جذبات کا جنازہ نہ نکالا کریں۔

عوام کی جہالت کا چھوڑیں اپنی جماعت کے اندر کی جہالت کا خاتمہ کریں جو آپ کو ایک سطح سے اوپر نہیں آنے دے رہی۔

پاکستان زندہ باد، پاکستانی عوام زندہ بعد

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

"باندر کلا"



یہ ایک کھیل ہے اس میں چند بچے شامل ہوتے ہیں۔ میدان میں ایک لکڑی کا چھوٹا سا نوکدار ٹکڑا گاڑ دیا جاتا ہے جس کو "کِلا" کہتے ہیں۔ اس کلے کے ساتھ تقریباً دو گز کی رسی باندھ دی جاتی ہے۔ رسی کا دوسرا سرا کسی ایک بچے کو تھما دیا جاتا ہے جسے "باندر" کہتے ہیں۔ سب بچے اپنی چپلیں، جوتیاں اور شوز وغیرہ اتار کر اس "کلے" کے ارد گرد رکھ دیتے ہیں۔

لو جی کھیل شروع ہوا چاہتا ہے۔

سب بچوں نے ملکر جوتیاں اٹھانی ہیں مگر باندر سے بچ کر کہ وہ کسی بچے کو ہاتھ نہ لگا دے ورنہ اس بچے کو باندر بننا پڑتا ہے۔ باندر کو رسی پکڑے ہوئے ہی کسی بچے کو ہاتھ لگانا ہوتا ہے۔ پہلی جوتی کو اٹھانا مشکل ہوتا ہے۔ جو نہی کسی طریقہ سے پہلی جوتی کو اٹھایا جاتا ہے باندر کا رنگ بدلنا شروع ہو جاتا ہے یعنی اس کو اپنی شامت قریب دکھائی دینا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر اس دوران باندر رسی چھوڑ دے یا اس سے چھوٹ جائے تو بچوں کے ہاتھوں میں موجود اٹھائی ہوئی جوتیاں اس باندر کو زور زور سے پڑنا شروع ہوتی ہیں ورنہ کھیل جاری رہتا ہے۔ بچے دھوکہ دے کر جوتیاں اٹھاتے جاتے ہیں یعنی ایک بچہ بھاگ کر آتا ہے تو اس کو ھاتھ لگانے کے لیے باندر رسی کو پکڑے ہوئے اس کی جانب بڑھتا ہے مگر وہ دھوکہ دے کر دائیں بائیں ہو جاتا ہے اور اسی دوران دوسری سمت سے آنے والا بچہ قریب آ کر دو تین جوتیاں اٹھا کر دور چلا جاتا ہے۔

جب تمام جوتیاں اٹھالی جاتی ہیں تو ایک مقررہ جگہ "پینڈا" کی طرف باندر نے بھاگ کر اپنی جان بچانا ہوتی ہے ورنہ اس پر جوتیوں کی مسلسل بارش ہوتی ہے اور اس زور سے جوتیاں اس بچارے کو پڑتی ہیں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں کیونکہ جوتیوں میں بعض اوقات پشاوری چپل تک ہوتے ہیں۔

کچھ بچے باندر کی تواضع کرنے کے لیے "پینڈا" کے راستے میں ہی خود کو تعینات کر لیتے ہیں۔ جو نہی باندر ان کی رینج میں آتا ہے اسکی خوب خاطر ومدارت کرتے ہیں۔

اتنا پر تشدد کھیل نجانے بچے کیوں کھیلتے ہیں؟

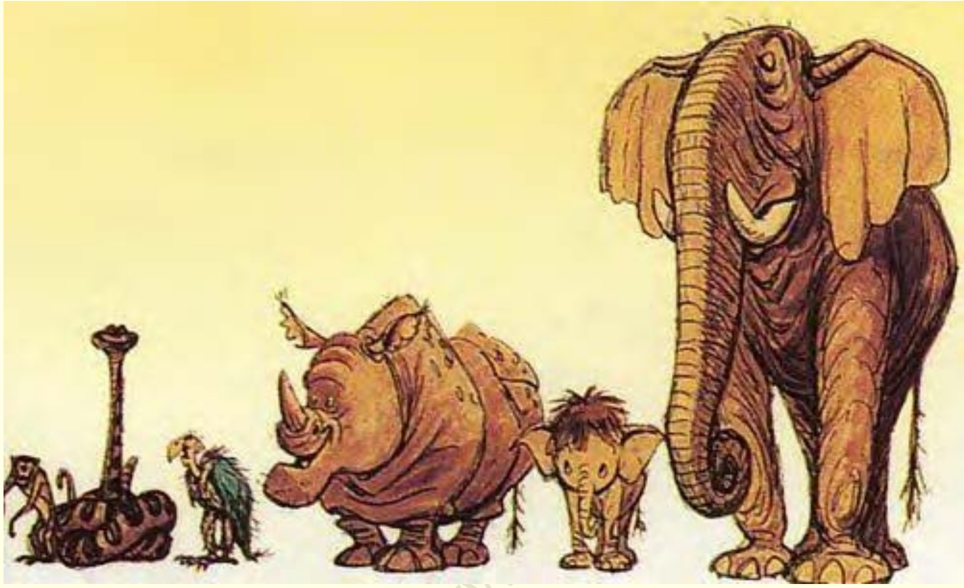
پاکستانی سیاست کا حال بھی ایسا ہی ہے، میاں صاحب رسی چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں اور عدالت کی جوتیاں انہیں زور زور سے پڑ رہی ہیں۔ اب میاں صاحب پوری کوشش کریں گے کہ کسی طرح "پینڈا" کی طرف بھاگ کر اپنی جان بچالی جائے؟

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

جنگل کا بھی کوئی قانون ہوتا ہے۔



اسلام کا جب آغاز ہوا تو ایک سے بڑھ کر ایک تکلیف راستے میں حال ہوئی۔ خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات اور صحابہ کرام نے بہت سی مشکلوں کا سامنا کیا، پھر کئی غزوات بھی ہوئے، بحث و تکرار بھی رہی معاہدے بھی ہوئے یہ حق اور باطل کی لڑائی تھی اسلام جن سے لڑ رہا تھا وہی اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے اس عمل کے پیچھے اللہ کے راز تو اپنی جگہ تھے مگر جو حکمتِ عملی تھی اس کی مثال بھی دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ اسلام نے خود کو سچ اور حق بات سے منوایا، صبر مسلسل کی مثالیں قائم کی، اخلاق کے اعلی معیار قائم کیے، کھلے عام معافی اور در گزر سے کام لیا گیا۔ اسلام نے کہیں پر پر سنل ہونا نہیں سکھایا، توہین آمیز فقرے نہیں کسے، غیر عسکری جان و مال، درختوں، جانورں، باغوں اور کھیتوں کو نقصان نہیں پہنچایا۔

اسلامی معاشرے کو سب سے پہلے اعلیٰ مہذب معاشرہ بنانے کی ایسی مثال قائم کی گئی جو دنیا نے پہلے کہیں نہیں دیکھی تھی۔ معاشرے کا خدوخال ایسا تھا کہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے چلے جاتے تھے۔

زمانہ جہالت کے جس معاشرتی و سماجی ماحول کو اسلام نے دفن کیا تھا ہم نے اپنے ارد گرد وہی ماحول دوبارہ پیدا کر لیا ہے۔ عملی طور پر ہم اخلاقی اور سماجی گراوٹ کا شکار ہیں۔ ان کے پاس کچھ نہیں تھا مگر وہ شکر کرتے نہیں تھکتے تھے، ہمارے پاس سب کچھ ہے اور ہم شکوہ کرتے نہیں تھکتے۔

جن برائیوں کو اسلام ختم کرنے کے لیے آیا تھا وہی برائیں ہم نے اپنے اندر پیدا کر لی ہے۔ جھوٹ ہم بولتے ہیں، غیبت ہم کرتے ہیں، ملاوٹ ہم کرتے ہیں، رشوت کا بازار ہمارے معاشرے میں گرم ہے، حیا کی چادر ہم نے نہیں سنبھالی، رشتہ داروں کو ہم شریک سمجھتے ہیں، ہمسایوں سے ہماری روش رہتی ہے، دوستوں پہ ہم اعتبار نہیں کرتے۔ شائید کوئی ایسی برائی ہو جس سے اسلام روکتا ہے اور ہمارے معاشرے نے اسے اُڑھنا بچھونا نہ بنایا ہو۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کو تعمیر نو کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمارے مسائل کیا ہے، ہمیں پتا ہے ہم کس طرف جا رہے ہیں ہمیں پتا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے مگر ہم اتنے کمزور ہو چکتے ہیں۔ کہ سب جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتے۔

اللہ فرماتا ہے تم پہ جو مشکل آتی ہے تو تمہاری شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہے اور جو تمھیں نعمت ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ ہم اپنی ساری مشکلوں کی وجہ صرف اور صرف خود ہیں۔ جنگل کے بھی کوئی قانون ہوتے ہیں، ہمارے پتا نہیں کیا قانون ہیں۔

ہم توقع کرتے ہیں راتوں رات سب ٹھیک ہو جائے، مگر جب خود کو ٹھیک کرنے کی بات آتی ہے تو ہم منہ موڑ لیتے ہیں۔ ہمیں انفرادی سطح پر خود کو ٹھیک کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ ہمیں تو ایسی جماعت بنایا گیا تھا جس کہ پہچان کہ تھی کہ برائیوں سے روکتی تھی اور نیکی کی ترغیب دیتی تھی۔ ہمیں تو اب اپنے اندا ایک جماعت چاہیے جو برائی سے روکے اور نیکی کی ترغیب دے۔ ہم بہت کمزور ہو چکے ہیں مگر ہم میں ایک دوسرے پر انگلیاں اُٹھانے اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کی تو پوری طاقت ہے مگر اپنا انفرادی احاطہ کرنے کا حوصلہ نہیں۔

احساس جانوروں میں بھی ہوتا ہے، خدا جانے ہمارے احساس کا جانور کس جنگل میں ہے

اے اللہ ہماری آنکھیں کھول ہم دیکھ نہیں سکتے، اے اللہ ہمارے کان بند ہیں سن نہیں سکتے، اے اللہ ہماری زبانیں گونگی ہیں ہم بول نہیں سکتے، اے اللہ ہمارے دل مردہ ہیں کچھ محسوس نہیں کر سکتے۔ اے اللہ ہم بہت سے راستوں میں بھٹکے ہوئے ہیں ہمیں

ہدایت کا راستہ دیکھا۔ ہم ہر سطح پر بکھرے ہوئے ہیں ہمیں ایک کر۔ ہم کمزور ہو چکے ہیں ہمیں مضبوط کر، ہم صبر نہیں کرتے ہمیں صبر کرنے والا بنا ہم شکر نہیں کرتے ہمیں شکر کرنے والا بنا۔ یا اللہ ہم سے ہماری برائیوں کو دور کر ہمیں فلاح کا رستہ دیکھا۔ امین

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

اللہ کے بندے



اللہ اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر سب اللہ کے ہی بندے ہیں دنیا کا گناہ گار ترین شخص بھی اس کے رحمت کے دائرے سے باہر نہیں، جب بھی وہ توبہ کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ کی رحمت اسے بھی اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ دنیا کا نیک ترین انسان بھی اگر خدا کے شرک کا مرتکب ہو جائے یا اس کی رحمت کا منکر ہو جائے یا مغرور اور متکبر ہو جائے تو اُس کی ساری زندگی جو راہِ راست پہ گذری ہو اسے بچا نہیں سکتی۔ اللہ کی رحمت سب پر برس رہی ہے کون کیس وقت اس کا فضل حاصل کر لیتے ہے اور کون کس وقت اس کے فضل سے باہر ہو جاتا ہے، اس کا راز بھی اللہ ہی جانتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ اختلافِ رائے انسان کا حق ہے مگر اپنی انا کی تسکین کے لیے اس حد تک نہیں جانا چاہیے کہ ہم حضرتِ انسان کی حرمت کے تقدس کو بھی پامال کرتے چلے جائیں۔ انسانوں کے انسانوں پر حقوق بہت زیادہ ہیں یہ بھی انسان کا انسان پر حق ہے کہ اس کے

حق میں مغفرت کی دعا کیا جائے اور اسے حق کی طرف بلانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ انسان پر تو جانوروں کا بھی حق کی کہ ان کی حرمت کا بھی خیال رکھا جائے، پھر نا جانے کیوں انسان انسان کی عزت نفس کے ساتھ کھیل جاتا ہے۔ ہمیں کم سے کم اس بات کا خیال ضروت رکھنا چاہیے کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ طائف کے لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لہو لہان کر دیا مگر اُن کے لب سے بد دعا نہیں نکلی ہم اُسی رحمت اللعالمین کے پیروکار ہیں۔

تصنیف : بیسٹ لائف نوٹس

مصنف : میاں وقار الاسلام

جلد : 10

اسلام کی معراج کا دور



جب اسلامی شریعت کو رائج کرنے کی بات آتی ہے، سب سے پہلے تو کاروباری اور سیاسی دیوتا اس کی رہ میں رکاوٹ بنتے ہیں کیوں کہ اس سے انہیں دونوں طبقات کا سب سے زیادہ نقصان ہوتا ہے، کاروبار والوں کو کاروبار خطرے میں نظر آتا ہے اور سیاست دانوں کو سیاست خطرے میں نظر آتی یہ اس لیے کہ دونوں کی اصول اسلام پر مبنی نہیں ہیں اور انہیں شریعت کے رائج ہونے سے باہمی ٹکراؤ کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔

دوسری طرف ہمارے فرقہ پرست لوگوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ اگر شریعت کبھی رائج بھی ہو تو اسلام کی شریعت رائج نہ ہو بلکہ ان کے فرقے کی شریعت رائج ہو، کیوں کے اگر صحیح معانوں میں اسلام کی شریعت رائج ہو جائے تو تمام فرقوں کو اپنے اپنے بچاؤ کی جنگ لڑنی پڑ جائے گی سو انہیں بھی شریعت کے رائج ہونے سے باہمی ٹکراؤ کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔

اسی لیے شریعت کو ہی مشکل بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے جب کہ مشکل شریعت کی طرف سے نہیں بلکہ مشکل انہیں طبقات کی طرف سے ہے جو شریعت کو رائج نہیں ہونے دینا چاہتے۔

پھر مثال دی جاتی ہے کہ وہ پرانا دور تھا، لوگ پہاڑوں میں رہتے تھے، گھوڑوں پر سواری کرتے تھے اور جنگی ساز وسامان بھی پرانی نوعیت تھا، اور اسلامی سزائیں انتہائی سخت تھیں ان کو رائج کرنا آج کے دور میں بہت مشکل ہے اور اس طرح کی ہزاروں باتیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف شریعت سے جان چھڑانے کے بہانے ہیں، حالانکہ شریعت ان کی جانوں پر ظلم نہیں کرتی بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

گھوڑوں اور نیزوں کا دور اسلام کی معراج کا دور تھا، معاشرے انصاف پر قائم تھے، پوری دنیا میں اسلام کا رعب تھا۔ وہ دور ہمارے لیئے مشعل راہ ہے اور وہ ایک اعلی ترین دور تھا، اس وقت کے گھوڑے آج کے میزائل اور ٹائم بم سے زیادہ رعب رکھتے تھے اس وقت کے مسلمان اعلی ترین مسلمان تھے جہنوں نے دنیا میں دین کی حاکمیت قائم کی اور اپنا روعب برقرار رکھا! جنگیں صرف فوجی اسلحے اور بارود سے نہیں بلکہ جذبے سے جیتی جاتی ہیں۔ اس وقت کے منصف اعلی منصف تھے۔ اس دور کی سنہری بنادیں کامیاب معاشرے کی روح تھیں۔ وہ سنہرا دور جہالت کا دور نہیں تھا بلکہ آج کا دور جس کی روشنیوں سے آنکھیں اندھی ہوتی جارہی ہیں یہ جہالت کا دور ہے اور اس کی جہالت کو دور کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اس سنہرے دور کے کامیاب اصول اس جدید دور میں رائج کیے جائیں۔ انہیں اصولوں پہ اسلام نے ترقی کی تھی اور جب سے وہ اصول ختم کیے گئے ہیں اسلام ایک قدم آگے نہیں بڑھا۔ ہم تعداد میں زیادہ سے زیادہ ہوتے گئے ہیں اور ہمارا روعب بڑھنے کی بجائے گھٹتا گیا ہے۔

ہم نے قران اور سنت کو پیچھے رکھ کر دیکھ لیا ہے، پوری دنیا کی ترقی کی کسی دوڑ میں ہم شامل نہیں ہیں۔ جب کہ قران اور سنت ہمیں جدید دور کی طرف لے کر جاتی ہے، اللہ فرماتا ہے کہ اپنے گھوڑے تیار رکھو، اس سے مراد جانور نہیں بلکہ جو بھی جنگی ساز و سامان ہوسکے چاہے آج کے مزائل ہوں یا پھر بم، اسی طرح اللہ فرماتا ہے کہ آسمان کی حدوں سے آگے نکل جاؤ اور زور کے سوا تو تم نکل نہیں سکتے۔ اسلام ہمیں نئی سے نئی چیزیں مسخر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس کی کئی مثالیں قران وحدیث میں پڑھی جا سکتی ہیں۔

شریعت کے جدید اصول اپنانے کی وجہ سے ہی اسلام پوری دنیا میں غالب آیا تھا، اور شریعت کو پشت پیچھے ڈالنے کی وجہ سے ہی ہم مغلوب ہوئے اور ہمارے لوگ اپنے اپنے ملکوں میں مغلوب ہوگئے یہاں تک کہ ہم اپنے خاندان اور اپنے گھر میں بھی مغلوب ہیں، ہمیں ہر سطح پر غالب آنے کے لیے پھر سے شریعت کے معراج کی طرف سفر جاری کرنا پڑے گا اس کے علاوہ جتنے بھی راستے

ہیں وہ دھوکے کا سامان ہے اور باطل کو مضبوط اور خود کو کمزور کرنے کی کھلی راہ ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت دے کہ ہم اس کی دی ہوئی ہدایت کو رائج کر سکیں۔ امین۔ دعا گو میاں وقار الاسلام

تصنیف: بیسٹ لائف نوٹس

مصنف: میاں وقار الاسلام

جلد: 10

BEST LIFE NOTES

FROM MY READING, LISTING & LEARNING

VOL. 10

بیسٹ لائف نوٹس

www.mianwaqar.com/bestlifenotes

لائف بیسٹ نوٹس لائف بیسٹ نوٹس اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں میری زندگی کے بہترین نوٹس کی کولیکشن ہے۔ کچھ نوٹس قرانِ مجید کے بارے میں ہیں یعنی جب میں قران پہلی دفعہ پڑھا تو کیا محسوس کیا اور بار بار پڑھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچا۔ پھر کچھ نوٹس حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے ہیں، کچھ انؐ کی زندگی کے اہم پہلوؤں پر اور کچھ انؐ کے آخری خطبہ کے بارے میں۔ اسی طرح قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات پر کچھ نوٹس میں اور کچھ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے حالات وواقعات پر شامل کیا ہے۔ پھر کچھ مولانا رومی کی حکایتیں اور کچھ دیگر مثالیں وغیرہ جن سے زندگی کے رہنما اصول ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک واقعہ مرحوم اشفاق احمد صاحب کی کتاب زاویہ سے بھی لیا گیا ہے۔ کچھ نوٹس میرے پروفیشن اور بزنس کے حوالے سے ہیں، جو میں نے مختلف شخصیات کے ساتھ کام کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کئے تاکہ انہیں مزید لوگوں کی رہنمائی کے لئے سامنے لایا جاسکے۔ اسی طرح کچھ نوٹس کا تعلق میرے ادبی اور تعلیمی سفر سے ہے، جو آج بھی میری رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ نوٹس کا تعلق پاکستان کے تاریخی، معاشی اور سیاسی پس منظر سے ہے۔ جن میں گوادر سی پورٹ، پاک چین اکنامک کوریڈور، پاک چین سیاسی، عسکری اور معاشی تعلقات اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل کے اہم ترقیاتی منصوبوں وغیرہ کی تفصیل شامل ہے۔ ان میں سے اکثر نوٹس، میری گوادر سے متعلقہ اہم پبلیکیشنز سے ہے۔ بیسٹ لائف نوٹس میری اردو کی چوتھی کتاب ہے اس کے آخری حصے میں میری گذشتہ اردو پبلیکیشنز میں سے کچھ نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔



BY **MIAN WAQAR UL ISLAM**